هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب

الحمد للہ المنعم المنان کہ درین زمان میمنت اقتران و آوان مسرت اقتران جلد اول

کتاب آیات محکمات

سنہ ۱۳۴۴ھ

جواب آیات بینات

تصنیف منیف عالیجناب فضائل مآب فواضل اکتساب شمع دودمان عالی نسبی گل بوستان والا حسبی محرز الشرفین جامع الفخرین
البحرین کل دانش و بینش جناب مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس اٹاوہ دام اقبالہم العالی بدوام الایام واللیالی

باہتمام تام کمترین انام احقر العباد محمد عابد مالک و مہتمم مطبع بماہ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء

در نظامی پریس و فوٹو زیر اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

اس کتاب

کی

عظمت و خوبی یہی ہے کہ اسکے

بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف جناب

سرکار شریعتمدار صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین حجۃ

علی الجاحدین نجم الملۃ والدین سلطان الفقہاء والمتکلمین

یعسوب العلماء والمجتہدین مولانا مولوی السید

ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہم العالی نے

ملاحظہ فرمایا

اور

پسند کیا

فہرست مضامین آیات محکمات جلد اوّل

مسئلۂ فضیلت صحابہ

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین وشفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین المنتجبین واصحابہ المکرمین اما بعد احقر زمن سید امیر حسن ابن سید ضامن علی صاحب غفر اللہ ذنوبہما اپنے برادران اسلامی کی خدمات بابرکات مین عرض پرداز ہے کہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب برادر بزرگ جناب مولوی سید مہدی علی صاحب قبلہ المخاطب بہ نواب محسن الملک مرحوم نے اپنا خاندانی اور آبائی مذہب امامیہ اثنا عشریہ ترک کرکے اپنی کسی خاص مصلحت سے مذہب اہلسنت والجماعت اختیار کرلیا تھا۔ اور بعد تبدیل مذہب ایک کتاب مسمّی بہ **آیات بینات** جسمین بدانست خود مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ابطال اور مذہب اہلسنت کی حقانیت کا اثبات نہایت شد و مد کے ساتھ کیا ہے تالیف فرمائی تھی جو بعد اشاعت اُن حضرات کی نظرمین بڑی قدر و منزلت سے دیکھی گئی۔ عوام الناس کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ شیعون کا مذہب خود اُنھین کی کتب سے باطل کردیا ہے چونکہ جناب ممدوح نے وجہ تبدیل مذہب یہ تحریر فرمائی ہے کہ:۔

"مین نے دونون مذاہب کے اُصول پرغور کرنے کے بعد مذہب اہلسنت والجماعت کو مطابق کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے اور مذہب امامیہ کو اسکے خلاف پاکر سچا مذہب اہلسنت والجماعت کا اختیار کیا"

لہذا مین نے اُسکو بہت ذوق وشوق سے پڑھا اور اُن دلائل عقلی وشواہد نقلی کو جن کی بنا پر جناب موصوف نے

بجاے خود مذہب اہلسنت کو مطابق کلام آلہی اور احادیث نبوی کے سچا بتایا ہے۔ نظر تعمق سے دیکھا۔ لیکن دو چار ہی ورق پڑھنے سے یہ امر منکشف ہوگیا کہ جناب ممدوح راہ تحقیق مین صراط مستقیم سے کوسوں دور رہے ہین، اور علمائے کرام فضلائے عظام و مجتہدین متقدمین اہلسنت کے کلام و اقوال پر پردہ ڈال کر علمائے متاخرین کے ہمرنگ ہوگئے ہین۔ اور روایات و احادیث غیر معتبرہ سے استدلال کرکے اپنی لسانی اور جادو بیانی سے خار کو گل اور گل کو خار سے تعبیر کرکے گلشن مضامین کو نوبنوشگوفون اور رنگ برنگ پھولون سے زینت دے کر برادران اہلسنت کو ایک سبز باغ دکھا کر نہال کر دیا ہے۔ جسکو پڑھکر اور سنکر اُن کے دل و دماغ ایسے شگفتہ ہوے کہ پھولون نہ سمائے حالانکہ کتاب مذکور نفس تحقیق سے قطعاً مُبرا اور اصل مقصد سے از ابتدا تا انتہا معرا ہے۔ اِس صورت مین ہمارے بھائیون کا باغ باغ ہونا مثل اُس پیاسے کے ہے جسکو سراب پر پانی کا دھوکا ہوا ہو۔ جیسا کہ خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

"وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ — اور جو لوگ کافر ہوگئے اُن کے اعمال ایسے ہین جیسے کہ
يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ — چٹیل میدان مین چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا اُسکو پانی خیال
لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا (پ ۱۸ ع ۱۱) — کرتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس پہنچا ہے تو اُسکو کوئی چیز نہین پاتا"

پس خوش بیانی اور طلاقت لسانی اور چیز ہے اور دعوے کا ثبوت شئے دیگر ہے

معنی کی فکر چاہیے صورت سے کیا حصول — کیا فائدہ ہے موج اگر ہو سراب مین

اگرچہ ارباب علم و فضل کی نگاہ مین اِس کتاب کی وقعت و منزلت جیسی کچھ ہوگی ظاہر ہے مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ مبادا اُس کے دیکھنے اور سُننے سے عوام کالانعام کے عقائد پر بُرا اثر پڑے لہذا بفحواے شعر

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — وگر خاموش بنشینم گناہ است

مین نے قصد کیا کہ جناب بھائی صاحب مرحوم و مغفور نے جو محض اپنی تحریر و تقریر کے زور سے بظاہر مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور سچا بتایا ہے اُس کی اصل حقیقت کا انکشاف خود انھین کی کتب معتبرہ سے

کرد ون۔ نیز احکام خدا و رسول کا جاہلون اور ناواقف بندون تک پہنچانا بہترین اعمال بلکہ ازجملہ واجبات ہر

کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و — اور تم مین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو (لوگون کو) نیک کامون

یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ط — کیطرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور برے کامون سے منع کرے اور

واولئک ھم المفلحون ٥ پ ۴۔ س آل عمران۔ ع ۱۱ — ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچینگے۔

اگر ہدایت ونصیحت سے ایک شخص بھی ہدایت پاگیا تو گویا کل اشخاص ہدایت یافتہ ہوگئے کما قال اللہ تعالیٰ

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا — اور جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا تو گویا اسنے کل آدمیون

(پ ۶۔ س مائدہ ع ۵) — کو زندہ کردیا۔

چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:۔

"سب سے افضل عمل یہ ہے کہ جو شخص کسی نفس کو گمراہی سے راہ راست پر لے آئے تو یہ سمجھا جائے گا کہ گویا کل

آدمیون کو راہ راست پر لے آیا (مقبول ترجمہ)

اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین منقول ہے کہ

"حق سبحانہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اے موسیٰ اگر تم ایک شخص کو جو بہک گیا

ہو سیدھی راہ بتادو تو یہ عمل تمہارا "سو برس کی عبادت سے بہتر ہے"۔

اگرچہ مین اس قابل نہ تھا کہ اس بارگران کو اٹھا سکتا مگر خدائے عزوجل کی توفیق اور اسکی مدد پر بھروسہ

کرکے اس دریائے ناپیداکنار مین شناوری کرتا ہون اور اسکے فضل وکرم سے متوقع ہون کہ ساحل مراد پر پہنچونگا ٥

درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا — دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسیٰہا

ہرچند کہ اس سے پہلے علم مناظرہ مین بہت سے رسالے اور کتابین تالیف ہوچکی ہین جو ایک سے ایک بہتر ہے

مگر افسوس کہ اس زمانے مین بسبب انحطاط علوم عربی وفارسی عوام الناس عموماً اور طلبا خصوصاً ان کے سمجھنے سے

قاصر ہین۔ اِسلئے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے مضامین زبانِ اُردو مین لکھے جایئن اور اُن کی ترتیب و توضیح اِس نوع سے کیجائے جو قریب الفہم ہو۔ نیز طرز بیان درشت و سخت نہ ہو۔ اگرچہ اِس تالیف سے میرا مقصود اپنے ناواقف بھائیون کی حفاظت ہے؛ لیکن اگر غیر مذہب کے اصحاب بھی اِس کو ملاحظہ فرمائین اور مذہبی تعصب چھوڑ کر انصاف کی نظر سے اُن روایات و احادیث و تفاسیر پر جو کتب مقبولہ اہلسنت و الجماعت سے درج کئے گئے ہین غور کرین تو اِن حضرات پر مثل آفتاب نصف النہار روشن ہوجائے گا کہ جس مذہب کو اپنے نزدیک سچا سمجھے ہوئے ہین وہ راہِ حق سے کسقدر دُور ہے۔ اور اب تک دیدہ و دانستہ کس غلطی مین پڑے ہوئے ہین ۔ اگر بعد امتیاز حق و باطل بھی راہ راست اختیار نہ کرین تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ آیۂ کریمہ

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا ما تذکرون ۞
(پ ۸ ۔ س اعراف ۔ ع ۱)

(اے بندو!) جو کچھ تمھارے رب کے پاس سے تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو اور خدا کو چھوڑ کر اور یارون کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

سے اعراض کرکے بفحواے آیہ شریفہ :۔

اِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی آثَارِهِم مُّقْتَدُوْنَ ۞

ہم نے اپنے بزرگون کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم اُنھین کے نشانات کی پیروی کرینگے ۔

اپنے بزرگون ہی کی تقلید کرتے ہین ۔ اور اپنے اُنھین علما ہی کی نصیحت پر چلتے ہین جو خلاف احکام خدا و رسولؐ ہدایت کرتے ہین ۔

اگرچہ **آیات محکمات** کا بہت سا حصہ بھائی صاحب مرحوم کے زمانہ حیات ہی مین منضبط ہو چکا تھا اور مرحوم سماعت بھی فرما چکے تھے۔ مگر بوجہ عدیم الفرصتی اسکی تکمیل نہو سکی۔ اِس عرصہ مین جسقدر اجزا تیار ہوے ہین انکا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکی تکمیل مین ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔ مگر چونکہ میرے عزیز و اقربا۔ اور دوست احباب **آیات محکمات** کے منظرِ عام پر آنیکے ایک مُدت دراز سے مشتاق ہین۔ اِسلئے مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر

اجزا اس وقت تیار رہین وہ شائقین کے سامنے پیش کردیے جائین۔ لہذا جلد اول ہدیۂ ناظرین ہے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات مستعار باقی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شایع کیے جائینگے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس حقیر و ناچیز کے عمل کو قبول فرما کر گناہون کو عفو فرمائے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِینَ یَوْمَ یَقُومُ الْحِسَابُ بحق

محمد و آلہ الائمۃ الامجاد

قال ہم نے آیات بینات

قال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَحَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

بعد حمد اور صلوٰۃ کے جاننا چاہیئے کہ خداے عزوجل نے ہماری ہدایت کیواسطے اپنا محبوب پیغمبر بھیجا اور اپنا خاص کلام اُسپر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اسکے ہاتھ مین دیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک اور کفر کی تاریکی سے نکالکر ہمارے دلون کو نور ایمان سے روشن کیا پس ایمان اور اسلام ایک ایسی اُس کی نعمت ہے کہ ہم اُسکا شکر ادا نہین کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان اکثر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے پھر تاریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالدیا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جس کی نسبت ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پس ہم لوگون کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپکو ناجی سمجھنا نچاہیئے بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ جو شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف اپنی نجات کی امید پر خدا کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور عناد کو دخل نہ دے وہ حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی مین پڑا رکھے۔ ہان جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور سواے مجادلے اور مکابرے کے اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین و مذہب کی تقلید اسیچ جانتا ہو اور انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون کہتا ہو وہ بے شک اپنی گمراہی مین پڑا رہے گا اور اپنے دل کو باطل عقیدون سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکے گا۔

اقوال

اے بحرِ کرم گوہرِ مطلوب عطا کر — آنکھون کو مرے گریۂ یعقوب عطا کر

جو حسن مین یوسف ہو وہ محبوب عطا کر — دُر ریز زبان ذہن خوش اسلوب عطا کر

جب بکر کرون گوہرِ مطلب نظر آئے

سینہ دُرِ مضمون سے لبالب نظر آئے

مذہب امامیہ متمسک بحدیث ثقلین ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ کہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ صراط مستقیم پر ہے اور اپنے مذہب کو تحقیقاً حق جانتا ہے نہ کہ تقلیداً۔ کیونکہ اس مذہب کے اُصول دین تحقیق عقلی اور آیات قرآنی واحادیث نبوی پر مبنی ہین جسکی تشریح آگے ہوگی۔ اسی بنا پر وہ اپنے آپ کو ناجی سمجھتا ہے۔ پس جبکہ اس مذہب کے اُصول دین کا تقلید آبا پر حصر ہی نہین ہے تو فرقہ شیعہ آیہ

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم مقتدون ط (پ ۲۵ - س زخرف ع ۲) — بتحقیق ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم تو انھین کے قدم بقدم چلے جائینگے

کا مصداق نہین ہوسکتا البتہ یہ قول فرقہ اہلسنت والجماعت پر صادق آتا ہے اسلئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد اُن حضرات کی پیروی پر ہے جنھون نے قرآن وحدیث کی بیجا تاویلات پر دین و مذہب قائم کرلیا تھا حالانکہ ایسے لوگون کی تقلید عین ضلالت ہے نہ کہ ہدایت۔ چنانچہ حسب عقیدہ اہلسنت آپنے کل اُمت کو صلوۃ مین داخل کرلیا حالانکہ نہ تو کل امت خیر اُمت ہے اور نہ وعدہ مغفرت الٰہی مین شامل۔ اسلئے کہ اس اُمت مین ناکثین۔ ضالین۔ فاسقین۔ فاجرین۔ منافقین ظالمین بھی شامل ہین۔ بلکہ بیشتر تو ایسے بدترین تھے جنکی نظیر اُمم سابقہ مین بھی نہ مل سکے گی۔ اس صورت مین وہ لوگ حسب احکام خدا ورسول مستوجب شماتت وملامت ہین نہ کہ مستحق رحمت ومغفرت۔ قولہ تعالی:۔

ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم ۔ بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین ۔

اسلام مین تہتر فرقے کیون ہوے

اگر آپ کو تحقیق حق مطلوب ہوتی تو اول اس امر کی طرف توجہ فرماتے کہ جب بعد بعثت رسالت و نبوت آفتاب دین اسلام کمال پر پہونچکر اپنے نور سے تمام عالم کو روشن اور منور کر چکا اُس کی تکمیل مین حق سبحانہ تعالی نے آیۂ کریمہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ مائدہ ع ۱) آج مین نے تمھارا دین تمھارے لئے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا ۔

نازل فرما چکا تو پھر کیا سبب ہوا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ہی اُس دین برحق مین نہ صرف زوال اور انحطاط ہوا بلکہ بقول آپ کے جسکو ہم بھی مانتے ہین ایسا تفرقہ پڑا کہ اہل اسلام مین تہتر فرقے گمراہ ہو گئے ۔ پس جو شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف نجات کی اُمید پر خدا کی کتاب دیکھے اور تعصب و عناد کو دخل نہ دے تو ممکن ہی نہین کہ وہ اس کُنہ کو نہ پہونچے اور حق و باطل مین امتیاز نہ کر سکے جیسا کہ باری تعالی فرماتا ہے ۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلنا و ان اللہ لمع المحسنین (پ ۲۱ عنکبوت ع ۷) اور جو ہمارے (دین کے) بارے مین کوشش کرینگے ہم اُن کو ضرور بالضرور اپنا راستہ دکھلا دینگے اور اللہ ضرور نیکی کرنے والونکے ساتھ ہے ۔

ہان جو شخص حقیقت مین سچائی کا طالب ہی نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار ہو اور مجادلے اور مکابرے کے سوا اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین ہی کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور حسبنا ما وجدنا علیہ آبائنا کے سوا دوسرا وظیفہ نہ ہو اور اپنے علما ہی کے اقوال کو بمنزلہ آیت و حدیث سمجھتا ہو وہ بیشک جہالت و ضلالت مین پڑا رہے گا اور کبھی اپنے دل کو باطل عقیدون سے پاک و صاف نہ کر سکے گا ۔ چنانچہ ہم انشاءاللہ کتب اہلسنت سے بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ ثابت کرینگے کہ تہتر فرقون کی گمراہی کے باعث کون حضرات ہوے ۔

قال

بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفراللہ ذنوبہ اپنے بھائیون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانون کے دو مذہب زیادہ جاری ہین۔ ایک اہل سنت والجماعت۔ دوسرا امامیہ۔ دونون اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہین اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہین۔ ہزارون کتابین تالیف ہوگئین اور صدہا رسالے تحریر ہو گئے مگر یہ جھگڑا اب تک طے نہ ہوا جسکا جو عقیدہ تھا وہ اُسپر قائم رہا۔ بہت کم ایسے ہین جنھون نے حق پر نظر کرکے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لیئے اختیار کیا ہو لیکن مین اپنے خدائے عزّ وجل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہون کہ مین اُن چند آدمیون مین سے ہون جنھون نے اپنی نجات کی اُمید پر دونون مذہب کے اُصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اسکے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے اور تمام کنبے وقبیلہ سے جدا ہونے مین کچھ کسی کا لحاظ وخیال نہین کیا اور امامیہ مذہب کو جو بمقتضاے ع " برعکس نہند نام زنگی کافور" کے مخالف عقائد ائمہ کرام علیہم السلام کے ہے چھوڑ کر سچا مذہب اہل سنت والجماعت کا اختیار کیا۔ چونکہ میرے عزیز واقربا اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہین اور مجھے گمراہ جانتے ہین اسلیئے مین اُنپر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہون جنھون نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون جنکے سبب سے مین نے مذہب اہل سنت والجماعت کو اچھا جان کر اختیار کیا اسی واسطے مین یہ رسالہ اہلسنت والجماعت کے مذہب کی خوبیون مین لکھتا ہون خدا کرے کہ میرے اور بھائی اسکو نظر انصاف سے دیکھین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ دین اللّٰھمّ آمین

(آیات بیّنات صفحہ ۳)

اقول

آپنے مذہب اہلسنت مصلحتاً اختیار کیا ہے

امامیہ کا اپنے مذہب کو حق اور اپنے آپ کو ناجی سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کیونکہ وہ بعنایت ایزدی حسب حدیث شریف مسلمہ فریقین

مثل اهلبیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق وهوی

میرے اہلبیت کشتی نوح کی طرح ہین جو اُسپر سوار ہوا سلامت رہا اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق اور ہلاک ہوا۔

کشتی نوح مین سوار ہین جسکی سلامتی مین کچھ شک نہین ہوسکتا ع

چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

البتہ وہی لوگ غرق ہوے اور ہونگے جنھون نے ناخداے اسلام کے حکم کے خلاف سفینۂ نجات سے کنارہ کیا اور اپنے قصور فہم سے پسر نوح کی طرح کسی پہاڑی کو ذریعۂ نجات ٹھہرایا ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

پس اگر آپ تحقیق کرتے اور دونون مذاہب کے اُصول پر غور فرماتے تو ایسے مذہب کو سچا نہ بتاتے جو سراسر کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے خلاف ہے ع

"بر عکس نہند نام زنگی کافور"

حقیقت تحفہ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی عقیدے کی تحقیق مرکوز خاطر تھی! اور نہ کسی اعتقادی مسئلہ کی تطبیق۔ بلکہ مصلحتاً محض خاتم المحدثین فاضل اجل حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے عقائد کی تقلید اور آیات بینات کی تالیف سے تحفہ اثنا عشریہ کی تائید مقصود تھی جسکی دلچسپ حقیقت جناب مولوی سید محمد حید رصاحب سلمہ اللہ تعالی خلف الصدق جناب فخر الحکما نے اپنے مفید اور قابل قدر رسالہ رد التحفہ جلد اول مین مفصل تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے:۔

"تحفۂ اثنا عشریہ اصل مین خواجہ نصر اللہ کابلی کے صواقع کا ترجمہ ہے جو اتفاقاً **شاہ عبدالعزیز صاحب** محدث دہلوی کے ہاتھ لگ گیا تھا کیونکہ اُس زمانہ مین نہ چھاپہ خانہ تھا نہ ذرائع نشر کتب اخبار۔ اسی لئے شاہ صاحب نے اِس کتاب تحفہ کی بدولت بہت کچھ شہرت و عزت حاصل کی مگر جب یہ افشا ہوا کہ اِس کتاب کے مصنف وہ نہ تھے بلکہ مترجم ہین تو وہ عزت نہ رہی چنانچہ اسی زمانہ مین اسکے متعلق سوال و جواب ہوئے جو فتاوائے عزیزی جلد اول مین درج ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

سوال از مرزا حسن علی صاحب شاگرد شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ

کتاب صواقع موبقہ در رد مذہب روافض خذلہم اللہ تعالی کہ تالیف نصر اللہ کابلی ست بملاحظہ شریف در آمدہ یا نہ و بعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد فرقے در تصنیف آن و تصنیف جناب افادت مآب کہ تحفۂ اثنا عشریہ است حیثیت معاندان این دیار خصوصاً روافض خذلہم اللہ تعالی بطریق ژاژخائی و بیہودہ گوئی خیلے شور و شغب میکنند کہ کتاب مستطاب تحفۂ اثنا عشریہ ترجمۂ صواقع موبقہ است ہر چند سوال این معنی مخلصان فدویان را لا طائل و بیہودہ مینماید و از جملۂ بدیہی البطلان است و ہر کس کہ از مایۂ علم آگہی داشتہ باشد این خبر را حکی عنہ مخالف خواہد دانست لیکن بعضے کسان این ناکس را بسیار تنگ کردند لہذا این مرزا مرضی را موجب سمع خراشی جناب عالی انگاشتہ۔

کتاب صواقع موبقہ دربارۂ ردّ مذہب روافض مولفہ نصر اللہ کابلی ملاحظہ مین آئی یا نہین؟ اگر ملاحظہ سے گذری ہے تو اُس تالیف مین اور حضرت کی تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ مین کیا فرق ہے؟ کیونکہ معاندین علے الخصوص رافضی تحفہ کی نسبت بطریق سفاہت و بیہودہ گوئی بہت کچھ چہ میگوئیان کرتے ہین کہ تحفہ اثنا عشریہ ترجمۂ صواقع موبقہ کا ہے ہر چند کہ ہم مخلصون اور فدویون کو یہ سوال لا طائل معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی مایۂ علم سے آگاہی رکھتا ہو اس خبر کو نقل کنندہ سے مخالف جانے گا مگر چونکہ بعض اشخاص نے مجھے بہت تنگ و مجبور کیا لہذا یہ امر حضرت کی سمع خراشی کا باعث ہوا۔

خلاصۂ جواب شاہ صاحب

در وقت تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ از کتابہائے اہلسنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب اہلسنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسید این ہر سہ قسم کتب در وقت تالیف تحفۂ اثنا عشریہ موجود بودند از آن وقت ترتیب صواقع بسیار پسند خاطر افتادہ بہمان ترتیب درین کتاب کلام واقع شدہ و چند ابواب مثل بحث تولّا و تبرا و حدیث ثقلین و مسئلۂ انکار نبوت و باب مطاعن کہ در آن نبود این ابواب افزودہ شد پس این کتاب را ترجمۂ آن کتاب گفتن محض بظاہر ترتیب کہ آن نمیتواند شد و نیز اگر تامل کنند روافض را ہرگز جائے طعن نیست زیرا کہ این کتاب اگر ترجمۂ صواقع است آخر اثبات مذہب اہلسنت و رد مذہب روافض می نماید آنہا را چہ کار از آن کہ تفتیش کنند کہ این گویندہ کیست جواب باید نوشت و این طعن جواب نمی تواند شد آرے بعض اہلسنت کہ آنہا را بشہرت این کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد بجوش آمدہ میخواہند کہ نسبت باین فقیر در میان نماند جواب سخن ایشان گذشت کہ فقیر دعوی این کتاب نمی کند و فخر خود نمی خواہد

تحفۂ اثنا عشریہ کی تصنیف کے وقت مذہب شیعہ و سنی دونوں فریق کی کتابیں جو ایک دوسرے کے رد میں تھیں تین قسم کی فراہم کر کے موجود رکھی گئی تھیں چونکہ صواقع کی ترتیب بہت پسند آئی لہذا اُسی ترتیب سے یہ کتاب لکھی گئی اور چند ابواب مثل بحث تولّا و تبرا و حدیث ثقلین و مسئلہ انکار نبوت و باب مطاعن جو صواقع میں مذکور نہ تھے تحفہ میں بڑھائے گئے پس اسکو محض ترتیب ظاہری پر صواقع کہنا درست نہیں ہے اور اگر تامل و غور کریں تو رافضیوں کو ہرگز موقع طعنہ زنی کا نہیں ہے کیونکہ اگر تحفۂ اثنا عشریہ صواقع کا ترجمہ بھی ہے تو آخر اس سے مذہب اہلسنت کا سچا ہونا اور رافضیوں کا مذہب جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ان لوگوں کو اس سے کیا کام ہے جو اس بات کی جستجو کریں کہ اسکا مصنف کون ہے انکو جواب لکھنا چاہیے اس طعن سے تو انکا جواب نہیں ہو سکتا ہاں اس کتاب سے جو شہرت فقیر کو حاصل ہوئی اس سے بعض اہلسنت کو بھی رشک و حسد ہوا اور چاہتے ہیں کہ اس فقیر کا نام نہ ہو مگر اسکا جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ فقیر اس کتاب کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ اپنی شہرت چاہتا ہے

منظور فقیر غرض ازین مقدمات سلوک این طریق جدید	البتہ فقیر کی غرض ارباب فہم اور طالبان ثواب
براز ہان اولی الالباب وطالبان راہ صواب بود	کو راہ راست دکھلانا تھی سو الحمد للہ وہ
والحمد للہ کہ حاصل شد	حاصل ہوگئی

سبب تالیف تحفہ

بہر حال کسی کی تصنیف وتالیف سے ہو فی زمانہ تو شاہ صاحب ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اور حضرت ہی نے اُسکو شایع کیا ہے جسکی اشاعت کا باعث یہ تھا کہ جب دولت مغلیہ کو زوال اور سلطنت برطانیہ کا تسلط ہوا تو شیعہ اپنے عقائد مذہب کو جنھیں بوجہ جور وستم معاندین ومخالفین وقت پوشیدہ رکھتے تھے اس عہد ہمایون مین بلا خوف وخطر ظاہر کرنے لگے ؎

رہے آباد وہ صیاد یا رب جسنے دیدی ہو چہکنے کی اجازت بلبلون کو گلستانون مین

اوان مین بالاعلان اشہد ان امیر المومنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کے نعرے عام طور پر بلند کرنے لگے اور محافل میلاد مین مناقب و مراتب اور مجالس عزا مین مصائب آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آنحضرت کی رحلت کے ساتھ ہی بعض اصحاب رسولؐ کے ہاتھ سے پہونچے تھے بالائے ممبر بیان کرنے لگے۔ جب ان حالات اور واقعات کو سُن کر دوسرے فرقون کے معقول وحق پسند لوگ بھی مائل بہ تشیع ہونے لگے تو جناب شاہ صاحب یہ رنگ اور مذہب حق کی طرف عام رجحان دیکھکر گھبرائے بالآخر اپنے مذہب کی بقا اور بندگان خدا کو راہ راست سے روکنے کے لئے صواقع ملّائے موصوف کو نئے لباس مین آراستہ کرکے شایع کیا اور تالیف کا سبب یہ تحریر فرمایا۔

غرض از تسوید این رسالہ وتحریر این مقالہ	اس رسالہ کے لکھنے کا مقصد اصلی یہ ہے کہ
آن ست کہ درین بلاد کہ ما ساکن آنیم ودرین زمان	کہ ان دنون اِس شہر مین جس مین کہ ہم مقیم ہین
کہ ما دورانیم رواج مذہب اثناعشریہ وشیوع آن بحدے	مذہب شیعہ بحدیکہ پھیل رہا ہے اور روز بروز ترقی کررہا ہے
اتفاق افتادہ کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس	شاذونادر ہی کوئی ایسا گھر ہوگا جسمین ایک دو آدمی

ازان خانہ بآن مذہب متہذب باشند وراغب این
عقیدہ نشوند لیکن اکثر اجلہ علم تاریخ واخبار خود
عاطل واز احوال اصول اسلاف خود بیخبر وغافل
می باشند وہرگاہ کہ در محافل ومجالس با اہل سنت
والجماعت گفتگو می نمایند کج مج می گویند وتشتر گربہ
می آرند حسبۃ للہ تحریر این رسالہ پرداختہ شد تا در
وقت مناظرہ از جادہ خود بیرون نروند واصول خود را
منکر نشوند۔

(تحفہ مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۱)

اس مذہب کے پابند اور اس عقیدے کی طرف مائل
نہون لیکن اکثر لوگ کتب تاریخ اور اپنے بزرگون کے
احوال واُصول سے غافل و بیخبر ہین اور جسوقت جلسون
اور مجلسون مین اہلسنت کے ساتھ مباحثہ ہوجاتا ہے تو یہ
لوگ اُسکے جواب مین عاجز ہوکر بیسر و پا جواب دینے
لگتے ہین اور کھسیانے ہوکر کلمات نازیبا و نامناسب
زبان پر لاتے ہین پس خدا کی خوشنودی کے لئے یہ
رسالہ لکھا گیا تاکہ مناظرہ ومباحثہ کیوقت اپنے جادہ سے
باہر اور اپنے اُصول سے منکر نہون

پس اس تالیف فرمائی وجلوہ نمائی سے حضرت نے بلا امتیاز حق وباطل نور کو ظلمت اور ظلمت کو نور بتاکر لوگون کو مذہب امامیہ اختیار کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ کہنے کو تو یہ کہ

درین رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ
وبیان اصول ایشان والزاماتیکہ عاید بایشان میشوند
غیر از کتب معتبرہ ایشان منقول عنہ نباشد

اس رسالہ مین یہ التزام رکھا گیا ہو کہ مذہب شیعہ
اور اُسکے اصول اور جو الزامات کہ اُنپر عائد ہوتے ہین انکے
بیان کرنمین اُنھین کی مستند کتابون سے تمسک کیا جائے۔

لیکن بطور مجادلہ ومکابرہ لفظ (گویند) قائم کرکے خود ہی مضمون آفرین بنے۔ اور خود ہی اُسکو علماے شیعہ کیطرف منسوب کیا۔ پھر آپ ہی اُسکو رد بھی فرمانے لگے۔

خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گلِ کوزہ
خود بر سرِ آن کوزہ خریدار برآمد

مطاعن صحابہ کے موجد امام بخاری ہین

چنانچہ مطالب مندرجہ تحفہ مذکور اول سے آخر تک اس امر پر شاہد ہین کہ حضرت نے ناحق و ناروا مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کو جھوٹا اور برا ثابت کرنے مین خلاف واقعات ارشاد فرمایا ہے۔ اور اکثر اُن

احادیث نبوی وتفاسیر وروایات کو جو اہلبیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت مین عموماً اور جناب امیر المومنین امام المتقین۔ قاتل المشرکین۔ یعسوب الدین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے منقبت مین خصوصاً خود انھین کے مذہب کے کتب معتبرہ ومقبولہ مین درج ہین اکثر کو جھوٹا اور جو خلفاء وحکام کی مدح مین بطمع جاہ ومنصب وضع کی گئی تھین ان کو سچا بتایا۔ اور اُن احادیث وتفاسیر وروایات کی صحت سے جو حسب اقوال علمائے کرام وائمہ عظام اہلسنت اکثر اصحاب ممدوحین کے نقص ایمان کی نسبت ہین اس طرح انکار کیا کہ کسی راوی کو جھوٹا بتادیا۔ کسی مورخ کو مفتری۔ اور کسی مفسر ومحدث کو رافضی کہدیا۔ حالانکہ وہ سب ثقات اہلسنت سے ہین اور اگر کسی امر سے صریح انکار نہ کر سکے تو راوی کو ضعیف اور مجہول بتا کر بیجا تاویلات اور توجیہات کر کے اُن برائیون اور مذمتون کا الزام شیعون پر رکھدیا۔ مثلاً تحفہ مین عنوان باب دہم کے الفاظ یہ ہین :-

"باب دہم در مطاعن خلفاء ثلاثہ ودیگر صحابہ کرام وام المومنین عائشہ صدیقہ کہ شیعہ در کتب خود آوردہ اند وآن مطاعن را از کتب اہل سنت بزعم خود ثابت نمودہ اند (صفحہ ۲۷۲)

جسکا مطلب یہ ہے کہ شیعہ خلفائے ثلاثہ ودیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون و بدنام کرتے ہین کتب اہل سنت مین ان کی برائی مطلق نہین ہے۔ حالانکہ اصحاب ممدوحین اور بعض ازواج رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جن روایتین کتب صحاح وغیرہ مین کثرت سے درج ہین بنظر تحقیق ملاحظہ فرمانا شرط ہے کہ محدثین ومفسرین محققین۔ متقدمین اور فضلائے اہلسنت نے اُن کی نسبت سخت سے سخت اور ناسزا وناروا روایتین حدیثین اپنی اپنی کتابون مین درج کر کے اُن کے ایمان واسلام پر کیسے کیسے داغ لگائے ہین اور اُن کل مطاعن کا منبع ومبدا اصح الکتب بعد کلام باری صحیح بخاری وصحیح مسلم ہین جو احادیث معائب صحابہ سے مزین ہین ازانجملہ یہ حدیث کثرت سے مشہور ہے :-

قال عبد اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض	سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز فرشتے کچھ لوگون کو تان کشان

لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا ھویت — جہنم کی طرف لیجائینگے اُن کو دیکھکر مین بارگاہ ایزدی مین عرض

لانا ولھم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی — کرون گا کہ یہ میرے اصحاب ہین ندا ہوگا کہ یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے

فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک — تمھارے بعد دین مین بدعتین کین اور مرتد ہوگئے۔ (دیکھو مظاہر حق شرح مشکوٰۃ) (باب حشر ص۳۲۶ جلد چہارم ص۱۵۹)

یہ حدیث بالفاظ مختلف کنز العمال مسند امام احمد حنبل اور جمع بین الصحیحین وغیرہ وغیرہ مین بھی ہے تحفہ مین اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے بھی تسلیم کی ہے اور یہ دلچسپ فقرہ لکھکر "ہیچ کس از اہلسنت آن جماعت را صحابہ نمیداند ومعتقد خوبی وبزرگی اُنہا نیست" گریز کر گئے ہین چنانچہ اس کا مفصل ذکر دوسری جلد مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ جواہر بے بہا اُسی معدن سے اور یہ گوہر گرانمایہ اُسی مخزن سے شیعون کے ہاتھ لگے ہین لیکن جناب شاہ صاحب نے بقول حافظ شیرازی ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون اُفتد راز — ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اپنے امام محمد اسمٰعیل البخاری ودیگر محدثین کرام اور فضلاء عظام کو تو پردہ مین چھپایا اور علماء امامیہ کو نشانۂ تیر ملامت بنایا۔ یہ جو کچھ مین نے عرض کیا اس کا حال معزز ناظرین پر میری اس تالیف سے روشن ہوجائے گا کہ آیا اصحاب و ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامیہ نے بدنام کیا ہے یا بموجب ع

"اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست"

خود ہوا خواہان اصحاب نے جو اُن کی مدح وثنا مین ہمہ تن رطب اللسان ہین غرض حضرت قدس سرہٗ نے بقول حافظ ؎ — کتاب امامیہ بجواب تحفہ

شاہدِ دلربائے من میکند از برائے من — نقش ونگار ورنگ وبو تازہ بتازہ نو بنو

شاہدِ مضامین کو اس حُسن سے آراستہ وپیراستہ کرکے اس اُمید پر شیعون کے سامنے پیش کیا کہ اسکے مضامین دلفریب ایک حسین کی طرح دلربائی کرینگے لیکن علماء کرام وحامیان دین اسلام (جو آستانۂ شریعت پر

متمکن ہین، کیا متاثر ہو سکتے تھے۔ آخر اسکے شایع ہوتے ہی ع

این گریبان گرفت و آن دامن

ایک ایک لفظ کو خود کتب احادیث و تفاسیر معتبرہ و دیگر کتب مقبولۂ اہلسنت والجماعت سے اس طرح رد کیا
کہ کسی نے تو باب الٰہیات اور نبوت کا جواب دیا اور کسی نے مطاعن صحابہ کا۔ چنانچہ اصل تحفہ جو بارہ باب مین
لکھا گیا تھا اُسکے ہر باب کا کافی و شافی جواب ایک ایک جلد مین علامۂ دہلوی جناب حکیم مرزا محمدؐ صاحب نور اللہ مرقدہٗ
نے کتاب نزہۂ اثنا عشریہ کی بارہ جلدون مین تحریر فرمایا۔ جناب علامہ محمد قلی خان صاحب اعلی اللہ مقامہ
نے باب اول کا جواب سیف ناصری مین باب دوم کا تقلیب المکائد مین باب ہفتم کا برہان السعادت مین
باب دہم کا تشیید المطاعن کی تین جلدون مین۔ اور باب یازدہم کا مصارع الافہام مین۔ اور جناب
مفتی محمد عباس صاحب نور اللہ مرقدہ نے باب ہفتم کا جواب (جو امامت سے متعلق اور ایک اہم مسئلہ منجملہ مسائل
اختلافیہ مابین سُنی و شیعہ ہے) جواہر عبقریہ مین۔ اور جناب غفرانمآب مولانا السید دلدار علی صاحب نے
باب پنجم کا جواب صوارم الٰہیات مین۔ باب ششم کا حسام الاسلام مین باب ہشتم کا احیاء السنۃ مین باب دوازدہم
کا ذوالفقار مین اور جناب سلطان العلما سید محمدؐ رضوان مآب نے خاص بحث فدک کا جواب طعن الرماح مین
بحث متعہ کا بارقۂ ضیغمیہ مین جسکا کچھ بے سروپا جواب مولوی رشید الدین خان صاحب سُنی المذہب نے شوکت عمریہ
لکھا تھا۔ کہ ادھر سے بھی جواب الجواب فوراً ضربت حیدریہ دیا گیا تھا اور سب سے آخر زمانے مین عالی جناب
امام المتکلمین۔ رئیس المناظرین مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ نے باب امامت کا جواب
عبقات الانوار کی تیس جلدون مین جنمین سے دس جلدین شایع ہو چکی ہین نہایت مدلل و مفصل تحریر فرمایا
ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

کتب امامیہ کے جواب نہین ہوئے

یہ جملہ کتب مذکورہ ایسی لاجواب ہین کہ جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ سے لیکر آجتک محدثین و متکلمین
اہلسنت سے کسی کو اِن کے جواب مین قلم اٹھانے کی ہمت نہین ہوئی حالانکہ خود جناب شاہ صاحب کے

زمانۂ حیات ہی مین کتاب نزہتہ اثنا عشریہ تصنیف ہو چکی تھی جس کو حضرت بھی ملاحظہ فرما چکے تھے مگر اِس خیال سے کہ "جامہ ندارم دامن از کجا آرم" خاموش ہو گئے۔ کیونکہ حق کا جواب کیا دے سکتے تھے چنانچہ جناب شاہ صاحب کا خط موسومۂ حکیم شریف خان صاحب بطلب کتاب مذکور آج تک کتاب رجال مین درج ہے اور وہ یہ ہے :۔

قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق	بتحقیق مین نے سنا ہے کہ فاضل کامل مدقق و محقق مرزا
المحقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالی قد کتب	محمد سلمہ اللہ تعالی نے تحفہ اثنا عشریہ کی رد مین کوئی کتاب لکھی ہے
علی وجہ الرد والبحث علی التحفۃ الاثنا عشریہ	مین چاہتا ہون کہ آپ کی وساطت سے وہ کتاب طلب کیجاے
ان اتفق طلب مرقومانہ ومطالبتہ بوساطتکم	اُمید ہے کہ آپ اِس امر مین کوشش بلیغ
فالماموال ان تبذلوا فی ذالک الجھد (رد التحفہ صفحہ ١٣)	فرمائین گے ۔

اِس تحریر سے جناب علامہ دہلوی کی جلالت قدر کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ جن علماء کرام امامیہ کو شاہ صاحب نے علم تاریخ اور احوال اصول اسلاف سے بیخبر و غافل بتایا تھا آخر خود حضرت ہی نے جناب ممدوح کو فاضل وکامل مدقق و محقق کے خطابات دیئے۔

آپ کے بعد جناب مولوی حیدر علی صاحب نے اپنے پیر و مرشد کی تقلید مین کتاب منتہی الکلام (جس مین آل رسول علیہم الصلوۃ والسلام کی عظمت و مرتبت پر حملے کیے گئے ہین) بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھی جسکا رد کتاب استقصاء الافحام سے بہت شرح و بسط سے کیا گیا۔ لیکن اُسکا جواب بھی اہلسنت سے کچھ نہ بن پڑا۔ اِس صورت مین مناسب تو یہ تھا کہ ہمارے سنی بھائی مناظرہ کر کے سیدھی راہ کو بالعکس ثابت کرنے کے لئے سعی نہ فرماتے مگر افسوس ہے کہ اُن سے چپ بھی نہین بیٹھا جاتا اور اپنے بزرگون کے نقش قدم پر چلکر تالیفات و تصنیفات بے سر و پا سے شیعون کے مذہب پر بے نتیجہ حملے کرتے ہین اور جب شیعون کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب پاتے ہین تو بمفحواے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بُرا بھلا کہنے لگتے ہین اور عدالتون مین استغاثے دائر کرتے پھرتے ہین لیکن الحمد للہ کہ اس دور مین ہر فرقہ اپنے مذہب مین آزاد ہے اسلیئے وہ استغاثے خارج کر دیے جاتے ہین ۔ پس ہمارے علماے اعلام و فضلاے کرام کے وہ معقول و منقول جوابات اور اُن کے مقابلہ مین علماے اہلسنت کا یہ سکوت ہمارے علماے کرام کے تبحر علم اور عبور و تحقیق مذہب پر بخوبی دال ہے ۔ اِس صورت مین ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے متکلمین امامیہ کی لاعلمی و بیخبری کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ کہانتک درست ہے ۔ شاہ صاحب جو چاہین فرمائین مگر حق تو یہ ہے کہ اگر علمائے کرام امامیہ (خداے پاک اُن کے درجات عالی کرے) صراط مستقیم اور شریعت رسول کریم کو خارزار ضلالت سے پاک و صاف نہ کرتے تو زمانۂ غیبت جناب صاحب الزمان علیہ السلام مین بقاے مذہب حقّہ اثنا عشریہ محال تھی جیسا کہ جناب قدس مآب مفتی محمد عبّاس صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہین :۔

علماء امامیہ حافظ دین ہین

در احتجاج طبرسی از جناب امام نقی علیہ السلام
منقول است کہ آنجناب فرمودہ علماے کہ بحضرت
صاحب الزمان علیہ السلام راہ می نمایندہ و بحجج الٰہی
دین متین را نگاہ میدارند و ضعفاے بندگان خدا
را از دام شیاطین میرہانند در زمانۂ غیبت صاحب الزمان
علیہ السلام اگر باقی نمی ماندند ہر آئینہ ہمگی مردم از
دین ہدی برہم می گشتند و راہ ارتداد پیش میگرفتند ولیکن علماے
زمان و لہاے شیعہ را بدست میگرفتند چنانکہ کشتی بانان کشتی
را میگردانند آنہا نزد خدا صاحب فضل و شرف اند ۔

کتاب احتجاج طبرسی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول
ہے کہ انجناب نے فرمایا کہ ہمارے علما جو ہمارے شیعون کو معرفت
امام زمان علیہ السلام کی حاصل کراتے ہین اور براہین و حجج سے
دین متین کی حفاظت کرتے ہین اور ضعیف الاعتقاد بندگان خدا
کے دلون کو دام شیاطین سے بچاتے ہین اگر غیبت امام علیہ السلام مین
موجود نہوتے تو تمام لوگ ضرور دین خدا سے پھر جاتے اور گمراہی اختیار
کرتے لیکن علماے وقت ضعیف شیعون کے دلون پر اس طرح
حاوی ہو گئے ہین جس طرح ناخدا کے قبضہ مین کشتی ہوتی ہے کہ جس طرف
چاہے اسکو چلائے اور پھرا لے پس یہ علما پیش خدا افضل و شرف کے مستحق ہین

قصد تحریق بیت بنت رسولؐ

غرض تحفہ کی تالیف سے بفضلہ تعالیٰ مذہب امامیہ کا تو کچھ نہین بگڑا البتہ اسکی بدولت مذہب اہلسنت والجماعت کی پوری قلعی کھل گئی اور اُن کے پیشواؤن کی حالتین جو مخفی تھین طشت ازبام ہوگئین - چنانچہ مین اپنی ہی حالت عرض کرتا ہون کہ خاص اصحاب نے جو بدسلوکیان اپنے پیغمبر کے رحلت فرماتے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارۂ جگر اور نفس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھین یعنی قصد احراق بیت الشرف بنت رسول و جبر و تعدی لغرض بیعت و ضبطی فدک و میراث وسقط خمس وغیرہ وغیرہ مجھے اِن کے باور کرنے مین بہت ہی پس و پیش تھا اور خیال کرتا تھا کہ وہ اصحاب کبار جنھون نے حسب اعتقاد اہل سُنت رب سے پہلے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی اُن حضرت صلعم کے سفر و حضر مین جلیس و انیس رہے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا الصلوٰۃ والسلام اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مراتب و مدارج سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے - اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر آگ اور لکڑیان لیکر جلانے کیونکر آئے ہونگے اور اِن بدعتون کے مرتکب کس طرح ہوے ہونگے لیکن جب بنظر تحقیق واقعات مطالعہ کتب اہلسنت والجماعت کی ضرورت واقع ہوئی اور اُن مین کتاب تحفہ اثنا عشریہ بھی نظر سے گذری اور امین بشیر و نذیر رسول رب قدیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا گھر جلانے کی توجیہ مین شاہ صاحب دہلوی کا یہ کلام دیکھا کہ

این تخویف وتہدید کسانے را بود کہ خانۂ حضرت زہرا الملجا وپناہ ہر صاحب جنایت دانستہ درین جا جمع میشدند وفتنہ وفساد منظور می داشتند و برہم زدن خلافت خلیفۂ اول بکنکاشہا و شورہ ہاے فساد انگیز قصد مے کردند (تحفہ صفحہ ۳ مطبوعہ فخر المطابع)	یہ ڈرانا اور دھمکانا اُن اشخاص کو تھا جو دولتسراے جناب فاطمہ کو اپنی جاے پناہ سمجھ کر جمع ہوئے تھے اور فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے تھے اور اپنے مشورہ ہاے فتنہ انگیز سے خلیفہ اول کی خلافت کو درہم برہم کرنا چاہتے تھے۔

اسوقت حضرت شاہ صاحب کے ایمان وعقائد کے جوہر کھلے اور بفحواے ع خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

اپنی غلط فہمی کی بھی صحت ہوئی اور یقین آیا کہ جو مطاعن اصحاب ممدوحین اہلسنت کی نسبت منسوب کئے جاتے ہین وہ سب صحیح ہین جن کو علمائے اکابر اہلسنت تسلیم کرتے ہین۔ اور خود شاہ صاحب نے بھی جب اس واقعہ کی تکذیب کا موقع نہ دیکھا تو ان کی محبت اور اپنے مذہب کی بقا کی خاطر اُسپر یہ پردہ ڈالا کہ یہ تہدید و تخویف بنت رسول کو نہ تھی بلکہ اُن لوگون کو تھی کہ جو خلیفۂ اول سے باغی ہوکر فاطمہؑ کے گھر مین جمع ہوئے تھے اور خلافت برہم کرنے کے مشورہ کرتے تھے۔ مگر اس پردہ پوشی سے کیا ہوتا ہے جس کی پردہ دری خود انھین کے مذہبی کتابون سے ہوتی ہے۔ جیساکہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی جن کو اہلسنت اس زمانہ کا بیہقی سمجھتے ہین الفاروق مین بحوالۂ امام مالک تحریر فرماتے ہین کہ وہ مجمع خاص بنی ہاشم کا تھا اور حضرت علی اس گروہ کے پیشوا تھے۔ انکی نقل یہ ہے:۔

بنو ہاشم اور حضرت علیؑ فاطمہؑ کے گھر مین جمع تھے

"آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؑ کے گھر مین ایک مجمع ہوا جسمین تمام بنو ہاشم اور اُن کے اتباع شریک تھے اور حضرت علی اُن کے پیشوا تھے۔ حضرت عمر نے حضرت فاطمہؑ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا کہ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم اگر آپ کے یہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین گھر مین ان لوگون کی وجہ سے آگ لگا دون گا (حصہ اول صفحہ ۵۴ و ۵۶)

بس اس سے بڑھ کر حمایت اصحاب کی اور کیا ہوگی کہ باوجودیکہ شاہ صاحب کو اس کا علم بخوبی تھا کہ یہ وہ مقدس گھر تھا جسمین حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہما السلام بغیر اذن قدم نہ رکھتے تھے۔ جس گھر مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا اور نفس رسول یعنی علی مرتضے اور آنحضرت صلعم کے قرۃ العینین جناب حسنین علیہم السلام تھے جو اپنے ولی اور آقا کے سوگ مین صف ماتم پر بیٹھے ہوئے نوحہ و بکا مین مشغول تھے۔ جناب خلیفہ صاحب آگ اور لکڑی لیکر اس گھر کو جلانے کے لئے آئے تھے۔ بلکہ کتب اہلسنت مین یہ بھی ہے کہ اُسوقت کسی نے کہا گھر مین بنت رسول اللہ اور آنحضرت کے صاحبزادے ہین حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہوا کرین۔ حالانکہ یہ وہ بیت الشرف تھا جس کی

فضیلت بیت بنت رسولؐ

عظمت و منزلت میں حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاٰصال (پ ۱۸ س نور ع ۵)

(یہ چراغ) ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے اور اس کا نام لیا جائے جنمیں صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن گھروں سے مُراد انبیا کے گھرانے ہیں اور جناب علی مرتضےٰ کا گھرانا اُنھیں میں داخل ہے۔ اور کافی میں منقول ہے کہ قتادہ نے انھیں حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت سے علمار کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب اسطرح مضطرب نہیں ہوا جس طرح حضور کے سامنے ہوتا ہے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے تو اُن گھروں کے سامنے ہے جنکی تعظیم کئے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے پس تو تو وہاں ہے اور ہم وہ ہیں۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤں واللہ آپنے سچ فرمایا بے شک ان بیوت سے مُراد مٹی اور پتھر کے مکان نہیں ہیں قول مترجم۔ یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین میں اول درجہ کا مفسر ہے (مقبول ترجمہ صفحہ ۵۶۵)

مفسرین اہلسنت نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

عن انس وبریدۃ رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلعم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابوبکر ھذا البیت منھا واشار الی بیت علی وفاطمہؑ۔ قال نعم

انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورۂ بالا آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گھروں سے مراد ہے آپنے فرمایا انبیا کے گھروں سے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ گھر یعنے جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انھیں گھروں میں سے ہے

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان بلکہ اُنسے افضل ہے۔

من افاضلها۔ (اخرجه بن مردویه والسیوطی فی درالمنثور) (ارجح المطالب ص۴۵)

بالفرض اگر ہم اس امر کو تسلیم بھی کرلین کہ مطابق توجیہ شاہ صاحب جناب خلافت مآب کا مقصود صرف دھمکانا اور ڈرانا ہی تھا تاہم اُس تہدید وتخویف کا یہ اثر ہوا کہ اُن کے خلیفہ اور جانشین کو یہ جرأت وہمت ہوئی کہ کربلا مین خانۂ زہرا کو بے خوف وخطر جلوا دیا۔

مومنو! غور کرو جا ہے یہ انصاف کی اب — ملک الموت کو جس گھر کا ہو یہ پاس وادب

یعنے داخل نہو جبتک کرے اذن طلب — گھر وہ کیا احمد مرسل کا نہ تھا ہائے غضب

بیٹیان فاطمہ کی آل پیمبرؐ مین نہ تھین

وادریغا کہ نبی زادیان اس گھر مین نہ تھین

کونسا تھا وہ مکان یہ کوئی منصف بتلائے — جسمین بیخوف وخطر قاتل شبیر در آئے

خانۂ دہر مین جس گھر کا ہو یہ مرتبہ ہائے — ایک ذرہ بھی نہ باقی رہے وہ یون لٹجائے

بیٹھنے کی بھی غریبون کو نہ جا دین ناری

کرکے تاراج ستم آگ لگا دین ناری

افسوس جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت عمرؓ کی حمایت مین جو کچھ فرمایا اُسی پر اکتفا نہین کی بلکہ جناب خلیفہ صاحب موصوف کے اس فعل کو مستحسن سمجھ کر جگر گوشہ ہاے رسول مقبول اور نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کی فضیلت و مرتبت مین تین حصہ قرآن نازل ہوا ہے ایک کافر سے مثال دیکر اُن خاصان خدا کی شان مین وہ الفاظ لکھے ہین کہ جسکو ذرا بھی ایمان واسلام کا درد ہو گا وہ اُن کو دیکھکر اور سنکر الامان ۔ الامان پکارے گا۔ جناب موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے:۔

چون روز فتح مکہ بحضور آن حضرتؐ عرض نمودند — جب فتح مکہ کے دن آن حضرتؐ کے حضور مین عرض کیا

کہ ابن خنظل کہ یکے از شعرا کفار بود و بارہا بہ ہجوِ
حضرت پیغمبر در اشعار خود ری خود را سیاہ کردہ پناہ بخانۂ
خدا یعنی کعبۂ معظمہ بُردہ در پردہ ہاے آنخانہ تجلی
اشیانہ خود را پنہان ساختہ در باب وے چہ حکم
ست فرمود کہ او را ہمانجا بکشید و پاس حرم نہ کنید
ہرگاہ کہ این قسم مردودان الٰہی را در خانۂ خدا پناہ
نباشد در خانۂ حضرت زہرا چرا پناہ باید داد
تحفہ اثنا عشری ص۳۰

کہ ابن خنظل جو ایک کافر شعرا کفار سے تھا اور
بارہا حضرت کی ہجو اپنے اشعار مین کہکر اپنا مُنھ کالا
کیا خانہ خدا یعنے کعبۂ معظمہ مین پناہ لیکر چھپا
بیٹھا ہے اُس کے باب مین کیا حکم ہوتا ہے ؟
ارشاد ہوا کہ حرم کا کچھ لحاظ نہ کرو وہین ہلاک
کردو پس جب ایسے مردودان خدا کو خاص خدا
کے گھر مین پناہ نہ ملے تو حضرت فاطمہؑ کے گھر مین
کیون پناہ دینا چاہیئے۔

حضرت علیؑ و فاطمہؑ پر نماز تہجد نہ پڑھنے کا اتہام

اسی طرح جناب امیر المومنینؑ و جناب فاطمہ زہرا علیہما السلام کو نماز شب کے نہ پڑھنے مین متہم کرتے ہین اور اپنے بیان کی تائید مین بخلاف اس معاہدہ کے کہ

درین رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ
و بیان احوال اصول ایشان و الزاماتیکہ عاید
بایشان شود غیر از کتب معتبرۂ ایشان منقول عنہ
نباشد۔

اس رسالہ مین اس کا التزام کیا گیا ہے۔ کہ
مذہب شیعہ اور اُن کے اُصول کے بیان کرنے
مین جو الزامات کہ اُنپر عائد ہوتے ہین وہ اُنھین
کی کتابون سے نقل کیئے جائینگے۔

بجاے کتب شیعہ بخاری شریف کی یہ سند پیش کرتے ہین :۔

در بخاری بطریق متعددہ مروی ست کہ آنحضرت
ہنگام شب بخانۂ امیرؑ و زہراؑ تشریف بردہ ایشان
را از خوابگاہ برداشت و براے نماز تہجد تقید بسیار
فرمودہ گفت قوما صلیا حضرت امیرؑ گفت

بخاری مین متعدد روایتین ہین کہ آن حضرت
علیؑ و فاطمہؑ کے گھر وقت شب تشریف لیگئے اور
اُن کو سوتے سے جگا کر نماز تہجد کی سخت تاکید
کی اور فرمایا اُٹھو نماز پڑھو علیؑ نے کہا کہ

واللہ لانصلی الا ماکتب اللہ لنا قسم بخدا
ما ہرگز نماز نخواہیم خواند الا آنچہ مقرر کردہ است خدائے تعالیٰ
برائے ما انما انفسنا بید اللہ یعنی دلہائے ما در دست
خداست اگر او توفیق نماز تہجد میداد می خواندیم پس
آنحضرت از خانہ ایشان بازگشت (تحفہ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ فخر المطابع)

واللہ ہم ہرگز نماز نہ پڑھینگے بجز اُسکے جو کہ خدا نے
مقرر کی ہے اور ہمارے دل خدا کے ہاتھ مین ہین
اگر وہ ہم کو نماز تہجد کی توفیق دیتا تو ہم پڑھتے
آخر آن حضرت صلعم اُن کے مکان سے
چلے آئے۔

تردید قول

حالانکہ راویان حدیث جن کی روایات سے بخاری شریف کو زینت دی گئی ہے۔ بیشتر طبقۂ نواصب و خوارج سے ہین اور خود اکابر علمائے اہلسنت حق پسند اُن کو اور اُن کی روایتون کو چشم حقارت سے دیکھتے ہین اور امام صاحب پر جرح و قدح کرتے ہین۔ نیز ایسے اسناد فریق مخالف کے سامنے پیش کرنے اُصول مناظرہ کے بھی خلاف ہین۔ جیسا کہ خود حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

مقدمات و محاذی آن دلائل می باید کہ
مسلم الثبوت اہلسنت ہم باشد زیرا کہ غرض از
اقامت دلائل الزام بر اہلسنت ست والا ہر سگے
کہ عو عو کند در کوچہ خود شیر غران ست روایات
شیعہ و اصول آنہا را کہ در ابواب سابقہ بتفصیل گذشت
اہلسنت بجوے نمیخرند۔ تحفہ ص

یہ ضرور ہے کہ جو دلائل امامیہ کی طرف سے
پیش کئے جائین وہ ایسے ہون جنکو اہلسنت بھی قبول
کرین اسلئے کہ غرض دلائل قائم کرنے سے اہلسنت پر
الزام رکھنا ہے ورنہ ہر کتا اپنی گلی مین شیر غران
ہوتا ہے۔ لہذا شیعون کے اصول و انکی روایتون کو
اہلسنت ایک جَو سے بھی مول نہین لیتے۔

مین حضرت قدس سرہٗ کے اس لعن طعن سے درگذر کرکے " قالوا سلٰما " پر عمل کرکے عرض کرتا ہون کہ اسیطرح شیعہ بھی مقام الزام مین اسناد بخاری شریف و جمیع کتب اہلسنت کو " بجوے نمی خرند " سبحان اللہ اُس عابد کو نماز شب نہ پڑھنے مین متہم کرتے ہین جسکے نماز پڑھنے کی تصدیق آیۂ شریفہ

کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون (عبادت کی وجہ سے) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے

وبالاسحار هم یستغفرون س الذاریٰت اور پچھلے کو اپنے مغفرت کی دعائیں کرتے تھے۔

سے ہوتی ہے۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرماتا ہے :-

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون حاصل یہ کہ ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہین جو

ربھم خوفا وطمعا ہ راتوں مین اپنے بسترونسے اُٹھتے اور خدا سے خوف رجا کیساتھ دعا کرتے ہین

تفسیر صافی مین اس آیت کی تفسیر معصوم علیہ السلام سے اس طرح نقل کی ہے کہ "یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام اور اُن کی تابعین کی مدح مین نازل ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بزرگوار اول شب مین آرام کرتے تھے جب دو تہائی رات گذر جاتی تھی تو پروردگار عالم کی جناب مین حاضر ہونے کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتے تھے اور اسکی نعمتون کی طرف رغبت اور اُسکے عذاب سے خوف اسکی بخشش کی طمع رکھتے ہوئے مناجات و دعا مین مصروف ہوتے تھے۔ اسی امر کو پروردگار عالم خبر کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ اسکے معاوضہ مین ان لوگون کو اپنی جوار رحمت مین ساکن کیا۔ اپنی جنت مین داخل کیا خوف سے امن دیا اور اُن کے دلون سے دہشت کو زائل فرمایا۔"

افسوس کہ اُس تہجد گذار پر الزام رکھتے ہین جسنے سجدۂ خالق مین اپنی جان دی۔ جس نے کبھی بتون کو خود سجدہ کیا نہ اپنی ماں کو کرنے دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے۔

عن ابن عباسؓ قال کانت امہ اذا حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ والدۂ جناب امیر علیہ السلام

دخلت علی ھبل لتسجد لہ وھی حاملۃ بہ اپنے ایام حمل مین جسوقت ہُبل کے پوجنے کے لئے جاتین اور

علا علی بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ اُنکے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور

علیا (تذکرہ خواص الامہ ارجح المطالب) سجدہ کرنیسے اُن کو روکے رہتے لہذا علیؑ نام رکھا گیا۔

اور روایات اہل ایمان مین یہ ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد قصداً بھی سجدۂ اصنام کا نہ کرتی تھین لیکن جناب امیرؑ محض قرب اصنام سے مانع ہوتے تھے۔ اس عابد کے نماز نوافل کی حالت باعتبار تعداد رکعات

یہ تھی کہ لوگ ہر شب ایک ہزار تکبیرون سے زیادہ کی آواز سُنا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب کے بیان کی تردید خود انھین کے علمائے کرام کے اقوال سے ہوتی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"ترھم رکعا سجدا شرح حال مرتضی علی است کرم اللہ وجہہ کہ اکثر اغلب انات او بوظائف دعبادات میگذشت تا حدیکہ ہر شب آواز ہزار تکبیرۃ الاحرام از خلوت او باستماع خادمان عتبہ علیاش میرسید"

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۳۲ مطبع نولکشور)

جناب امیر المومنین علیہ السلام ایسے عابد تھے کہ بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب نے نماز مین بھی تغیر وتبدل کر دیا تھا تو حضرت ہی اُن کو یاد دلایا کرتے تھے جیسا کہ کتاب وسیلۃ النجات مؤلفہ مولوی محمد مبین صاحب لکھنوی فرنگی محل مین ہے

"بعد از رسول خدا تغیر وتبدل در نماز کہ ستون دین است راہ یافت حضرت مرتضی علی علیہ السلام از نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ را یاد میدہانید"

اس کی تائید مین ہم ایک روایت بخاری شریف سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ	حضرت انس سے مروی ہے کہ جو اُمور
قال ما اعرف شیئاً مما کان علی عھد	رسول اللہ صلعم کے عہد مین تھے اُن مین
رسول اللہ صلعم قبل الصلوۃ قال	سے اب مین کچھ بھی نہین پاتا۔ صحابہ نے
الیس صنعتم ما صنعتم فیھا۔ اخرجہ	کہا نماز تو ہے انس نے جواب دیا کہ تم
البخاری والترمذی تلخیص الصحاح	لوگون نے نماز مین بھی کیا کچھ تغیرات تفرقات
جلد اول۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۲۵	نہین کیے ہین۔

محققین اہلسنت معترف ہین کہ بعد جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فرد بشر متہجد۔ متزہد۔ عابد۔ ساجد۔ متورع اور خاشع مثل آنجناب کے نہین ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ ایک شاعر کا

قول ہے ؎

هو البکّاء فی المحراب لیلاً   هو الضحاک فی یوم الحراب

یعنی وہ جناب خوف خدا سے اسقدر گریہ و بکا کرتے تھے کہ ہاتھ و پاؤں سرد ہو جاتے تھے لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ آپ فوت ہو گئے۔

ابن ابی الحدید جو علمائے کرام معتزلہ سے ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"قیل قد یبسط نطع بین الصفین لیلۃ الھریر فیصلی علیہ والسھام وقعت بین یدیہ ومرّت علی صماخیہ یمیناً وشمالاً فلا یرتاع لذالک وما قام حتّٰی فرغ من وظیفتہ (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر میں درمیان دونوں صفوں کے آپ کے لئے نطع (فرش چرمی) بچھائی گئی تھی۔ آپ اسپر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپ کے سامنے سے آتے تھے اور آپ کے کانوں کے پاس ہو کر دہنے بائیں نکل جاتے۔ اور جناب امیر علیہ السلام اُن سے خوف نہیں فرماتے تھے اور اپنے مقام سے نہ کھڑے ہوتے تھے جب تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہ ہو جاتے جناب امیر علیہ السلام کی کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔

وکانت جبینہ کثفنۃ البعیر لطول سجودہ یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود سے مثل زانوے شتر کے ہو گئی تھی۔ نماز کے وقت آپ کو ایسا استغراق ہوتا کہ مطلق ماسوی کا ہوش نہیں رہتا تھا یہاں تک کہ آپ اپنے جسد عنصری سے بیخبری ہو جاتی تھی۔

چنانچہ مولوی جامیؒ تحفۃ الابرار میں نماز کے وقت آپ کی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

شیر خدا شاہ ولایت علی   صیقل ہر شرک خفی و جلی

روز احد چون صف ہیجا گرفت | تیرِ مخالف بہ تنش جا گرفت
غنچہ پیکان بگلِ او نہفت | صد گل محنت زگلِ او شگفت
روے عبادت سوے محراب کرد | پشت بدرد سر اصحاب کرد
خنجر الماس چو تیغ آختند | چاک بہ تن چون گلش انداختند
غرقہ بخون غنچۂ زنگار گون | آمد ازان گلبن احسان برون
گل گل خونش بمصلّے چکید | گفت چو فارغ زنماز ان پدید
کاین ہمہ گل چیست تہ پاے من | ساختہ گلزار مصلّاے من
صُورت حالش چو نمودند باز | گفت کہ سوگند بہ داناے راز
کز الم تیغ ندارم خبر | گرچہ زمن نیست خبردار تر

دارحج المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ صہ ۱۶۵)

ترجمہ۔ حضرت علی شیرخدا اور شاہ ولایت ہین۔ ظاہری اور باطنی شرک کے صیقل کرنیوالے ہین۔ احد کی لڑائی کے دن جب آپ گھمسان کی لڑائی مین مصروف تھے۔ لشکر مخالف کے تیر آپکے جسم اطہر مین پیوست ہوگئے تیر کی انی (بھال) کا غنچہ آپکے گل جسم مین چبھا، سیکڑون زخمون کے پھول آپکے گل سے جسم پر کھلے۔ عبادت کے واسطے محراب کی طرف رُخ کیا۔ پشت مبارک تکلیف کی حالت مین اصحاب کی جانب کی۔ زہرآلود تیر کو مثل تیغ کے کھینچا۔ آپکے تن اطہر مین چاک گل کی طرح زخم کھلگئے۔ آپکا جسم خون سے سُرخ مثل غنچۂ زنگار گون ہورہا تھا۔ اُس سے احسان کی شاخ برآمد ہوئی۔ گل خون سے ان کے کچھ گل (قطرۂ خون) آپ کی جانماز پر ٹپکے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا یہ پھول میرے پاؤن کے نیچے کیسے بکھرے ہوئے ہین کہ جس سے میری جانماز گلزار بن گئی ہے جب صورت حال

اصحاب نے عرض کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم مجکو تیغ کی تکلیف سے مطلق خبر نہین۔ اگرچہ مجھ سے زیادہ خبردار کوئی نہین۔

الفاروق میں بنی ہاشم کی توہین

شاہ صاحب نے تحفہ مین اہلبیت اطہار علیہم السلام کی توہین اور مذہب اثنا عشریہ کی تہجین کی ہے اسیوجہ سے اکثر اہلسنت بھی اسکو پسند کرتے ہین اور اسکو مرتبے اور درجہ مین بخاری شریف سے کم نہین سمجھتے۔ یہی رنگ حضرت کے مقلدین و معتقدین کا ہے کہ اپنے پیرو مرشد کے نقش قدم پر چلکر اپنی تالیفات و تصنیفات مین آل رسولؐ اور اقربار رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر و تذلیل کو شعار ایمان سمجھتے ہین۔ جیسا کہ جناب شمس العلما رشبلی نعمانی نے الفاروق والمامون وغیرہ مین بہت کچھ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین سوء ادبی کی ہے۔ چنانچہ الفاروق حصہ اول مین بضمن خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ و دیگر اہلبیت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ

"اگر بنی ہاشم کی سازشین قائم رہتین تو اسیوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا"

اِسی طرح المامون کے صفحہ ۵۴ مین رقمطراز ہین کہ

"خلیفہ مامون کو بالطبع آل پیغمبر سے نہایت محبت تھی۔ جس کا ثبوت اِس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام پرزور بغاوتین جو اُسکے عہد مین ہوئین وہ اِسی مقدس خاندان کی افسری کی بدولت ہوئین۔ تاہم اُسنے ہمیشہ درگذر کیا۔

احادیث بنی ہاشم کی شان مین

اِس موقع پر ہم دو چار حدیثین درباب فضائل بنی ہاشم کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہین :-

پہلی	عن طلحہ بن مصرف قال کان یقال بغض بنی ھاشم نفاق اخرجہ ابوبکر بن یوسف البہلول	طلحہ بن مصرف راوی ہین کہ (عہد صحابہ مین) کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

(از سوانح عمری حضرت علیؑ مولفہ مولوی عبیداللہ صاحب امرتسری صـ۲۳)

دوسری عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامعشر بنی ھاشم والذی بعثنی بالحق نبیا لواخذت بحلقۃ باب الجنۃ ما بدأت الا بکم۔ اخرجہ احمد فی المناقب الخلص للدینی والمحاملی۔ (ایضا صفحہ ۲۲۹)

حضرت علی سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے گروہ بنی ہاشم اُس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجکو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا ہو اگر مین نے جنت کے دروازہ کی زنجیر پکڑی تو مین ہرگز تمھارے سوا اور کسی سے اندر داخل کرنے کا آغاز نہین کرونگا۔

تیسری عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جابرئیل علیہ السلام قلبت الارض مشارقھا ومغاربھا فلم اجد بنی اب افضل من بنی ھاشم (اخرجہ احمد فی المناقب) (ایضاً)

جناب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے مشرق سے اور مغرب سے زمین کو لوٹا ہو لیکن بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہین پایا!

بھائیو اِن احادیث کو ملاحظہ فرماؤ اور جناب شبلی صاحب کی تحریرات پر غور کرو اگر جناب موصوف کے اُن اقوال سے بنی ہاشم کے ساتھ ان کی مودّت وعقیدت پائی جاتی ہے تو بتاؤ کیا ایسی تالیفات سے آل رسول و عترۃ و اقربائے احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین وتہجین اور احادیث نبوی کی تکذیب نہین ہوتی۔ اگرچہ وہ حضرات جو دعویدار محبت ومودّت اہلبیت ہین وہ ان کتب و رسائل کو جو اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت سے مملو ہین سر پر رکھتے ہین اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اور ان مصنفین کی خاکِ پا کو اپنی آنکھون کا سرمہ بناتے ہین لیکن جو حضرات انصاف پسند ہین اور جنکے دل مذہبی تعصب سے پاک و صاف ہین وہ اُن کتابون کو چشم حقارت سے دیکھتے ہین جیسا کہ مولوی خواجہ حسن نظامی دہلوی اپنی تالیف یزید نامہ کے صفحہ ۱۲ مین جناب شبلی نعمانی

خواجہ حسن نظامی صاحب کا الفاظ شبلی پر اعتراض

کی تالیفات الفاروق وغیرہ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین :۔

اصل مین تلامذۂ شبلی کو محرم نامہ کے خلاف یون غصہ آیا کہ محرم نامہ مین علامۂ شبلی کو اہلبیت کی بیوقعتی کرنے والا لکھا گیا تھا۔لیکن یہ تو ایک واقعہ ہے جس سے کسی شخص کو انکار کی مجال نہین کہ علامۂ شبلی کی عاقلانہ تحریرون نے نہایت خوبصورتی سے بنی فاطمہ کو مفسد۔حریص اور تمام خونریزیون کا بانی مبانی قرار دیا ہے۔گو پیرایہ لکھنے کا ایسا گہرا اور حکتا نہ ہے کہ معمولی نگاہون کو اُسکا حس بھی نہین ہونے پاتا کہ علامہ نے کس فرقہ کے خنجر مارا مگر اُس کا اثر کمزور طبیعتون اور نوعمر کمسن وکم استعداد جوانون پر یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بنی فاطمہ سے نفرت کرنے لگتے ہین چنانچہ آج ہزارون انگریزی تعلیم یافتہ موجود ہین جو حضرت علی کو نعوذ باللہ نالائق فتنہ پرداز۔لالچی۔کنبے والون کی رعایت کرنے والا سمجھتے ہین اور کہتے ہین۔کہ ان سب کی معلومات کی بنیاد علامۂ شبلی کی تاریخی کتابین ہین۔ الفاروق و المامون وغیرہ کتب کو اگر کوئی شخص میرے دعوے کا خیال کرکے پڑھے گا تو اس کا دل خود بخود قبول کرے گا کہ مین نے محرم نامہ مین جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح لکھا ہے۔

غرضکہ تحفہ کی خوبی مین یہ دو ایک جملے مین نے اپنے بیان کی تائید مین بطور نمونہ نقل کئے ہین ورنہ ابتدا سے انتہا تک کل کتاب کا یہی رنگ ہے۔

طرز مناظرہ جناب شاہ صاحب

اب جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ کا طرز مناظرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے کہ خدائے پاک تو ارشاد فرماتا ہے :۔

پہلی آیت ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن	تم اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے لوگون کو بلاؤ اور بحث ومباحثہ کرو تو اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو۔
(پ ۱۴۔ س نحل۔ ع ۱۶)	

دوسری آیت ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی ھی احسن پ۲۱ س عنکبوت

اور اہل کتاب سے مناظرہ نہ کیا کرو مگر عمدہ اور شائستہ الفاظ وعنوان سے۔

بخلاف اِن احکام پاک کے حضرت ممدوح شیعیان علی بن ابیطالب کو شیعیان عبداللہ بن سبا کے نام سے جو ایک کافر یہودی تھا ملقب فرماتے ہین حالانکہ بروے عقائد امامیہ وہ مردود غالی تھا جسکو جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السّلام نے اسی غلو کی وجہ سے تین دن قید رکھا اور جب اُسنے اپنے عقائد باطلہ سے انحراف نہ کیا تو اُسکو آگ مین جلوا دیا۔ جیسا کہ کتب اہلسنت مین یہ روایت ہے:۔

عن عبد اللہ بن شریك العامری عن ابیہ قال قی علی بن ابی طالب فقیل ان ھھنا قوم علی باب المسجد یزعمون انك ربھم فدعاھم فقال لھم ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا و رازقنا فقال ویلکم انما انا عبد مثلکم اکل الطعام کما تاکلون واشرب کما تشربون ان اطعتہ اثابنی ان شاء اللہ وان عصیتہ خشیت ان یعذبنی فاتقوا اللہ وارجعوا فابوا فطردھم فلما کان الغد غدوا علیہ فجاء قنبر فقال واللہ رجعوا یقولون ذاك الکلام فقال ادخلھم علی

عبداللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہین کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگون نے بیان کیا کہ یہان مسجد کے دروازے پر ایک گروہ ہے جو آپکی نسبت یہ خیال کرتا ہے کہ آپ اُنکے خدا ہین جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا کہ تم ہلاک ہوجاؤ تم کیا بک رہے ہو۔ وہ لوگ سب کے سب کہنے لگے آپ ہمارے رب ہین اور آپ ہمارے خالق ہین اور آپ ہمارے رازق ہین آپنے فرمایا تم ہلاک ہوجاؤ۔ مین تو تمھاری مانند ایک بندہ ہون مین بھی کھاتا پیتا ہون جس طرح کہ تم کھاتے پیتے ہو۔ اگر مین خدا تعالے کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے ثواب عطا کریگا۔ اور اگر مین گناہ کرونگا تو ڈرتا ہون کہ وہ مجھے عذاب کرے۔ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے باز آؤ۔ اُنھون نے انکار کیا جناب امیر علیہ السلام نے اُن کو اپنے پاس سے ہٹا دیا دوسرے دن وہ پھر آئے قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ آج پھر آئے ہین اور وہی بات کہتے ہین آپنے فرمایا انکو میرے پاس لے آؤ

فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما	میرے پاس لے آؤ اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی
قال الا انہ قال انکم ضالون مفتونون	اور آپنے بھی اُن سے وہی بات کہی جو پہلی کہی تھی مگر اُسکے ساتھ
فابوا فلما کان الیوم الثالث اتوہ فقالوا	یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو اُنھون نے پھر بھی انکار کیا
لہ مثل ذلک القول فقال لھم واللہ لئن	تیسرے روز پھر لوگ جناب امیرؑ کے سامنے لائے گئے آپ نے
قلتم لاقتلنکم باخبث قتلۃ فابوا الا	فرمایا کہ اگر تمنے پھر وہی بات کہی تو مین تم کو نہایت بری حالت
ان یتموا علی قولھم فخد لھم اخدودا	سے قتل کرونگا اُنھون نے پھر انکار کیا اور اپنی بات پڑ ثابت
بین باب المسجد والقصر واوقد فیہ نارا	رہے۔ آپنے اُنکے لیے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدواکر
وقال انی طارحکم فیھا اوترجعون فابوا	اس مین آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ مین تم کو
فقذفھم اخرجہ الذھبی فی المخلص	اس گڑھے مین ڈالدونگا وہ لوگ اپنی ہٹ پر اڑے رہے
(ارجح المطالب ص۱۱)	آپنے ان کو اسمین ڈلوادیا۔

علماے کرام شیعہ نے اکثر اصحاب کی نسبت جو مطاعن کتب صحاح سے لیکر پیش کیے ہین حضرت اُن کا جواب دینے سے پہلے علمائے کرام شیعہ کی شان مین یہ الفاظ تحریر فرماتے ہین :-

باید دانست کہ بعد از تتبع واستقراء	جاننا چاہیے کہ بعد ملاحظہ کتب تلاش بسیار
معلوم شد کہ در عالم ہیچکس نبودہ است الا از	معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین گذرا جس پر
زبان بدگویان دعیب جویان لطعن وقدح	بدگویون نے زبان درازی اور عیب جویون نے نکتہ چینی
اوجاری شد بلکہ حرف درجناب کبریا الہی ست	نہ کی ہو۔حتی کہ خدا پر بھی بہتان کیا ہے۔اور
ومعلوم ست کہ معتزلہ بتقریب انکار	معتزلہ نے عصمت انبیاے انکار کرکے
عصمت انبیا ہیچ پیامبرے را از ابتدائے	از حضرت آدمؑ تا جناب ختم الانبیاء
حضرت آدم تا حضرت پیغمبر نگذاشتہ اند کہ صغائر کبائر	کسی کو نہین چھوڑا کہ اُن کو گناہ صغیرہ و کبیرہ سے

بجناب ایشان نسبت نہ کردہ لیکن برعاقلان
پوشیدہ نیست کہ این ہمہ عوعو سگان
نسبت بہ نور افشانی ماہ است اصلا نقص
منزلت آن بزرگان نمی کند
(تحفہ صفحہ ۲۰۲)

متہم نہ کیا ہو لیکن عقلاء سے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ
اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہی ہے جیسے چاند
کی روشنی دیکھکر کتے چاند پر بھونکنا شروع کردیتے ہین
لہذا اسی طرح ان بدگویون اور زبان درازون کی
عیب جوئی سے ان بزرگون کی عصمت پر کوئی دھبہ نہین آتا۔

یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ امامیہ خاک پر سجدہ کرتے ہین اور خاک کربلائے معلٰی کو طاہر سمجھتے ہین۔ حضرت قدس سرہٗ اُس خاک پاک کی توہین اس طرح کرتے ہین کہ

اہلسنت از سجدہ کردن بر خاک احتراز
ندارند و در نہادن مُہر خاک در مقام سجدہ
اوہام بسیار راہ می یابد اول آنکہ مہر نہادن
خاصہ کفار و منافقین ست چنانچہ شعرائے
اہلسنت این مضامین را بہ نظم آوردہ اند شخصے
گفتہ است

اہلسنت خاک پر سجدہ کرنے سے پرہیز
نہین کرتے ہین مگر اس مین بہت توہمات
ہین مُہر کا رکھنا کفار و منافقین کے خصائل
سے ہے۔ چنانچہ شعرائے اہلسنت نے
اس مضمون کو اس طرح نظم کیا
ہے۔

رُباعی

از بُغض و حسد مدام دل پاک است
وین شیشۂ صاف ترز افلاک بہ است
بر مُہر نماز میگذارد شیعی
یعنی کہ دہان سگ پُر از خاک بہ است

ہمیشہ بغض و حسد سے دلکو پاک رکھنا اچھا ہے
کہ یہ آئینہ نہ افلاک سے بہتر ہے
مُہر پر شیعہ سجدہ کرتے ہین
یعنی کتے کا منھ پُر از خاک اچھا ہے

اسی طرح یہ رباعی بھی (نقل کفر کفر نباشد) تحریر فرماتے ہین:-

احمق شیعہ ترا گویم تا چند، گر عاقلی این نکتہ ترا بس ہستند

خاکے کہ کند سُنّی ازو استنجا اینہا ببرند و سجدہ بروے بکنند

اب ناظرین غور کرین کہ مناظرہ کے متعلق اللہ جل شانہٗ کیا ارشاد فرماتا ہے اور جناب شاہ صاحب جو عمدۃ المناظرین، زبدۃ المتکلمین، افتخار المفسرین، خاتم المحدثین اور حافظ قرآن ہین کس طرح خداوند متعال کے حکم کی تعمیل کرتے ہین اور اپنی عقیدت کا اظہار کس حُسن سے فرماتے ہین کہ اُس خاک پاک کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے فرزند کا خون ملا ہوا ہے جس مطہر زمین کی سُرخ مٹی حضرت جبرئیل نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاکر دی تھی اس مٹی کو کس کلوخ سے تشبیہ دیتے ہین نعوذ باللہ۔ غرض اس تحفہ کی توصیف مین میری زبان قاصر ہے۔ ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آخر اسی تحفہ کی برکت ہے کہ جناب شاہ صاحب نہ صرف اپنی ہی بلکہ اپنے ہمسرون نیز اپنے خلفا کی بدنامی کے باعث ہوے۔

قصہ مختصر تحفہ کے کسی حرف اور کسی لفظ سے جناب شاہ صاحب کا یہ ارشاد کہ "حسبۃً للہ تعالی باین رسالہ پرداختہ شد" صادق نہین آتا بلکہ جو مقاصد و اغراض اس تالیف سے تھے وہ شیعون سے مخفی نہین ہین ؎

بوے یوسف کرد بینا دیدۂ یعقوب را ورنہ این بادِ صبا چشم کسے بینا نہ کرد

عالیجناب! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس تالیف سے بجز اسکے کہ مذہب اہلسنت والجماعت کا پردہ فاش ہو اور علماے اہلسنت کا تعصب ظاہر ہو اور اکثر صحابہ کے ایمان و اعمال کے حالات الم نشرح ہون اور کچھ حصول نہ ہوگا کیونکہ جب خود جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی غرض سے خداے تعالی کے عادل ہونے اور انبیا و مرسلین علیہم السلام کی عصمت سے انکار کیا اور قیدیان بدر سے

فدیہ لینے پر آیۂ کریمہ

لولا کتاب من اللہ سبق لمسّکم — اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہو گئی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے

فیما اخذتم عذاب عظیم (پ س انفال ع ۹) — اُسکے بارے مین تم پر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔

اور دیگر آیات عتاب آمیز کا مورد محبوب خدا شاہِ انبیا "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا (معاذ اللہ من ذٰلک) اور جناب خلافت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خاطر آیۂ وافی ہدایہ

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا — اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہین کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے

وحی یوحیٰ (پ ۲۷ س النجم ع ۱) — وہ نہین ہے مگر وحی جو اُس کی طرف نازل کیجاتی ہے۔

کی تفسیر اسطرح کی کہ "جمیع اقوال پیغمبر وحی ست باطل ست بدلیل عقلی ونقلی" اور طرح طرح کی خطائین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام واصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب (نعوذ باللہ من ذٰلک) منسوب کین جنکا ذکر ہم آیندہ موقع ومحل پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

محدثین اہلسنت آل رسول کے فضائل اور انکے مخالفین کیطرف نسبتًا لکھ گئے ہین

باین ہمہ اپنے مذہب کو سچّا ثابت کرنے مین قاصر اور عاجز رہے۔ شاہ صاحب تو درکنار خود حضرت کے خلفا بھی جنھون نے اپنے عہد خلافت مین اپنی ذات سے فضائل منسوب کرنے کی غرض سے جھوٹی حدیثین بنانے کے صلہ مین واضعان حدیث کو بہتیرا جاگیرات مناصب ومراتب عطا کئے اور احادیث فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے چھپانے اور مٹانے مین اور صدہا احادیث معائب (معاذ اللہ) اہلبیت اطہار کی طرف نسبت دینے کے لئے وضع کرانے کی فکر مین ہمہ تن مصروف و کوشان رہے جیساکہ تواریخ اہلسنت مثل تاریخ ابو الحسن مدائنی۔ وتاریخ مسعودی وتاریخ ابو الفدا وطبری وغیرہ وغیرہ مین ہے کہ امیر معاویہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین بے شمار وضعی حدیثین بنوائین۔ ان تمام احادیث کو اپنی سلطنت کے تمام حصّون مین بھیجکر تاکیدی حکم جاری کیا کہ

جمعہ کوان احادیث کا وعظ کیا جائے اورطلبہ کوان کا درس دیا جائے ۔ آخر رفتہ رفتہ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل گم ہوتے گئے اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بزرگیون کا چرچا ہوتا گیا اور شیخ ابوجعفر اسکافی اور ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ بنی اُمیہ کے زمانہ خلافت مین لوگون کو انعام واکرام دے کر اصحاب ثلثہ اور خلفاے بنی اُمیہ کی فضیلت اور آل رسول اور اولاد بتول کی مذمت مین بے شمار احادیث وضع کرائی گئین حتیٰ کہ تقریباً سو برس تک علیؑ اور اولاد علیؑ پر مسجدون مین بالاے منبر تبرّے ہوتے رہے جیساکہ تاریخ الخلفا امام جلال الدین سیوطی مین ہے جسکی نقل یہ ہے :۔

کان بنوامیة یسبون علی بن	بنی امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبون مین
ابی طالب فی الخطبة فلما ولی عمر	حضرت علی کی شان مین بے ادبی کیا کرتے جب عمر
بن عبد العزیز ابطلہ وکتب الی نوابہ	بن عبدالعزیز حاکم بنا تو اُسنے اپنے عمال اور
بابطالہ وقرء مکانہ ان اللہ	حکام کے نام فرمان جاری کئے کہ ایسا نہ کیا جائے
یامر بالعدل والاحسان الایہ	اوربجائے اُن خلاف ادب الفاظ کے حکم دیا کہ
فاستمرت قراءتہا فی الخطبة الی الان	یہ آیت پڑھی جائے ان اللہ یامر بالعدل
صفحہ ۱۶۶ تاریخ الخلفا مطبوعہ محمدی لاہور ۱۳۰۹ھ و ۱۸۹۲ء	والاحسان الخ

چنانچہ اِس کی تعمیل ہوتی چلی آئی لیکن مفسدون اور فتنہ پردازون کو خاندان رسالت و نبوت سے ایسی قلبی عداوت تھی کہ اُن کے فضائل ومراتب کا سننا تو درکنار اُن کے مداحین و منسوبین پر طرح طرح کی تکالیف کو روا رکھتے تھے ۔ اور آل رسول کی مودت وعقیدت رکھنے کے جرم مین ان کو برسون مقید کرتے تھے اور انواع واقسام کے ظلم وستم کے ساتھ ہلاک کرتے تھے ۔ مگر بفحواے آیہ کریمہ

یریدون لیطفؤا نوراللہ بافواھھم — وہ تو یہ چاہتے ہین کہ خدا کا نور اپنے منھ سے بجھا دین

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۝ — اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون

پ ۲۸ - س الصف - ع ۱ — کو بُرا لگے -

گل مُراد شگفتہ نہ ہوا - چنانچہ احمد بن حنبل نے سند مین لکھا ہے کہ "لوگون نے حضرت علیؑ کی بزرگیون کو عداوت کیوجہ سے بہیترا چھپایا بلکہ آپ کی مذمت مین نہایت کوشش کی مگر پھر بھی حضرت کے فضائل کی کثرت حیرت انگیز ہے"

پس جبکہ ایسا ارادہ کر کے بڑے بڑے شناور اس دریاے ناپیداکنار سے بقول اے ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

عبور نہ کر سکے تو شاہ صاحب کیا اور اُن کی سعی کیا - بلکہ جسقدر نور خدا کے بجھانے مین سعی و اہتمام کیا گیا اُسیقدر اُن خاصان خدا کا نام روشن اور نور حقیقت کا دریا موجزن ہو تا گیا ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد — ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد

گو بادِ مخالفت چلا کی - مزاحمت ہوا کی - مگر خاص و عام کی نظر مین اُن کی توقیر و منزلت یہ بڑھی کہ خداے پاک نے ان کے فضائل و مناقب خود انھین کے مخالفین اور معاندین کی زبان اور قلم سے ظاہر کرا دیے اور ان کے دشمنون اور حاسدون کے معائب و مثالب کی روایتین - حدیثین - اور تفسیرین - انھین کے محدثین و مفسرین و متکلمین اور خاص امام محمد اسمعیل بخاری و مسلم نیساپوری کے قلم سے لکھوا دین ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد — خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ ست

حالانکہ کسی اہلِ مذہب سے جو کہ اپنے پیشواؤن کی بزرگیون اور فضیلتون کا معتقد ہو اُس سے اُن کے معائب کی روایات کی توقع رکھنا یا جس کسی کے معائب کا وہ معتقد ہو اُسکے فضائل کے اقرار کی

اُمید رکھنا بیجا ہے لیکن خداے پاک نے اپنی حجت تمام کرنے کی غرض سے اہلسنت کو مجبور کردیا کہ انھوں نے اپنے اصحاب وحین کی برائیون کو خود ہی روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جناب قبلہ وکعبہ صوارم مین تحریر فرماتے ہین:۔

ہر چند از اہل مذہب کہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضائل آن شخص داشتن بیجاست وہچنین بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماماً للحجۃ قلوب مخالفین جناب امیرالمومنین علیہ السلام راچنان مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بنابر تقرب سلاطین بنی عدی وتیم وبنی امیہ اخبار فضائل آنہارا بسیار وضع نمودہ اند چون دروغگو را حافظہ نباشد ہمان مخالفین از غایت نافہمی باعجاز جناب امیرالمومنین باز مثالب اصحاب ثلثہ واتباع ایشان را ہم مذکور ساختہ اند وعلماء ومحدثین ایشان چنین احادیث واخبار را در کتب مصنفات خود مندرج فرمودہ اند

ہر چند کسی اہل مذہب سے کہ جو کسی شخص کے مطاعن کی روایت کرے۔ اُس سے اُسی شخص کے فضائل کے روایت کی توقع کرنا بیجا ہے۔ اور اسی طرح اسکا عکس خلاف توقع واُمید ہوگا لیکن اللہ تعالی نے اپنی حجت کے پورا کرنے کی غرض سے جناب علی مرتضیٰ کے دشمنون کے دلون کو ایسا مسخر کیا تھا کہ باوجود اسکے کہ اُنکو بنی عدی وتیم واُمیہ کے بادشاہون کے تقرب حاصل تھا بہت سی روایات اُنکے فضائل مین وضع کین اور چونکہ جھوٹے کو کہی ہوئی بات یاد نہین رہتی اسلئے جملہ مخالفین نے اپنی نہایت ناسمجھی سے اور جناب امیر علیہ السلام کے اعجاز سے اصحاب ثلثہ اور اُنکے تابعین کے معائب بیان کئے ہین اور اُنکے علماء اور محدثین نے ایسی حدیثین اور روایتین اپنی اپنی کتابون اور تصنیفون مین درج کی ہین

پس آپ جناب شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی وغیرہ کے کلام کو صحیح باور کرکے انھین کی طرح جھوٹی روایتون اور وضعی حدیثون سے مذہب اہلسنت والجماعت کو اپنی سحر بیانی سے سچا بتانے کی سعی کرینگے تو ہم بھی انھین کے اقوال سے بلکہ کل محققین ومحدثین اہلسنت بالخصوص جناب امام بخاری ومسلم کی زبان قلم سے اُن کا باطل ہونا اسلامی دنیا پر ثابت کردینگے جس سے

منکشف ہوجائے گا کہ خدا کے نزدیک کون ہدایت پر ہے اور کون ضلالت مین جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھوفی ضلال مبین ط پ ۲۰ س قصص

میرے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ اسکی طرف سے کون دین حق لیکر آیا ہے اور کون صریح گمراہی مین پڑا ہے۔

واضح ہو کہ اس تالیف سے مجھے اپنے بھائیون کا دل دکھانا یا مجادلہ ومکابرہ کرنا یا اصحاب کرام پر نکتہ چینی کرنا مقصود نہین ہے بلکہ مہذبانہ ومودبانہ طریقہ سے اپنے بھائیون کو ہوشیار کرنے کے لئے وہ اسناد جو اصحاب کرام کے آمنوا وعملوا الصالحات کے منافی ہین پیش کرکے گویا ان کی تصویران کو دکھانا چاہتا ہون۔ لہذا جو روایتین وحدیثین بغرض تردید کتب اہلسنت سے نقل کی جائینگی اگر وہ فی نفسہ سخت اور مکروہ ہون تو ان اسناد کے پیش کرنے مین بموجب ارشاد جناب شاہ صاحب:۔

درین رسالہ انچہ درباب مطاعن صحابہ وازواج خیر الانام مذکور شود لازم آید کہ راقم این حروف را ازان بری الذمہ شناسند و فارغ العہدہ انگارند زیراکہ اصل کلام درین رسالہ مبنی براصول اہلسنت وروایت ایشان ست

اس رسالہ میں جوکچھ دربارہ مطاعن اصحاب کرام وازواج مطہرات ذکر کیا جائے اُس سے مجھے بری الذمہ سمجھین۔ کیونکہ اصل کلام اس رسالہ مین اہلسنت کے اُصول اور اُن کی روایات پر مبنی ہے۔

مجھے معذور سمجھین۔ اِسلئے کہ وہ اسناد وروایات بعینہٖ اُنھین کی کتب سے ماخوذ ہین ؎

حافظ بخود نپوشید این خرقۂ مے آلود
اے شیخ پاکدامن معذور دار مارا

اگر اسپر بھی ہمارا ایسی روایات کا نقل کرنا اور تاریخی واقعات کا بیان کرنا ناگوار خاطر ہو تو بقول سعدی ؎ "ہر کس از دست غیر نالہ کند ÷ سعدی از دست خویشتن فریاد" ÷ حضرت پیرومرشد ہی کو دعاے خیر سے یاد کرین۔

اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین

المختصر اگر برادران اہلِ سنت کو واقعی تحقیق حق منظور ہوتی تو تحفہ کے روشن جوابات اُنکے لئے چراغ ہدایت تھے لہذا علماء و فضلاء اہلسنت پر لازم تھا کہ اُن جوابات کو ملاحظہ فرماتے اور شاہ صاحب کے سوالات اور علمائے امامیہ کے جوابات پر کافی غور کرتے تاکہ حق و باطل مین تمیز ہوجاتی اور اس تیرہ سو برس کے قضیہ کا اِس طرح فیصلہ ہوجاتا کہ یا باثبات حقیت مذہب اہلسنت ہمکو اپنے مذہب مین شامل کرلیتے یا خود مذہب حقہ اثنا عشریہ مین داخل ہوجاتے۔ مگر اس سے انھون نے گریز کیا۔ کیونکہ تحفہ کے جوابات دیکھنے اور سُننے سے اُن کے پیشواؤن کے کارنامے اور بدعنوانیان طشت از بام ہوتی تھین اور مذہب بھی رخصت ہوتا تھا۔ بنا برین یہ سمجھ کر کہ ؎

جانتا ہون ثواب طاعت و زہد ۔۔۔ پر طبیعت اِدھر نہین آتی

خاموش ہو رہے۔ چنانچہ کتاب لاجواب عبقات الانوار کے متعلق جناب مولوی مرزا عابد علی بیگ صاحب قزلباش اپنی مفید تالیف الموسوم بہ "آیاتِ جلی فی شانِ مولانا علی" مین یہ حکایت تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"مولوی مقرب علی صاحب رئیس جگراون نے مجھ سے فرمایا کہ مقام گجرات دپنجاب مین میرا قیام تھا۔ ایک عالم اہلسنت سے راہ و رسم ہوگئی وہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے ایک روز عبقات الانوار پر اُن کی نظر پڑی اُسکے مطالعہ کا اشتیاق ظاہر کیا مین نے کتاب حوالہ کردی دیکھتا کیا ہون کہ دوسرے روز کتاب بغل مین لئے چلے آتے ہین۔ مین نے پوچھا کہ آپ اِس کتاب کا مطالعہ فرما چکے وہ بیچارے سیدھے سادھے سنی مسلمان فرمانے لگے "حضرت! ابکو معلوم ہوگیا یہ کتاب ایسی ہے جس کو پڑھکر آدمی سُنی نہین رہ سکتا۔ لہذا مین اُس کو واپس لے آیا ہون اب نہ پڑھونگا۔"

پس یہ تیرہ سو برس کا جھگڑا بروز فردا عادلِ حقیقی ہی مٹائے گا جیساکہ خود ارشاد

فاللہ یحکم بینھم یوم القیامۃ — پس اللہ ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا

فیما کانوا فیہ یختلفون ہ (پ۲ س بقرہ) — جن مین اُن کو اختلاف ہو۔

اِس صورت مین مصنفین و مولفین اہلسنت کا سیکڑون کتابین اور ہزارون رسالے تصنیف و تالیف کرنا واقعی بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالنے پر مبنی ہے جس کا مواخذہ اُن سے ضرور ہوگا۔ قولہ تعالیٰ :۔

ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم — یہ لوگ اپنے (گناہ کے) بوجھے تو یقینی اٹھائین ہی گے اور اپنے

ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون — بوجھون کے ساتھ (جنھین گمراہ کیا) اُنکے (بھی) اُٹھائینگے۔ اور جو جو

(پ۲۰ س عنکبوت ع ۱) — افترا پردازیان یہ لوگ کرتے رہے قیامت کے دن اُنسے ضرور بازپرس ہوگی۔

غرض حقیقت مذہب اہلسنت و الجماعت کی نسبت آپکے دلائل عقلی وشواہد نقلی وہی ہونگے جو تحفہ اور منتہی الکلام وغیرہ مین مذکور ہین اور جنکو علمائے کرام شیعہ رد کرچکے ہین اور مین بھی بعون اللہ تعالیٰ ایات بیّنات کی بدولت قند مکرّر کے طور پر اُن کی توضیح وتشریح کرتا ہون۔

الحمدللہ کہ مین نے اپنی تحقیق مین مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو مطابق کلام الٰہی واحادیث نبوی سچا اور مذہب اہلسنت والجماعت کو جھوٹا پایا۔ خدا کرے کہ میرے سُنّی بھائی جو اپنے کو ہدایت یافتہ اور ہم کو گمراہ جانتے ہین اِس کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائین۔ صدق نیّت شرط ہے خدا توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اچھا ہوا اور بہت اچھا ہو کہ اب بھی اپنے عقائد کی اصلاح کرین اور صراط مستقیم اختیار فرمائین وماعلینا الا البلاغ

اور یہی دعا میری اپنے سب بھائی بھتیجون اور کل مومنین ومومنات کے بارے مین ہے کہ اپنے ایمان وعقائد پر قائم رہین اور الحمدللہ وہ پاک عقیدہ یہ ہے

نوشتہ بر در فردوس کاتبانِ قضا — نبیؐ رسول ولیعہد حیدر کرّارؑ

مدشمنان منشین حافظا، تولا کن　　نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۵

حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و شکر اس امر پر کرتے ہیں کہ اُس نے ہم کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائی اگر وہ ہماری ہدایت نہ فرماتا تو ہم راہ راست پر نہ ہوتے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اے اللہ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر

قال

مسئلہ فضیلت صحابہ دونوں مذہب کا حصر صحابہ کی بھلائی و برائی پر ہے۔

یہ سب پر ظاہر ہے کہ دونون مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا ہے کہ اہل سُنت اُن کو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اُن کو بُرا سمجھتے ہین بلکہ جس طرح پر اہلسنت اُن کو تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہتر اور کامل جانتے ہین اوسی طرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتی کہ کافر و مرتد کہتے ہین پس درحقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہے جسپر دونون مذہب کی حقیت اور بطلان کا مدار ہے۔ یعنی اگر موافق اُصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اسلام مین کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا ثابت قدم رہنا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ سنیون کا مذہب حق اور شیعون کا مذہب باطل۔ اور اگر برخلاف اِسکے اِن کا کافر و مرتد ہونا (نعوذ باللہ من ذلک) معلوم ہوا تو شیعون کا مذہب سچا اور سنیون کا مذہب جھوٹا ہے اِس واسطے ہم اوّل صحابہ کے فضائل بیان کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے۔ پھر جواب مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کرتے ہین دین گے (آیات بینات صفحہ ۳)

اقول

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　این رہ کہ تو میروی بترکستانست

قال اللہ تبارک و تعالی

قل جآء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔　اے رسول کہدے کہ حق آیا اور باطل ہلاک ہوا فی الواقع حق کے سامنے باطل نہین ٹھہر سکتا۔　تمہید اور مختلف فیہ مسائل۔

واضح ہو کہ مابین مذہب امامیہ اثنا عشریہ و اہلسنت و الجماعت نفقط مسئلہ فضیلت صحابۂ کرام ہی کا اختلاف نہین ہے۔ بلکہ جمیع مسائل مثل عدل۔ صفات ثبوتیہ و سلبیہ باری تعالی۔ و عصمت و بعثت انبیا۔ و نصب امامت و خلافت۔ و مسئلہ جبر و قدر وغیرہ مین اختلافات کثیرہ ہین۔ اگرچہ ہم کو اس جگہ ان اختلافات سے بحث کرنا مقصود نہین ہے۔ مگر مجملاً اتنا عرض کرتے ہین کہ گو اہل سنت و الجماعت اپنی زبان سے مدعی تمسک بقرآن و حدیث ہین مگر عمل اُن کا اسکے برعکس ہے۔ بلکہ اپنی اغراض کے مطابق خدا و رسول کے کلام مین طرح طرح کے تاویلات اور توجیہات کرتے ہین۔ گو یہ امور تفصیل سے آگے بیان کیئے جائینگے انشاء اللہ مگر مین اس جگہ مشتے نمونہ از خروارے ایک مسئلہ وضو کی طرف ہی توجہ مبذول کراتا ہون کہ آیۂ کریمہ:-

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین　اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو مُنھ اور کہنیون تک ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سرون کا اور ٹخنون تک پاؤن کا مسح کرلیا کرو۔

(پ ۶۔ س مائدہ۔ ع ۲)

ہین تو خداوند متعال صاف صاف الفاظ ہین موںھ اور کہنیون تک ہاتھ دھونے، اور سر پر اور دونون پاؤن کے ٹخنون تک مسح کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ جس پر امامیّہ کا عمل ہے۔ مگر اہل سُنت بجاے مسح کرنے کے پاؤن کو دھوتے ہین جو سراسر مخالف حکم آلہی ہے اور یہ صریح مخالفت خدا کی حضرت عمرؓ خلیفۂ دوم کی خاطر سے گوارا کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ خاص اجتہاد فاروقیہ سے ہے حالانکہ خود اکثر محققین اہل سنت نے بھی امامیہ ہی کے عمل کو صحیح بتایا ہے جیساکہ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین تحریر فرماتے ہین:۔

اختلف الناس فی مسح الرجلین	دونون پاؤن کے دھونے اور مسح کرنے
وفی غسلھما فنقل القفال فی تفسیرہ	مین لوگون نے اختلاف کیا ہے۔ قفال نے اپنی
عن ابن عباس وانس بن مالک	تفسیر مین ابن عباس وانس بن مالک وعکرمہ
وعکرمہ وشعبی وابی جعفر محمد	وشعبی اور امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا
بن علی الباقر ان الواجب فیھما	ہے کہ دونون پاؤن کا مسح کرنا واجب ہے اور یہی
المسح وھو مذھب الامامیۃ من	مذہب شیعہ امامیہ کا ہے اور ایک جماعت فقہاء
الشیعۃ وقال جمہور الفقھاء	ومفسرین کہتے ہین کہ دونون پاؤن کا دھونا واجب
والمفسرین فرضھا الغسل وقال	ہے اور داؤد اصفہانی کا قول ہے کہ دھونا اور
داؤد الاصفھانی یجب الجمع بینھما	مسح کرنا دونون واجب ہین اور یہی قول
وقول الناصر للحق من ائمۃ الزیدیۃ	ناصر بالحق کا ہے جو فرقۂ زیدیہ کے امام ہین
وقال الحسن البصری ومحمد بن	اور حسن بصری محمد بن جریر طبری کا
جریر الطبری المکلف مخیر بین المسح	بیان ہے کہ وضو کرنے والا پاؤن کے
والغسل حجۃ من قال بوجوب المسح	دھونے یا مسح کرنے مین مختار ہے۔

مبنی علی القرأتین المشهورتین فی قوله	ابن کثیر اور حمزہ اور ابو عمر اور عاصم
وارجلکم فقراء ابن کثیر وحمزۃ وابو عمر	نے روایت ابو بکر مین ارجلکم کے لام کو
وعاصم فی روایۃ ابی بکر بالجر عنہ	زیر پڑھا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۶ مطبوعہ مصر)

اسی طرح رفع نجاست کیلئے حسب احکام الٰہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی مخصوص ہے اور اُسی سے طاہر کرنے کا حکم ہے جیساکہ امام شافعی فرماتے ہین :۔

"پاک کرنے والا پانی ہے دوسری چیز اُس کے قائم مقام نہین ہو سکتی"

اور تفسیر فتح العزیز جلد سوم صفحہ (۲۳۴) مین ہے۔

همان بزرگ (یعنی جبرئیل علیہ السلام) بعد	حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان
از تعلیم این آیات پائے خود را برزمین زد و چشمہ	آیتون کو پڑھانے کے بعد زمین پر اپنا قدم مارا
آب روان پیدا شد آنحضرت را طریقہ طہارت و	تو پانی کا چشمہ نکلا اور پانی سے آپ کو طریقہ طہارت
وضوء واستنجا بیاموخت۔	وضوء و استنجا سکھایا۔

بخلاف اسکے حضرت عمر استنجا بجائے پانی کے ڈھیلے سے کیا کرتے تھے جیساکہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین :۔

وروی ابو بکر عن یسار بن نمیر	یعنی ابو بکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے
کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحایط	کہ جب حضرت عمرؓ پیشاب کرتے تھے دیوار یا پتھر سے
اوحجر ولم تمسہ الماء (ازالۃ الخفا)	پونچھتے تھے پانی سے پاک نہین کرتے تھے۔

اسی بنا پر اہل سنت بھی ڈھیلا استعمال کرتے ہین۔

اسی طرح مسئلہ میراث مین شیعہ حسب آیہ کریمہ :۔

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر — خدا تم لوگوں کو تمھاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا

مثل حظ الانثیین (پ۴۔ س نسا۔ ع۱) — ہو کہ لڑکے کا حصّہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

اولاد انبیا علیہم السلام کو ان کے مال کا وارث ٹھہراتے ہین لیکن اہلسنت حضرت ابو بکر صدیق رض

خلیفہ اول کے اس قول کے بموجب

عن ابی بکر الصدیق قال قال — حضرت ابو بکر صدیق رض کا بیان ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ — فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم گروہ

وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث — انبیا نہ کسیکے وارث ہوتے ہین نہ دوسرے لوگ ہمارے مال کے

ما ترکنا صدقۃ — اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ تصدق ہے۔

اس وراثت کے منکر ہین۔ شیعہ خلفاء کے اس عمل کو جو انھون نے خلاف حکم خدا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میراث پدری سے محروم کر دیا تھا۔ خلاف حق سمجھتے ہین اور اہلسنت اپنے خلیفہ صاحب کے حکم کو عدل و انصاف سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ اس کی مفصل بحث جلد دوم مسئلہ میراث انبیا مین کی جائے گی انشاء اللہ المستعان۔

اب فرمائیے کہ "حسبنا کتاب اللہ" کہنے والون نے بیٹی کو باپ کے ترکہ سے آیا کتاب خدا کی بنا پر محروم کر دیا تھا یا اپنی خاص مصلحت و حکمت کی وجہ سے۔ اس بارے مین اہلسنت فرمان الٰہی پر چلتے ہین یا اپنے خلیفہ صاحب کے حکم پر۔ پس یہ سب اختلافات اس سبب سے ہین کہ ائمہ اثنا عشر کے احکام پر عمل نہین کیا جاتا جو بحکم خدا و رسول اوصیا اور خلفاء برحق ہین اور سب کی شریعت شریعت مصطفوی ہے۔

اسی طرح مسئلہ جبر و اختیار مین بھی اختلاف ہے یعنی امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ

لا جبر ولا تفویض بل امر — نہ تو افعال عباد مین بالکل جبر ہے اور نہ بالکل تفویض بلکہ

بین الامرین — انھین دو کے درمیان مین ایک امر ہے۔

یعنی بندہ ایسا صاحب اختیار نہین ہے کہ خدا کی قدرت اور اُسکے اختیار سے باہر ہو جائے نہ ایسا ناچار و مجبور ہے کہ کچھ کر ہی نہ سکے اور اسکے ہر فعل کا فاعل خدائے پاک ہی ہو۔ بخلاف اسکے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہے اُسکے ہر فعل نیک و بد کا فاعل خدا ہے اور بندون کے جملہ افعال بارادت الٰہی واقع ہوتے ہین اور خیر۔ شر۔ معصیت۔ ہدایت۔ ضلالت شرک و ایمان بحکم الٰہی ہین بلکہ مشکوٰۃ شریف مین تو یہان تک ہے کہ خدا بندے کو دوزخ یا جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اُس سے اعمال بھی ویسے ہی کراتا ہے وہ روایت یہ ہی:۔

وعن مسلم بن یسار قال سئل عمر	مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ عمر
بن الخطابؓ عن ہذہ الایۃ واذ	بن الخطاب سے اس آیت کے متعلق (جب
اخذ ربك من بنی اٰدم من ظہورہم	پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی اولاد
ذریتہم الی اٰخر الایۃ قال عمر	پیدا کی) استفسار کیا تو جواب دیا کہ مین نے سُنا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ اسی آیت کے بارے مین کسی نے رسول اللہؐ
واٰلہ وسلم یسال عنہا فقال	سے سوال کیا تھا اُن حضرت نے فرمایا بتحقیق
ان اللہ خلق اٰدم ثم مسح ظہرہ	جب آدم کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی پشت پر
بیمینہ فاستخرج منہ ذریتہ	داہنی جانب اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُنکی
فقال خلقت ہؤلاء للجنۃ	اولاد خلق کی تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے ان کو
وبعمل اہل الجنۃ یعملون	جنت کیلئے۔ اور اہل جنت کے سے اعمال کرنیکیلئے پیدا کیا ہے پھر اُنکی
ثم مسح ظہرہ فاستخرج منہ ذریتہ	پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُن کی اولاد
فقال خلقت ہؤلاء للنار	پیدا کی تو فرمایا کہ مین نے انکو دوزخ کے لئے پیدا کیا۔

ويعمل اهل النار يعملون فيقال	اور یہ لوگ دوزخیون کے مانند اعمال کرینگے پس
رجل فبما يعمل يارسول الله فقال	ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کس واسطے عمل
رسول الله صلعم ان الله اذا خلق	کرتا ہے فرمایا بتحقیق خداوند عالم جب بندے کو
العبد للجنة استعمله بعمل اهل	جنت کے واسطے خلق کرتا ہے تو اُس سے اہل جنت
الجنة حتی یموت علی عمل من	کے سے کام کراتا ہے یہانتک کہ وہ اسی عمل
اعمال اهل الجنة فيدخل به الجنة	پر مرتا ہے پس اُس کو بسبب اُن اعمال کے خدا
واذا خلق العبد استعمله بعمل	بہشت عطا کرتا ہے اور جب بندے کو دوزخ
اهل النار حتی یموت علی عمل من	کیلئے خلق کرتا ہے تو اُس سے اعمال اہل دوزخ
اعمال اهل النار فيدخل به النار	کے سے کراتا ہے یہانتک کہ وہ جب اُن اعمال پر
رواه مالك والترمذی وابوداؤد	مرتا ہے تو انھین اعمال کے وجہ سے اُس کو
مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر	دوزخ مین ڈالتا ہے

فصل دوم (صفحہ ۹۵ اشعۃ اللمعات وصفحہ ۹۰ مظاہر حق جلد اول) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳)

اور اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم سے اسی باب کی فصل اول مین صاحب مشکوٰۃ نے نقل کی ہے:-

عن عبدالله بن عمر قال	عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا
قال رسول الله صلی الله علیه وآله	فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وسلم ان قلوب بنی آدم کلها بین	کہ سب بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیون کے
اصبعین من اصابع الرحمن کقلب	بیچ مین بمنزل قلب واحد کے پھیرتا ہے ان کو
واحد یصرفه کیف یشاء ثم قال	جس طرح چاہتا ہے۔ پھر کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتک (رواہ مسلم)

خدایا دلون کے پھیرنے والے ہمارے دلون کو اپنی طاعت کیطرف پھیر۔ (روایت کی یہ مسلم نے) (از مشکوۃ باب ایمان بالقدر)

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نہایۃ العقول مین فرماتے ہین۔

الذی اتفق علیہ اصحابنا العبد غیر فاعل بالاستقلال و افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ بقدرۃ اللہ وحدھا ولیس لقدرتھم تاثیرۃ فیھا بل اللہ سبحانہ جری عادتہ بانہ یوجد فی العبد قدرۃ واختیارا فیکون فعل العبد مخلوقا للہ ابداعا واحداثا الی اٰخرہ

یعنی امر متفق علیہ درمیان ہمارے اصحاب کے یہ ہو کہ بندہ باستقلال خیر و شر کا فاعل نہین ہے بندون کے افعال اختیاری صرف قدرت خدا سے واقع ہوتے ہین اور بندون کی قدرت کو اسمین بالکل تاثیر نہین ہے بلکہ خدا نے اپنی یہ عادت جاری کی ہے کہ بندون مین قدرت اور اختیار کو پیدا کرتا ہے۔ پس بندون کے افعال بلحاظ ایجاد و احداث کے خدائے تعالیٰ ہی کے پیدا کئے ہوے ہین اور بندون کے مکسوب ہین۔

امام موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ آیۂ کریمہ "ربما یود الذین کفروا" کی تفسیر اس سے بھی بڑھ کر کی ہے اور وہ یہ ہے:۔

احتج اصحابنا بھذہ الاٰیۃ علی انہ تعالیٰ یصد عن الایمان ویفعل بالمکلف ما یکون لہ مفسد فی الدین۔

ہمارے علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہو کہ خدا بندون کو ایمان لانے سے روکتا ہو اور مکلف کے ساتھ ویسا عمل کرتا ہے جس سے اُسکا دین فاسد اور برباد ہو جائے (تفسیر کبیر جلد پنجم صـ۳۰۵ مطبوعہ مصر)

نیز امام موصوف آیہ کریمہ

من یصرف عنہ یومئذ فقد رحمہ و — جس سے اُس دن (عذاب) ٹل جائے یقینی اُس پر

ذلک الفوز المبین (پ۷۔ س انعام ع۲) — خدا کی رحمت ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

کی تفسیر ان الفاظ مین کرتے ہین :۔

المسئلۃ الثانیۃ دلت الآیۃ علی — یہ آیت اِسپر دلالت کرتی ہے کہ انسان نہ تو

ان الطاعۃ لا توجب الثواب والمعصیۃ — عبادت کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور

لا توجب العقاب (تفسیر کبیر جلد چہارم ص۲۵) — نہ گنا ہون کے سبب سے عذاب کا

رسالہ علم کلام

اس موقع پر کچھ خلاصہ عبارت جناب شمس العلماء شبلی نعمانی کے رسالہ علم الکلام سے بھی نقل کیا جاتا ہے جسکے ملاحظہ سے اہل سنت کے مذہبی مسائل کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے :۔

(۱) یہ عجب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہ ہاے اسلام سے تعداد مین زیادہ ہے اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے مگر علم کلام مین اشعریہ کے مقابلہ مین ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے اِس عدم شہرت کا یہانتک اثر ہوا کہ آج اکثر علماے حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہین ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علماے حنفیہ نے علم کلام مین بہت کم تصانیف کین۔ اِس فن مین جسقدر مشہور و معرکۃ الآرا کتابین ہین وہ شافعیہ کی تصنیفات ہین جو عموماً اشعریہ تھے۔ اِس علم کلام کے جو مہمات مسائل ہین اور جو اشعریون کے نزدیک سنت اور اعتزال مین حد فاصل ہین۔ ان کو ہم اس مقام پر امام غزالی و رازی و اشعری کے اصل الفاظ مین لکھتے ہین :۔

(۲) انہ یجوز علی اللہ سبحانہ ان — خدا کو جائز ہے کہ انسان کو ایسے کام کی

یکلف الخلق ما لا یطیقونہ — تکلیف دے جو اُس کی طاقت سے باہر ہے

خلافاً للمعتزلۃ	اور معتزلہ اسکے خلاف ہین
(۳) ان اللہ عزوجل یلام الخلق وتعذیبہم من غیر جرم سابق ومن غیر ثواب لاحق خلافاً للمعتزلہ	خدا کو حق ہے کہ وہ مخلوقات کو عذاب دے بغیر اسکے کہ انکا کوئی پہلا جرم ہو یا ان کو ثواب لاحق ملے معتزلہ اسکے خلاف ہین ۔
(۴) انہ تعالیٰ یفعل بعبادہ ما یشاء فلا یجب علیہ رعایۃ الاصلح بعبادہ	خدا اپنے بندون کے ساتھ جو چاہے کرے اسکے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام کرے جو مخلوقات کے لئے مناسب ہے ۔
(۵) ان معرفۃ اللہ سبحانہ وطاعتہ واجبۃ بایجاب اللہ وشرعہ لا بالعقل خلافاً للمعتزلہ	خدا کا پہچاننا اور اسکی طاعت واجب ہے شرع کی روسے یہ عقل کی روسے معتزلہ اسکے خلاف ہین

یہ عقائد انھین عبارتون کے ساتھ احیاء العلوم امام غزالی مین مذکور ہین ۔

(۶) قال اصحابنا دلت الآیۃ علی انہ تعالیٰ لا یراعی مصالح الدین والدنیا ۔ (تفسیر کبیر) (وآیہ) ولیزیدن کثیرا منہم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا (سورہ مائدہ)	ہمارے اصحاب (اشاعرہ) اس بات کے قائل ہین کہ آیت قرآنی سے ثابت ہو کہ خدا تعالیٰ دین و دنیا کی مصلحتون کا لحاظ نہین رکھتا) اور یقیناً بہتون کے کفر و سرکشی اس کلام سے جو تجھپر نازل کیا گیا ہے بڑھ جائے گی ۔
(۷) ان البنیۃ لیست الشرط فی الحیوٰۃ فالنار علی ما ھی علیہ یجوز ان یخلق اللہ الحیوۃ والعقل والنطق فیہا وعند المعتزلۃ ذلک غیر جائز	زندگی کے لئے کوئی جسم یا خاص بناوٹ شرط نہین مثلاً خدا آگ مین عقل اور زندگی و گویائی پیدا کرسکتا ہے ۔ معتزلہ اس کے خلاف ہین

لا تاثیر لقدرۃ العبد فی افعالہ — آدمی کے افعال مین قدرت کا کچھ اثر نہین۔

یہ عقائد تمام کتب عقائد مین مذکور ہین یہ وہ عقائد ہین جو اشعریہ کے ساتھ مخصوص ہین انکے سوا اور عقائد بھی ہین جنکو امام غزالی نے احیاء العلوم کے شروع مین نقل کیا ہے اور پھر ان کی تفصیل کی ہے۔ انتہی (منقول از رد التحفہ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰)

یہ عقائد خلاف آیات الٰہی ہین

غرض اہلسنت کے یہ عقائد ہین جو ان مین سے ایک کا بھی منکر ہوگا وہ یقیناً اپنے سچے مذہب سے خارج ہوجائے گا حالانکہ عقائد مذکورہ بالا صریحاً احکام الٰہی کے خلاف ہین جیسا کہ حق تعالیٰ جا بجا اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ — خدا کسی نفس کو اُس کی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہین دیتا۔

(۲) وما اللہ یرید ظلماً للعالمین — اور خدا تمام عالم مین کسی پر ظلم کا ارادہ نہین کرتا

(۳) انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ (پ۴۔ س عمران۔ ع ۱۹) — مین تم مین سے کسی عمل کرنے والے کا مرد ہو یا عورت عمل ضایع نہ کرونگا۔

(۴) فالیوم لا تظلم نفس شیئاً ولا تجزون الا ما کنتم تعملون (پ۲۳۔ س یٰسین ع ۴) — آج کسی شخص پر ظلم نہو گا اور تم لوگ جو دُنیا مین کیا کرتے تھے اسکا عوض تم کو دیا جائے گا۔

(۵) فامامن ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ۔ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ۔ وما ادرٰک ماھی نار حامیۃ — پس جسکے اعمال نیک کی تول بھاری اُترے گی وہ توخاطر خواہ عیش مین ہوگا اور جس کے اعمال کی تول کم اُترے گی اُسکا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے دہکتی ہوئی آگ ہے

(۶) وما ظلمنٰھم ولکن کانوا ھم الظٰلمین (پ۲۵۔ س زخرف ع ۶) — اور ہمنے اُنپر کوئی ظلم نہین کیا لیکن وہ اپنے حق مین آپ ہی ظالم ہوے

اسی قسم کے متعدد آیات الٰہی اس بات پر شہادت دے رہی ہین کہ بندے بروز قیامت اپنے اعمال کی جزا وسزا پائینگے اور خدا کسی پر ظلم نہین کرتا۔ پس ایسے عقائد سے کہ جس سے خدائے عزّوجل کا غیر عادل ہونا سمجھا جائے شیعہ پناہ مانگتے ہین۔

غرض مذہب امامیہ مین عدل باریتعالیٰ عین اصول دین سے ہے لیکن مذہب اہلسنت مین اس قسم کے عقائد سے خدا ظالم ٹھہرتا ہے (نعوذ باللہ منہا)

اسی سلسلہ مین صفات سلبیہ باریتعالیٰ کے متعلق ان کے جو عقائد ہین وہ بھی نقل کیے جاتے ہین

صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے۔

(۱) عن ابی هریرة ان رسول الله	ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم قال ینزل	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر رات
ربنا تبارك وتعالی کل لیلة الی	مین آسمان دنیا کی طرف اُتر کر کھڑا رہتا ہے۔
السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل	یہانتک کہ جب ایک تہائی رات رہجاتی ہے تو
الاخر فیقول من یدعونی فاستجیب له	فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا کرے گا مین اس کی
ومن یسألنی فاعطیته ومن یستغفرنی	دعا کو قبول کرونگا اور جو مجھ سے طلب کریگا وہ عطا
فاغفر له (بخاری جلد اول باب الدعاء والصلوٰۃ)	کرونگا اور جو استغفار کرے گا مین اسکو بخشدونگا۔

اور یہی روایت مشکوٰۃ شریف مین بھی موجود ہے دیکھو صفحہ ۸۰ جلد دوم مطبوعہ لاہور ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب۔

(۲) یا امة محمد ما احد اغیر من الله (کتاب الغیرة صفحہ ۱۶۳)	یعنی خدا سے زیادہ کوئی غیرت مند نہین ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ

(۳) قالت فقدت رسول اللہ صلعم ليلة فاذا هو بالبقيع فقال انت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت یارسول الله انی ظننت انك اتيت بعض نساءك فقال ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم وكلب (جلد دوم صفحہ ۹۲)

ایک شب مین نے رسول اللہ صلعم کو اپنے بستر پر نہ پایا دیکھا تو جنت البقیع مین ہین حضرت نے فرمایا کہ تم گمان کرتی ہو کہ خدا و رسول تم پر حیف وظلم کرتے ہین عائشہ رض نے کہا کہ ہم کو گمان ہوا کہ آپ اپنی کسی زوجہ کے یہان تشریف لیگئے ہین حضرت نے فرمایا خداوند عالم شب نصف شعبان کو آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور موے سگ و گوسفند سے زیادہ لوگون کو بخشتا ہے۔

اہلسنت کی صحاح مین یہ بھی ہے کہ

(۴) يضع الجبار قدمه فی النار فتقول قط قط بعزتك وكرمك۔

جب خداوند عالم آتش جہنم مین اپنا پاوٗن ڈالیگا تو جہنم کہے گا بس بس قسم ہے تیرے عزت و کرم کی اسی قدر کافی ہے۔

دوسری روایتون مین یہ بھی ہے کہ

(۵) يقول لجهنم هل امتلات وتقول هل من مزيد حتى يضع رب العزة فيها قدمه فتقول قط قط (رد التحفہ جلد اول صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

کہ خدا جب جہنم سے دریافت کریگا کہ تیرا پیٹ بھر گیا یا اور کچھ چاہیئے تو وہ کہتا جائے گا اور چاہیئے اور چاہیئے یہان تک کہ خدا اُس مین اپنا پاوٗن ڈالے گا اُسوقت جہنم کہیگا بس بس

الحمد للہ کہ شیعیان علیؑ ایسے عقائد سے کہ جن سے خدا تعالی کا مجسم اور اُس کی ذات مین کسیطرح کا نقص و عیب ہونا لازم آئے محفوظ ہین۔

عقائد دربارہ صفات ثبوتیہ سلبیہ

شیعہ صفات ثبوتیہ باری تعالیٰ کو عین ذات جانتے ہین اور اہلسنت خارج عن الذات۔

اختلاف متعلق بعثت انبیاء

امامیہ کے نزدیک اللہ جل شانہ نے براہ فضل وکرم انبیاء کا مبعوث کرنا اپنی ذات پاک پر واجب فرمالیا ہے۔ اِس لئے کہ جب تک وہ اپنے بندون کو راہ حق نہ بتائے اور اپنی حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک کسی کو جنت عطا کرنا اور کسی کو دوزخ مین ڈالنا صریح خلاف عدل ہوگا اور نہ شایان شان ربوبیت نہین ہے جیسا کہ ان آیات پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) وماکنامعذبین حتی نبعث رسولاہ — جبتک ہم رسول بھیجکر حجت تمام نہ کرلین کسی کو اُس کے گناہ کی سزا نہین دیتے۔ (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۲)

(۲) ولوانااھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالواربنالولاارسلت الینارسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی — اور اگر ہم ان کو اُس رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کردیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیون نہ بھیجا کہ ہم ذلیل ورسوا ہونے سے پہلے تیرے حکم کی پیروی کرتے۔ (پ ۱۶ س طٰہٰ ع ۱۷)

لیکن علمائے اہلسنت اِس کے بھی خلاف ہین جیسا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے ہین۔

درین عقیدہ خللے وفسادے کہ ہست ظاہر وہویداست چہ ہیچ چیز برذمۂ باری تعالیٰ واجب نیست ودمرتبۂ الوہیت شایان آن ندارد — اس عقیدے مین جو خلل وفساد ہے وہ ظاہر ہے اِسلئے کہ خدا پر کوئی چیز واجب نہین ہے اور ہرگز یہ امر اُس کی شان معبودیت کے لائق نہین (تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۱۶۶)

مسئلہ رویت

مسئلہ رویت باریتعالیٰ مین اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کالقمر فی لیلۃ البدر (یعنی ہم اپنی آنکھون سے اِسطرح خدا کو دیکھینگے جیسے چاند کو چاندنی رات مین دیکھتے ہین) اور شیعہ اس رویت کے قطعاً مخالف ہین اور اس آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہین:۔

فلما جاء موسی لمیقاتنا و کلمہ
ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال
لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر
مکانہ فسوف ترانی ؕ فلما تجلی ربہ
للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا
فلما افاق قال سبحنک تبت الیک
وانا اول المومنین ۵
(پ ۹ س اعراف ع ۱۷)

اور جب موسی ہمارے پاس آئے اور انکے پرودگار نے اُنسے باتین کین
موسی نے عرض کی کہ ای میرے پروردگار تو مجھے دکھلادے کہ مین تجھے
دیکھون فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھوگے ولیکن پہاڑ کیطرف نظر کرو
اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو آیندہ تم مجھے دیکھ لوگے پس جبوقت اُسکا
پروردگار (اُسکا پیدا کیا ہوا نور پہاڑ والون) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو
اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے پھر جب
ہوش مین آئے کہنے لگے تیری ذات منزہ ہے مین تیرے حضور مین توبہ کرتا
ہون اور مین اس بات پر کہ تو دیکھا نہین جا سکتا سب پہلے ایمان لانیوالا ہون

مفسرین امامیہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر باین عنوان کی ہے۔

"انا اول المومنین - تفسیر مجمع البیان مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یون منقول ہین کہ مین اُن لوگون سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لائینگے اور اس بات کی تصدیق کرینگے کہ تو ان آنکھون سے دیکھا نہین جاتا اور نہ کبھی دیکھا جائیگا۔

عیون اخبار الرضا مین جو حدیث ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ موسی تو کلیم اللہ تھے کیا وہ اتنا نہین سمجھتے تھے کہ خدا سے رویت کا سوال کر بیٹھے امام نے فرمایا کلیم اللہ بیشک اس بات کو سمجھتے تھے لیکن واقعہ یون گذرا تھا کہ جب موسی کو شرف کلام حاصل ہوا ہے تو انھون نے آکر بیان کیا مگر لوگون نے اس کا یقین نہین کیا اور کہہ دیا جب تک ہم خود اپنے کانون سے سن نہ لینگے اسوقت تک ایمان نہ لائینگے وہ لوگ تعداد مین سات لاکھ تھے جب حضرت موسیٰ نے اُن مین سے ستر آدمی منتخب کرلئے اور انھین لے کر طور سینا پر گئے دامن کوہ مین تو اُن کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے خدائے تعالیٰ نے ایک درخت مین قوت گویائی پیدا

کر دی تھی اب لوگون کی جرأت یہان تک بڑھ گئی کہ صاف اُنھون نے کہدیا کہ جب تک خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھینگے ہرگز ایمان نہ لائینگے پس بڑے بول کے سبب اُن پر بجلی گری وہ سب کے سب مر گئے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ پروردگارا! بنی اسرائیل مجھپر الزام رکھینگے کہ تیرا دعوے غلط ہے اسوجہ سے تونے اُن سب کو قتل کرادیا خدا تعالیٰ نے پھر اُن کو زندہ کر دیا۔ اُنھون نے موسیٰ سے کہا اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کر لیتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ایہا الناس! خدا آنکھون سے نہین دیکھا جاتا وہ آیات اور علامات سے پہچانا جاتا ہے اُنھون نے کہا جب تک آپ سوال نہ کرینگے ہمارا ایمان لانا ناممکن ہے حضرت موسیٰ نے کہا خدایا تو نے انکا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰ جو کچھ یہ کہتے ہین تم سوال کرو ہم اُنکے جہل کے سبب سے تم سے مواخذہ نہ کرینگے یہ اطمینان ہونے پر موسیٰ نے وہ جرأت کی تھی جسکا ذکر اُس آیت مین ہے۔

(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ امامت

اب مسئلہ امامت پر غور فرمایا جائے کہ آیا بعد انقضائے زمانۂ نبوت نصب امام واجب ہے یا نہین؟ اور اگر ہے تو خدا پر ہے یا بندون پر؟ مذہب امامیہ مین امامت اُصول دین مین داخل ہے اور بدلیل قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ امام کو منصوص من اللہ سمجھتے ہین نیز عصمت کو شرائط امامت سے جانتے ہین۔ بخلاف اِسکے اہلسنت کے نزدیک امامت نہ اُصول دین سے ہے۔ اور نہ امام کا معصوم ہونا لازم ہے۔ بلکہ اس کا دار و مدار اجماع پر قرار دیتے ہین کہ امت جس کو چاہے خلیفہ یا امام بنائے اور اگر کسی پر بوجہ اسکی ناقابلیت کے اجماع ممکن نہو لیکن وہ اگر اپنی قوت و طاقت سے لوگون پر قابو پاجائے تو اس کو بھی امام کہتے ہین جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہین۔

اہلسنت والجماعت امام شخصے را گویند کہ مسلط باشد بر مردم بطوع و تسلیم یا بالقہر و غلبہ (سیف مسلول ص ۲)

ان قاضی صاحب کو شاہ صاحب نے رسالۂ بستان المحدثین مین بیہقی وقت بتایا ہے۔

جو ایک بڑے عالم جید اہلسنت سے تھے۔ اور عصمت امام تو ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ہے۔ اور نہ خطاومعصیت اور فسق و فجور مانع امامت و خلافت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین یہ حدیث ہے۔

صلوا خلف کل بر و فاجر — یعنی ہر نیکو کار و بدکار کے پیچھے نماز پڑھو۔

اور اسی کو کتب عقائد مین برابر نقل کیا ہے شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ شوکت اسلام لکھنو۔ بلکہ خاتم المحدثینؒ کے نزدیک تو امام کا منصوص من اللہ ہونا باعث فتنہ و فساد ہے جیسا کہ تحفہ کے باب ہفتم متعلقہ امامت صفحہ (۱۱۴۲) مین فرماتے ہین۔

اگر بتامل نظر کنیم معلوم می توانیم کرد کہ — بشرط غور ہم یہ معلوم کر سکتے ہین کہ خدا

نصب امامت از جانب خدا متضمن مفاسد — کی طرف سے امام کا تعین ہونا بڑے فتنہ و فساد

بسیار ست۔ — پر مشتمل ہے۔

سبحان اللہ چند خود غرض لوگ۔ خلاف احکام خدا و رسول جس فاسق و فاجر کو چاہین اپنا امام بنالین۔ یا قابو پاکر خود بخود زبردستی کوئی امام بن جائے وہ تو موجب امن و امان ہو اور جو منصوص من اللہ ہو وہ باعث وقوع فتنہ و فساد سمجھا جائے

اختلاف در بارۂ عصمت انبیاء و ائمہ

اس کے برعکس شیعہ انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم جانتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کی نسبت بھی ان کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من المھد الی اللحد معصوم ہین اور حسب آیۂ کریمہ

ان اتبع الا ما یوحی الی۔ — تم کہو مین وہی کہتا ہون جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے

آنحضرت کے ہر حکم کو خدا کی طرف سے سمجھ کر امتثال حکم کو اپنے اوپر واجب و لازم جانتے ہین۔

اہلسنت نہ ائمہ اطہار کو معصوم جانتے ہین نہ انبیاء علیہم السلام کو یہانتک کہ اشرف الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی انکا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت سے پہلے چالیس سال کی عمر تک

اپنی قوم کے دین پر رہے نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ امام فخر الدین رازی آیۂ کریمہ

ووجدک ضالاً فہدی	اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود کو پہونچایا۔

کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

فاعلم ان بعض الناس ذھب	آگاہ ہو کہ بعض لوگون کا قول ہے رسول اللہ
الی انہ کان کافرا فی اول الامر	ابتداء مین کافر تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی
ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال	اور نبوت کا درجہ دیا اور کلبی قائل ہین کہ ووجدک
الکلبی ووجدک ضالا یعنی فی	ضالا سے مراد یہ ہے کہ تم کو گمراہ لوگون مین
قوم ضلال فھداک للتوحید	کافر پایا پھر موحد بنایا اور توحید کی ہدایت کی اور
وقال السدی کان علی دین	سدی قائل ہین کہ رسول اللہ چالیس سال تک
قومہ اربعین سنۃ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر	اپنی قوم کے دین پر رہے۔

اور مولوی عبد العلی صاحب جو اہلسنت کے یہان بحر العلوم کہے جاتے ہین اس فرقہ کو جو عصمت انبیا کا قائل ہے بدعتی ورافضی بتاتے ہین جیسا کہ شرح مسلم الثبوت صفحہ (۲۶۹) جلد اول مطبوعہ لکھنؤ مین تحریر فرماتے ہین اُس کی نقل یہ ہے :۔

ولا تسمع الی قول من یقول ان	یعنی تم اُنکا کہنا نہ سنو جو یہ کہتے ہین کہ انبیا
الانبیاء کیف خطئوا فی احکام اللہ تعالیٰ	کیونکر خطا کر سکتے ہین تبلیغ احکام خدا مین کیونکہ یہ
فان ھذا القول صدر من شیاطین	قول اُنکا ہے جو اہل بدعت وروافض سے ہین کیا
اھل البدعۃ کالروافض وغیرھم الم تر	تم نہین دیکھتے کہ اہل حق سنت والجماعت کے جو قاطع
اھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین	بدعت ہین اکثر خطا کو انبیا پر جائز
للبدعۃ اکثرھم یجوزون علی الانبیاء الخطاء	جانتے ہین

کما ظهر فی اساری بدر من سید العالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

جیسا کہ اساراے بدر کے بارے مین خود سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔

اقوال رسول خدا مین تفریق

اور علامہ قوشجی کے نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر مجتہدین کے ایک مجتہد تھے (یہ قول آگے نقل ہوگا)

عالیجناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ صرف آیات قرآن جو آنحضرت اُمت کو سُناتے تھے وحی ہین نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول پیغام خدا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وحی ہوتا تو خود آنحضرت پر خدا اظہار عتاب کیون فرماتا جیسا کہ اکثر جگہ قرآن مجید مین ہے جناب ممدوح کے ارشاد کی نقل یہ ہے ملاحظہ ہو۔

جمیع اقوال پیغمبر وحی ست پس باطل
ست ہم بدلیل عقلی وہم بدلیل نقلی اما عقلی پس
نزد ہر عاقل ظاہر ست کہ معنی رسول رسانندہ
پیغام ست وچون اضافت بخدا کردیم رسانندۂ
پیغام خدا معنی این لفظ شد پس در ضمن رسالت
ہمین قدر داخل ست کہ بسوے او وحی آمدہ باشد
وبواسطہ او پیغامی از جانب خدا بما برسد نہ آنکہ
ہر قول او پیغام خدا باشد وآیۂ وما ینطق
عن الهوی ان هو الا وحی یوحی صریح خاص
بقرآن است بدلیل "علمہ شدید القوی" نہ عام در
جمیع اقوال پیغمبر واین امر روشن ست کہ اگر کسے را

پیغمبر کی ہر بات کا وحی سمجھنا دلیل عقلی ونقلی
سے باطل ہے دلیل عقلی تو یہ کہ ہر صاحب فہم
پر ظاہر ہے کہ رسول کے معنی پیغام رسان کے ہین
پس رسول پر اسی قدر ذمہ داری ہے کہ رسول
پر وحی آتی ہو اور اُسکے وسیلے سے خدا کا
پیام ہم کو پہونچے نہ یہ کہ ہر کلام پیغمبر کا پیغام خدا
ہے اور آیۂ وما ینطق عن الهوی کی تخصیص
جسکے معنی یہ ہین کہ رسول اللہ بموجب وحی کلام کرتے
ہین نہ اپنی خواہش نفس سے صرف قرآن کی حد
تک ہے نہ کہ اُس سے زیادہ یعنی آیات قرآن کے علاوہ جو کچھ
رسول کا ارشاد ہو اُس سے آیات کا تعلق نہین اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی

بادشاہے یا امیرے رسول خود کردہ بجانب ملکے
بفرستد ہرگز مردم آن ملک جمیع اقوال آن رسول
را از جانب آن بادشاہ و آن امیر نخواہند دانست
اما نقلی پس برائے آنکہ اگر اقوال آنحضرت تمام
وحی منزل من اللہ می شد در قرآن مجید
چرا بر بعضے اقوال آنحضرت عتاب میفرمود حالانکہ
درجاہا عتاب شدید نازل شد عفا اللہ عنک
لم اذنت لھم قولہ تعالی ولا تکن للخائنین
خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا
رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون
انفسھم الی آخر الآیۃ و در اذن داون گرفتن
فدیہ از بندیان بدر این قدر تشدد چرا
واقع میشد کہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم
فیما اخذتم عذاب عظیم
(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۶)

بادشاہ یا امیر کسی کو اپنا رسول مقرر کر کے کسی
ملک کو بھیجے تو اُس ملک کے لوگ اس سفیر کی ہر بات کو
بادشاہ یا امیر کی جانب سے تصور نہ کرینگے اور دلیل نقلی
یہ ہے کہ اگر آنحضرت کی سب باتین بمنزلہ وحی خدا
ہوتین تو قرآن مجید مین آنحضرت کی بعض باتون پر کیون
عتاب فرماتا۔ حالانکہ چند مقامات مین آنحضرت پر
سخت عتاب نازل ہوا ہے جیساکہ آیۂ عفا اللہ عنک
مین ہے کہ خدا تم کو معاف کرے تم نے اُن کو کیون
اجازت دی قولہ تعالی اور نہ تم خیانت کرنے والون
اور خصومت کرنے والون کی طرف سے خدا سے طلب آمرزش
کرو اور تحقیق خدا غفور رحیم ہے اور جو ایک دوسرے سے
خیانت کرتے ہین اُن سے جدال نہ کرو۔ قیدیان بدر
سے فدیہ لینے کی اجازت دینے پر اتنا تشدد کیون ہوتا
(اگر خدا پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا اُسکی بابت تم پر
ضرور سخت عذاب نازل ہوتا)

جناب شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب اور اُن کے مرید رشید شمس العلما شبلی نعمانی بھی یہی تفریق کرتے ہین جیساکہ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۰ مین ہے جسکی نقل یہ ہے :-

" سب سے پہلا یہ مرحلہ تھا کہ آنحضرت سے جو اقوال و افعال منقول ہین وہ کلیۃً مسائل کا ماخذ ہو سکتے ہین یا اُن مین کوئی تفریق ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اِس بحث پر حجۃ اللہ البالغہ مین

ایک نہایت مفید مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے جو افعال و اقوال مروی ہین اُن کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہین اُن کی نسبت خدا کا ارشاد ہے کہ وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا (یعنی پیغمبر جو چیز تم کو دے وہ لو اور جس چیز سے روکے اُس سے باز رہو) دوسری وہ جن کو منصب رسالت سے تعلق نہین چنانچہ اُن کے متعلق خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشئی من دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشئی من رای فانما انا بشر (یعنی مین آدمی ہون اسلئے جب مین دین کی بابت کچھ حکم دون تو اسکو لو۔ اور جب اپنی راے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے احادیث کے مراتب مین جو فرق بتایا ہے اور جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہین کر سکتا اس تفریق مراتب کے موجد در اصل حضرت عمرؓ ہین

غرض یہ توجیہات و تلبیسات خاص صحابہ کی خاطر کی گئی ہین کہ کسی نے توجناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو مثل ایک بشر کے سمجھا۔ کسی نے اس مہبط وحی الٰہی کو مجتہد جانا۔ کسی کا قول ہے کہ جیسے ہم بشر ہین ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہین۔ بلکہ شبلی صاحب کے بیان سے تو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلعم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ

"حضرت عمر کو اس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب اُنھون نے دخل دیا تو آنحضرت نے اسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی بلکہ متعدد معاملات مین حضرت عمر کی راے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعون پر تو خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی راے کی تائید کی۔ قیدیان بدر۔ حجاب ازواج مطہرات۔ نماز بر جنازۂ منافق ان تمام معاملات مین وحی جو آئی وہ حضرت عمر کی راے کے موافق آئی۔ (الفاروق) صفحہ ۱۹۲ حصہ دوم

بھائیو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب علامۂ توشجی جناب رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو

مثل دوسرے مجتہدون کے ایک مجتہد بتاتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب ایک پیغام رسان اور فرائض نبوت و رسالت صرف اسی پر محدود کرتے ہین۔ کہ

پہ تفریق موجب زوال حرمت بخاری شریف ہے

ذرۂ رسالت ہمین قدر داخل ست کہ	رسالت کی خصوصیت مین صرف اسیقدر ہے
بسوے او وحی آمدہ باشد و بواسطۂ او پیغامے از جناب	کہ اُسپر وحی نازل ہوتی ہو اور اسکے توسط سے ہم تک خدا کا
خدا بما برسد نہ آنکہ ہر قول پیغمبر قول خدا باشد۔	پیغام پہونچے نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول خدا کا قول ہو۔

تو پھر بخاری شریف کو کس بنا پر اصح الکتب بعد کلام الباری کا خطاب دیا گیا ہے حالانکہ اسمین تو کل اقوال رسول اللہ ہی سے منسوب کیئے گئے ہین نہ کہ خدا سے اور وہ بھی اس صورت سے کہ زید سے روایت ہے کہ اُس نے بکر سے اور بکر نے عمرو سے اور عمرو نے خالد سے اور خالد نے فلان سے اور فلان نے فلان سے یہ ارشاد آنحضرت کا سُنا تھا اور جب آنحضرت کے احکام مین مذکورۂ بالا تفریق قرار دیگئی تو جناب خاتم المحدثین کے قول سے بخاری شریف کی سب حدیثین عموماً اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ خصوصاً۔ ناقابل عمل ثابت ہوئین اور حضرت ابوبکر رض کا ایک ایسی حدیث بیان کر کے جو قرآن کی آیت کے بھی بالکل خلاف تھی جناب سیدہ ؑ سے فدک چھین لینا کیونکر جائز ہوا۔ پس اہلسنت نے بخاری شریف کو جو اپنے مذہب کا محفوظ قلعہ سمجھ رکھا ہے وہ شاہ صاحب کے قول کی بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے ؎

نازم کہ بارقیبان دامن کشان گذشتی　　گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اگرچہ شاہ صاحب کے بیان سے حدیثون کی کوئی مرتبت و عظمت باقی نہین رہی مگر اس پر بھی ہم ایک ایسی معتبر سند پیش کرتے ہین جس سے اہل سنت کسی طرح انکار نہین کر سکتے اور ان کو بجز اسکے کوئی چارا ہی نہین ہے کہ بخاری شریف کی حرمت و منزلت سے دست بردار ہون۔ یعنے اہلسنت نے محض اپنا مذہب قائم رکھنے کی غرض سے اُس کو کتاب خدا کے ہم پایہ بنا رکھا ہے۔ ورنہ

اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین

اُن کے خلفا حضرت ابو بکر و عمر تو اپنے اپنے عہد خلافت میں اپنے مساعی جمیلہ اور توجہات مخصوصہ اِس امر خاص پر مبذول رکھتے تھے کہ کوئی صحابی قرآن کے سوا حدیث کا نام بھی زبان پر نہ لائے بلکہ اِس معاملہ مین ان کو یہان تک جدّ وکد تھی کہ جو کوئی حدیث بیان کرتا اُس کو دُرّے لگاتے اور قید کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارے مین جو کچھ شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین رقم طراز ہین اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے اُمید ہے کہ اسکو تعمق نظر سے ملاحظہ فرمائینگے۔

سب سے بڑا کام جو حضرت عمر نے اِس فن کے متعلق کیا وہ حدیثون کی تنقید اور فن جرح و تعدیل کا ایجاد کرنا تھا۔ آج کل بلکہ مدت مدید سے یہ حالت ہے کہ جو چیز آنحضرت کی طرف منسوب کر دیجاتی ہے گو صحیح نہ ہو اُسکو فوراً رواج اور قبول حاصل ہو جاتا ہے اسی بنا پر بیہودیون کی تمام مزخرفات احادیث نبوی کے مجموعہ مین شامل ہوگئین محدثین نے اتنا کیا کہ جرح و تعدیل کی روک ٹوک سے تعمیم کو روک دیا لیکن جب کسی راوی کی تعدیل ان کے نزدیک ثابت ہو جاتی تھی تو پھر ان کو زیادہ جستجو نہین ہوتی۔ اِسکے ساتھ قرن اول کی نسبت اُنھون نے یہ عام کلیہ قائم کر لیا کہ کسی روایت مین ضعف کا احتمال نہین ہو سکتا۔ لیکن حضرت عمر اس نکتہ سے واقف تھے کہ جو چیزین خصائص بشری سے ہین اُن سے کوئی زمانہ مستثنیٰ نہین ہو سکتا۔ اِسلیے وہ احادیث کی چھان بین مین تمام وہی احتمالات ملحوظ رکھتے تھے جو محدثین نے زمانۂ مابعد مین پیدا کئے۔ ایکدفعہ ابو موسی اشعری ان سے ملنے آئے اور تین دفعہ استیذان کے طور پر کہا السلام علیکم۔ ابو موسیٰ حاضر ہے حضرت عمر اُسوقت کسی کام مین مصروف تھے اِسلیے متوجہ نہ ہو سکے۔ کام سے فارغ ہو چکے تو فرمایا ابو موسیٰ کہان ہین وہ آئے تو کہا تم کیون واپس چلے گئے۔ اُنھون نے کہا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تین دفعہ اذن مانگو اگر اسپر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس روایت کا ثبوت دو ورنہ مین تم کو سزا دونگا ابو موسیٰ اشعری صحابہ کے پاس گئے اور

حقیقت حال بیان کی چنانچہ ابو سعید نے آکر شہادت دی کہ مین نے رسول اللہ سے یہ حدیث سُنی ہے
حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ عمر تم رسول اللہ کے اصحاب کو عذاب دینا چاہتے ہو فرمایا مین نے ایک
روایت سُنی ہے اس کی تصدیق کرنی چاہی - فقہ کا ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جس عورت کو طلاق
بائن دیجائے اُس کو عدۃ کے زمانہ تک نان و نفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہین قرآن مجید مین ہے
اسکنواھن من حیث سکنتم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملنا چاہیئے۔ اور مکان کے ساتھ نفقہ
خود ایک لازمی چیز ہے - فاطمہ بنت قیس ایک صحابیہ تھین اُن کو اُن کے شوہر نے طلاق بائن
دی وہ آنحضرت کے پاس گیئن کہ مجکو نان و نفقہ کا حق ہے یا نہین۔ اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا نہین - فاطمہ نے یہ روایت حضرت عمر کے سامنے بیان کی تو حضرت عمر نے کہا کہ ہم
قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے معلوم نہین کہ اس کو حدیث یاد رہی کہ نہین
حضرت عمر کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ روایت مین خواہ مخواہ کمی و بیشی ہو جاتی ہے اسلئے
روایت کے بارے مین سخت احتیاط شروع کی اسکے متعلق اُنھون نے جو بندشین کین آجکل
لوگون کو اُنپر مشکل سے یقین آسکتا ہے اسلئے مین اس موقع پر خود کچھ نہ لکھونگا بلکہ بہت بڑے
بڑے محدثون نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو نقل کر کے ترجمہ کر دونگا۔

علامہ ذہبی جن سے بڑھکر اُن کے بعد کوئی محدث نہین گذرا اور جو حافظ ابن حجر
بخاری وغیرہ کے شیخ الشیوخ ہین تذکرۃ الحفاظ مین حضرت عمر کے حالات مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر
اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ
سے کم روایت کرین تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہو کر قرآن کو یاد کرنے سے غافل نہ ہو جائین
قرظہ بن کعب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے ہم کو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے
اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ مین کیون تمھارے ساتھ ساتھ آتا ہون لوگون نے کہا کہ ہماری عزت

بڑھانے کو فرمایا کہ ہان لیکن اسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تم لوگ ایسے مقام مین جاتے ہو جہان کے لوگون کی آواز شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے تم اُنکو حدیثون مین نہ پھنسا لینا قرآن مین آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور مین تمھارا شریک ہون پس جب قرظہ وہان پہونچے تو لوگون نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے اُنھون نے کہا کہ عمر نے ہم کو منع کیا ہے ابو سلمہ کہتے ہین کہ ہم نے ابو ہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ مین بھی اسطرح حدیثین روایت کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو عمر مجکو دُرّے سے مارتے حضرت عمر نے عبد اللہ بن مسعود۔ ابو ذر۔ ابو مسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت سی روایتین کرنی شروع کین۔ حضرت عمر کا خود مقصد اُنھین کی تصریح سے ظاہر ہو سکتا ہے مورخ بلاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین روایت کی ہے لوگون نے ان سے (حضرت عمر سے) کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص لحدثتکوبہ (یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی وبیشی ہو جائیگی تو مین حدیث کرتا) مُورخ مذکور نے اس روایت کو بسند متصل روایت کیا ہے۔ اور اُسکے رواۃ یہ ہین۔ محمد بن سعد۔ عبد المجید بن عبد الرحمن الحمانی۔ نعمان بن ثابت یعنی امام ابو حنیفہ۔ موسی بن طلحہ۔ ابو الحوتکیہ حضرت عمر کو اپنی نسبت جو ڈر تھا وہی اور ون کی نسبت بھی ہونا چاہیئے تھا اس خیال کی تصدیق اس سے اور زیادہ ہوتی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود جو مقامات علمی مین حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تھے اُن کی نسبت محدثین نے لکھا ہے یعنی وہ روایت مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے مین بے پروائی نہ کرین محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کم حدیثین روایت کرتے تھے یہانتک کہ سال سال بھر قال رسول اللہ نہین کہتے تھے۔ حضرت عمر کو روایت کے بارے مین جو احتیاط

تھی اگرچہ اُنسے پہلے بھی اکابر صحابہ کو تھی۔ جیسا کہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین حضرت ابوبکرؓ کے حال مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جنہنے احادیث کے باب مین احتیاط کی وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ علامہ موصوف نے حاکم سے یہ بھی روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلمبند کی تھین لیکن پھر اُن کو آگ مین جلا دیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو لیکن حضرت عمر کی روک ٹوک اور ضبط احتیاط سے اگرچہ یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ حدیثین کم روایت کی گئین لیکن جسقدر روایت کی گئین وہ ہر قسم کے احتمالات سے بے داغ تھین اُن کے بعد اگرچہ احادیث کو بہت وسعت ہو گئی لیکن اعتماد حق کا وہ پایہ نہ رہا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے نہایت سچ لکھا ہے:۔

ہر چند کہ جمیع صحابہ عدول اند و روایت	ہر چند کہ کل صحابہ عادل ہین۔ اور
ہمہ مقبول و عمل بموجب انچہ بروایت	اُن سب کی روایتین مقبول اور واجب العمل
صدوق ازایشان ثابت شود لازم اما درمیان	مین بشرطیکہ اُن کی صحت ثابت ہو مگر
انچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظم	زمانہ عمر فاروق مین جو کچھ حدیث و فقہ
بود و انچہ بعد وے حادث شدہ فرق	کا حال تھا اور جو اُن کے بعد احداث ہوے
ما بین السموات والارض ست۔	اُن مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۲)

راویان صحیح بخاری مین غصب خلافت بھی ہین

بھائیو! شبلی صاحب کی اس روایت کو جس کے راوی وہ اصحاب ہین جو امام محمد اسمعیل بخاری کے بھی پیشوا و امام تھے پڑھو۔ اور غور کرو کہ جب خود آپ کے خلفاء جو آپ کے حسب عقیدہ فلک اسلام کے شمس و قمر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان و گوش اور محرم اسرار خفی و جلی تھے۔ جن کی رائے پر اللہ جل شانہ نے متعدد آیتین نازل فرمائین ان اصحاب کبار کی بیان کی ہوئی حدیثون کی

صحت مین جو شب و روز اپنے پیغمبر کی صحبت مین رہے۔ نمازون اور جہادون مین شریک اور خلوت و جلوت مین انیس و جلیس۔ سفر مین ہمرکاب۔ حضر مین ہم کلام جنھون نے بلا واسطہ خود صاحب شریعت سے تعلیم و ہدایت پائی۔ اور بلاواسطہ مصحف ناطق سے علم قرآن حاصل کیا شک و شبہہ کرین۔ حضرت عمر اُن جلیل القدر اصحاب کو حدیث بیان کرنے سے روکین۔ اس جرم مین اُن کو محبوس کرین۔ دُرّے لگائین خود افضل الصحابہ حضرت ابوبکرؓ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین اور حضرت عمرؓ جنکا سینہ مخزن علوم و فنون سمجھا جاتا ہے اپنی زبان مبارک سے مسئلہ کے جواب دینے مین یہ عذر کرین کہ

"اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت مین مجھسے کچھ کمی بیشی ہو جائے گی تو مین حدیث بیان کرتا"

تو محل استعجاب ہے کہ امام محمد اسمعیل بخاری نے دوسو چھتیس برس کے بعد اُن لوگون کی بیان کی ہوئی حدیثون پر کیونکر اعتبار کر لیا جو اپنے پیغمبر اور اپنے خلفا کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہوے تھے نہ ان اصحاب کبار اور تابعین کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ تھے بلکہ راویان احادیث بخاری شریف اکثر وہ لوگ ہین جو بعہد امیر معاویہ صاحب و عہد عبد الملک خلفاء بنی امیہ وضع حدیث پر مامور کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اس صورت مین امام صاحب موصوف نے چھہ لاکھ حدیثون مین سے انتخاب کر کے صحیح بخاری مرتب کی اور راویان حدیث مین اُن لوگون کو بھی شامل کر لیا جو اُس زمانہ مین خوارج و نوصب مشہور تھے جیسا کہ جناب فاضل جلیل محمد بن عقیل جو مشاہیر علماے حیدرآباد سے ہین اپنے نصائح کافیہ مین ایک طولانی روایت ان احادیث کی شان مین تحریر فرماتے ہین ہم اسکا خلاصہ بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا کہ حدیثون کے راوی جنکے کلام سے امام بخاری نے حدیثین اخذ کی ہین کس درجے اور مرتبے کے تھے۔ نیز اُن کے ایمان تو ایمان بلکہ اسلام کی کیا حالت تھی:۔

الاترى ان من رواية الصحيح غير	کیا تم نہیں دیکھتے کہ منجملہ راویان صحیح بخاری
الذی عدد هم من الصحابة واصطلحوا	کے علاوہ اُن صحابہ کے جن کو یہ لوگ عادل سمجھتے
على تعديلهم مروان بن الحكم	ہیں مروان بن حکم بھی ہے جس نے جناب امام
(القائل) للحسن بن على انكم اهل بيت	حسن علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اُن اہلبیت سے
ملعونون وعمران بن حطان الخارجی	ہو جو (معاذ اللہ) ملعون ہیں (قرآن میں شجرۂ
القائل الابيات المشهورة يثنى بها	ملعونہ بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوا ہے)
على اشقى الاخرين ابن ملجم	اُنھیں میں عمران بن حطان خارجی بھی ہے
ويثلب الامام على بن ابى طالب	جو اُن اشعار کا قائل ہے جن میں ابن ملجم ملعون
وحريز بن عثمان الرجبى الذى نقل	کی تعریف اور جناب امیرؑ کی مذمت کیگئی ہے
عنه صاحب التهذيب انه كان	اُنھیں میں حریز بن عثمان رجبی بھی ہے جسکی
ينقص عليا وينال منه قال اسمعيل	نسبت (تہذیب التہذیب) ابن حجر عسقلانی
بن عياشی عادلت حريز بن	میں ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی تنقیص کرتا اور (معاذ اللہ)
عثمان من مصر الى مكة فجعل	گالیاں دیا کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیاشی کہتے
يسب عليا ويلعنه وقال ايضاً	ہیں کہ ہم مصر سے مکہ تک اُس کے ساتھ رہے۔
سمعت حريز بن عثمان يقول هذا	وہ جناب امیرؑ کو (معاذ اللہ) گالیاں دیتا اور لعنت کرتا
الذى يرويه الناس عن النبى صلى	تھا۔ وہی اسمعیل بن عیاشی حریز بن عثمان سے روایت
الله عليه واله وسلم انه قال	کرتا ہو کہ اُسنے کہا کہ جو لوگ یہ روایت کرتے ہیں
لعلى انت منى بمنزلة هارون من	کہ حضرتؐ نے فرمایا علی منی بمنزلۃ ہارون من
موسى حق ولكن اخطأ السامع	موسیٰ یہ صحیح تو ہے لیکن سننے والے کو دھوکا ہوا

قلت فما هو قال انما هو انت	مین نے کہا سننے مین کیا غلطی ہوئی کہا وہ ان
بمنزلة قارون من موسیٰ وذکر	الفاظ مین ہے انت منی بمنزلة قارون من
الازدی ان حریز بن عثمان روی	موسیٰ ازدی کہتے ہین کہ حریز بن عثمان نے یہ
ان النبی صلی الله علیه واله وسلم	روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
لما اراد ان یرکب جاء علی بن ابیطالب	وسلم نے چاہا کہ خچر پر سوار ہون تو جناب امیر نے
فحل حزام البغلة لیقع النبی صلی	آکر اس کی باگ اس غرض سے کھولدی کہ حضرت
الله علیه واله وسلم وقیل لیحیی	گر پڑین یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا تو حریز
بن صالح لم لا تکتب عن حریز فقال	کی حدیثین کیون نہین لکھتا تو اُسنے کہا کہ مین
کیف اکتب عن رجل صلیت معه	کیونکر ایسے شخص سے روایت کرون جسکے ساتھ مین نے
الفجر سبع سنین فکان لا یخرج من	سات برس نماز صبح پڑھی اور دیکھا کہ وہ مسجد سے جبتک جناب امیرؑ
المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرة	پر ستر مرتبہ لعنت نہین کر لیتا باہر نہین نکلتا تھا۔
وقال ابن حبان کان یلعن علیا	اور ابن حبان کہتے ہین کہ ستر مرتبہ صبح اور ستر مرتبہ
بالغداة سبعین مرة وبالعشی	شام لعنت کرتا تھا کسی نے وجہ پوچھی تو کہا
سبعین مرة فقیل له فی ذلك فقال	اُنھون نے ہمارے باپ دادا کے سر کو تن سے جدا کیا
هو القاطع رؤس ابائی وامثال	ہے ایسے راویان حدیث بہت کثرت سے ہین ہمنے بطور
هؤلاء الرواة کثیرون ولکن هؤلاء	مثال وعنوان ان تینون نامون کو پیش کیا ہے۔
الثلاثة مروان وعمران وحریز	ایک مروان دوسرے عمران بن حطان تیسرے حریز بن
عنوان ومثال لا نصوص من رواة صحیح البخاری	عثمان کیونکہ یہ سب راویان صحیح بخاری سے ہین جسکی نسبت
الذی قالوا عنه اصح کتب الحدیث و	دعویٰ کیا جاتا ہے کہ تمام کتب احادیث مین وہ سب سے زیادہ صحیح ہے

قال الذہبی فی ترجمۃ المصعبی انہ	امام ذہبی ترجمہ مصعبی مین کہتے ہین کہ وہ اپنے
انصر اھل لزمان للسنۃ وانہ ثم	زمانہ مین بقاے سنت کے لیے بڑا ناصر تھا حالانکہ
قال ولکنہ یضع الحدیث وقال	جیسا وہ تھا۔ ویسا ہی تھا چنانچہ کہنا پڑا کہ یہ ضرور
فی ترجمۃ الجوزجانی انہ من الحفاظ	ہے کہ جھوٹی حدیثین بنایا کرتا تھا اور ترجمہ جوزجانی
الثقات وکان یتحامل علی علی و	مین کہا کہ وہ حفاظ ثقات سے تھا مگر جناب امیرؑ
فیہ انحراف عنہ (فھؤلاء) من الثقات	کا دشمن تھا اور اُن سے منحرف تھا۔ پس دیکھو کہ
الذین یحتج بھم فی دین اللہ لا واللہ	یہ وہ ثقات ہین جن کی حدیثون سے دین خدا
ثم لا واللہ	مین احتجاج کیا جاتا ہے لا واللہ ثم لا واللہ

روایت مذکورہ مین عمران بن حطان کے وہ اشعار جن مین اُسنے ابن ملجم کے محاسن بیان کیے ہین تحریر کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون ؎

یا ضربۃ من تقی ما ارادبھا | الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

انی لاذکرہ حینا فاحسبہ | اوفی البریۃ عند اللہ میزانا

یعنی کیا اچھی ضربت ہے ایک مرد متقی کی (ابن ملجم) جس سے کوئی غرض اُسکے سواے اِس کی نہ تھی کہ صاحب عرش برین کی خوشنودی حاصل کرے مین جب اُسے یاد کرتا ہون تو ساری خلق سے اُسکے ثواب کا پلہ خدا کے نزدیک بھاری پاتا ہون۔ (منقول از آیات بینات حصہ ۲ صفحہ)

بھائیو! کیا یہ بات توجہ کے قابل نہین ہے کہ جن راویان حدیث کے ایمان و اسلام کا یہ ڈھنگ ہو جن حدیثون کی نسبت جناب شاہ ولی اللہ صاحب سے محقق و محدث یہ فرماتین۔

"آنچہ در بیان از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظمؓ بود و آنچہ بعد از وے حادث شدہ فرق ما بین السموات والارض ست۔

اور خود جناب افضل الصحابہ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین باین ہمہ آپ اُسی بخاری شریف کی حدیثون پر ایسا ایمان لائین کہ اپنے خلیفہ صاحب کے قول

نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وماترکناہ صدقۃ — ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے۔

کو تو اصل ایمان سمجھین اور خداے عزوجل کے فرمان واجب الاذعان

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ — خدا تم لوگون کو تمھاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

سے باوجود ادعا حسبنا کتاب اللہ انحراف کرین۔ قولہ تعالی۔

ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم (پ ۲۶۔ س محمد ع ۳) — یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین اور جس مین خدا کی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو خدا نے بھی انکے اعمال برباد کر دیے۔

مسائل فروعی

القصہ یہ مختصر ذکر تو اُن اختلافات کا تھا جو اُصول دین مین تھے اب فروع دین مین بھی دو چار مسائل پیش کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائین۔

(اول) واعلم انہ لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویوجر — کتا نجس العین نہین ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے اگرچہ بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن شحنہ نے توضیح کی ہے پس اس صورت مین اسکا بیچنا اور اُجرت پر لینا

ویضمن ویتخذ جلدہ مصلی ودلوا ولو اخرج حیا ولم یصب فیہ الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضہ ولا بعضہ مالم یرہ ریقہ ولا صلوۃ حاملہ ولو کبیرا۔ (رد المحتار شرح در المختار صفحہ ۱۳۹)

دینا سب جائز ہے اس کی کھال کی جانماز اور ڈول بنا سکتے ہین اور اگر کتے کو زندہ نکالا ہو اور اسکے منھ تک پانی نہ پہونچا ہو تو کنوے کا پانی نجس نہین ہوتا اور اُسکے پھوریری لینے سے کپڑا نجس نہین ہوتا جبتک اس کا لعاب دکھائی دے اور اگر اسکو گود مین لیکر نماز پڑھین تو نماز باطل نہین ہوتی۔ اگرچہ بڑا ہو

جناب شاہ صاحب بھی تحفہ مین یہی تحریر فرماتے ہین۔

آرے نزد ابوحنیفہ بر پوست مدبوغ کلب کہ رطوبت آن باستعمال ادویہ و مصالحہ بالکلیہ رفتہ باشد جائز ست (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ فخر المطابع)

ہان ابوحنیفہ کے نزدیک بھی کتے کی کھال پر جو دباغت کی گئی ہو اور جس کی رطوبت مصالح اور دوا سے بالکل دور ہوگئی ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(دوم) واذا ذبح مالا یوکل لحمہ طہرہ جلدہ ولحمہ سوی ادمی والخنزیر۔ (ہدایہ صفحہ ۳۸ مطبوعہ کلکتہ)

جس حیوان کا گوشت کھانا حرام ہے ذبح کرنے نے اس کا گوشت اور پوست پاک ہے آدمی و سور کے سوا۔

(سوم) وفی الخانیۃ فی معنی قولہ ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم کما رواہ البخاری ان ما فیہ شفاء لا باس بہ کما یحل الخمر للعطشان فی الضرورۃ

خانیہ مین ہے کہ بخاری مین جو یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت نے فرمایا جن چیزون کو خدا نے حرام فرمایا اسمین شفا نہین ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ جن چیزون مین شفا ہو وہ حرام نہین ہین جیسا کہ حلال ہے شراب پیاسے کے لیئے۔

وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التجنیس فقال لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ وانفہ للشفاء جاز للاستشفاء بالبول ایضا

اسی طرح صاحب ہدایہ نجاست کے بارے مین اس بات کے قائل ہین کہ اگر کسی کو رعاف آئے (یعنے نکسیر پھوٹے) اور سورۂ فاتحہ کو بغرض حصول شفا خون یا پیشاب سے پیشانی اور ناک پر لکھے تو جائز ہے۔

(شرح رد المختار جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۳۵)

اور یہ روایت (فتاوی قاضی خان جلد چہارم مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ صفحہ ۳۶۴) وفتاوی عالمگیری جلد پنجم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ (رد المختار مطبوعہ دہلی جلد اول صفحہ ۱۴۰) مین بھی بالفاظ مختلفہ پائی جاتی ہے۔

(چہارم) اذا عقد علی محرم من النسب والرضاع ووطی فی ھذا العقد لایجب الحد عند ابی حنیفہ بل یعزر

اگر کوئی شخص عمدًا یا قصدًا اپنی ماں بہن بیٹی یا کسی محرمہ شرعی سے نکاح کرے تو اُس پر حد لازم نہین آتی بلکہ تنبیہ و تادیب کردی جائے گی

(ہدایہ صفحہ ۴۹۶)

امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات

ایسے ہی صدہا مسائل فقہیہ ہین جنکی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب منخول مین امام ابوحنیفہؒ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے کہ "امام ابوحنیفہ نے تو شریعت کو اُلٹ دیا۔

اگرچہ اس قول سے امام صاحب موصوف مورد طعن و تشنیع ہو گئے ہین لیکن الفاروق کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کے موجد تو حضرت عمرؓ ہین اور ائمہ اربعہ نے اُنھین کی تقلید کی ہے چنانچہ اِس فن خاص مین شبلی صاحب نے حضرت عمرؓ کی جو تعریف و توصیف فرمائی ہے اُس کی نقل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

فن فقہ حضرت عمرؓ کا ساختہ برداختہ ہے

فقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے اِس فن کے متعلق اُن کی قابلیت اور فضیلت کا تمام صحابہ کو اعتراف تھا مسند دارمی مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ فتویٰ دینا اُس شخص کا کام ہے جو امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو۔ لوگون نے پوچھا ایسا کون شخص ہے؟ حذیفہ نے کہا عمر بن الخطاب" ہے عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام علم عرب کا ایک پلہ مین رکھا جائے اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلّہ بھاری رہے گا۔ فقہ کے جسقدر سلسلے آج اِسلام مین قائم ہین سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات بابرکات ہی (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۴)

اگرچہ شمس العلماء اپنے مہروماہِ فلک اسلام حضرت عمرؓ فاروق کے علم کا پلہ کل عرب سے بھاری بتاتے ہین مگر جناب خلیفہ صاحب موصوف کا معیار علم اور جناب شمس العلماء کی صداقت بیانی خود حضرت عمرؓ کے اِس قول سے بخوبی روشن اور ہویدا ہوتی ہے جو کتب اہلسنت مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے۔

"جناب امیرؑ شیخین کو اکثر امور شریعت مین غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضاے بشریت ان سے سرزد ہوجایا کرتی تھی۔ چنانچہ اکثر حضرت عمرؓ لولا علی لھلک عمر (یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام کا وجود نہوتا تو یقیناً عمر ہلاک ہوجاتا) اور اعوذ باللہ من معضلہ لیس فیھا ابوالحسن (پناہ مانگتا ہون اللہ سے ان مسائل دشوار مین کہ جن مین ابوالحسنؑ نہ ہون) اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اے علی آپ کے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے" فرمایا کرتے تھے۔" (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۴۰)

شمس العلماء رقمطراز ہین:۔

قرآن مجید مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین

فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمرؓ سے بروایت صحیحہ منقول ہین ان کی تعداد کئی ہزار تک

پہونچتی ہے اور ان تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے زمانہ اور حالات کی ضرورتوں سے جدید قاعدہ بکثرت وضع کئے جو آج حنفی فقہ مین بکثرت موجود ہین برخلاف اسکے امام شافعیؒ کو یہان تک کد ہے کہ ترتیب فوج تعین شعار تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی آنحضرت کے اقوال کو تشریعی جانتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت لکھتے ہین کہ رسول کے قول کے سامنے کسی کے قول وفعل کی کچھ اصل نہین۔ فقہ کی توسیع اور تمام ضروریات کے لئے اُسکا کافی ہونا قیاس پر موقوف ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین اس لئے ضرور ہے کہ ان جزئیات کے فیصلہ کرنے کے لئے قیاس شرعی سے کام لیا جائے اسی ضرورت سے ائمہ اربعہ یعنے امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد حنبل سب قیاس کے قائل ہوے ہین۔ اور ان کے مسائل کا بڑا ماخذ قیاس ہے لیکن قیاس کی بنیاد اول جسنے ڈالی وہ عمر فاروق ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۲ - ۱۹۴)

تردید قول

شبلی صاحب کا یہ ارشاد بھی کہ :۔

”قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین۔

خدا و رسول ص کے احکام کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن مجید مین کوئی چیز فروگذاشت نہین ہوئی جس پر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(پہلی آیت) مافرطنا فی الکتاب من شئ (پ ۷، س انعام ع ۴) ہم نے اس کتاب مین کچھ کمی نہین کی۔

(دوسری آیت) لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہم نے کوئی رطب و یابس اس کتاب مین متروک نہین کیا۔

(تیسری آیت) تبیانا لکل شئی۔

جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی امر کلی وجزئی نہین چھوڑا جو زبانِ مبارک سے نہ فرمایا ہو۔ بلکہ خود اُسپر عمل کر کے بتا دیا۔ چنانچہ عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

لوگ علے العموم جاہل ہین اُنھون نے اپنے دین کے بارہ مین دھوکہ کھایا ہے اللہ نے اپنے نبی کو اُسوقت تک نہین اُٹھایا جب تک دین کو کامل نہ کر دیا۔ اور اُنپر پورا قرآن نازل نہ کر دیا جس مین ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ اور اس مین خداے تعالیٰ نے حلال وحرام اور حدود واحکام اور اُن سب چیزون کو جن کی لوگون کو ضرورت ہوتی ہے پورا پورا بیان فرمادیا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ما فرطنا فی الکتاب من شی (مقبول ترجمہ صہ۲۱)

شمس العلماء شبلی نعمانی نے جس قیاس کو مستحسن مانا ہے اس کی مذمت خود انھین کے علماء کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ

"اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔

اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی جو اُمور فقہ مین قیاس اور راے کو دخل دے گی جس سے اِسلام گویا منہدم ہو جائے گا۔ اِسکے متعلق کتب صحاح وغیرہ مین بہت روایات اور احادیث ہین منجملہ اُن کے چند اس جگہ نقل کی جاتی ہین:۔

(اول) عن جابر قال رسول اللہ صلعم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف منقول از مجمع البحرین صہ۵۲۲)	جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تمسک اور عمل کے لئے قرآن وحدیث ہے اور بجز اِسکے جو کچھ اختراع کیا جائے وہ محدثات اور بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

دوم

وبحدیث عوف بن مالك الاشجعی عن النبی انہ قال ستفترق امتی علی بضع وسبعین فرقۃ اعظمہا علی امتی قوم یقیسون الامور بارائہم فیحلّون الحرام ویحرمون الحلال (مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی) ایضاً ص۵۲

عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت ستر فرقے سے زیادہ متفرق ہوگی اور اُسمین بدترین وہ فرقہ ہے جو قیاس کرے اور جس نے قیاس کیا اس نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔

سوم

فاعلم ان الائمۃ الطاہرین یحرمون الرأی والقیاس ولھذا لما دخل ابوحنیفۃ علی جعفر بن محمد علی ماحکاہ الشعرانی فی اللواقح قال لہ بلغنی انك تقیس لاتقس فان اول من قاس ابلیس (دراسات اللبیب ص۲۳ ایضاً ص)

آگاہ ہو کہ ائمہ طاہرین رائے اور قیاس کو دین میں حرام جانتے تھے لہذا جب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے جیسا کہ امام شعرانی نے لواقح الانوار میں بیان کیا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُنسے فرمایا مینے سنا ہے کہ تم قیاس سے کام لیتے ہو قیاس نہ کیا کرو دین میں، کیونکہ اول جسنے قیاس کیا وہ شیطان تھا (یعنی اپنے اور آدم کے معاملہ میں)

چہارم

وکان الامام جعفر الصادق رحمہ اللہ تعالی یقول من اعظم فتنۃ یکون علی الامۃ قوم یقیسون فی الامور برایہم فینہدم الاسلام بذلك (مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی) ایضاً صفحہ ۵۲

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بدترین فتنہ اس امت میں وہ قوم ہوگی جو امور دین میں اپنی رائے سے قیاس کرے گی۔ پس دین منہدم ہو جائے گا۔

پنجم

وانما سموا اصحاب الرّای

اور وہ اس لئے اصحاب الرائے کہلائے

لان عنایتهم بتحصیل وجه من القیاس	کہ اُن کے امام اعظم اپنے قیاس جلی کو حدیث خبر
والمعنی المستنبط من الاحکام و	واحد پر مقدم کرتے تھے پس رد کرنا حدیث رسول اللہ
بناء الحوادث علیها وربما یقدمون	کا اور ترجیح دینا اپنی رائے کو گویا شریعت رسول
القیاس الجلی علی احاد الاخبار وقد	کو ناسخ و منسوخ کر دینا ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
قال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ هذا رائی و	علیہ نے فرمایا یہ میری رائے ہے اور وہ بہتر ہے کہ جسکو
هو احسن ما قدرنا علیہ (ملل ونحل ...)	معین کیا ہے یعنی جو ہمارا خیال ہو وہ بہتر ہے۔
ششم وقال امام الشعرانی ان عذر ابی حنیفۃ	اور امام شعرانی نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ
فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث	کے کثرت سے قیاس کرنے کا سبب ہے کہ
الصحیحۃ فی زمنہ قال العلامۃ احمد	(مسائل میں) اُن کو صحیح حدیثیں نہیں ملیں۔
بن عبد السلام فی کتاب رفع الملام	علامہ احمد بن عبد السلام نے کتاب رفع الملام
بعد ما عد جملۃ من الاحادیث التی	میں اُن حدیثوں کو گن کر بتایا ہے کہ جو خود
لم تبلغ الخلفاء الاربعۃ الراشدین و بلغت	خلفاء راشدین تک نہیں پہونچیں اور دوسرے
غیرهم من الصحابۃ (دراسات اللبیب)	اصحاب کو ملیں (ایضاً صفحہ ۵۲)

جناب مولانا مولوی مرزا محمد ہادی صاحب بی۔اے۔ ترجمان دار الترجمہ دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ نے ایک مفید رسالہ **نصوص الحکم** در بیان معنی اُصول و اخبار تالیف فرمایا ہے اُس میں بحوالہ کتب اہلسنت و آیات و احادیث اِس امر کو بہ تشریح و توضیح ثابت کیا ہے کہ اُمور دین میں کتاب خدا و سنت رسول اللہؐ و اقوال ائمہ معصومینؑ سے احکام حاصل کرنا چاہیں۔ جائز الخطا انسانوں کی رائے و قیاس پر عمل کرنا حرام ہے۔ جناب ممدوح اِس رسالہ میں ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اور کسی کا تو ذکر ہی کیا ہے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ بجز وحی کے فتوےٰ نہ دیتے تھے

چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے کہ جب حضرت سے کوئی بات دریافت کی جاتی تھی اور اُسکے باب مین نزول وحی نہوتا تھا تو آپ وحی کا انتظار فرماتے تھے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت سے روح کے باب مین سوال کیا گیا تو آپنے سکوت فرمایا جب تک یہ آیت نازل نہوئی "قل الروح من امر ربی" (کہدو روح میرے خدا کا حکم ہے) اسی طرح حضرت جابر سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوے اور سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے حضرت ابوبکر بھی ہمراہ تھے حضرت جابر غش مین پڑے تھے۔ آنحضرت نے وضو کیا اور آب وضو اُن پر ڈالا حضرت جابر ہوش مین آگئے۔ حضرت جابر نے دریافت کیا کہ مین اپنے مال کو اپنے وارثون مین کس طرح تقسیم کردون پس آنحضرت نے حضرت جابر کو کوئی جواب نہین دیا جب تک کہ آیت میراث نازل نہ ہوئی۔ قرآن مجید مین متعدد آیتین قیاس وظن کی مذمت مین موجود ہین منجملہ اُنکے یہ ہین:۔

(۱) لاتقف مالیس لك به علم — جس بات کا تجھے علم نہین اُس کی پیروی نہ کر۔
(پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل ع ۴)

(۲) ومایتبع اکثرھم الاظنا ان الظن لایغنی من الحق شیئا — اور اُن مین سے اکثر تو بس اپنے گمان پر چلتے ہین (حالانکہ) گمان یقین کے مقابلہ مین ہرگز کچھ بھی کام نہین آسکتا۔
(پ ۱۱۔ س یونس ع ۴)

(۳) مالھم بہ من علم الا اتباع الظن — ان کو علم نہین ہے فقط گمان کی پیروی کرتے ہین۔
پ ۶ س النساء ع ۲۲

(۴) قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان یتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (پ ۸۔ س انعام ع ۴) — تم اُن سے کہدو کہ تمھارے پاس کوئی علم ہے تو تم ہمین نکال کر دکھاؤ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم کچھ نہین ہو مگر اٹکل پچو باتین بناتے ہو

(۵) یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا من الظن — اے ایمان لانے والو پرہیز کرو گمان سے

ان بعض الظن اثم (پ ۲۶ ۔ س الحجرات ع ۲) — تحقیق کہ بعض گمان گناہ ہے۔

(۶) ان یتبعون الا الظن وما تھوی — یہ لوگ گمان اور خواہش نفس کی پیروی

الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدے — کرتے ہین اور تحقیق ان کے رب کی طرف سے

(پ ۲۷ ۔ س النجم ع ۱) — ان کے پاس ہدایت آچکی ہے

سبب شہرت امام ابوحنیفہ رح

غرض خدا و رسولؐ نے ہم کو علم و یقین حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور ظن و قیاس پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن کوکب برج خلافت ظاہری و مہر و ماہ فلک اسلام حضرت عمرؓ نے بقول شبلی صاحب ظن و قیاس کا طریقہ جاری کیا اور تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے اور منجملہ ائمۂ اربعہ جناب امام اعظم ابوحنیفہ رح نے اِس طریقہ کو کمال عروج پر پہونچا دیا جس کی وجہ سے اجتہاد کا پایہ پایا اور اسقدر فروغ حاصل کیا کہ دیگر ائمہ کی شہرت کے چراغ ٹمٹمانے لگے اُن کے شہرۂ آفاق ہونیکے متعلق جناب نواب مولوی سید امداد امام صاحب اپنی بے بہا اور قابل قدر کتاب مصباح الظلم مین امام صاحب موصوف کے حالات تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ

امام صاحب نے اپنے اجتہادات مین قیاس کو زیادہ دخل دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بقول امام غزالی آپ کو علم حدیث مین بہت کم دخل تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے کوئی کتاب علم فقہ مین نہین تصنیف فرمائی یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے صحیح نہین ہے بلکہ آپ امام علیہ السلام کے مخالف تھے اگرچہ امام صاحب دو تین سال امام علیہ السلام کے پہلے پیدا ہوئے تھے اور وفات بھی امام علیہ السلام کے دو تین سال بعد ہوئی ہے گویا پورا زمانۂ حیات آپکو امام علیہ السلام کے ساتھ گذرا ہے مگر کسی طرح کی ارادت امام برحق کے ساتھ نہین رکھتے تھے بلکہ مدمقابل کی حیثیت سے امام برحق کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے فروغ کی وجہ

یہ ہوئی کہ منصور خلیفۂ وقت کو جناب امام علیہ السلام سے دلی عناد تھا یہان تک کہ امام عالی مقام مسموم ہوکر شہید ہوئے منصور نے امام اعظم صاحب کے اجتہادات رائج ہونے مین کوئی کوشش اُٹھا نہین رکھی چنانچہ جو کوئی امام برحق علیہ السلام سے کسی مسٔلہ کو دریافت کرتا تو خلیفۂ مذکور ایک اشرفی جرمانہ کرتا تھا بخلاف اُس کے جو کوئی امام اعظم کی طرف رجوع ہوتا تو اُس کو ایک اشرفی انعام دیتا تھا۔ امام اعظم صاحب کے دربار خلافت مین رسائی ہونے کی سرگذشت یہ ہے کہ جب آپ خلیفۂ وقت کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کس سے علم حاصل کیا آپنے جواب دیا کہ عمر بن خطاب۔ علیؑ ابن ابی طالب۔ عبداللہ بن عباس کے ذریعہ سے اور آخر مین یہ فرمایا کہ ابن عباس اپنے عہد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے منصور اس فقرے سے پھڑک اُٹھا آخر امام صاحب کے مذہب کو روز بروز نمایان ترقی نصیب ہوتی رہی۔ امام صاحب کا پہلی ہی حاضری مین خلیفۂ وقت کو اپنا مرید بنا لینا آپ کی کمال ہوشیاری و دانائی پر دلالت کرتا ہے انتہی شاید اسی وجہ سے آپ کی عظمت اور منزلت قائم کرنے کے لئے احادیث فضیلت بھی وضع کی گئین جیسا کہ مقدمۂ ہدایہ مولوی عبدالحی لکھنوی مین ہے۔

قال النبی صلعم ان آدم	فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی	کہ حضرت آدم نے میرے وجود پر فخر کیا اور مین اپنی
اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفہ	اُمت کے اُس شخص پر فخر کرتا ہون جس کا نام نعمان اور
ھو سراج امتی دروے ایضا	کنیت ابو حنیفہ ہے کہ وہ میری امت کا چراغ ہے
قال النبی صلعم ان	اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے
سائر الانبیاء یفتخرون بی	فرمایا کل انبیاء میرے سبب سے فخر کرتے ہین۔ اور مین
وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ	ابو حنیفہ کے سبب سے۔ جسنے اُسکے ساتھ محبت کی

فقد احبنی ومن ابغضہ فقد	اُسنے مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے بغض رکھا
ابغضنی وقال ابن الجوزی ان	اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ مگر بقول ابن جوزی یہ
ھذہ الاخبار موضوعۃ واتفق	حدیثیں جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہین۔ حافظ ذہبی
معہ الحافظ الذھبی والحافظ	حافظ سیوطی ابن حجر عسقلانی اور شیخ قاسم حنفی نے
السیوطی والحافظ ابن حجر العسقلانی	ابن جوزی کے ساتھ اتفاق کیا ہے یعنی یہ سب
وشیخ قاسم الحنفی (از مجمع البحرین صفحہ ۵۳۰)	ایسی حدیثون کو خلاف واقعہ سمجھتے ہین۔

حاصل کلام یہ کہ جو فریق کتاب و سنت سے قطع نظر کرکے اپنی رائے اور قیاس پر عمل کرے۔ باریتعالی کو ظالم سمجھے۔ خطا کو اُس کی ذات پاک کی طرف منسوب کرے۔ خلافت و امامت کے لئے اپنا ہی انتخاب مستحسن اور موجب امن و امان بتائے۔ خدائے علیم و حکیم کے انتخاب کو بُرا اور باعث فتنہ و فساد ٹھہرائے۔ ہر کس و ناکس کو وارث نبی قرار دے پیغمبر خدا کے اقوال و احکام مین جس کے نفس طاہرہ پر آیہ شریفہ

وما ینطق عن الھوی ان ھوالا	اور وہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتے
وحی یوحی (پ ۲۷ س نجم)	ہی نہین۔ یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔

شاہد ہے تفریق کرے۔ اس نور خدا اور ہادی دین کو قبل از بعثت گمراہ بتائے اُس محرم اسرار الٰہی کی تجویز پر اپنی خلفا کی رائے کو ترجیح دے۔ آیات عتاب آمیز کا مصداق معاذاللہ رسول مقبول صلعم کو قرار دے۔ خلاف رائے رسول اللہ ص حضرت عمر کی رائے کے موافق نزول وحی کا معتقد ہو۔ خدا کی جسمانیت و رویت کا قائل ہو۔ کتے کی کھال پر اور اس کو گودین لے کر نماز پڑھنا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنی رائے و قیاس کو دخل دے کر حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتائے تو کیا ان اختلافات عظیم پر بھی مذہب اہلسنت والجماعت اور مذہب امامیہ مین فقط ایک مسئلہ

فضیلت صحابہ ہی کا اختلاف ہے؟ کیا انھین اصول وفروع پر بمصداق ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

"آپ نے مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی واحادیث رسالت پناہی کے سچا پایا ہے؟ ع

ببین تفاوت رہ ازکجاست تا بہ کجا

مسئلہ فضیلت صحابہ

اب ہم ان مسائل سے قطع نظر کرکے مسئلہ فضیلت صحابہ کی طرف جس کو آپ نے مابہ النزاع قرار دیا ہے رجوع کرتے ہین۔

واضح ہو کہ آپنے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"ہر عقیدے کی تحقیق اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب رسول سے کرنا ضرور ہے"

تو یہ فرمایئے کہ آپنے کس کتاب خدا اور کس حدیث رسول اللہؐ سے مسئلہ فضیلت صحابہ کی تحقیق کرکے ان دونون مذاہب کی حقیقت وبطلان کا انحصار اُس پر کیا ہے۔ یہ تو اہلسنت کی ایجاد ہے کہ اُنھون نے برخلاف احکام خدا ورسولؐ۔ ہادی برحق کو چھوڑکر صحاب کو اپنا خلیفہ وپیشوا بنایا ورنہ خدا ورسولؐ نے تو اُمور دین اور احکام شریعت مین کہین بھی اُن کا حوالہ نہین دیا قولہ تعالیٰ۔

ان ھے الا اسماء سمیتموھا	یہ تو بس صرف نام ہی نام ہین جو تم نے اور
انتم وآباءکم ماانزل اللہ بھا	تمھارے باپ داداؤن نے گڑھ لیے ہین خدا نے
من سلطن ط ان یتبعون الا الظن	تو اس کی کوئی سند نازل نہین کی یہ لوگ تو
وماتھوی الانفس ج ولقد جاءھم	بس اٹکل اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چل
من ربھم الھدی ہ	رہے ہین حالانکہ اُنکے پاس اُن کے پروردگار کی
(پ ۲۷۔ س النجم۔ ع ۱)	طرف سے ہدایت بھی آچکی۔

پس اگر صحابہ اچھے تھے تو مستوجب غفران و رضوان ملک منان اور اصحاب الجنۃ ہین اور بُرے تھے تو اصحاب النار فبشر ھم بعذاب الیم مین داخل ہین لیکن اُن کی فضیلت سے مذہب اہلسنت والجماعت کی سچائی یا اُن کی منقصت سے مذہب امامیہ کے جھوٹے ہونے کو کیا علاقہ قولہ تبارک وتعالیٰ۔

تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت	یہ لوگ (اپنے وقت مین) ہوگزرے جو اُنھون نے
ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا	کیا وہ اُن کے لئے۔ اور جو تم نے کیا وہ تمہارے
یعملون	لئے۔ اور وہ جو کچھ کر گذرے تم سے اُسکی پرسش
(پ ا س بقر ع ۱۶)	کچھ نہین ہوگی۔

اہل اسلام حدیث ثقلین کے تابع کیے گئے ہین

بلکہ تحقیق طلب تو یہ مسئلہ ہے کہ بعد رحلت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کا ہادی و مقتدا منصوص من اللہ کون ہے کس کی اطاعت و پیروی خدا نے ہم پر واجب کی ہے؟ کس کی مودّت و محبت دلیل صدق و وفاق ہے اور کس کی عداوت و خصومت دلیل کفر و نفاق۔ پس جس مسئلہ پر نہ صرف ان دونون بلکہ کل مذاہب کی حقیت یا بطلان مین امتیاز منحصر ہے الحمد للہ علےٰ احسانہ کہ وہ مسئلہ تمسک بالثقلین یعنی قرآن اور عترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہونا ہے نہ کہ مسئلہ فضیلت صحابہ۔

پس اگر موافق مذہب امامیہ قرآن و عترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفترض الطاعۃ ہونا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ شیعون کا مذہب حق اور سنیون کا مذہب باطل اور اگر بخلاف اسکے نعوذ باللہ معلوم ہوا تو سنیون کا مذہب سچا اور شیعون کا مذہب جھوٹا ہے۔ لہٰذا ہم اول اسی مسئلہ کو ثابت کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو باطل کرینگے۔ پھر مطاعن صحابہ پر علماء اہلسنت نے جو پردہ پوشی کی ہے اُس کی پردہ دری کرینگے۔

جاننا چاہیے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کل امت کو قرآن مجید اور اہلبیت اطہار سے تمسک و اتباع کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ قرآن اور صحابہ سے اور وہ احکام یہ ہین۔

(۱) قال رسول اللہ انی تارک	یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین
فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی	تم مین دو چیزین بزرگ وگران قدر چھوڑے جاتا ہون خدا
اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا	کی کتاب اور اپنی عترت اگران دونون کے ساتھ متمسک
بعدی وانھما لن یفترقا حتی	رہوگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہرگز یہ دونون
یردا علی الحوض۔	ایک دوسرے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر
	پر آئین۔
(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	فرمایا رسول اللہ نے میرے اہلبیت کی
مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح	مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس مین سوار ہوا
من رکب بھا نجی ومن تخلف عنھا	نجات پائی اور جس نے اُس سے انحراف کیا وہ
غرق وھوی	غرق اور تباہ ہوا۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

یہ وہ معتبر احادیث مسلمہ ومقبولہ فریقین ہین کہ جن کی جناب خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی نہ صرف تصدیق و توثیق کی ہے بلکہ منکر حدیث ثقلین کو خارج از اسلام اور گمراہ بتایا ہے اور جو مذہب کہ ان دونون عظیم القدر چیزون کے خلاف ہو اُس کو غیر معتبر اور جھوٹا ٹھیرایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین۔

(حاشیہ: وہ مذہب جھوٹا ہے جو حدیث ثقلین کے خلاف ہے)

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این	جاننا چاہیے کہ باتفاق شیعہ وسنی یہ حدیث
حدیث ثابت ست کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود	ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انی تارك فیکم الثقلین ما ان	مین تمہارے پاس دو چیزین گران قدر چھوڑے
تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی	جاتا ہون اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو ہرگز
احدہما اعظم من الاٰخر کتاب اللہ	میرے بعد گمراہ نہ ہونگے اور ہر ایک دونون مین ایک
وعترتی اہلبیتی۔ پس معلوم شد کہ در مقدمات	دوسرے سے بزرگتر ہے اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت
دینی واحکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ باین	ہین۔ پس ہمکو رسول خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی
دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے	مین ان دونون اعظم القدر چیزون کے سپرد کیا ہے پس
کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و	جو مذہب ان دونون چیزون کے خلاف ہو وہ احکام
عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این دو	شریعت مین عقیدۃً اور عملاً باطل و غیر معتبر ہے اور جو کوئی
بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست	ان دونون عظیم القدر چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ
(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ فخر المطابع)	اور دین سے خارج ہے۔

صحابہ کا حدیث ثقلین سے انحراف

جناب شاہ صاحب کی اس تصریح وتشریح سے نہ صرف مسئلہ فضیلت صحابہ کا نہ ھباء منبثا ہوگیا بلکہ خود صحابۂ کبار کا تمام اُمت سے افضل واعلےٰ اور ایمان و اسلام مین کامل ہونے کے عوض صراط مستقیم سے پھرجانا ثابت ہوا کیونکہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ ہی سے تو مخاطب ہوکر انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ) ارشاد فرمایا تھا اور یہی تو فیکم ہے جسمین قیامت تک تمام اُمت داخل ومضمر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان اصحاب نے بمقابلہ حُبّ دنیا اپنے پیغمبر کے اس فرمان پر مطلق لحاظ نہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے وقت وفات گمراہی سے بچانے کے لئے جب بغرض تحریر وصیت ان سے ارشاد فرمایا۔

ایتونی بدوات وقرطاس اکتب لکم	یعنی دوات وکاغذ حاضر کرو کہ مین تمھارے لئے
کتاباً لن تضلوا بعدی	ایک نوشتہ لکھدون تاکہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔

تو صحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ اِس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا اور اپنے پیغمبر کو یہ جواب دیا کہ حسبنا کتاب اللہ (یعنی ہمکو خدا کی کتاب کافی ہے) پس محض حسبنا کتاب اللہ کہنا اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جناب خلیفہ صاحب ممدوح منجملہ ان دو گرانقدر چیزون کے عترت رسول اللہؐ سے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین دست بردار ہو چکے تھے اور فیصلہ کر چکے تھے کہ ہم کو انکی اطاعت و متابعت کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ اپنی رائے پر عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسند شریعت پر اُمت کے حاکم بن بیٹھے اور عترت رسول کو اپنا محکوم و تابع سمجھنے لگے۔ یہی نہین بلکہ طرح طرح کے رنج دینے لگے۔ (جن کی تفصیل آگے ہوگی)

احکام خدا و رسولؐ مین تغیر

اب رہی کتاب خدا، اُسکے ساتھ یہ عمل کیا گیا کہ احکام الٰہی مین اپنے قیاس و رائے کو دخل دیکر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا جیسا کہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ متعۃ الحج و متعۃ النساء جو بعہد رسالت و نبوت حلال تھے اُن کو اپنی رائے سے منسوخ کیا۔ اگرچہ یہ اُمور بالتفصیل اسکے اسناد کے ساتھ ہم آیات محکمات کی جلد دوم مین انشاء اللہ مفصل لکھینگے مگر اس جگہ ایک دو روایتین بغرض اطمینان ناظرین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اول	قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا	جابر بن عبد اللہؓ سے لوگون نے متعہ
	فجئناہ فی منزلہ فسألہ القوم عن اشیاء	کے بارے مین سوال کیا۔ اُنھون نے کہا
	ثم ذکر المتعۃ فقال نعم استمتعنا عہد	ہم لوگون نے بعہد رسول اللہ و ابوبکر و عمر
	رسول اللہ وابی بکر وعمر (صحیح مسلم جلد اول ص[illegible])	متعہ کیا تھا۔
دوم	عن ابن عباس سمعت عمر	ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہمنے
	یقول واللہ انی لانہاکم عن	عمر کو یہ کہتے ہوئے سُنا قسم خدا کی مین تم کو اُس
	المتعۃ وانہا لفی کتاب اللہ	متعہ سے منع کرتا ہون جو کتاب اللہ مین ہے

ولقد فعلها رسول الله يعنى العمرة بالحج باب التمتع من كتاب مناسك الحج (صحیح نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶)

اور رسول اللہ نے اُس کو کیا ہے یعنے عمرہ حج کے ساتھ۔

سوم

فصل فى اوليات عمر قال العسكرى هو اول من سمى امير المومنين واول من كتب التاريخ من الهجرة واول من اتخذ بيت المال فاول من سن قيام شهر رمضان واول من عس بالليل واول من عاقب على الهجاء واول من ضرب فى الخمر ثمانين جلدة واول من حرم المتعة واول من نهى عن بيع امهات الاولاد واول من جمع الناس فى صلوة الجنازة على اربعة تكبيرات الى اخره

(تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۹۳)

یعنی سب سے پہلے جس نے اپنے لئے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا وہ عمر ہین تاریخ کی ابتدا یوم ہجرت سے اُنھون نے کی سب سے پہلے بیت المال اُنھون نے ہی مقرر کیا۔ تراویح کو اُنھون نے ہی سب سے پہلے جاری کیا۔ رات کو مخفی گشت لگانے کی ابتدا ان سے ہوئی۔ ہجو کرنے والون پر اُنھون نے عقاب کیا شرب خمر پر دُرّہ زنی انھین کی ایجاد ہے متعہ کو سب سے پہلے انھون نے ہی حرام ٹھہرایا۔ ام ولد کی بیع سے انھون نے ہی منع کیا اور نماز جنازہ مین چار تکبیرون کی ایجاد ان سے ہی ہوئی

تغیر ہے

اس قسم کی متعدد روایتین ہین جن کو بوجہ طوالت ترک کر کے اب ہم یہ امر دکھانا چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

يا ايها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔

(پ ۶ - س المائدہ ع ۱۲)

اے ایمان والو! جو پاک چیزین تمھارے لئے حلال کی گئی ہین اونکو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے زیادہ نہ بڑھو۔ کیونکہ خدا حد سے بڑھ جانے والون کو یقیناً دوست نہین رکھتا۔

اور خدا نے اپنے اور اپنے پیغمبر کے احکام مین عدول اور نافرمانی کرنے والون کو اس آیۂ کریمہ

ماکان لمومن ولا مؤمنۃ اذا قضی	جب خدا اور اُس کا رسول کسی امر کا فیصلہ
اللہ ورسولہ ان یکون لھم الخیرۃ من	کردین تو کسی مومن اور مومنہ کو اُن کے کسی معاملہ
امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل	مین کوئی اختیار نہین ہے اور جو خدا اور اُسکے رسول
ضلالاً مبیناہ۔	کی نافرمانی کرے تو صریح گمراہ ہے۔

مین ضالین قرار دیا ہے۔

اب ایک دو حدیثین بخاری شریف کی بھی ملاحظہ ہون اور وہ یہ ہین :۔

پہلی	عن عائشۃ قالت قال رسول	حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا
	اللہ صلعم من احدث فی امرنا	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین مین
	لیس منا فھو مردود	نئی بات ایجاد کی وہ ہم سے نہین ہے اور وہ
	(بخاری جلد چہارم ص۲۰)	مردود ہے۔
دوسری	اذا اجتھد العامل والحاکم فاخطا	جو وقت عامل یا حاکم بغیر علم وخلاف حکم
	خلاف الرسول من غیر علم فحکمہ مردود	رسول اجتہاد کرے تو اس کا قول باطل ہے جیسا کہ
	یقول النبی من عمل عملاً لیس	آنحضرت نے فرمایا جو شخص کوئی عمل کرے اور ہم نے
	علیہ امرنا فھو رد	اُس کے بارے مین حکم نہ دیا ہو وہ مردود
	(بخاری جلد ۴ ص۱۷۱)	ہے۔

غرض جن اصحاب نے حدیث ثقلین کو بالائے طاق رکھ کر احکام الٰہی مین اپنی رائے کو دخل دیا عترت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنارہ کش ہوئے اُن پر فرمان الٰہی فقد ضل ضلالا مبینا اور ارشاد نبوی غرق وھوی صادق آتا ہے جس کی تصریح جناب شاہ صاحب ان الفاظ

مین فرماتے ہین۔

ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین ست	جو ان دو بزرگ چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ اور دین سے خارج ہے۔

اور یہ قول مسلم ہے کہ "او خویشتن گم ست کرا رہبری کند" اس صورت مین حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ آپ اُنھین حضرات کی فضیلت وخلافت پر مذہب اہلسنت والجماعت کو سچا بتائین جس کا بطلان بقول شاہ صاحب

مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر ست	جو مذہب کہ ان دونون کے خلاف ہو امور شرع مین برُوے اعتقاد باطل و ناقابل اعتبار ہے۔

ثابت ہے۔

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب نے اہلبیت اطہارؑ کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح اہلسنت بھی انکی پیروی کر کے اہلبیت کو چھوڑے ہوئے ہین اور ایسے بھولے ہوے ہین کہ اُن مین کے اکثر افراد کو تو اہلبیت اطہارؑ کے اسمائے مبارکہ تک بھی یاد نہین۔ ہان زبان سے تولاے اہلبیت کا دعوے بہت ہے کچھ کر کے آیۂ شریفہ

اہلسنت کا عمل اپنے خلفاء کے اقوال پر ہے

یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم	مُنھ سے وہ باتین کرتے ہین جو اُن کے دلون مین نہین ہین۔

کے مصداق ٹھہرتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ عملاً وفعلاً کسی امر مین مودت اہلبیت اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس کی مخالفت پائی جاتی ہے چنانچہ ایک صلوات ہی مین امتحان کر لیجیے کہ بقول امام فخرالدین رازی و دیگر علمائے کبار اہلبیت اطہار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے صلوات مین شریک ہین کہ جو مسلمان تشہد نماز مین اللھم صل علے محمد کے ساتھ وآل محمد نہ کہے تو اسکی نماز ہی باطل ہے۔ یہی

اقوال علماء اہلسنت کہ اہلبیت نے دین کی خدمت نہیں کی

امام شافعی صاحب بھی فرماتے ہین ۔

من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہٗ ؂ یعنی اے آل محمد جسنے تم پر تشہد مین صلواۃ نہین بھیجی اسکی نماز ہی نہین ہوئی

باایں ہمہ اہلسنت نے باستثنار بعض ۔آل کا لفظ اپنی تحریر و تقریر سے قطعاً خارج کردیا ۔

افسوس کا مقام ہے کہ خدائے علیم و حکیم اپنے جس ولی کی امامت و خلافت پر دین اسلام کی تکمیل کرے جس کو خدا کا رسول اپنے بعد کل اُمت پر خلیفہ اور ہادی مقرر کر کے اعلان کر جاے ۔ اُمت اُس کی یہ منزلت کرے کہ بجاے پیروی و اطاعت طعنہ زن ہو کہ حضرت علیؑ سے دین خدا کا کوئی کام اچھی طرح سے انجام کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :۔

اکثر اہل اسلام مالکیان و حنفیان و حنبلیان و شافعیان اند اصل مذہب ایشان معتمد ست بر مسائل اجماعیہ فاروق و بجز چند مسائل بر آثار مرتضی فتح اسلام واقع نہ شد و در ہیچ فنے از فنون شرعی مدار کلی بر آثار مرتضوی نیامدہ و بر دست ایشان خلافت منتظم نہ گشت

(قرۃ العین)

اسلام مین اکثر تو مالکی و حنفی و حنبلی و شافعی ہین اور اُن کا مذہب مسائل اجماعیہ فاروق پر مبنی ہے اور حضرت مرتضےٰ کے آثار پر بجز چند مسائل کے اسلامی فتح واقع نہین ہوئی اور منجملہ فنون شرعی کے کوئی فن کلیۃً آثار مرتضوی پر موقوف نہین ہے اور ان کے ہاتھون خلافت کا پورا انتظام نہوا ۔

اور رسالہ تفضیل الشیخین مین ارقام فرماتے ہین کہ

”مہمات مذاہب اربعہ اہلسنت بر آثار مرتضی نیست بلکہ بر اجماعیات عمر بن خطاب و فتاواے ابن مسعود ست“

جناب شاہ صاحب موصوف نے اِسی پر اکتفا نہین کی بلکہ اُس معدن علم امامت کے علم و فضل پر یہ حملہ کیا ہے :۔

(ایضاً)

از حضرت مرتضیٰ در مسئلۂ فقہ غلط واقع شد
از عجائب آنست کہ مثل ابوہریرہ کہ صحبت او
با آنحضرت قلیل ست در مذہب ما پنج ہزار
حدیث روایت کردہ اند و حضرت مرتضیٰ با وجود
صحبت دائمہ کمال فقاہت و تمام حفظ وانضمام
استماع از صدیق و فاروق بسیارے از حدیث
با مسموعات خویش و علم مانع از روایت کہ عبارت
از قلت بقا رست بعد آنحضرت چنانچہ در صدیق
بودہ است قلت یا اشتغال در امور ناس چنانچہ
در فاروق بودہ است یا قلت اشتغال در مسائل فقہیہ
چنانچہ در طلحہ و زبیر بود مدتے دراز در مدینہ باشد
و روایت نکند مردمان از وے حدیث و یاد
نگیرند از وے ہیچ مسئلہ باز در کوفہ چون روایت
کند حدیث او تا پانصد نہ رسد و آن نیز مختل
گردد بشرط صحت نرسد الا قلیلے (ایضاً)

مسئلہ فقہ مین حضرت علی سے غلطی واقع
ہوئی ہے۔ اور تعجب ہے کہ ابوہریرہ جو بہت کم آنحضرت
کی صحبت مین رہے اور علی مرتضیٰ سے علم مین گھٹے
ہوے تھے باین ہمہ ارباب فضل و کمال نے ان سے
پانچہزار حدیثین نقل کین اور علی مرتضیٰ اعلیٰ درجہ کے
فقیہ اور صاحب علم و فضل تھے نیز حضرت ابوبکر و عمر کی
صحبت مین ایک مدت دراز تک رہ چکے ہین اور شیخین
مہمات ملکی و معاشرت رعایا اور انتظام مملکت کا بھی
انسے کوئی علاقہ نہ تھا مدینہ مین محض بیکار رہتے تھے
باوجود اس آزادی اور فارغ البالی کے ایک حدیث کا
بھی پتہ نہین چلتا جو کہ اہل مدینہ نے حضرت امیر سے
نقل کی ہو البتہ جب آپ کوفہ پہونچے تو وہان نقل
حدیث مین مصروف ہوے مگر بہت کم صرف پانچسو
حدیثون کا پتہ چلتا ہے اور وہ بھی بے سروپا جن سے
کوئی مسئلہ اصولی ماخوذ نہین ہوا۔

اسیطرح دیگر ائمۂ طاہرین علیہم السلام کو معصوم جاننا تو درکنار۔ خاطی سمجھتے ہین معاذ اللہ جیسا کہ جناب مولوی عبد العلی صاحب شرح مسلم مین تحریر فرماتے ہین۔

اجماع اہل البیت لیس بحجۃ خلافاً للشیعۃ فانہم قد یصیبون وقد یخطؤن

یعنی اجماع اہلبیت حجت نہین ہے برخلاف شیعہ کے کہ انکے نزدیک حجت ہے کبھی خطا کرتے ہین اور کبھی صواب

ویجوز علیهم الزلۃ وھی وقوعھم فی	حالانکہ اُن سے بے ارادہ لغزش اور گناہ سرزد ہونا
الذنب من غیر تعمد کما وقع من	جائز ہے جیسا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے
سیدۃ النساء من ھجرانھا خلیفۃ	خلیفہ رسول اللہ کی ترک ملاقات کی نسبت فدک
رسول اللہ حین منعھا فدک	ضبط کرنے پر ظاہر ہوا۔

علی ہذا ذہبی نے کتاب مغنی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مجاہیل وضعفا رمین شمار کیا اور کہا کہ لم یخرج بہ البخاری۔ اور میزان الاعتدال مین بھی ہے

لم یحتج بہ البخاری وقال یحیی بن سعید القطان شیخ البخاری اجد فی نفسی منہ شیئا وکان مالک لا یروی من جعفر حتی یضمہ الی احد یعنی بخاری نے ان جناب سے روایت نہین کی اور یحیی بن سعید قطان شیخ بخاری کا بیان تھا کہ ہم اپنے دل مین ان جناب سے کچھ خلش پاتے ہین اور امام مالک اُن جناب سے روایت نہین کرتے تھے جب تک کسی اور کو شریک نہ کرین اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفاء سے ے شمار کیا ہے اور کہا ہے (حدیثہ غیر محفوظ) یعنی حدیث اُن جناب کی غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے بارے مین لکھا ہے "قال ابو الحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حبان فی کتابہ فقال علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ عجائب یھم ویخطی" یعنی دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب مین مجھے خبر دی کہ علی بن موسی رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین وہم وخطا کی بیان کرتے ہین (معاذ اللہ) اور جناب امام حسن عسکری کے بارے مین رحمۃ اللہ سندی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین لکھا ہے لیس لشیٔ یعنی معاذ اللہ وہ حضرت کوئی چیز نہین ہین۔

اور منہاج السنۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۱ مین ہے۔

فان علماء المعروفین بالروایة الذین کانوا فی زمن هذا الحسن العسکری لیس لهم عنه روایة مشهورة فی کتب اهل العلم شیوخ اهل کتب السند البخاری و ومسلم وابی داؤد والترمذی ونسائی وابن ماجه کانوا موجودین فی ذلك الزمان قبله وبعده وقد جمع الحافظ ابوالقاسم بن عساکر اسماء شیوخ الکل من شیوخ هؤلاء الائمة فلیس من هؤلاء الائمة من روی عن الحسن العسکری مع رواتهم من الوف مولفة اهل الحدیث

یعنی جو علماء علم حدیث میں مشہور ہیں اور عہد جناب امام حسن عسکری میں موجود تھے اُن میں سے کوئی بھی حضرت سے روایت نہیں کرتا۔ شیوخ الکتب اہلسنت بخاری۔ مسلم۔ ابی داؤد۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ یہ سب اُس زمانہ میں قبل و بعد کے زمانہ میں موجود تھے حافظ ابوالقاسم ابن عساکر نے سب کے شیوخ کا نام لکھا ہے جیمیں کوئی بھی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت نہیں کرتا۔ حالانکہ ہزاروں اور سیکڑوں راویوں سے روایتیں کرتے ہیں۔

(حصہ دوم تنقید بخاری) صـ ۶۶

علے ہذا امام فخرالدین رازی نہایت العقول میں فرماتے ہیں۔

والعجب انهم یزعمون فی النقی والتقی والحسن العسکری انهم کانوا عالمین بجمیع المسائل الاصولیة والفروعیة وجملها وتفاصیلها مع انهم کانوا فی زمان خواص العلماء فی اصناف العلوم وکثرة تصانیفهم مع ذلك لم یظهر من احد منهم شیٔ من العلوم لا القلیل ولا الکثیر ولم یحضروا محفلا

نہایت تعجب کی بات ہے کہ شیعوں کا گمان یہ ہے کہ نقی و تقی و حسن عسکری مسائل اصول و فروع سے بالاجمال اور بالتفصیل واقف تھے حالانکہ یہ حضرات ایسے زمانے میں تھے کہ علماء کثرت سے اقسام علوم میں بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے باوجود اسکے اُن سے کوئی علم کی بات ظاہر نہیں ہوئی نہ قلیل نہ کثیر۔ اور نہ کبھی یہ حضرات صحبت اہل علم میں بیٹھے

ولا تكلموا فی شیئ من المسائل مع المخالفین — کبھی مخالفین سے کسی علمی مسئلہ مین گفتگو نہین کی

ولم یظھر منھم تصنیف تنتفع بہ کما یظھر — اور نہ ان حضرات سے تصنیف ظاہر ہوئی جس سے

من الشافعی ومحمد بن الحسن من الفقہاء — علوم کو فائدہ پہونچتا جیسے شافعی ومحمد بن حسن اور

والمتکلمین والمجتہدین۔ — دیگر علماء ومجتہدین کی تصانیف موجود ہین۔

کتب صحاح مین اہلبیت سے حدیث نہین ہے

اگر کتب اہلسنت بنظر تعمق وغور ملاحظہ ہون تو معلوم ہوگا کہ صحیح بخاری۔ صحیح ابی داؤد۔ اور صحیح نسائی وابن ماجہ وغیرہ اکثر راویان خوارج کی روایتون سے مزین ہین۔ مثلاً حصین بن نمیر ہے جس نے شہزادۂ علی اکبر شبیہ پیغمبر کو نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ دوسرا سمرہ بن جندہ ہے جس نے آٹھ ہزار شیعون کو قتل کرایا۔ تیسرا شبث بن ربعی جو معرکۂ کربلا مین سپاہ شام کا سپہ سالار تھا۔ جس نے جناب سیدالشہداعلیہ السلام کو نیزہ وشمشیر سے صدمات پہونچائے تھے۔ چوتھا شمر ذی الجوشن ہے جس کی شقاوت کا حال اظہر من الشمس ہے۔ اسیطرح ابن سعد اور مروان بن حکم جن کو رسول مقبول صلعم نے خارج البلد کیا تھا بخاری وغیرہ کے رواۃ مین داخل ہین۔

حدیث ثقلین سے لفظ آل حذف کیا جارہا ہے

بھائیو! غور کرو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ فرماتے ہین کہ میری آل سے متمسک رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور تمھارے علماء نواصب وخوارج سے حدیثین اور روایتین لین اور آل رسول سے جو تمام اُمت کے ہادی ومقتدا ہین پیروی تو کیا انکی حدیث پر اعتبار بھی نہ کرین۔ اسپر تم ان کتابون کو کتاب خدا سے بڑھکر سمجھو۔ غرض اس فرقہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آل رسول کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ چنانچہ تحریر وتقریر سے تو آل کا لفظ مٹا ہی چکے ہین یعنے صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور صرف نصلی علی رسولہ الکریم بھی لکھتے ہین۔ البتہ حدیث ثقلین مین لفظ آل باقی ہے سو وہان سے بھی مٹانا شروع کردیا جیسا کہ حال مین ایک کتاب موسوم بہ تاریخ الامۃ حصۂ اول سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصنفۂ حافظ مولوی محمد اسلم صاحب جیراج پوری

اسناد تاریخ اسلام جامعۂ ملیہ اسلامیہ جو مطبع علیگڈھ سے شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۱۴۷ مین کچھ سرسری ذکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس خطبہ مبارک کا ہے جو کہ آپنے بمقام غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ جناب ممدوح نے اُس خطبہ سے آل کا لفظ ہی خارج کر دیا جس کی نقل یہ ہے :۔

"حج " (حجۃ الوداع) کے بعد آپنے مسلمانون کو جہان ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانون کا اجتماع ہوا مخاطب کر کے ایک مؤثر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! مین نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو اگر تم مضبوط پکڑو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن ہے۔

حالانکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہین انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اھلبیتی جو مسلمہ فریقین ہین لیکن ہم کو افسوس ہے کہ بلحاظ تعصب مولوی صاحب نے اُس حدیث سے انکار کیا جس کو اُن کے پیشوا تسلیم کرتے ہین۔ اب تمھین بتاؤ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین یہ صاف وصریح تحریف نہین ہے۔ افسوس اسپر بھی ایسے ہی لوگ ہادی ورہنما مانے جاتے ہین۔ اب انصاف سے کہو کہ تم خدا ورسول کے احکام کی پیروی کرتے ہو یا اپنے خلفاء کی۔ اسپر اسلام بلکہ ہدایت یافتہ ہونے کا دعوی ہے لیکن کوئی خدا کی روشنی کو بجھا نہین سکتا اللہ جل شانہ کی قدرت ہے کہ وہ قادر مطلق انھین لوگون کی زبان وقلم سے کلمہ حق نکلواتا ہے جو اصحاب ثلثہ کی فضیلتون مین روز وشب رطب اللسان ہین۔

چنانچہ علامۂ ابو بکر بن شہاب جو فرقہ تسنن کے ایک مستند عالم ہین اور اس وقت حیدرآباد مین موجود ہین اپنی مصنفہ کتاب نصائح الکافیہ مین ائمۂ اربعہ ودیگر علماء وفضلاء اہلسنت پر طعن کرتے ہین کہ ہمارے مذہب والون نے مستقل رسالے مناقب تابعین مین تو لکھے ہین لیکن آل محمد علیہم السلام کا جو افضل التابعین ہین کہین ذکر تک نہین کیا۔ بلکہ ان کو تابعین مین بھی شمار نہین کیا اُس عبارت کی نقل صفحہ ۱۹۱ سے اس جگہ کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے :۔

علامہ ابو بکر کا قول

بعض اصحابنا بعد ذکر تفاضل
الصحابة الی ذکر تفاضل التابعین
فقال بعضهم افضل التابعین اویس
القرنی وقال بعضهم الحسن البصری
وقال آخرون هو سعید بن المسیب
ولم یقل احد بافضلیة الامام
زین العابدین بن الحسین علیهم السلام
وهو والله افضلهم واعجب من
هذا ان بعض علماء الشافعیة افرد
فی مولف له فصلا فی ذکر کبار
التابعین وعد منهم نحو العشرة
ولم یذکر فیهم زین العابدین و
لا الحسن المثنی ولا محمد بن
الحنفیة ولا ادری ما الصارف له
عن ذلك والحال انه من کبار العلماء
المطلعین وتالیفه کان بعد انقضاء
الدولة الامیة والعباسیة و والله
ان هذا القریب من الجفاء وان لم
یکن الجفاء بعینه

ہمارے مذہب کے بعض علمار نے فضائل صحابہ
کے ضمن مین فضیلت تابعین کا بھی ذکر کیا ہے
چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اویس قرنی تمام
تابعین سے افضل ہین بعض حسن بصری کو بعض
سعید بن سیب کو سب سے افضل بتاتے ہین لیکن
کسی نے امام زین العابدین بن الحسین علیہم السلام
کی افضلیت کا اظہار نہین کیا حالانکہ خدا کی
قسم وہ بزرگ تمام تابعین سے افضل ہین اس سے
زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض علمائے شافعیہ
نے تابعین کے فضائل بیان کیے ہین اور قریب
دس کے تابعین کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہین
کہین نہ امام زین العابدین کا ذکر کیا ہے۔ نہ
حسن مثنی (فرزند امام حسن) نہ محمد بن حنفیہ کا مین نہین
سمجھتا کہ اسکے ترک کا کیا باعث ہوا حالانکہ
مؤلف اس رسالہ کے بڑے عالم جید ہین
اور تصنیف بھی بعد زوال دولت بنی امیہ و
عباسیہ کے ہے واللہ اگر حضرات اہلبیت پر
یہ ظلم نہین ہے تو ظلم کے قریب ضرور
ہے۔

آل محمد ہادی اُمت ہین

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا نے منصب ہدایت صرف آل محمد ہی کو بخشا ہے نہ کہ صحابہ کو اور آل محمد ہی ہادی و مقتدا ہین۔ اور کتاب خدا اور عترت رسول اللہ پر دونون مذہب کی حقیت و بطلان کا مدار ہے۔ پس پیروی انھین ہادیان دین کی واجب ہے نہ کہ دوسرون کی جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

افمن یھدی الی الحق احق	آیا وہ جو تم کو حق تک پہونچائے اس امر کا
ان یتبع امن لا یھدی الا ان	زیادہ مستحق ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ
یھدی فما لکم کیف	جس کو خود ہی راستہ نہین ملتا ہو جب تک کہ
تحکمون	اور کوئی اُس کو راستہ نہ بتلائے پس تم کو کیا ہو گیا ہے
(پ ۱۱۔ س یونس۔ ع ۴)	اور کیسے فیصلے کرتے ہو۔

چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰن وَالْقُرْاٰن مَعَ عَلِیٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ) اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر قمی مین فرماتے ہین۔

جو خود ہدایت نہین پاتے جب تک کہ اُن کو ہدایت نہ کی جائے (وہ قریش اور غیر قریش سب ہین جنھون نے بعد ممات رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مخالفت کی (مقبول ترجمہ)

اگرچہ بوجوہ بالا مسئلہ (فضیلت صحابہ) ہوا ہو گیا جس سے بفحوائے بناء الفاسد علی الفاسد مذہب اہل سنت و الجماعت حسب ارشاد جناب شاہ صاحب بخوبی باطل و نامعتبر ثابت ٹھیرا اور اب اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین رہی مگر چونکہ آپ نے آیات بینات کی بنا اسی مسئلہ خاص پر قائم کی ہے اسلئے ہم بھی بقول جناب شاہ صاحب

چون بنائے کلام بر اصول گروہے دیگر   چونکہ بنائے کلام ایک غیر گروہ کے اصول پر

نہادہ است ناچار زمام اختیار بدست آنہا | رکھی گئی ہے اسلئے بجبوری عنان اختیار اُنکے ہاتھ مین
دادہ ہر جا کہ کشیدہ برند میروند و بہر رنگ | دیدی ہو کہ جہان کھینچکر لیجا مین چلاجاتا ہے اور جس
کہ رنگین کنند میشود | رنگ سے رنگین کرتے ہین رنگا جاتا ہے۔

اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہین۔

شیعہ صحابہ کرام کی فضیلت کے معتقد ہین

واضح ہو کہ آپ کا یہ فرمانا کہ (جس طرح اہلسنت اصحاب کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلی وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھتے ہین اسیطرح شیعہ اُن کو بُرا اور خراب حتی کہ کافر و مُرتد کہتے ہین) درست نہین ہے کیونکہ اصحاب رسول اللہ دو چار یا دس بیس نہ تھے بلکہ ہزارون اور لاکھون تھے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ہی سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے نہ تھے بلکہ اُن مین فاسق اور منافق بھی تھے۔ شیعہ ہی کیا خدا بھی یہی فرماتا ہے منہم المومنون و اکثرھم الفاسقون پس شیعہ مطابق کلام آلہی صرف اصحاب منافقین کو بُرا سمجھتے ہین صحابۂ مومنین کی فضیلت و منزلت کے تو بدل وجان معتقد ہین۔ چنانچہ کتب امامیہ مین جناب امیرالمومنینؑ اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السّلام کے اقوال صحابۂ کبار کی تعریف مین جابجا موجود ہین از انجملہ جناب مولائے کونین علے بن ابیطالب علیہ السلام جن خاص الفاظ مین اصحاب مومنین کو یاد فرمایا کرتے تھے اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :۔

خطبات جناب امیرالمومنین و حضرت سید الساجدین علیہم السلام

این القوم الذین دعوا الی الاسلام | کہان ہین وہ لوگ جن کو دعوت دی گئی
فقبلوہ وقرءوا القرآن فاحکموہ و | اسلام کی اور اُنھون نے اُس کو قبول کیا۔ اور پڑھا
ھیجوا الی القتال فولھوا ولہ اللقاح | قرآن مجید کو پھر مضبوط کیا اور رغبت دلائی جہاد کی
الی اولادھا وسلوا السیوف من | پھر غافل کردیا اونٹیون کو اُن کے بچون سے اور کھینچ لیا
اغمادھا واخذ وا باطراف الارض | تلوارون کو نیام سے اور لے لیا زمین کے اطراف کو

زحفا زحفا وصفا صفا بعض هلك	اطراف کو گروہ گروہ صفین باندھکر کچھ شہید ہوئے
وبعض نجا لا یبشرون بالاحیاء و	کچھ زندہ رہے نہ ترش رو ہوتے ہین نہ ڈرتے
لا یعزون بالموتی مره العیون	ہین آنکھین اُن کی بیمار ہین رونے سے پیٹ
من البکاء خمص البطون من الصیام	اُن کے دُبلے ہوگئے ہین روزون سے ہونٹھ
ذبل الشفاه من الدعا صفر الالوان	ان کے سوکھ گئے ہین دعا کرتے کرتے رنگ انکے
من السهر علی وجوههم غبرة	زرد ہوگئے ہین جاگتے جاگتے خوف خدا سے
الخاشعین اولئك اخوانی الذاهبون	اُن کے مُنھ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ وہ میرے بھائی
فحق لنا ان نظمأ الیهم و نعض الایدی	ہین جوگذر گئے۔ ہم کو ان کی جدائی سے دست تاسف
علی فراقهم (نہج البلاغہ ص۱۱۹)	ملنا چاہیئے۔

اسی طرح جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین :۔

اللهم واصحاب محمد	خداوندا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی الله علیه واله وسلم	علی الخصوص اُن لوگون پر رحمت نازل فرما جنھون نے
خاصة الذین احسنوا الصحابة	حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا اور ہر طرح کی
والذین ابلوا البلاء الحسن	مصیبت اور ایذا کو اپنے پیغمبر کی اعانت مین گوارا
فی نصره وکانفوه واسرعوا	کیا جنھون نے باہم انکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا
الی وفادته وسابقوا	اور جنھون نے اُن کی رسالت قبول کرنے مین جلدی
الی دعوته واستجابوا	کی اور اُن کی دعوت کی اجابت مین سبقت کی
له حیث اسمعهم حجة	جب اُن کو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین
رسالاته۔	بتائین تو اُنھون نے بلا توقف قبول کیا

وفارقوا الازواج والاولاد	اور اظہار کلمۂ حق کے لئے اپنے زن و اطفال کو
فی اظہار کلمته وقاتلوا الاباء	چھوڑ دیا اور اُنکی نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنے
والابناء فی تثبیت نبوته و	آباء و ابناء کو قتل کیا اور اُنھون نے حضرت کی مدد کی اور جو اشخاص
انتصروا به ومن کانوا منطوین	قلبی محبت رکھتے تھے اُس تجارت کی اُمید رکھتے تھے جسمین کھوٹ
علی محبته یرجون تجارة لن	نہین اُنکی محبت مین جب اُنھون نے پیغمبر خدا کا دامن
تبور فی مودته والذین هجرتهم	پکڑا تو اُن کے قبیلہ کے لوگون نے اُنکو چھوڑ دیا
العشائر اذ تعلقوا بعروته و	اور جب پیغمبر کی قرابت کے سائے مین آئے تو اُنکے
انتفت منهم القرابات اذ سکنوا	رشتہ دارون نے اُن سے تعلقات منقطع کر دیئے
فی ظل قرابته فلا تنس	پس خدایا فراموش مت کران باتون کو کہ تیرے لئے
لهم اللهم ما ترکوا لك	جنکو اُنھون نے ترک کر دیا ہے تو اپنی خوشنودی سے
وفیك وارضهم من رضوانك	اُن کو خوش کر اسلئے کہ اُنھون نے خلق کو تیری
وبما حاشوا الخلق علیك	طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ تیری
وکانوا مع رسولك دعاة	خوشنودی کے لئے تیری طرف بلاتے تھے اُنکی سعی
لك الیك واشکرهم علی	مشکور ہونے کے لائق ہے کہ اُنھون نے اپنی قوم
هجرهم فیك دیار قومهم	اور کنبہ کے گھر اور اپنے وطن کو تیری خوشنودی کیلئے
وخروجهم من سعة المعاش	ترک کیا اور راحت کی زندگی سے نکلکر ضیق معاش
الی ضیقه ومن کثرت فی اعزاز	کو گوارا کیا اور مشکور قرار دے اُس شخص کو کہ زیادتی
دینك من مظلومهم اللهم	کی اُسنے تیرے دین کی بزرگی مین یعنی اُنکے مظلومون
اوصل الی التابعین لهم باحسان	مین سے خداوندا اُنکے تابعین کو جزائے خیر دے

الذی یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا	جو کہ دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہمکو بخشدے
الذین سبقونا بالایمان خیر جزائك	اور ہمارے اُن بھائیون کو جنھون نے ایمان مین
الذین قصدوا سمتہم وتحروا	ہم پر سبقت کی کیسے تابعین جو اُن صحابہ کے چلن پر
وجھتہم وامضوا علی شاکلتہم	چلتے ہین اور اُن کے آثار کی پیروی کرتے ہین اور
لم یثنہم ریب فی نصرتہم و	اُن کی نشانیون کا اقتدا کرتے ہین جن کو کوئی شک
لم یختلجہم شك فی قفوا ثارھم والائتمام	اُنکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین غلط
بھدایۃ منارھم مکانفین وموازرین	اُنکے آثار کی پیروی مین شبہہ دخل نہین پاتا۔ کیسے
لھم یدینون بدینھم و یھتدون	تابعین جو اصحاب کے معاون ہین اور اپنا دین انکے
بھدیتہم یتفقون علیھم ولا یتھمونھم	دین کے موافق رکھتے ہین ہدایت کے موافق ہدایت
فیما ادوا الیھم اللھم وصل علی	پاتے ہین اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اصحاب
التابعین من یومنا ھذا الی یوم	نے جو اُن کو پہونچایا اُس کے متعلق اُن پر
الدین وعلی ازواجھم وعلی ذریاتھم	کچھ تہمت نہین رکھتے خدایا تا قیامت اُن تابعین
وعلی من اطاعك منھم (صحیفہ کاملہ ص۳)	اور اُن کے ازواج پر رحمت نازل فرما۔

اِن صفات کے اصحاب ہین۔ وہ اصحاب جن کی محبت شیعون کے دل مین ہے اور نظر مین عزت۔ قطعہ

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُنسے راضی رسول اُنسے خوش — علی اُنسے راضی بتول اُنسے خوش

چنانچہ اِس امر کے تو آپ خود بھی معترف ہین اور آیات بینات کے صفحہ (۷۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ

مصداق ان فضائل کے اصحاب رسول نہین ہین اسکا خود کسی شیعہ نے دعوی نہین کیا بلکہ ان فضائل کا صحابہ کی شان مین وارد ہونے کو اُن کے علمار نے قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ صاحب "نزھۃ اثنا عشریۃ" نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اس کو تسلیم کیا ہے کہ "امامیہ جمیع اصحاب را مقدوح ومجروح نمی دانند بلکہ بسیارے از صحابہ عظام را جلیل القدر وممدوح بلکہ از اولیاے کرام می دانند۔ ومستحق رحمت ورضوان مالک منان می بندا زند در صحیفۂ کاملہ کہ فرقہ حقہ آنرا زبور آل محمد میگویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین ماثور ست شاہد عدل این دعوی ست۔

اس سے ثابت ہے کہ کل اصحاب کو شیعہ برا نہین سمجھتے۔ یہ تو علمار اہلسنت کی خاص عنایت کا سبب ہے کہ اپنے مذہب کی حفاظت کیلیئے طرح طرح سے ہم کو متہم کرکے لوگون کو مذہب امامیہ سے یہکر مستفید نہین ہونے دیتے کہ خدا تو اصحاب رسول اللہ ص کی صفات مین صاف صاف

محمد رسول اللہ والذین معہٗ — محمد خدا کے رسول ہین اور جو لوگ انکے

اشداء علی الکفار الخ — ساتھ ہین وہ کافرون پر بڑے سخت ہین۔

فرماتا ہے اور شیعہ اُن کو بُرا کہتے ہین۔ اور قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ پس اگر آپ کو شاہ صاحب کی تائید مقصود نہ ہوتی تو آپ خود ہی اُن کو قائل کردیتے کہ نہ شیعہ کل اصحاب کو بُرا کہتے ہین اور نہ خدائے پاک ہی نے جمیع اصحاب کی شان مین محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار فرمایا ہے (اس آیۂ کریمہ کے مفصل ذکر سے جلد دوم مین انشاء اللہ لطف اُٹھائیے گا)

اہلسنت بھی کل اصحاب کو اچھا نہین سمجھتے ہین

جس طرح شیعہ کل اصحاب کو بُرا نہین سمجھتے اُسی طرح اہل سنت بھی باوجود اس دعوے کے (کل صحابہ عدول اند) سب کو اچھا نہین جانتے چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب مین مہاجرین ممتاز تھے اسی طرح انصار بھی تھے اور ان دونون گروہون مین جو اصحاب مومنین سے ہین اُنکی عزت اور منزلت: اللہ اکبر: وہ جان نثاری۔ وہ ایمان۔ وہ عقائد کہ خود کلام خدا شاہد ہے اور جا بجا

ان کے حق مین رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے مگر بعد وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے ثلثہ رض نے انصار کی فضیلت و مرتبت کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے کہ "بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار سقیفہ مین جمع ہوے تاکہ خلافت کے لئے طبقۂ انصار سے کسی کا انتخاب کرین۔ مباحثہ ہوا مجمع نے سعد بن عبادہ انصاری کا انتخاب کیا۔ اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر رض آپہونچے اور اس انتخاب پر سخت مزاحمت و مخالفت فرما کر حضرت ابوبکر رض کو خلافت کا مستحق تجویز فرمایا انصار نے آپ کے استحقاق سے قطعاً انکار کیا۔ اسپر مہاجرین و انصار مین جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ تلوارین نیام سے نکل آئین۔ حضرت عمر رض نے سعد بن عبادہ سے جو کہ قبیلہ انصار کے پیشوا اور سردار تھے سخت کلامی کی بلکہ بروایت طبری اُن کو منافق کہا اور پکار پکار کے فرمانے لگے قتل اللہ سعدا قتل اللہ سعدا (یعنے سعد کو اللہ ہلاک کرے) حالانکہ سعد اصحاب بدر سے تھے اور اصحاب بدر کے مرتبے اور درجے اہلسنت کے نزدیک بہت کچھ ہین نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور انھین سعد کے بارے مین بایں الفاظ اللھم اجعل صلواتك و رحمتك علی سعد بن عبادہ دعا فرماتے تھے۔ اس صورت مین انصار کے درجے اور مرتبے تو اس کے مقتضی تھے کہ اہل سنت قتل اللہ سعدا کہنے والے کو خدا و رسول کا مخالف سمجھکر معترض ہوتے کہ ایسے جلیل الشان صحابی کو مجمع عام مین منافق کہا اور ایسے ذی قدر صحابی کی جس کی صفت و ثنا پر آیات و احادیث شاہد ہون جس کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلواۃ و رحمۃ نازل ہونے کی دعا فرمائی ہو، توہین و تحقیر کی لیکن بخلاف اسکے حضرت عمر رض کو تو وہ فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہین اور انصار کو دین اسلام کا دشمن سمجھتے ہین اور صاف صاف فرماتے ہین کہ

"اگر خدانخواستہ خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوجاتی کہ ایک تختہ

کا بھی پتہ نہ چلتا۔

اسی طرح علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ العباسی صاحب وکیل عدالت گورکھپور سنی المذہب نے اپنی تالیف تاریخ الاسلام مین لکھا ہے۔

"خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا اسلام کی تمام اُمیدین خاک مین مل جاتین (تاریخ الاسلام ص۱۰۲)

اور کتب اہلسنت مین ہی جیسا کہ ہم اول لکھ چکے ہین کہ "جب اصحاب کبار حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کر کے دولتسرائے حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا مین جمع ہوئے تو حضرت عمرؓ دروازے پر آکر کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ گھر سے نہین نکلینگے اور بیعت نہ کرینگے تو مین گھر کو آگ سے جلا دون گا" باوجود اسکے شاہ صاحب حضرت عمر کے اس فعل کو مستحسن سمجھتے ہین اور خاصان خدا و اصحاب کبار پر بیت الشرف جناب سیدہ مین جمع ہو کر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام رکھتے ہین اور معتربان خدا کو ابن خطل سے جو منجملہ شعرائے کفار تھا اور کعبہ معظمہ کے پردون مین چھپ کر پناہ گزین ہوا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہین اُس کو قتل کرو۔ مماثل قرار دیکر فرماتے ہین۔

"ہر گاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نہ باشد در خانہ حضرت زہراؑ چرا پناہ باید داد (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت عثمان رضؓ نے صحابہ کبار پر طرح طرح کے ظلم و جور کیئے اور اُن کی توہین و تذلیل کی آہ! حضرت ابوذر غفاری رضؓ جنکے مرتبے اور بزرگی پر یہ نکتہ شاہد ہے کہ وہ محرم اسرار نبوی تھے۔ شبلی صاحب نے الفاروق مین لکھا ہے۔

"یہ بڑے مرتبے کے صحابی اور رازدار پیغمبر تھے۔

مگر اسپر بھی شاہ صاحب ان کے حق مین حضرت عثمان رضؓ کی بدسلوکیون کو جائز سمجھ کر ایسے جلیل القدر

صحابی کی شان مین فرماتے ہین (خوب شد کہ بسزاے خود رسید) خیر۔ اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ آگے کی جائیگی کیونکہ ع ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد ؎

اسی طرح جن اصحاب نے مثل سعد بن عبادہ انصاری وغیرہ حضرت ابو بکر رض کی بعیت نہین کی اہلسنت ان کو خارج از اسلام سمجھتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب کا قول ہے۔

"حقتعالے در قرآن مجید منکر خلافت ثلثہ را نیز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرماتے ہین کہ

"منکر خلافت صدیق اکبر را در اکثر کتب فقہ کافر نوشتہ اند"

اور فتاواے عالمگیری مین ہے کہ

من انکر خلافۃ ابی بکر و عمر	جس شخص نے ابو بکر اور عمر کی خلافت سے انکار
فقد کفر	کیا پس وہ کافر ہوا۔

قطع نظر اسکے بہت سے اصحاب ایسے ہین جن کو اہلسنت علانیہ کافر و مرتد کہتے ہین جسپر حدیث "اصحابی" مندرجہ بخاری شریف جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے شاہد ہے اور شاہ صاحب تو اسقدر اُن اصحاب کو برا سمجھتے ہین کہ ان لوگون کو لفظ صحابہ سے بھی منسوب کرنا گوارا نہین فرماتے جسپر آپکی یہ تحریر صاف دلالت کرتی ہے کہ

"ہیچکس از اہل سنت آن جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست"

اب فرمایئے کہ اہلسنت کہان کل اصحاب کو سب امت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل سمجھتے ہین۔ سبحان اللہ حضرت عمر سر دربار سعد بن عبادہ جیسے جلیل القدر صحابی کو منافق کہین۔ حضرت عثمان صحابۂ کبار کی تحقیر کرین۔ شاہ صاحب اس شدومد سے اصحاب کو مرتبۂ صحابیت سے خارج کرین۔ جو اصحاب کبار بیت الشرف جناب سیدہ علیہا السلام مین جمع ہون

اُن کو مفتری افترا پرداز فرمائین اور مردودان خدا سے نسبت دین۔ (نعوذ باللہ) اور آیات و احادیث سے چشم پوشی کر کے حضرت عمرؓ کی پیروی مین انصار کو ایمان و اسلام کا دشمن ٹھہرائین۔ یہ سب تو مباح ہوا اور امامیہ انھین اقوال و اسناد پر اگر اصحاب منافقین و فاسقین کی نسبت یہی عقیدہ رکھین کہ "ہیچ کس از امامیہ ان جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست" تو اہلسنت اسکا نام تبرا رکھین اور اصحاب منافقین کو برا سمجھنے پر شیعون کو زمرۂ اسلام سے خارج کرین اور لوح کتاب تحفہ اثنا عشریہ کو ان الفاظ سے زینت دین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

حالانکہ کتب اہل سنت مین حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو دونون مین سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی یعنی جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر تھا تو خیر ورنہ کہنے والا کافر ہوگا۔"

مابہ النزاع مسئلہ تفضیلت صحابہ ثلثہ ہے

غرض اقوال مذکورۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلسنت کل اصحاب کو ہرگز ہرگز اچھا نہین سمجھتے۔ اِس صورت مین آپ کا بالاجمال صحابہ کرام فرمانا مصلحت اور حکمت سے خالی نہین ہے۔ لہذا صاف کیون نہین فرماتے کہ مابہ النزاع مسئلہ تفضیلت صحابہ ثلثہ ہے یعنے اہلسنت منجملہ کثیر التعداد اصحاب کے صرف انھین حضرات کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلے و افضل اور انھین کو ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل جانتے ہین۔ حالانکہ خود انھین کے علمائے کرام اور ائمہ عظام نے ان کے اعمال۔ افعال و کردار رفتار و گفتار کی پردہ دری کی ہے اور امنوا وعملوا الصلحت وامر بالمعروف واھی عن المنکر کو پیش نظر رکھکر ان کے پوست کندہ حالات اپنی اپنی کتابون مین درج کیے ہین مگر اہلسنت خواہ بمصلحت دنیا خواہ از راہ تعصب خواہ بوجہ لاعلمی صحیح روایتون سے چشم پوشی کر کے اب تک انھین

روایات منافی ایمان صحابہ ثلثہ

جھوٹی روایتون اور ضعیف حدیثون پر ایمان لائے ہوئے ہین۔ جو اُن ہرسہ حضرات کولاشے سے شے بنانے کے لئے وضع کی گئی تھین اور جنکے موضوع ہونے کا خود اُنھین کے علما، کرام کو اعتراف ہے جیساکہ شرح مشکوٰۃ کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۵۰ مین ہے کہ

"احادیث در مناقب و فضائل ابوبکرؓ از صحاح وحسان وضعاف بسیار وارد شدہ بعضے محدثین بربعض آنہا حکم بوضع کردہ اند۔

بااین ہمہ اُن کے دماغ اُنھین پھولون سے بسے ہوئے ہین جن مین کچھ بھی بوے وفا نہین اور انھین شمعون کے پروانے بنے ہوئے ہین جن مین ذرا بھی نور ایمان کی جھلک نہین بخلاف اسکے امامیہ اس اندھیر کا سبب جسکو آپنے تمہید کتاب مین تحریر فرمایا ہے کہ:-

شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے پھر تاریک کردیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ بہتر ۷۲ فرقے گمراہ ہوگئے۔

انھین کی ذات بابرکات کو سمجھتے ہین۔ جس پر خود اقوال علما، کرام و فضلا، عظام اہلسنت شاہد ہین کہ دین خدا مین جسقدر شبہات واعتراضات پیدا ہوے وہ سب اُنھین اصحاب کی بدولت پیدا ہوئے ہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بظاہر تو ایمان واسلام کا دعوٰی کیا کرتے تھے لیکن باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ سامنے تو احکام رسالت و نبوت پر اظہار رضامندی کرتے تھے مگر پس پشت مخالفت پر تُلے رہتے تھے۔ احکام اوامر ونواہی کی تعمیل سے منحرف تھی اپنی رائے کو دخل دے کر آپکے احکام پر ایسے ایسے سوالات واعتراضات وشبہات کیا کرتے تھے جو سراسر ایمان کے منافی تھے۔ آخرکار اس تخم عمل سے وہی حاصل ہوا جو مقتضاے تخم عمل تھا یعنی

"گندم از گندم بروید جو ز جو"

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے عناد کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ جناب رسالت مآب

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اکثر مسلمانون کے دل باطل عقیدون سے تاریک اور بہت فرقے گمراہ ہوجائین۔ یہی اصحاب تو ہین جنھون نے احکام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین عموماً اور تعمیل وصیت مین خصوصاً کھلم کھلا مزاحمتین اور مخالفتین کی تھین اگرچہ یہ واقعات آگے تحریر کئے جائینگے لیکن بنظر اطمینان خاطر اسجگہ دوایک علمائے کرام وفضلائے عظام اہلسنت کی اُن روایتون کا خلاصہ اس جگہ درج کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے اہل انصاف پر روشن ہوجائے گا کہ شیعہ حسب اقوال علمائے اہل سنت صحابہ ثلثہؓ کی فضیلت وخلافت تسلیم نہ کرنے مین خدا ورسول ؐ کے مطیع ومنقاد ہین۔

تحریر وصیت رسول اللہ مین مزاحمت

بھائیو! ذرا گوش ہوش سے سنو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی پیاری اُمت کو آیندہ گمراہی سے بچانے کے لئے وصیت آخری تحریر فرمانے کی غرض سے دوات وقلم طلب فرماتے ہین اور اصحاب جان نثار فرمان بردار۔ پکے ایمان اور سچے اسلام لانے والے۔ فرمان نبوت ورسالت کو ہزیان سے تعبیر کرتے ہین تعمیل حکم مین مزاحمت ومخالفت۔ جیسا کہ محمد عبدالکریم صاحب شہرستانی امام اور رکن اعظم اہل سنت اپنی مشہور کتاب "ملل ونحل" مین تحریر فرماتے ہین۔

اعلم ان اول شبھۃ وقعت فی الخلیقۃ	واضح ہو کہ اول جو شبہہ عالم مین واقع ہوا
شبھۃ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ مصدرھا	وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا کہ اُسنے
استبدادہ بالرای فی مقابلۃ النص و	خدا کے مقابلہ مین اپنی رائے کو دخل دے کر حضرت
اختیارہ الھوی فی معارضۃ الامر و	آدم کو سجدہ کرنے سے اس دلیل کے ساتھ انکار
استکبارہ بالمادۃ التی خلق وھی النار علی مادۃ	کیا کہ مین تو آگ سے خلق کیا گیا ہون اور آدم
آدم علیہ السلام وھی الطین الی اخرہ فاول تنازع وقع	خاک سے اور اول جو نزاع اسلام مین واقع ہوئی

فی مرضہ علیہ السلام ما رواہ	وہ قصہ قرطاس ہے جسکو محمد بن اسمٰعیل بخاری نے
محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ	عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے
عن عبد اللہ بن عباس قال	کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ	مرض الموت مین قلم دوات طلب کیا اور فرمایا
وسلم مرضہ الذی مات فیہ	کہ مین ایک نصیحت نامہ لکھدون تاکہ تم ہرگز
قال ایتونی بدواۃ وقرطاس	میرے بعد گمراہ نہ ہو یہ سنکر حضرت عمرؓ نے
اکتب لکم کتابا لن تضلوا	کہا کہ تحقیق رسول خدا بوجہ کرب کے ایسا کہتے ہین
بعدی فقال عمر ان رسول	یعنی (از راہ ہوش وحواس اُن کی یہ فرمائش
اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا	نہین ہے) لہذا کاغذ دوات لانیکی ضرورت نہین
کتاب اللہ وکثر اللغط فقال	اسپر حاضرین مین اختلاف ہوا اور بحث ہونے لگی
النبی علیہ السلام قوموا عنی	اور آوازین بلند ہوئین جس سے ناراض ہوکر حضرت
لا ینبغی عندی التنازع۔	نے حکم دیا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ کیونکہ
(ملل ونحل ص ۱۱۰)	میرے سامنے جھگڑا سزاوار نہین

یہ روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس طرح تحریر فرماتے ہین:۔

در کتب صحاح مذکور ست کہ آن حضرت	کتب صحاح مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرتؐ
در حین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرہ شریف	پر مرض کی شدت طاری ہوئی اسوقت اصحاب حجرۂ
مجتمع بودند فرمود کہ دوات وصحیفہ برای من	شریف مین جمع تھے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ دوات
بیارید تا برای شما وصیتے نویسم کہ بعد از من	اور کاغذ لاؤ تاکہ تم لوگون کے واسطے ایک وصیت نامہ
ہرگز گمراہ نشوید۔ پس اصحاب اختلاف کردند۔	لکھدون کہ میرے بعد لوگ ہرگز گمراہ نہون پس اصحاب نے اختلاف کیا

بعض گفتند انچہ امر بود عمل باید کرد ددوات و صحیفہ باید داد ہرچہ خواہد بنویسد بعضی گفتند مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول بہ کتابت داریم کہ دقت وے تنگ ست عمر رضی درین جانب بود گفت درد و الم بر حضرت مستولی ست و قرآن مجید درمیان ما ہست ما را بس ست و در بعضی روایات این نیز آمدہ است کہ از دائرۂ اختیار او بیرون ست شاید کہ این سخن ازان سخنان باشد بعضے مردم خیال کنند کہ ہذیان می گویند دیگر نیز موافق عمر بودند جمعے از مخالف تا اختلاف اُفتادہ آوازہا بلند شد آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من کہ اصوات بحضور رسول خدا جائز نیست

مدارج النبوۃ

صفحہ ۵۷۸

مطبوعہ مطبع مظہر العجائب

بعض نے کہا کہ حکم کی تعمیل کرنا چاہیے اور دوات و کاغذ حاضر کرنا چاہیے تاکہ جو کچھ حضرت تحریر فرمانا چاہتے ہین تحریر فرمائین بعض نے کہا اسوقت حضرت پر مرض کا غلبہ ہی دوات قلم نہین دینا چاہیے عمرؓ اس جانب تھے (یعنی انکار کرنے والون کے موافق تھے) کہا کہ حضرت پر درد و الم طاری ہی اور قرآن ہمارے درمیان ہی ہمکو کافی ہی بعض رواتیون مین یہ ہی کہ جسطرح بیماری مین بیمار پر ایک حالت بدحواسی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اپنے ختیار سے باہر ہوجاتا ہے شاید حضرت کا بھی ارشاد اسیطرح ہو جسکو لوگ ہذیان کہتے ہین پس ایک گروہ تو حضرت عمر کی راے سے متفق تھا اور دوسرا گروہ آپکی راے کے خلاف آخر اس اختلاف کی نوبت یہانتک پہونچی کہ باہم زور زور سے چلا کر شور و غل کرنے لگے اسوقت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہ رسولؐ خدا کے سامنے شور و غل کرنا جائز نہین ہی۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب کتاب الفرایض والحقوق اور امہات الامۃ مین تحریر فرماتے ہین۔

جن لوگون کے دلون مین خلافت کی کھچڑی پک رہی تھی اُسکا بھانڈا دوات قلم طلب

کرنیکے وقت پھوٹ گیا۔ پیغمبر صاحب نے بھی وصیت کی کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے مگر جنکے دلمین تمنائے خلافت چٹکیان لے رہی تھی انھون نے تو دھینگا مشتی سے منصوبہ کو چٹکیون مین اُڑادیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کیلئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ پیغمبر صاحب کے حواس برجا نہین ہین کاغذ دوات وقلم کا لانا کچھ ضرور نہین خدا جانے کیا کا کیا لکھوا دین گے"۔

شبلی صاحب کے نزدیک واقعہ قرطاس کی بے اعتباری

اگرچہ یہ روایتین بہت ہی صاف اور واضح ہین لیکن چونکہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی صاحب پر اہلسنت کو بہت اعتبار ہے لہذا اس جگہ اُن کا قول بھی نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :۔

واقعہ قرطاس رسول اللہ کی بیماری کا بڑا مشہور واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپنے وفات سے تین روز پہلے قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمھارے لئے ایسی چیز لکھ دون کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہو اسپر حضرت عمر نے لوگون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین مین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتین کررہے ہین۔ روایت مین (ہجر) کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی اور کیا ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر ہین اور اُمت کے درد وغمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہین کہ لاؤ مین ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تمکو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اسلئے اس مین سہو وخطا کا احتمال نہین ہوسکتا با وجود اس کے حضرت عمر بے پروائی ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کچھ ضرورت نہین ہم کو قرآن کافی ہے طرفہ یہ کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا ہے (نعوذ باللہ منہا) یہ اعتراض ایک مدت سے چلا آتا ہے اور مسلمانون کے دو مختلف گروہ نے

اس پر بڑی طبع آزمائیاں کی ہیں یہاں تک کہ یہ مسئلہ چھیڑا گیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے کیونکہ ہذیان انسانی عوارض میں ہے اور آنحضرت صلعم انسانی عوارض سے بری نہ تھے

(الفاروق حصۂ اول صفحہ ۴۸ و ۴۹)

شبلی صاحب کی اس تحریر سے پہلا فائدہ تو ہم کو یہ حاصل ہوا کہ جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے صفحہ ۲۹۶ میں جو پردہ داری حضرت عمرؓ کی ان الفاظ میں کی ہے۔

"از کجا بہ یقین ثابت شد کہ گوئندہ این لفظ (ہجر) عمر بود در اکثر روایات قالوا واقع ست۔

اس کی پردہ دری ہوگئی کہ قالوا نہ تھا بلکہ قال تھا اور قائل اس قول کے حضرت عمرؓ ہی تھے جنکی شان میں شبلی صاحب فرماتے ہیں کہ "اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی کیا ہوگی"۔ شبلی صاحب نے صرف اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید میں صیت صاحب وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی نسبت اپنے علماء کا یہ فتویٰ بھی پیش کر دیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے۔ اس کے بعد جناب شبلی صاحب جو کچھ فرماتے ہیں اُس سے تو اور ہی کچھ گُل کھلتا ہے یعنی جس واقعہ کی صحت پر امام محمد اسمٰعیل بخاری صحیح مسلم اور کل محققین۔ محدثین و متکلمین اہلسنت متفق ہیں اور صاحب ملل و نحل حضرت عمرؓ کی اس خطا کو شیطان کی مخالفت سے مثال دیتے ہیں۔ جناب شمس العلما حضرت عمرؓ کی خاطر وقوع واقعہ سے ہی صاف انکار کر کے فرماتے ہیں کہ نہ آں حضرت صلعم نے قلم و دوات طلب کی تھی اور نہ حضرت عمرؓ نے ہذیان کہا تھا۔ جناب ممدوح کی وہ عبارت یہ ہے:۔

"یہ روایت اگر خواہ مخواہ صحیح بھی سمجھی جائے تب بھی بہر حال اس قدر تسلیم کرنا ہوگا کہ راوی نے روایت میں دو واقعات چھوڑ دیے ہیں جن سے لوگوں کو خیال ہوا کہ آنحضرت ہوش میں نہیں ہیں اور بیہوشی کی حالت میں قلم دوات طلب فرما رہے ہیں۔ پس ایسی روایت سے کہ جس میں راوی نے

واقعہ کی نہایت ضروری خصوصیت چھوڑ دی کسی واقعہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے اِسکے ساتھ جب ان امور کا لحاظ کیا جائے کہ اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ مین تمام صحابہ مین صرف عبداللہ بن عباس اسکے راوی ہین اور ان کی عمر اسوقت کل تیرہ چودہ برس کی تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی کوتاہ نظر پر یہ امر گران گذرے کہ بخاری اور مسلم کے کسی راوی کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ واقعہ کی پوری حیثیت محفوظ نہ رکھ سکا اس سے کہین زیادہ تر آسان ہے کہ رسول اللہ کی نسبت ہذیان اور حضرت عمر کی نسبت گستاخی کا الزام لگایا جائے (الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۰،۵۱)

شبلی صاحب کے کلام پر تنقید

اگرچہ شبلی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس کو واقعہ کے وقت غیر حاضر بتایا ہے لیکن خود ہی اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ مین اُن کا واقعہ کے وقت موجود ہونا ان الفاظ مین لکھا ہے۔

بخاری باب کتابتہ العلوم مین جو حدیث مذکور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔

یہ لکھکر بربنائے روایت فتح الباری فرماتے ہین کہ

"محدثین نے بدلائل قطعیہ ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس موجود نہ تھے۔

غرض شبلی صاحب نے فتح الباری کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی عدم موجودگی پر جو زور دیا ہے اس سے بمصداق "مطلب سعدی دیگر ست" ایک صحیح واقعہ سے اپنے مذہب والون کے خیالات کا پھیرنا مقصود ہے اور چونکہ بخاری شریف سے حضرت ابن عباس رض کا موجود ہونا اور حضرت عمر رض کا ہذیان کہنا بخوبی ثابت ہوچکا ہے۔ لہذا اس موقع پر اُنھون نے اپنے حصول مطلب کیلئے فتح الباری سے بخاری شریف کی روایت کو جھوٹا ٹھہرانا چاہا مگر جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوات وقلم طلب فرمانا اور حضرت عمر کا ہذیان کہنا خود بخاری شریف سے ثابت ہے جسکو کل محدثین و متکلمین تسلیم

کر چکے ہین تو ایک شبلی صاحب کے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ البتہ اِن توجیہات و تاویلات سے شمس العلما کا تبحرِ علم معلوم ہو گیا اور اصح الکتب بعد کتاب باری بخاری کی منزلت پر داغ لگا۔ اگر ایسی بھی ہمارے سُنی بھائی شبلی صاحب ہی کی تحریر کو بمنزلہ آیت قرآن سمجھین تو لازم ہے کہ بجائے بخاری شریف کے فتح الباری کو اصح الکتب بعد کلام باری قرار دین اسلیئے کہ جناب شمس العلمار نے ایسے جید امام کی وقعت و منزلت پر داغ لگایا ہے جو رکن اعظم اور راس الرئیس اہلسنت ہین اور جس کی ایک ہی حدیث کی تکذیب سے انکی کتاب کا وقار و اعتبار رخصت ہوتا ہے۔ جناب شمس العلمار مولوی شبلی صاحب نے محض اِس خیال سے کہ اس روایت سے حضرت عمرؓ کے ایمان و اسلام پر بڑا داغ لگتا ہے بخاری شریف کی اِس روایت کو غیر معتبر بتایا ہے۔ حالانکہ سیرۃ النبی مین دربارہ عظمت اور وقعت بخاری شریف یہ تحریر فرماتے ہین کہ :۔

> اِس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایات مین بخاری اور مسلم سے بڑھکر کوئی شخص کامل فن نہین پیدا ہوا۔ رسول اللہ کے ساتھ جو ان کو عقیدت اور خلوص اور شیفتگی تھی اُسکے لحاظ سے وہ تمام محدثین پر ممتاز تھے۔ باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتین بیہقی۔ طبرانی۔ وغیرہ مین پائی جاتی ہین بخاری اور مسلم مین ان کا پتہ نہین لگتا۔

نیز شبلی صاحب نے اِس روایت پر بپاس خاطر حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی موجودگی سے جو انکار کیا ہے وہ بھی صریحاً کتاب العلم بخاری اور دیگر راویان اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ اول تو خود انھون نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی عمر اُس وقت تیرہ چودہ برس کی تسلیم کی ہے۔ اور یہ زمانہ عمر رشد کا زمانہ ہے عرب مین اس عمر کے لڑکے بالغ ہو جاتے ہین نیز مستند روایتین اس بات پر شاہد ہین کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ مین بھی اس غمناک

واقعہ کو کبھی فراموش نہیں کیا بلکہ ہمیشہ یاد کر کے گریہ و بکا فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہ ؐ کے آخری وصیت کو ہذیان کہکر روک دینا اُن پر عمر بھر شاق رہا ملاحظہ ہو۔ روایت بخاری کتاب الخمس در باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب جس کی نقل یہ ہے۔

وفی روایۃ سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول الله وجعہ فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا۔ فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر ا استفھموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ

منقول از
(تشئید المطاعن)
جلد اول
(صفحہ ۲۶۹)

سلیمان بن ابی مسلم سے مروی ہے ابن عباس (عبداللہ) نے کہا ہائے یوم پنجشنبہ۔ اور یوم پنجشنبہ کیا مصیبت عظیم کا دن تھا کہ اس پنجشنبہ کی یاد تازہ کرتی ہے کہ جب پنجشنبہ کو قضیہ قرطاس واقع ہوا اتنا کہکر وہ اس شدت سے روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہوگئے۔ میں نے پوچھا کہ اے ابن عباس یوم پنجشنبہ کیا ہے اور کیا سانحہ ہو جو اس دن گزرا تھا اُنھوں نے کہا کہ آہ اس دن پیغمبر خدا پر درد کا غلبہ تھا اسی تکلیف میں فرمایا کہ میرے پاس شانہ شتر (یعنی دوات قلم) لاؤ کہ تمھارے واسطے ایک نوشتہ لکھ دوں کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہو گے اسپر اصحاب نے نزاع کی حالانکہ انبیاء و مرسلین کے حضور میں حجت و تکرار کرنا زیبا نہیں ہے پس اصحاب نے یہ کلام ہذیان سمجھکر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں اسپر حضرت نے فرمایا کہ بہتر ہے مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔

ہر چند کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اِس بیان سے شبلی صاحب کا قول کافور ہو گیا مگر قطع نظر اس کے خود شبلی صاحب کی تحریر سے بھی اُن کے قول کا بطلان ہوتا ہے اِس لئے کہ جناب ممدوح نے صرف اسی موقع پر حضرت عمرؓ کی خاطر حضرت عبداللہ کو صغیر السن بتلا کر روایت قرطاس کو غیر معتبر قرار دینے کی کوشش کی ہے ورنہ دوسری عام روایتوں میں تو انھیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود اسی کم سنی اور طفولیت کے بوجہ ان کی خاص قابلیت اور فہم و فراست کے دیگر اصحاب کبیر السن پر فضیلت دی ہے اور ان کے اقوال کو دیگر اصحاب شیوخ کے مقابلہ میں موقر مفتخر مستند اور معتبر بتایا ہے جیسا کہ الفاروق حصۂ اول کے صفحہ ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس کو حضرت عمر نے گویا اپنے دامن تربیت میں پالا تھا یہانتک کہ لوگوں کو اسپر رشک ہوتا تھا۔ خود حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ اسپر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو جو اُن کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔

اور عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔

کان عمر یحب ابن عباس و یقربہ	یعنی حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکھتے اور تقرب دیتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب حضرت عمر کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا تو عبداللہ بن عباس اس کا جواب دینا چاہتے لیکن کم سنی کی وجہ سے جھجکتے۔ حضرت عمر ان کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم سن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں ہے۔"

سبحان اللہ خود ہی تو شبلی صاحب حضرت عمرؓ کی زبان سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے

اقوال کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ

"علم سن کی کمی و بیشی پر موقوف نہین ہے اور ان کے اقوال کو صحابہ شیوخ کے اقوال پر فوقیت دیتے ہین۔"

اس پر بھی حضرت عمرؓ کی خاطر خداے پاک کے حکم

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے پیرایہ مین نظاہر کرو
الحق وانتم تعلمون	اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ (پ۱ - س البقرہ ع ۴)

سے اعراض کر کے بدیہیات سے انکار کرتے ہین۔ کیا خوب شاعر نے کہا ہے۔

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ۔۔۔ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

صاحب تحفہ کا واقعہ کو تسلیم کرنا

خیر یہ تو حضرت عمرؓ کے ساتھ جناب شبلی صاحب کے عشق کا حال تھا۔ اب ذرا عمدۃ المناظرین۔ خاتم المحدثین شاہ صاحب کی محبت کا حال بھی سُنیے کہ حضرت کو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلم و دوات طلب فرمانے اور اُس فرمان کو ہذیان کہا جانے سے تو انکار نہین ہے مگر جوش محبت فاروقی مین فرماتے ہین کہ اس معاملہ مین حضرت عمرؓ کی دانشمندی پر صد آفرین اور ہزار تحسین ہے کہ اُنھون نے دوات اور کاغذ نہ لانے دیا اگر کہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجاتی تو آنحضرت اُس حالت مین کوئی ایسی جدید بات لکھوا دیتے جس سے آیت الٰہی کی صریح تکذیب ہو جاتی۔ معاذ اللہ! وہ عبارت یہ ہے:۔

نزد عقلا صد آفرین و ہزار تحسین بر دقت	عقلا کے نزدیک عمرؓ کی باریک بینی پر
نظر عمر ست زیرا کہ قبل ازین واقعہ سہ ماہ	صد آفرین و ہزار تحسین ہے کہ اس سے تین مہینے
آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم	قبل آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ
دینکم واتممت علیکم	آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتون کا

نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
نازل شد وابواب تنسیخ وتبدیل وزیادہ ونقصان
را در دین مطلقا مسدود ساختہ مہر ختم بران نمودہ
گذاشتہ درہمین آیہ اشارت کرد عمر درین عبارت
حسبنا کتاب اللہ اگر آنحضرت درین حالت
چیزے جدید کہ سابق در کتاب شریعت نیامدہ
بود می نوشتند موجب تکذیب این آیہ خواہد شد۔
(تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۲۹۳)

تکملہ تم پر کردیا اور تمہارے دین اسلام سے ہم راضی و
خوشنود ہوئے) نازل ہو چکی تھی اور دروازے تنسیخ
وتبدیل اور کمی وبیشی کے دین مین بند ہو چکے تھے
اور مہر کردی گئی تھی اس آیت کی بنا پر عمر نے کہا
تھا کہ ہم کو خدا کی کتاب بس ہے کیونکہ اگر ایسی حالت
مین آنحضرت کوئی جدید بات جو قرآن وحدیث مین
مذکور نہ تھی لکھا دین تو وہ تحریر باعث تکذیب اس
آیت کے ہوگی۔

بھائیو غور کرو جناب شاہ صاحب نے حضرت عمرؓ کی خاطر رسالت ونبوت پر کیسا دھبہ لگایا ہے حالانکہ خود حضرت نے تحفہ مین لکھا ہے کہ انبیا علیہم السلام حالت غشی اور بیہوشی مین بھی ہذیان وغیرہ سے پاک ہین اور وہ یہ ہے۔

حق تعالی انبیا را بجہت کرامت وبزرگی
ایشان درحالت غشی وبیہوشی نیز از آنچہ خلاف
مرضی او تعالی باشد معصوم بیدار وقولاً وفعلاً
ہرچہ مرضی حق ست از ایشان صادر می شود
در خواب نیز دل این بزرگان آگاہ وخبردار
می باشد
(تحفہ صفحہ ۲۹۷)

خداے تعالی نے انبیا کو اُن کی مرتبت و
کرامت کی وجہ سے حالت بیہوشی مین بھی اُن
اُمور سے جو خلاف مرضی خدا ہون معصوم کیا
ہے اور اس حالت مین بھی اُن سے مطابق
مرضی خدا امور سرزد ہوتے ہین اور ان بزرگون
کے دل خواب مین بھی روشن ومنور رہتے
ہین۔

اب آپ علماء اہلسنت کی دیانت وراستبازی پر غور فرمایئے کہ اپنی غرض کی خاطر آداب رسالت

افشار راز در بارہ تحریر وصیت

ونبوت کا بھی مطلق لحاظ وپاس نہین کرتے اور یہ سب کچھ اسلئے کیا جاتا ہے کہ قلم ودوات نہ دینے مین جو راز پنہان تھا وہ فاش نہو لیکن بقول حافظ ؎

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر　　　نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

خود حضرت عمرؓ ہی نے اپنا راز فاش کر دیا یعنے ابن ابی الحدید کی روایت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ

رسولؐ اللہ علیؑ کی محبت مین اکثر حق کو چھوڑ باطل کیطرف میل فرماجاتے تھے اور اپنی وفات کے وقت قلم دوات اس غرض سے طلب کی تھی کہ علیؑ کے نام خلافت لکھدین مگر مین نے لکھنے نہ دیا۔

ہم اُس روایت کا ترجمہ کتاب تشئید المطاعن کے صفحہ (۱۷۳ و ۲۷۴) سے بغرض دلچسپی ناظرین اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

ابن ابی الحدید از ابن عباس روایت کردہ است کہ گفت من در راہ شام با عمر بودم روزے دیدم کہ بر شتر خود سوار ہست وتنہا میرود من از پئے او رفتم گفت اے پسر عباس من شکایت می کنم تو از پسر عمت یعنے (علی) سوال کردم از و کہ بامن بیاید قبول نہ کرد وہمیشہ او را باخود غضبناک می یابم۔ تو چہ گمان داری	ابن ابی الحدید ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ مین (ابن عباس) سفر شام مین عمر کے ساتھ تھا ایکدن اُن کو مین نے دیکھا کہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اکیلے جا رہے ہین مین بھی اُن کے پیچھے چلا اُنھون نے مجھ سے کہا کہ مین تم سے تمھارے بھائی (یعنی علیؑ) کی شکایت کرتا ہون مین نے کہا فرمایئے اُنھون نے کہا کہ مین نے علیؑ سے کہا تھا کہ میرے ہمراہ آئین مگر نہ آئے اور مین ہمیشہ اُن کو اپنی طرف سے

کہ غضب و خشم او از چہ جہت ست گفتم
تو ہم سببش را می دانی گفت گمان می کنم
کہ غضبش برائے فوت خلافت ست ازو
گفتم کہ سببش ہمین ست کہ او چنین می داند
کہ جناب رسول خدا صلعم خلافت را
از برائے او میخواست عمر گفت ہر گاہ خدا نخواستہ
کہ باو برسد خواستہ جناب پیغمبر چہ فائدہ کرد
رسول امرے را خواست و خدا غیر آن را
خواست مگر ہر چہ پیغمبر می خواست نمی شد
رسول خدا خواست کہ عم او ابو طالب مسلمان
شود چون خدا نخواست نہ شد پس ابن ابی الحدید
گفتہ است کہ در روایت دیگر چنین ست
کہ عمر گفت کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم خواست کہ در مرض موت خود از
برائے خلافت او را ذکر کند پس من مانع
شدم او را از ترس فتنہ و از خوف آن کہ
از امر اللہ پراگندہ شود پس حضرت رسول خدا
صلعم دانست آنچہ در نفس من بود و نہ گفت و
خدا آنچہ مقدر کردہ بود شد۔

ناراض پاتا ہون ان کے اس غصہ و خفگی کا سبب
مجھے تم بتاؤ مین نے کہا اس کا سبب آپ
خود جانتے ہین تو کہا کہ مین سمجھتا ہون خلافت
نہ ملنے کا سبب ہے مین نے کہا یہی وجہ ہے
اُن کو خیال ہے کہ جناب رسول خداؐ اُن کو
خلیفہ کرنا چاہتے تھے عمر نے کہا جب کہ خدا نے
نہ چاہا کہ علیؑ خلیفہ ہون تو پیغمبر خداؐ کے چاہنے
سے کیا ہو سکتا تھا رسول نے جس امر کو چاہا
مگر خدا نے کچھ اور چاہا پس پیغمبر کا چاہا کچھ نہ ہوا
پیغمبر نے بہت چاہا کہ اُن کے چچا ابو طالب
مسلمان ہو جائین مگر چونکہ خدا نے نہ چاہا نہ ہوے
ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ دوسری
روایت مین یہ ہے کہ رسول خداؐ اپنے
مرض موت مین ان کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر
مین یہ خیال کر کے ڈر کہ ان کی خلافت سے
فتنہ و فساد برپا ہون گے اور اسلام برباد
ہو جائے گا) مانع ہوا رسول اللہ میرے خیال پر
مطلع ہو کر سکوت کر گئے اور جو منظور خدا تھا
وہ ہوا۔

ایضاً روایت کردہ است از ابن عباس کہ گفت من داخل شدم بر عمر در اول خلافتش واز برای او یک صاع خرما بر روی حصیرے ریختہ بودند ومی خورد مرا تکلیف کرد یک دانہ برداشتم واو ہمہ را خورد وسبوے آبے پیش او گذاشتہ بود برداشت و بیاشامید وتکیہ کرد بر بالش وحمد خدا بجا آورد۔ پس گفت از کجا می آئی اے عبداللہ گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بر چہ حال گذاشتی گمان کردم کہ عبداللہ بن جعفر را می گوید گفتم با ہمسنان خود بازی میکرد گفت او را نمی گویم بزرگ شما اہلبیت را میگویم گفتم در بستان مشغول بہ آب کشیدن بود وتلاوت قرآن می نمود گفت عبداللہ ترا سوگند می دہم کہ خونہاے شتران بر تو لازم باشد اگر کتمان کنی کہ آیا در نفس او از ادعاے خلافت چیزے ماندہ است گفتم بلے گفت آیا گمان می کند کہ رسولخدا صلعم نص بر خلافت او کردہ است گفتم بلے

ابن ابی الحدید سے دوسری روایت یہ ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ مین حضرت عمر کے پاس اُنکی ابتدائے خلافت مین گیا اُسوقت ایک حصیر پر خرمے رکھے ہوے تھے اور وہ کھا رہے تھے مجھسے بھی کھانے کو کہا مین نے ایک دانہ کھایا اور وہ سب کھا گئے اور پانی جو گھڑے مین رکھا ہوا تھا پیا اور تکیے پر سہارا کر کے شکر خدا کیا اور مجھسے پوچھا کہان سے آرہے ہو مین نے کہا مسجد سے۔ پھر کہا کہ اپنے بھائی کو کہان اور کس حال مین چھوڑا ہین یہ سمجھ کر کہ عبداللہ بن جعفر کو پوچھتے ہین کہا کہ اپنے ہمجولیون کے ساتھ کھیل رہے ہین اُنھون نے کہا مین عبداللہ کو نہین پوچھتا بلکہ سردار اہلبیت کو پوچھتا ہون مین نے کہا کہ باغ مین آب کشی کر رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے اسپر اُنھون نے کہا کہ اے عبداللہ! تم کو قسم دیتا ہون کہ خون شتر ہو اگر نہ بتاؤ کہ علیؑ کے دل مین خلافت کا کچھ ادعا ہے مین نے کہا کہ ہان۔ حضرت عمر نے کہا کہ حضرت علی کو خیال ہے کہ حضرت رسولخدا اُنکو خلیفہ مقرر کر چکے تھے۔ مین نے کہا کہ واقعی سچ ہے

وزیادہ ہم برین بگویم از پدرم پرسیدم
از آنچہ او دعوت می کند پدرم گفت
راست می گوید عمر گفت از رسول خدا
گاہے سخنے چند صادر می شد کہ اثبات
نمی کرد و قطع عذرے نمی نمود یعنے صریح
نبود و گاہے از جہت محبتی کہ باو داشت میخواہت
کہ میل از حق بسوے باطل در باب او بکند
و در مرض موت خواست کہ تصریح اسم او بکند
من منع کردم او را ازین از برائے شفقت بر
اُمت و محبت اہل اسلام بحق خانہ کعبہ
سوگند کہ قریش ہرگز براو اتفاق نخواہد
کرد و اگر او خلافت رابگیرد قریش در اطراف
زمین شورش خواہند کرد پس حضرت رسولؐ
خدا صلعم دانست کہ من یافتم کہ او چہ در
خاطر دارد ساکت شد و تصریح باسم او نکرد
خدا جاری کرد آنچہ مقدر شدہ بود تا اینجا
ترجمۂ روایات بود ابن ابی الحدید بعد
نقل این روایت این الفاظ گفتہ ذکرھذا الخبر احمد بن
ابی طاہر صاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابہ مسند

اور اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ مین نے اپنے باپ سے
اس معاملہ مین استدراک کیا تو اُنھون نے کہا
کہ حضرت علیؑ جو کچھ کہتے ہین صحیح کہتے ہین اس پ
حضرت عمر نے کہا کہ حضرت رسول خداؐ سے
کبھی کبھی بعض امور مین ایسے کلام صادر ہو جاتے
تھے جو درست نہ تھے اور کبھی علیؑ کی محبت کے
سبب سے اُن کے بارے مین حق کو چھوڑ کر
باطل کی طرف پھر جاتے ہین۔ چنانچہ مرض
موت مین وہ حضرت علیؑ کے نام خلافت کرنا
چاہتے تھے مگر مین اس امر سے بلحاظ شفقت اور
محبت اہل اسلام مانع ہوا کعبہ کی قسم قریش
حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرینگے
اور اگر وہ خلیفہ ہوئے تو چارون طرف سے
قریش انپر شورش کرینگے رسول اللہؐ نے
یہ سمجھ کر کہ مین ان کے خیالات سے واقف
ہو گیا خاموش ہو گئے اور ان کے نام
کی صراحت نہ کی۔ پس جو کچھ مشیت الٰہی
مین تھا وہی ہوا

الحاصل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس وصیت مین مزاحمت کی گئی اور باوجود آیہ شریفہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" تبلیغ وحی کو ہذیان سے نسبت دی گئی جسپر تا قیامت کل اُمت کی ہدایت وضلالت منحصر تھی آخر کار یہی مخالفت بہتر فرقون کی گمراہی کا باعث ہوئی نیز حضرت عمر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی صرف نافرمانی ہی نہین کی بلکہ آداب رسالت کو بھی بالائے طاق رکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ تو اپنے حبیب کو یا ایھا الرسول یا ایھا النبی. طٰہٰ ویٰسٓ اور دیگر القاب سے یاد فرمائے اور آپ ھذا الرجل لیھجر کہین باوجودیکہ باریتعالی اپنے پیغمبر کے روبرو شور و غل اور آواز بلند کرنے کو بذریعہ فرمان

وصیت کے وقت اصحاب کا شور و غل

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا	اے ایمان والو! اپنی آواز کو رسول کی
اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا	آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح آپس مین زور
لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض	سے کلام کرتے ہو اُس طرح رسول سے کلام
ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون	نہ کرو ورنہ سب اعمال تمھارے باطل ہو جائینگے
(سورہ حجرات)	اور تمھین خبر بھی نہ ہوگی۔

منع فرمائے اور آپ و دیگر اصحاب بے ادبانہ بالین اقدس پر شور مچائین اور محبوب خدا کو اُس بیماری ضعف ونقاہت کی حالت مین بھی اذیت وملال پہونچائین چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ حسب آیہ کریمہ

قد نعلم انہ لیحزنک الذی	ہم جانتے ہین کہ جو کچھ وہ کہتے ہین اُس سے
یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن	تم کو رنج پہونچتا ہے مگر وہ حقیقت مین تمکو نہین
الظلمین بآیت اللہ یجحدون ولقد	جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیون کا انکار
کذبت رسل من قبلک	کرتے ہین اور تم سے پہلے بہت سے رسولون کی تکذیب کی گئی ہے

فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی	انھون نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف
اتٰھم نصرنا	دیے جانے پر صبر کیا جب تک کہ اُن کے پاس
(پ ۷ - س انعام - ع ۴)	ہماری مدد نہ آئی۔

مامور بہ صبر تھے اصحاب کی اس گستاخی پر بہ تعمیل ارشاد باری

واصبر علی ما یقولون واھجرھم	اور جو کچھ یہ (تمھاری نسبت) کہتے ہین اُسپر
ھجرا جمیلاً	صبر کرو اور ان سے اچھی طرح سے ترک تعلق کرو۔

خاموش ہو رہے۔ اور فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔

بھائیو! اب آپ ہی انصاف سے کہو کہ خداے پاک اپنے پیغمبر سے مخالفت کرنے والون کے حق مین رضی اللہ عنہم فرماتا ہے یا

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا اُنھون نے اتنی بات بھی نہ سمجھی کہ
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا	جو اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتا ہو اُسکے
فیھا ذلك الخزی العظیم	لیے دوزخ کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا
(پ ۱۰ - س توبہ - ع ۸)	اور یہی بڑی رسوائی ہے۔

بااین ہمہ انھین لوگون کو ایمان و اسلام مین کامل سمجھنا اور رضی اللہ عنہم کہنا صریح احکام الٰہی کی مخالفت ہی یا نہین قولہ تعالی

فان لم یستجیبوا لك فاعلم	پھر اگر یہ لوگ نہ مانین تو سمجھ لو کہ یہ
انما یتّبعون اھواءھم ومن	لوگ بس اپنی ہی ہوا وہوس کی پیروی کرتے
اضل فمن اتّبع ھوٰہ بغیر	ہین اور جو شخص خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی
ھدی من اللہ - انّ اللہ	ہوا وہوس کی پیروی کرے اُس سے زیادہ

لایھدی القوم الظلمین۔ (پ ۲۰ س القصص ع ۵)

گمراہ کون ہوگا۔ بلاشبہ خدا سرکشون کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا کرتا۔

صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے تخلف

واضح ہو کہ واقعۂ قرطاس سے دو چار دن قبل یہ حضرات لشکر اُسامہ سے بھی تخلف کرکے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ و ناراض کر چکے تھے یعنی آنحضرت صلعم نے بحالت مرض حرب روم کے لئے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اُس لشکر کا امیر اُسامہ بن زید کو کیا تھا اور بجز علی مرتضیٰ علیہ السلام دیگر مہاجرین، انصار اور صحاب ثلٰثہ کو اُسامہ کے ساتھ جا کر جنگ کرنے کیلئے تاکید فرمائی تھی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔

حکم عالی چنان نافذ شد کہ اعیان مہاجرین وانصار مثل ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدہ جراح الا علی مرتضیٰ کہ ہمراہ آن نکرد دران لشکر ہمراہ اُسامہ باشد

جناب رسول اللہ صلعم نے حکم صادر فرمایا کہ سوائے علی کے مہاجرین وانصار یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدہؓ جراح لشکر اُسامہ کے ہمراہ رہین۔

اور اپنے دست مبارک سے علم لشکر اُسامہ کو عطا فرما کر بعد ہدایات ضروری فوراً روانگی کا حکم دیا لیکن ان عجیب و غریب جان نثار اور وفاداروں نے جب زمانہ صحت رسول ہی مین اکثر احکام رسالت کی تعمیل نہین کی تھی تو ایسے نازک وقت مین کیا کرتے اسوقت آن حضرتؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا یہ باتین سنکر آپ بحالت ضعف و نقاہت مسجد مین تشریف لائے اور بحالت غیظ و غضب ان اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا باتین تم لوگ اپنی زبان سے نکالتے ہو آگاہ ہو کہ اُسامہ میرے نزدیک تم لوگون سے بہتر ہے اور تم سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے اور بقول صاحب ملل ونحل۔

"جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنھا۔

ارشاد فرمایا۔ اِس واقعے پر بھی جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین بہت کچھ چنان وچنین کرنے کے بعد لفظ

(لعن اللہ) کے یہ معنی بتائے ہین کہ

"(جملہ لعن اللہ) اگر صحیح ہم باشد معنیش آنست کہ از جنگ رومیان پہلو تہی کردن

حرام ست"

اِس غم وغصہ کا اثر ہنوز طبع اقدس سے زائل ہونے نہ پایا تھا کہ ان جان نثارون نے اِس

زخم پر یہ نمک پاشی کی آخر آپ نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور ان حضرات کی طرف سے آزردہ خاطر

رحلت فرما گئے۔ یا یہ کہا جائے کہ ایذا دینے والون کے لئے خدا کا یہ ارشاد

واصبر وما صبرك الا باللہ و — اور (اے رسول) صبر کرو اور تم سے صبر نہو گا

لاتحزن علیھم ولاتك فی ضیق مما — مگر اللہ ہی کی مدد سے اور اُن کے متعلق رنج نہ کرو

یمکرون۔ (پ ۱۴۔ س نحل۔ ع ۱۶) — اور وہ جو چال چلتے ہین اس سے دلتنگ نہو۔

کافی تصور فرمایا۔

الغرض آپ نے اچھا مسئلہ منتخب کیا کہ آغاز کلام ہی مین حقیقت مذہب اہلسنت والجماعت کی حقیقت

اور مسئلہ فضیلت صحابہ کی قلعی کھل گئی کہ ائمہ کرام اہلسنت سے امام محمد عبد الکریم شہرستانی تو اِس

جملہ سے :۔

"اول شبہہ جو عالم مین واقع ہوا وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا اور اول نزاع

جو اسلام مین واقع ہوئی قضیہ قرطاس سے ہوئی وہ صحابہ کی بدولت ہوئی۔

اصحاب وحیین کی فضیلت کو مرتبہ اعلےٰ پر پہونچا گئے۔ اور جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب الطالب

مذہب اہلسنت پر یہ سند دے گئے۔

"مذہبے کہ مخالف این دو (قرآن وعترت) باشد عقیدۃً وعملاً در امور شرعیہ نامعتبر ست"

بھائیو! اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو کتب امامیہ سے اپنے اصحاب ممدوحین کے معائب کی تلاش مین کیون کانٹون مین اُلجھتے ہو۔ اپنے ہی چمنستان کتب مین اپنے اصحاب ممدوحین کے ایمان و افعال کی کیون نہین سیر کرتے ؎

علمائے اہلسنت کی تنبیہ صحابہ سے چشم پوشی

سوئے چمن نہ جا نہ سوئے لالہ زار دیکھ — تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

چونکہ آپ نے دونون مذہبون کی حقیت وبطلان کا دار و مدار اصحاب کی برائی بھلائی پر رکھا تھا اور اصحاب ثلثہؓ اور ان کے تابعین کا ناقص الایمان ہونا انھین چند اقوال محدثین ومتکلمین و مفسرین عظام اہلسنت اور احادیث نبویہ اور آیات الٰہیہ سے مثل روز روشن ثابت ہو چکا۔ لہذا مقتضائے حق یہ ہے کہ اہل سنت امامیہ مذہب کے سچے اور اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر سچا مذہب امامیہ کا اختیار کرین ع

تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

یہ اختلاف رفع ہو لیکن مشکل تو یہ ہے ؎

ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید — جو نہین جانتے وفا کیا ہے

یہ توقع بیجا ہے اسلئے کہ علمائے اہلسنت تو یہ قطعی فیصلہ کر چکے ہین کہ اگرچہ اصحاب ثلثہ کے ایمان اور عقاید مین نقائص اور اہلبیت نبوی سے منازعات ومشاجرات اور ان کے حقوق کا تلف کرنا ثابت ہے لیکن اسپر بھی ہم کو مطاعن صحابہ سے چشم پوشی کرنا چاہیئے کیونکہ ان حالات کے سُننے سے اصحاب رسول سے خواہ مخواہ بغض پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان لوگون نے اپنے اہل مذہب کو یہ پند ونصیحت کی ہے کہ اُن کتابون کو جن مین صحابہ کے فسق وفجور اور اہلبیت نبوی کو ایذائین اور تکلیفین دینے کے حالات درج ہین نہ پڑھو جن مجلسون مین یہ تذکرے ہوتے ہون وہان نہ بیٹھو۔ اور اگر اتفاقاً کہین یہ قضیے سننے مین آجائین تو ان کو سنکر انجان ہو جاؤ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین:۔

روش اہلسنت والجماعت آن ست کہ صحابہ پیغمبر را جز خیر یاد نہ کنند و لعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بر ایشان نہ کنند و با ایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت صلعم و از انچہ ایشان در مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی در رعایت ادب بایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ ناشنیدہ انگارند (تکمیل الایمان ص۹)

طریق اہلسنت یہ ہے کہ اصحاب نبی کو بجز نیکی یاد نہیں کرتے اور نہ اُن پر لعن وطعن اور اُن کے افعال پر اعتراض وانکار کرتے ہین اور اس بات کا پاس کرکے کہ وہ پیغمبر خدا کے اصحاب ہین اور اُن کی صحبت سے شرف یاب ہین اُن کے ساتھ بے ادبی سے پیش نہین آتے اور اصحاب نے جو بد سلوکیان اور جھگڑے اہلبیت نبوی سے کیئے باوجود صحت اخبار تسلیم کرنے کے بھی اصحاب کے اُن افعال سے صریح چشم پوشی کرین اور کہا ہوا نہ کہا ہوا۔ اور سُنا ہوا نہ سُنا ہوا ایک تصور کرین۔

اور یہ قول تنہا محدث موصوف ہی کا نہین ہے بلکہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اصحاب کے نشہ محبت مین سرشار و بیخود ہوکر بمصداق شعر

ہر کہ را در باغ دیدم مست بود و بیخبر — باغ مست و راغ مست و غنچہ و گلزار مست

یہی ترانے گاتے ہین جس پر صاحب روضۃ الاحباب کی یہ تحریر شاہد ہے :-

علمای نامدار و اہل سیر کہ نظر بصحت اخبار دارند مدار کار از کتب معتبرہ انتخاب کردہ اند کہ بر ہمین اقوال اکتفا و اعتبار نمودہ اند کہ در مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین بجز سکوت و ذہول خیالی و تصورے نباید نمود۔

علمائے نامدار اور اہل سیر و تواریخ نے بعد صحت جو واقعات و اخبار کتب معتبرہ سے انتخاب کیئے ہین اس امر پر اکتفا اور اعتبار کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے جھگڑوں کے بارے مین بجز خاموشی و فراموشی کے کوئی خیال اور کوئی تصور نہین کرنا چاہیے۔

مطاعن خلیفہ ثالث بجواب وغیرہ مندرجہ محرم نامہ

اسی طرح حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب کی تالیفات محرم نامہ وغیرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب ممدوح آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ سے عقیدت و مودت رکھتے ہین اور آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوے اور جو واقعات کربلا مین گذرے اُسکا باعث در پردہ خلفاے ثلثہ کی خلافت کو سمجھتے ہین اور باوجودیکہ حضرت عثمان رض کی بدعتون کو محرم نامہ مین تفصیل سے لکھتے ہین باایں ہمہ حضرت عثمانؓ کی بے عنوانیون سے چشم پوشی کرکے محرم نامہ کے صفحہ ۲۹ مین یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ

"حضرت عثمان کی شہادت کا قصہ جیسا غمناک ہے ویسا ہی پیچیدہ ہے ایک ایسا آدمی جو کسی فرقہ کی طرفداری نہ کرتا ہو جب حضرت عثمان کا واقعہ لکھے گا تو اُسکو بہت مشکل ہوگی کیونکہ وہ ایک طرف دیکھے گا کہ حضرت عثمان رسول خدا صلعم کے داماد اور بڑے مقرب صحابی تھے اور اُن کا ادب اُسکے دل مین حد درجہ کا ہوگا۔ دوسری طرف تاریخی واقعات سے اُس کو حضرت عثمان کی چند ایسی بشری ناتوانی کی باتین نظر آئینگی جو اُن کی شہادت کے اسباب مین معاون ہوئین ایسی حالت مین اُس کو چاہیئے کہ واقعات سب لکھدے اور اپنا ادب نہ چھوڑے مین سنی ہون مجھ پر حضرت عثمان کی عزت و حرمت لازم ہے اُن کی خلافت اور اُسکے نزاعی واقعات کا فیصلہ میرے اختیار مین نہین ہے خدا کو معلوم ہے کہ اصل حقیقت کیا تھی"؟

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرات طلحہ و زبیر وغیرہ کی لڑائیون کو جو اُنھون نے وصی رسول اللہ سے کی تھین توضیح و تصریح محرم نامہ مین یون تحریر کیا ہے :-

خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے۔ ذرا دیکھنا بصرے کے سامنے لوگ کھڑے ہین اور کیا چاہتے ہین۔ یہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مقبول یار و اصحاب ہین جنھون نے اسدن سے کچھ ہی پہلے آدھی دنیا کو اسلام کے آگے سرنگون کیا تھا جنکی تلوار کی دھاک سے

روے زمین کے بادشاہ لرزتے تھے ایک طرف حضرت علی بنت رسول کے شوہر اور خود رسول کے بھائی اور تمام خوبیون سے بھرپور جنھون نے دنیا مین روحانیت کا جھنڈا گاڑ دیا دوسری طرف بی بی کی ستی حضرت عائشہ حبیب خدا صلعم کی محبوبہ بیوی جن کے اوصاف سے احادیث نبوی بھری پڑی ہین اور جن کی پاکی کو قرآن شریف نے ثابت کیا۔ اور دونون کے ساتھ بڑے بڑے اصحاب رسول مین طلحہ و زبیر وہ لوگ زین جن کے جنتی ہونے کی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی مگر آج انھون نے ایک دوسرے پر تلوار اُٹھائی ہے۔ آج آپس مین خون بہانے کو جمع ہوے ہین اس کا سبب بھی جانتے ہو کہ کیا ہے ؟

سنو! خداے تعالیٰ اپنی شانین دکھاتا ہے اور اپنے رسول کی پیشین گوئی پوری کرانی چاہتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تھا کہ عثمان شہید ہونگے اور ان کے بعد تمھارے آپس مین خوب تلوار چلے گی خدا کی حکمت مین کون دخل دے سکتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ اُس نے یہ تماشے کس مقصد سے دکھائے ہم لوگون کو چاہیے کہ ان لڑائیون مین دخل نہ دین اور ہم ان کو بُرا نہ کہین کیونکہ ہم کو دونون برابر ہین۔ اسلئے حق و ناحق کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین

علمار اہلسنت کے نزدیک مومن و منافق مساوی ہے

باوجود ان اعتراضات کے بخلاف آیہ کریمہ

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا — کیا مومن و فاسق برابر ہین ؟ ہرگز

لا یستوون — نہین۔

ظالم و مظلوم اور قاتل و مقتول کو ایمان اور اسلام اور درجے اور مرتبے مین برابر سمجھتے ہین حالانکہ خود جناب شاہ صاحب تحفہ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

وہمین ست مذہب اہلسنت کہ حضرت امیر در مقاتلات خود برحق بود و مخالفان او بر غیر حق و خطی

غرض یہ اقوال شہادت دے رہے ہین کہ علماے اہلسنت ان حدیثون اور روایتون کو جو اصحاب جمین کی فضیلت و ایمان کے خلاف ہین ہین تسلیم کرتے ہین مگر اسپر بھی انھین کے دام محبت مین پھنسے ہوے ہین اور اصحاب کے نشہ محبت مین ایسے سرشار ہین کہ کبھی اپنی غلطیون پر نظر نہین کرتے۔ اور اگر کرتے ہین تو بھی اپنے عقیدون سے نہین پھرتے قولہ تعالیٰ۔

وجعلنا علی قلوبهم اکنةان — اورانکے دلون پر ہمنے پردے ڈالدیے ہین اور

یفقهوه وفی آذانهم وقرا — انکے کان بہرے ہوگئے ہین اسکے سننے سے۔

اور جب ان کے حقیقی ایمان و اعتقاد اور صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کا پتہ نہین ملتا تو اپنے مذہب کا رنگ جمانے کیلئے جو فضائل خدا اور رسول نے اصحاب مومنین کی شان مین ارشاد فرمائے ہین انکو اپنے اصحاب سے منسوب کرتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب کی عبارت متذکرہ بالا سے ترشح ہوتا ہے حالانکہ بصرہ کے سامنے جو لوگ وصی رسول اللہ سے باغی ہوکر جنگ کے لئے آکر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دنیا کی ایک چپہ بھر زمین کو بھی اسلام کے آگے سرنگون نہین کیا تھا البتہ دنیا بھر مین اسلام کا قلع قمع کرنے مین اپنی پوری طاقت صرف کردی تھی جیسا ان کا بصرہ کے سامنے کھڑا ہونا ہی شاہد ہے۔ کفر و شرک کا قلع قمع کرنے والے اور ہی غازی و مجاہد تھے جن کے سردار رایۃ الہدیٰ صفوۃ اللہ۔ کرار غیر فرار۔ اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے۔

خلق مین ناشر ناموس ہدایت یہ ہین (۱) بت شکن کاسر ناقوس غوایت یہ ہین
اہل دین ناصر اسلام و شریعت یہ ہین حق پہ ہین ماہر احکام عدالت یہ ہین
مثل آئینہ ہے روشن وہ ہے آئین انکا
حق کا جس دین مین جلوہ ہے وہ ہے دین انکا
حق پرست ایسے کہ جن سے ہی زمانہ آگاہ (۲) لائے یہ انکو رہ راست پہ جو تھے گمراہ

کردیا جا کے صنم خانوں کی بستی کو تباہ   توڑے سر لات و ہبل کے بھی خدا ہے آگاہ

کفر و باطل یہ زہوق آیا۔ تبا ہی آئی

گھر میں ان لوگوں کے اسلام کی شاہی آئی

خانۂ کعبہ میں حیران تھے سب اصنام پرست (۲) دوش احمد پہ قدم تھے کہ ظفر تھی سردست

جن کو کفار سمجھتے تھے خدا ہو گئے پست   بن پڑا کچھ نہ کسی سے ہوئی اس طرح شکست

گھر میں رب کے کوئی باقی نہ رہا سب توڑے

سنگدل خوف سے بت بن گئے بُت جب توڑے

جس نے حضرت علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی

پس جو لوگ مخالفین و معاندین وصی رسول اللہؐ کی نسبت نیک اعتقاد رکھتے ہیں وہ صریح خدا و رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے کہ خود کتب مذہب اہلسنت میں یہ حدیثیں ہیں کہ علیؑ کا گوشت پوست رسول اللہ کا گوشت پوست ہے علیؑ کا دوست رسول اللہ کا دوست ہے علیؑ کا دشمن اُن حضرت کا دشمن ہے۔ جس نے علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی اور جس نے رسول خداؐ سے کی اُس نے خدا سے کی۔ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ مومن ہے اور جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ اسکے متعلق دو چار حدیثیں پیش کیجاتی ہیں ملاحظہ ہوں

عن ام المومنین ام سلمۃ رضی	جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ	سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم من احب علیا فقد	نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے
احبنی ومن احبنی فقد احب	محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُسنے خدا سے
اللہ ومن ابغض علیا فقد	محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے
ابغضنی ومن ابغضنی	مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا

نقد ابغض الله (اخرجہ الدیلمی والطبرانی — اُس نے خدائے تعالیٰ سے بغض رکھا۔
فی الکبیر عن ابی رافع) (ارجح المطالب ص۵۱۲)

دوسری — عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی حبک ایمان وبغضک نفاق اول من یدخل الجنۃ محبک ومن یدخل النار مبغضک (اخرجہ ابن خالویہ) (ایضاً ص۵۱۴)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے جنت میں تیرا دوست سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ میں تجھ سے بغض رکھنے والا سب سے پہلے داخل ہوگا۔

تیسری — عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبّنی ومن سبّنی فقد سب اللہ و من سب اللہ ادخلہ اللہ النار ولہ عذاب مھین (اخرجہ الدیلمی) (ایضاً ص۵۱۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا جس نے مجھے بُرا کہا اُس نے خدا کو بُرا کہا۔ جس نے خدا کو بُرا کہا خدا اُس کو دوزخ میں ڈالے گا اُس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھی — اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ھریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ قال انا

امام احمد بن حنبل و طبرانی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کرکے ارشاد فرمایا کہ میں اُس سے

حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم	لڑنے والا ہون جو تمسے لڑے اور اُس سے صلح کرنے
وعند الترمذی عن زید بن	والا ہون جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی نے
ارقم انا حرب لمن حاربھم وسلم	زید بن ارقم سے اِس حدیث کو اِس طرح روایت کیا
لمن سالمھم ومحب الطبری فی	ہو کہ حضرت نے فرمایا مین جنگ کرنے والا ہون اُن سے
الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ	جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اُس سے جو ان سے
عنہ۔	صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ میں اِس حدیث
(ایضا صفحہ ۵۱۲)	کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو

یہ وہ مستند احادیث ہین کہ جناب شاہ صاحب کو بھی اُن سے انکار نہین ہے اور محارب وصی رسول کو مفسد اور کافر بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

وجہ تخصیص مرتضے این خواہد بود کہ آنحضرت	حضرت علی کے لئے وجہ خصوصیت یہ ہوگی
صلعم را بوحی معلوم شد کہ در زمان مرتضیٰ بغی وفساد	کہ آنحضرت صلعم کو وحی خدا سے علم تھا کہ علی کے زمانہ
خواہد شد وبعضی مردم انکار امامت او خواہند نمود	مین فساد اور بغاوتین ہونگی اور کچھ لوگ آپکی
(تحفہ صفحہ ۲۲۲)	امامت سے انکار کرینگے۔

محارب حضرت مرتضیٰ اگر از راہ عداوت	اگر حضرت سے براہ بغض عداوت جنگ
وبغض ست نزد علماء اہلسنت کافر ست بالاجماع	کی ہے تو لڑنے والا کل علماء اہلسنت کے نزدیک
وہمین ست مذہب ایشان درحق خوارج و	کافر ہے اور یہی مذہب انکا خوارج اور اہل نہروان
اہل نہروان صفحہ ۳۹۵	کے حق مین ہے۔

غرض یہ عجیب وغریب اصول مذہب اہلسنت کے ہین کہ صفین۔ جمل۔ نہروان کے باغیون کو کافر بھی بتاتے ہین اور پھر اُنھین کو پروانہ جنت بھی دیتے ہین۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح

حضرات طلحہ و زبیر کی شان مبارک مین یہ حدیث پیش کرتے ہین

"اِن کو خود رسول اللہ صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

اس پر لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ مین اس حدیث کے خلاف یہ بھی تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے زبیر کو ظالم بتایا ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے زبیر اُس دن سے ڈر کہ تو علی پر فوج لیکر چڑھے گا اور اُس دن تو ظالم ہوگا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ظالم جنتی ہو نہین سکتا کیونکہ ظالمون کے حق مین خداوند متعال نے اپنے کلام پاک مین لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ جس حدیث سے ان حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ اُن کے ہواخواہون نے اُن کی عیب پوشی کے لئے وضع کی ہے۔

اللہ۔ اللہ مودت جناب امیرؑ کا وہ مرتبہ ہے کہ بغیر آپ کی مودت کے تمام طاعت و عبادت بیکار ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے ۔۔۔ اور زر بقدر کوہِ احد راہ حق مین دے

حج بھی پیادہ پا جو ہزار اُسنے ہون کیئے ۔۔۔ بے جرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے

حبِ علی کی مے نہین جس دل کے جام مین

بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

اور اس کو صرف کسی شاعر کا قول ہی نہ سمجھیئے بلکہ خود خداے عز و جل نے یہ مودت فرائض مین داخل کی ہے اور اس فریضہ کو تمام فرائض پر مقدم گردانا ہے جیسا کہ مناقب اخطب خوارزم اور صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ

لو ان عبدا عبد اللہ عز وجل مثل — اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عز وجل کی اتنی عبادت
ما قام نوح فی قومہ وکان لہ — کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے
مثل احد ذہبا فانفقہ فی سبیل — زندگانی کی ہے اور کوہ احد کے برابر
اللہ ومد عمرہ حتی یحج الف — سونا راہ خدا میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر
حج علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا — دراز ہو کہ پیادہ پا ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و
والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک — مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر اے علی
یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلہا — تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ
اخرجہ الدیلمی (ایضا ص۷۱) — سکے گا اور نہ اسمیں داخل ہو سکے گا۔

پس آیات الٰہی واحادیث نبوی اور علمائے اہلسنت کے اقوال سے یہ ثابت ہو کہ محبت علی بن ابی طالب فرض ہے جس کو شاہ صاحب بھی ان الفاظ مین قبول کرتے ہین۔

"محبت علی فرض است مثل محبت پیغمبر و دشمنی علی حرام است مثل دشمنی پیغمبر ہمین است مذہب اہلسنت والجماعت"

جبکہ مومن کو محبت علی بن ابی طالب ضرور ہے تو یہ محبت جزو ایمان ہے اگر نہ ہو تو علامت نفاق کی ہے چنانچہ مشکوۃ شریف۔ ترمذی و مسند احمد حنبل وغیرہ مین ہے۔

عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا — جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ — سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
وسلم یا علی لا یحبک الا مؤمن ولا — علیؑ سے فرماتے تھے کہ تجھے نہین دوست رکھیگا
یبغضک الا منافق (اخرجہ النسائی) — مگر مومن اور نہین دشمن رکھے گا مگر منافق

(ایضا ص۷۱)

اور منافق کی نسبت خداے عزوجل یہ ارشاد فرماتا ہے:۔

اِن المنافقین فی الدرک الاسفل — اسمین شک نہین ہے کہ منافقین جہنم کے
من النار ولن تجد لھم نصیرا۔ — سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے اور (اے رسول)
(پ ۵۔س النساء۔ع ۱) — تم وہان کسی کو ان کا حامی نہ پاؤگے۔

اس صورت مین شاہ صاحب جناب امیر علیہ السلام کی محبت کا جو دعویٰ کرتے ہین کہ

"ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت"

تو یہ دعویٰ حضرت کا کسی طرح سچا ثابت نہین ہوتا اسلیئے کہ اہل سنت باستثنا رخاص معاندین مخالفین آل رسول کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلےٰ اور افضل اور ایمان واسلام مین سب سے اکمل سمجھتے ہین پس اُن جناب کے دشمنون سے اہلسنت کو جو محبت ہے وہ ہمارے اس دعوے پر کافی دلیل ہے ہان زبان سے البتہ اقرار مودت کرتے ہین۔

یقولون بافواھھم مالیس فی — کہتے ہین اپنے موںھ سے جو اُنکے دلون
قلوبھم۔ — مین نہین ہے۔

اہلسنت خلیفہ دار کے بانیونکو جب تفضیل بناتے ہین جناب امیر کے باغیون کو پروانہ جنت دیتے ہین

بھائیو اتم وصی رسول سے جو مودت وعقیدت رکھتے ہو اُس کا تقابل ذرا اپنے خلفا ثلثہ رض کی محبت وعقیدت سے کرو کہ جو اصحاب کبار حضرت ابوبکر رض کی بیعت سے (جن کا خلیفہ برحق ہونا خود تمھارے ہی علماے اعلام کے اقوال سے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتا) انکار کرین اُن کی خلافت پر معترض ہون اور برہمی خلافت کا مشورہ کرین۔ جناب شاہ صاحب اُن بزرگون کی شان مین یہ فرمائین کہ

"ہرگاہ کہ این قسم مردودان جناب آلہی را درخانہ خدا پناہ نباشد درخانہ حضرت زہراء چرا پناہ باید داد"

یا جو اشخاص اصحاب ثلثہ رض کی خلافت کے منکر ہون اُن کی نسبت یہ فتویٰ دین کہ

"حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت خلفا ثلثہ را درآیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اور جس خلافت کا انتظام حضرت عمر اپنے بعد مجلس شوریٰ سے کرین اور ارکان مجلس سے جو حضرت عبدالرحمن بن عوف میر مجلس کی راے سے مخالفت کرے اُسکے قتل کا حکم دین۔ یہ سب حضرات تو تمھارے علمار کے نزدیک مرتد۔ بے دین۔ کافر اور سوختنی و گردن زدنی ہون اور جو لوگ جناب امیر علیہ السلام کو باصرار تمام مسند خلافت پر بٹھا کر بیعت کرین۔ جس کو بعد اجماع خلیفہ بنائین اور جب اُن کی ناجائز اغراض حاصل نہ ہون تو نکث بیعت کر کے خلیفہ برحق سے جنگ و پیکار کر کے آیہ شریفہ

انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ	جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے
ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا	ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک مین
ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم	دوڑتے پھرتے ہین ان کی سزا تو بس یہی ہے
وارجلھم من خلاف او ینفوا من	کہ قتل کر دیئے جائین یا ان کو سولی دیجائے یا انکے
الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا	ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے جائین یا ان کو دیس
ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔	سے نکالدیا جائے یہ تو ان کی دنیا مین رسوائی اور
(پ ۶۔ س مائدہ ع ۵)	آخرت مین ان کے لئے بڑا عذاب ہے

کے مصداق ہون انھیں لوگون کو تمھارے علما غازی و مجاہد بتائین اور خدا کی طرف سے اُنکو لقد رضی اللہ عنہم کی سند۔ اور جنت کے پروانے عطا کرین۔

واہ یہ خوب محبت ہے کہ عملاً اور فعلاً تو اظہار کدورت ہو اور زبان سے یہ فرمائین کہ

"محبت علی فرض ست مثل محبت پیغمبر و دشمنی او حرام ست مثل دشمنی پیغمبر و ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت۔

آفرین ہے تمھاری اس مودت و محبت پر ؎

غضب ہے کہ دل مین تو رکھو کدورت   کرو منھ پہ ہم سے صفائی کی باتین

سبحان اللہ اہل بیت نبوی سے کدورت اور اُن کے دشمنون سے محبت و عقیدت۔ اس پر بھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُمید شفاعت ؎

ربط غیرون سے ہے اور ہم سے وفا چاہتے ہو   دل مین سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

قولہ تعالیٰ

وما منع الناس ان یومنوا اذ جاءھم الھدی ویستغفروا ربھم الاان تاتیھم سنۃ الاولین اویاتیھم العذاب قبلا (پ ۱۵ - س کھف ع ۸)	جب لوگون کے پاس ہدایت آچکی تو اُنکو ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے سے کسی اور بات نے نہین روکا مگر یہ کہ ان پر اگلے لوگون کا قاعدہ جاری ہو جائے یا عذاب ان کے سامنے آکھڑا ہو۔

غرض جس فریق کا اصل دین و ایمان یہ ہو کہ ؎

ھر لیض حضرت عشقم دگر نمیدانم   کہ کیست بر سر باطل کدام بر سر حق

تو اسکے صراط مستقیم اختیار کرنے کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

مذہبی تعصب مین کون فرقہ مبتلا ہے

اب آپ غور فرمائین کہ جن لوگون نے پیغمبر خدا کی مخالفت کی رسول وآل رسول کو ایذا ئین دین۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ سے (جس کو اہل سنت خلیفہ چہارم مانتے ہین) بغاوت اور جنگ کی اُنپر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اطلاق ہوتا ہے یا آیۂ کریمہ

وان عذابی ھوالعذاب الالیم ۝ (پ ۱۴ - س الحجرات - ع ۴)	اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔

کا۔ اور علمائے اہلسنت اپنے مذہب کی خاطر آیۂ کریمہ

قل ان الذین یفترون علی	تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو خدا پر
اللہ الکذب لا یفلحون ہ	جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے
متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم	دنیا کا نفع (تھوڑے دن) کا ہے پھر ہماری طرف انکی
ثم نذیقھم العذاب الشدید	بازگشت ہوگی جن باتوں کا وہ انکار کیا کرتے تھے
بما کانوا یکفرون ہ (پ ۱۱ س یونس ع ۱۲)	انکے بدلے ہم انکو سخت عذاب چکھائینگے۔

کو پس پشت ڈال کر آن کو قطعی جنتی بتاتے ہین۔ پس خود ہی فیصلہ کرین کہ مذہبی تعصب مین اہلسنت گرفتار ہین یا امامیہ۔ اور اپنے آبائی دین کی تقلید بفحوائے آیۂ شریفہ

انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ	تحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ
وانا علی اٰثارھم مقتدون ہ	پر پایا اور ہم انھین کے قدم بقدم چلے
(پ ۲۵۔ س احزاب ع ۲)	جائینگے۔

اہلسنت کرتے ہین یا شیعہ؟ کس گروہ کا عمل خدا اور رسول کے احکام کو بالائے طاق رکھکر حسب آیۂ شریفہ:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم	انھون نے تو اپنے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں
اربابا من دون اللہ (پ ۱۰ س توبہ ع ۴)	اور زاہدون کو خدا بنالیا ہے۔

اپنے علماء کے کلام و اقوال پر ہے اور کس فرقے کا اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث انی تارک فیکم الثقلین پر ہے

کون ہے تارک آئین رسول مختار — مصلحت وقت کی ہے کسکے عمل کا معیار
کس کی آنکھون مین سمایا ہے شعار اغیار — ہوگئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار
قلب مین سوز نہین روح مین احساس نہین — کچھ بھی پیغام محمد کا تمھین پاس نہین

الحاصل ان اقوال کو ملاحظہ کرکے ہر شخص اس تہ کو پہونچ سکتا ہے کہ ہمارے برادران اسلامی کے مذہب کی بنیاد صرف اصحاب ثلثہؓ کی محبت و مودت پر ہے نہ کہ آیات الٰہی اور احادیث نبوی پر۔ اور باوجود اعتراف انکی بدعات سیئات و خطاء و نسیان کے ان ہی کو تمام امت سے رتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل جانتے ہین۔ اس صورت مین آپ ہی منصفی فرمائین کہ آیہ وافی ہدایہ

افمن اسس بنیانہ علی تقوی	آیا وہ شخص جو اپنے دین کی بنیاد خوف خدا
من اللہ ورضوان خیرا من اسس	اور اُس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا
بنیانہ علی شفا جرف ھار	وہ شخص جو اپنی بنیاد پھٹے ہوے کگارے کے
فانھار بہ فی نار جھنم واللہ	کنارے پر رکھے جو گراچاہتا ہے پھر وہ مع
لایھدی القوم الظلمین	اُسکے آتش جہنم مین جاگرے اور اللہ ظالم
(پ ۱۱۔ س توبہ۔ ع ۱۳)	لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کیا علماے کرام و فضلائے عظام اہلسنت نے انھین معائب کی بنا پر جنکے ساتھ اپنے اصحاب ممدوحین کو متصف کیا ہے ان کو تمام امت سے مرتبے مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل ٹھہرایا ہے۔ کیا باوجود خدا و رسول کی شہادتون کے اور بر بنا ر اقوال علماے اہلسنت جو اُن کے خلاف مین ہین آپنے مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور مذہب امامیہ کو (جو حسب ارشاد اپنے پیغمبرؐ کے تمسک بقرآن واہلبیتؑ ہے) برا سمجھا ہو گستاخی معاف ہو آپ کی فہم و فراست سے یہ امر بہت بعید ہے۔

اپنون کو برا سمجھے، غیرون کو بھلا جانا   سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا

پس جس مذہب کی بنیاد خلاف حدیث ثقلین ہو ایسا مذہب انھین کو مسعود و مبارک ہو اگر شیعون

کی نظر مین ایسے سچے مذہب کی منزلت اور صحابۂ ثلثہ رض کی ایسی فرضی عظمت نہین ہے تو نہ سہی ع

ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش — ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

قولہ تعالیٰ

فریقا ھدی وفریقا حق — ایک گروہ نے تو ہدایت پائی اور ایک

علیھم الضلالۃ انھم اتخذوا — گروہ اس حالت مین ہو کہ اسپر گمراہی ثابت ہوئی

الشیطین اولیاء من دون اللہ — بلاشبہہ اُنھون نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا

ویحسبون انھم مھتدون ہ — دوست بنا لیا اور گمان یہ کرتے ہین کہ ہم ہدایت

(پ ۸۔ س اعراف۔ ع ۴) — یافتہ ہین۔

اگر اسپر بھی آپ افشاء مطاعن اصحاب ثلثہ رض اور انکشاف تعصبات علماء اہلسنت والجماعت پر آمادہ ہین تو بسم اللہ ان کی فضیلت اور خلافت کی نسبت اور جو چاہین فرمائین۔ ہم حضرت عمر رض کے اس خطبہ سے۔

الا ان بیعۃ ابی بکر — آگاہ ہو کہ حضرت ابوبکر کی بیعت ایک خطرناک

کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا — اور ناگہانی امر ہے اللہ تعالیٰ نے اسکے شر سے

فمن عاد الی مثلھا — مسلمانون کو بچا لیا اگر آئندہ اس طرح کوئی بیعت

فاقتلوہ — کے لئے پیش قدمی کرے تو اسکو قتل کردو۔

جو آپ نے حضرت ابوبکر رض کو مسند نشین خلافت کرتے ہوئے مسجد نبوی مین بالائے منبر مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا تھا اس خلافت راشدہ کو باطل کرینگے انشاء اللہ المستعان۔ اور جس طرح امام محمد اسمٰعیل بخاری صاحب نے حضرت عمر رض کے اس خطبہ سے بخاری شریف کو زینت دی ہے اُسیطرح جناب امام غزالی صاحب جو کچھ اُن جناب کی شان مبارک مین فرما گئے ہین اُس سے ہم خلافت راشدہ کو باطل کر کے اُن کے امنوا وعملوا الصلحت کا انکشاف کرین گے۔ اُس روایت کی

قول امام غزالی

نقل یہ ہے:-

فاجمع الجماهير على متن
الحديث من خطبة في يوم غدير
خم باتفاق الجميع وهو يقول
من كنت مولاه فعلي مولاه
فقال عمر بخ بخ لك يا ابا الحسن
لقد اصبحت مولائي ومولى
كل مؤمن ومومنة فهذا
تسليم ورضاء وتحكيم
ثم بعد هذا غلب الهوى
لحب الرياسة وحمل عمود
الخلافة وعقود البنود و
خفقان الهوى في قعقعة
الرايات واشتباك ازدحام
الخيول وفتح الامصار و
سقاهم كاس الهوى
فعادوا الى الحالة الاولى
فنبذوه وراء ظهورهم
واشتروا به ثمنا قليلا

جمہور نے حدیث غدیر خم کی صحت پر اجماع
کیا ہے اور باتفاق مان لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اسکے
علی مولیٰ ہیں اور عمر بن الخطابؓ نے یہ کہا کہ
مبارک ہو آپ کو یا علیؑ کہ آپ کو ایسی حالت میں
صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین اور مومنات
کے مولی ہو گئے۔ پس یہ قول عمر تسلیم ورضا پر دلالت
جناب امیر پر اور اظہار ہے اس کا کہ حضرت کی
خلافت اور حکومت پر راضی ہو گئے۔ پس بعد اسکے
خواہش نفسانی نے حکومت و ریاست کی وجہ سے
غلبہ کیا ایک عظیم الشان ریاست کا حاصل ہونا اور
خلافت کے جھنڈے کا ہر شہر و دیار میں گڑ جانا
اور علم کے پھریروں کا ہوا پر ہر جگہ اڑنا اور بیرقوں
سے ہوا کا لپٹنا اور سواروں کا دونوں طرف جلوس
میں چلنا اور ملک و شہروں کا فتح کرنا۔ ان سب
باتوں کے خیال نے ان کو جام خواہش نفسانی پلا کر
مدہوش کر دیا تھا۔ پس وہ حالت اول کی طرف لوٹ گئے
اور جو حالت قبل اسلام تھی ویسے ہی ہو گئے اور اس

نبئی ما یشترون انتھی	عہد مبارک کو پس پشت ڈالدیا اور بہ مقابلہ اسکے
ولما مات رسول اللہ قال	ادنی چیز کو کہ حکومت چند روزہ دنیا ہو خرید کیا
قبل وفاتہ ایتونی بدواۃ	اور جو چیز انھون نے خرید کی وہ بہت بُری ہی
وبیاض لازیل منکم	جبکہ رسول اللہ نے قبل وفات کے کاغذ ودوات
اشکال الامر واذکر لکم	قلم طلب کیا اور فرمایا کہ مین ایک امر مشکل کو تم سے
من مستحق بھا بعدی قال	دور کردون اور اُس کو بتادون جو میرے بعد خلافت
عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر	کا مستحق ہے تو اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے کہا
فلما بطل تعلقکم بتاویل	رہنے دو یہ شخص ہذیان کہتا ہے پس جب باطل ہوا
النصوص فعدتم الی الاجماع	تعلق تمھارا تاویل سے تو پھر اجماع کی طرف
(سر العالمین ص)	رجوع ہوے۔

سبط ابن جوزی نے اِس عبارت کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الامۃ مین نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے جو فن حدیث مین امام شمار کئے گئے ہین میزان الاعتدال مین اس کو تالیفات غزالی سے تسلیم کیا ہے۔ (بذیل ذکر حسن بن صباح جلد اول صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ انوار محمدی لکھنو)

یہ جو کچھ مین نے مسئلہ فضیلت صحابہؓ کے جواب مین عرض کیا ہے اور چند آیات و احادیث مقبولہ اہلسنت پیش کئے ہین اسکو معزز ناظرین مشتے نمونہ از خروارے سمجھین۔ انشاء اللہ تعالیٰ آگے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسے کیسے گل کھلتے ہین اور کیا کیا بھید کھُلتے ہین ؎

این قدر ہا کہ دیدہ جزو یست — کار کلی ہنوز در دست است

قال

دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت مین

پہلی دلیل

یہ بات سب جانتے ہین کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے عرب مین مبعوث کیا اور مکہ معظمہ مین اول اول حضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اُسوقت سب لوگ کافر و مشرک تھے اور آپکے عزیز و اقارب اور رشتہ دار اور بھائی بند اس خبر کے سنتے ہی آپکے دشمن ہو گئے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ کوئی مجنون کہتا تھا اور کوئی دیوانہ بتاتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اور چھہ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوے مگر جب چھہ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانون کی ہو گئی اور دعوت اسلام علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہان تک تکلیف و ایذا دینی شروع کی کہ آخر کار مکہ چھوڑنا اور مدینے کو ہجرت کرنی پڑی اور آہستہ آہستہ دین کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ چند سال کے عرصہ مین سیکڑون سے ہزارون کی اور ہزارون سے لاکھون کی نوبت آگئی اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین مین داخل ہو گئی۔

قولہ پہلی شق کا علاوہ کہنے ہر زمانہ کے ہر نبی کا دشمن ہوا تکذیب کیا اور دیوانہ بنا

اقول

خاص جبرائیل وحی نازل ہونا حضرت علیؑ اور حضرت خدیجہؓ کا ایمان لانا کفار کی عداوت اور حضرت ابوطالب کا حمایت و اعانت

یہ جو کچھ ارشاد ہوا وہ بعثت جناب ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے متعلق ہے جسکو اصحاب ثلثہ رضؓ کی فضیلت و مرتبت اور اسلام و ایمان سے کچھ بھی تعلق نہین ہے سواے اسکے آپ نے انکی خاطر سے بنی ہاشم یعنے خاص عزیزان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کا دشمن بتایا ہے حالانکہ جملہ کتب حدیث و سیر اہلسنت اس پر شاہد ہین کہ جب اُن حضرت صلعم نے اپنی رسالت و نبوت کا مخفی طور سے اظہار کرنا شروع کیا اُسوقت جن اشخاص نے کہ سب سے پہلے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی وہ خاص آپکے اعزا و اقارب ہی تھے۔ اور جب آپ نے علانیہ دعوت اسلام دینا شروع کی اور کفار قریش آپکے دشمن ہوکر طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین دینے لگے تو ایسے نازک وقت مین آپ کے عزیزون اور رشتہ دارون ہی نے مخفی اور علانیہ طور پر حسب مصلحت شرعی اداے فرائض رسالت و نبوت مین حضرت کی حمایت و اعانت کی اور جان و مال کو آپ پر سے نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تائید مین ایک عبارت کتاب روضۃ الاحباب سے جو کہ مذہب اہلسنت والجماعت کی معتبر تاریخ ہے جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ لحاظ صداقت حالات اور واقعات نہایت معتبر و مستند قرار دیا ہے اپنے معزز ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین جس سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ صلعم کے عزیز و اقارب ہمہ وقت معین و مددگار رہے یا اغیار۔ اور وہ عبارت یہ ہے۔

چون سال چہل از ولادت آنحضرت	جب حضرت صلعم کا سن مبارک چالیس سال کا
صلعم تمام شد خداوند تعالی اورا برسالت	ہوا تو خداوند تعالی نے آپ کو بغرض ہدایت خلق
برکافہ خلق فرستاد و پیش ازان آثار دعلامات	مبعوث برسالت کیا جب علامات و آثار

برآن سرور ظاهر می شد مثل خواب راست و سلام
حجر و شجر چون تنها براه رفتے آواز شخصے می شنید که
او را ندا میکرد و میگفت یا محمد و هر چند از یمین و یسار
نگاه میکرد هیچکس را ندیدے هر سال بدین
دستور عمل نمودے تا سال چهل و یکم در آمد از
ولادت آن سرور برخاست بقاعده معهود متوجه
غار حرا شد و بعبادت مشغول میگشت مرویست
از آنحضرت که فرمود ناگاه شخصے برمن ظاهر شد
و گفت مژده باد ترا اے محمد که من جبرئیلم حضرت
حق مرا بتو فرستاده و تو رسول خدائی براین امت
بخوان گفتم من نیستم خواننده پس مرا در برگرفت
و بفشرد و گفت بخوان پس اقرا الی آخره
خواندم بعد از آن جبرئیل پاے خود را بر زمین زد
چشمۂ آب پیدا شد وضو ساخت و آن سرور
را فرمود تا وے نیز وضو ساخت و دو رکعت نماز
بگذارد و آن حضرت بوے مقتدی شد چون
جبرئیل غائب شد حضرت بخانه باز آمد ترسان
چنانچه گوشت میان دوش و گردن وے می لرزید
فرمود مرا بپوشانید پس چیزے بروے بپوشانیدند

پہلے سے ظاہر ہونے لگے مثل خواب راست دیکھنا
پتھر اور درخت کا سلام کرنا۔ جب آپ تنہا کبھی
راہ سے گذرتے تھے تو کسی شخص کی آواز سنتے
تھے کہ یا محمد کہکر پکارتا ہے ہر چند داہنے بائیں طرف
نظر کرتے لیکن کوئی نظر نہ آتا تھا۔ برسوں یہ حالت
رہی جب اکتالیسواں سال ولادت سے شروع ہوا تو
خود آنحضرت سے مروی ہے کہ میں ایک روز غار حرا میں
بحالت تنہائی حسب معمول مشغول عبادت الٰہی میں
تھا کہ دفعۃً ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا کہ میں
جبرئیل ہوں اور خدا کا بھیجا ہوا ہوں بشارت ہو کہ
آپ رسول خدا اس امت پر ہوئے اور کہا کہ پڑھیئے
میں نے کہا کہ میں ناخواندہ ہوں تب جبرئیل نے مجھے
اپنے آغوش میں دبایا اور کہا اب پڑھئے پس میں نے
سورہ اقرا آخر تک پڑھا بعد ازاں جبرئیل نے اپنا پاؤں
زمین پر مارا تو دو چشمے پیدا ہو گئے اس پانی سے اول جبرئیل
نے پھر آنحضرت نے وضو کیا اور جبرئیل کے پیچھے آپ نے
دو رکعت نماز پڑھی جب حضرت جبرئیل نظر سے غائب ہو گئے تو
آنحضرت دولتسرا میں تشریف فرما ہوئے اسوقت بسبب خوف کے
حضرت کا گوشت درمیان دوش گردن ہل رہا تھا حضرت نے فرمایا مجھے کچھ اڑھا دو

تا ازبسکه ترسش برفت با خدیجه گفت که ترسیدم
بر نفس خویش خدیجه گفت مترس که خدا تعالی
ترا در بلیه نه افگند اگر میخواهی حال ترا با پسر عم
خود ورقه ولد نوفل عرض کنم۔ ورقه مردے بود که
در زمان جاهلیت برگشته از دین قریش و
نصرانی و موحد شده بود و علم انجیل نیکو میدانست
چنانچه خدیجه پیش ورقه رفت و گفت اے پسر عم
خبر ده مرا از جبرئیل ورقه گفت قدوس قدوس
جبرئیل امین خدا و واسطه میان او و پیغمبران
او خدیجه گفت که محمد می گوید وے بر من نازل
شد و کیفیت حال او را باز راند ورقه گفت
محمد را نزد من فرست تا خود حکایت حال خویش
کند پیغمبر صلعم به نزد ورقه آمد و حقیقت خود را
باز نمود ورقه گفت ابشر یا محمد ابشر
بدرستی که من گواهی میدهم که تو آن پیغمبری
که عیسی بشارت داده که رسولیکه بعد از من
مبعوث خواهد شد نام او احمد خواهد بود و گواهی
می دهم که تو احمدی و رسول خدائی زود باشد
که مامور شوی بجهاد و قتال بکفار اگر من آن روز

جب وہ خوف دور ہوا تو آپ نے اس واقعہ کا ذکر حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور فرمایا کہ مجکو اپنی جان کا
خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ڈرئیے نہیں
خدا تعالی آپ کو کسی بلا میں مبتلا نہ کرے گا اگر آپ فرمائیں
تو میں یہ کیفیت اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے
بیان کروں۔ ورقہ وہ شخص ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں
دین قریش و نصرانی سے پھر کر موحد ہوئے تھے ان کو علم
انجیل میں کمال عبور تھا پس حضرت خدیجہ ورقہ کے پاس
گئیں اور حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے پاس آنا
بیان کیا اور پوچھا جبرئیل کون ہیں ورقہ نے کہا کہ
جبرئیل امین خدا اور واسطہ مابین خدا اور اسکے پیغمبروں
کے ہیں حضرت خدیجہ نے کہا کہ محمد کہتے ہیں کہ وہ مجھپر
نازل ہوتے ہیں اور سب کیفیت انھوں نے بیان کی
ورقہ نے کہا محمد کو میرے پاس بھیجو کہ وہ خود اپنا
حال مجھ سے بیان کریں حضرت صلعم ورقہ کے پاس تشریف
لائے اور سب حال بیان کیا ورقہ نے سنکر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمد میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ پیغمبر ہیں جنکی بشارت حضرت عیسے علیہ السلام نے
دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہونگے جنکا نام احمد ہوگا میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ ہی احمد اور خدا کے رسول ہیں قریب ہے کہ آپ کفار سے جدال

زنده بودمی هر آئینه که ترا یاری نمودمی ۔
چون آنحضرت را بدلائل واضحه روشن شده
که پیغمبر برحق ست اول شخصے را از اشخاص که دعوت
بخدا پرستی و توحید نمود خدیجه بود او بے توقف بوے
ایمان آورد و جمیع علماء را برین اتفاق ست که در
آخر همان روز علی بن ابیطالب کرم الله وجهه سطه
آن که در حجر تربیت آن سرور بود بوے ایمان آورد
چون کفار قریش دیدند که اسلام روز بروز قوت می گیرد
و کار پیغمبر صلعم ترقی می یابد حسد و بغض و عداوت ایشان
زیاده شد لاکن برآن سرور دست نداشتند زیرا که
ابوطالب نهایت حمایت میکرد و بنو هاشم و بنو عبدالمطلب
او را در آن حمایت مساعدت می نمودند پس همه اشراف
قریش جمع آمدند نزد ابوطالب رفتند و گفتند یکے
از دو کار با ما بکن یا آن که برادر زاده خود را
با بسپار تا او را هلاک گردانیم یا آنکه جنگ را
آماده باش و بتحقیق بدان که ما ترک برادر زاده
تو نخواهیم کرد تا زمانیکه او را هلاک گردانیم مگر
آنکه از سب و عیب اله ما باز آید ۔ این سخن
گفتند و از مجلس ابوطالب بیرون رفتند

و قتال کرنے پر مامور ہوں کاش اس دن تک میں زندہ رہتا
اور آپ کی مدد کرتا جب آنحضرت صلعم کو معلوم ہو گیا کہ
میں پیغمبر برحق ہوں تب آپ نے سب سے اول حضرت
خدیجہ کو دعوت اسلام دی وہ بلا تامل آنحضرت صلعم پر
صدق دل سے ایمان لائیں اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے
کہ اسی روز سہ پہر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنہوں نے
آپ کے آغوش مبارک میں تربیت پائی تھی ایمان لائے
جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام روز بروز قوت پکڑ رہا
ہے اور آنحضرت صلعم کا کام ترقی پر ہے تو ان کا بغض
و حسد اور بھی زیادہ بڑھ گیا مگر آنحضرت صلعم کو کچھ ضرر نہ پہنچا
سکتے تھے کیونکہ حضرت ابوطالب بجائے آپکے پشت پناہ
بنے ہوئے تھے اور اس حمایت میں بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب
بھی شریک تھے آخر ایک دن تمام اشراف قریش جمع ہو کر
حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ دو
کاموں میں سے ایک کام کرو یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے
حوالے کر دو تاکہ ہم اسکو ہلاک کریں یا تم ہم سے
جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور بیقین جانو کہ اگر وہ ہمارے
بتوں کی برائی اور دشنام دہی سے باز نہ آئینگے تو
ہم ان کو ہلاک کر دینگے یہ کہکر انکے پاس سے اٹھ گئے

ابوطالب کس فرستاد و پیغمبر را طلبید و گفت قوم تو
آمده بودند و سخنان با من گفتند مراد در مهم تو وعدهٔ
جنگ کردند اکنون بر نفس خود ببخشای و تکلیف
مکن مرا بہ مہمے کہ نہ من و نہ تو طاقت آن داشتہ
باشیم و زبان از طعن ایشان و سب و عیب معبود
ایشان درکش کہ این امر ما را و ایشان را از یکدیگر
جدا خواہد ساخت۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم
گمان بردند کہ در خاطر ابوطالب در آمدہ کہ ترک حمایت
او کند و وے را تسلیم کفار نماید گفت اے عم من اگر آفتاب
را از آسمان بیاری و بر یمین من نشانی و مہتاب را
بر یسار من کہ دست ازین امر نخواہم برداشت و تا آنکہ
کہ حق تعالی دین را ظاہر گرداند یا آنکہ من نا چیز
شوم این بگفت و از مجلس برخاست و روان شد۔
ابوطالب را از سخنان وے رقت آمد و گفت یا ابن اخی
باز گرد پیغمبر باز گشت ابوطالب گفت کہ تو بکار خود
مشغول باش و ہر چہ می خواہی درین امر قیام
نما بخدا سوگند تا من زندہ باشم ایشان نتوانند
کہ دست بر تو یابند۔

(خلاصہ کتاب مذکور جلد اول صفحہ ۱۱۰ تا ۱۲۴)

حضرت ابوطالب نے آپ کو طلب فرمایا اور کہا کہ تمھاری قوم
کے لوگ آئے تھے اور تمھارے معاملات میں وہ لوگ مجھ سے
جدال و قتال پر آمادہ و مستعد ہیں اب تم اپنی جان پر
رحم کرو اور اس امر کی تکلیف نہ کرو جس کی طاقت مجھ میں
ہے اور نہ تم میں اور اُن کے بتوں کی مذمت اور
طعنہ زنی اور دشنام دہی سے اپنی زبان کو روکو ورنہ
یہ امر ہمارے اور اُن کے علیحدگی کا باعث ہوگا۔
حضرت صلعم نے خیال فرمایا کہ شاید ابوطالب میری
حمایت سے دست بردار ہونا اور مجھے کفار کے حوالہ کرنا
چاہتے ہیں فرمایا اے عم بزرگوار اگر آپ آفتاب آسمان سے
زمین پر لے آئیں اور میرے داہنی طرف رکھیں اور چاند
کو بائیں طرف تب بھی میں اپنے کام سے باز نہ رہونگا
یہانتک کہ خدا دین حق کو آشکار کرے یا میں نا پید
ہو جاؤں۔ اگر آپ میری مدد کرتے ہیں تو آپ کے حق
میں بہتر ہے ورنہ مجکو میرے خدا کی مدد کافی ہے یہ فرما کر
حضرت وہاں سے اُٹھ کر تشریف لیچلے حضرت ابوطالب
یہ کلام سنکر رونے لگے اور آپ کو بلا کر کہا اے فرزند تم
بدستور اپنے کام میں مشغول ہو اور جو چاہو کرو بخدا جبتک
کہ میں زندہ ہوں قریش کی مجال نہیں کہ تم پر ہاتھ اٹھا سکیں

یہ حال اسطرح تمام کتب سیر وتواریخ مین مذکور رہے غرض جو لوگ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُنپر کفار قریش ظلم وتعدی کرنے لگے۔ اور منجملہ انھین چند مسلمانون کے بعض حبش کو ہجرت کر گئے۔

جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ مہاجرین راحت اور آسائش سے ہین۔ اور اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہورہا ہے تو اُنھون نے یہ تجویز کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے خاندان والون کو محصور کر کے نیست و نابود کردین۔

حضرت ابوطالب کا آنحضرت کو شعب ابوطالب مین لیجانا اور سب قرباء ہمراہ ہونا اور احوال تکالیف

جناب ابوطالب یہ وحشت خبر سُنکر آنحضرت صلعم کو مع دیگر بنی ہاشم اپنے شعب مین لے گئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے اور وہان تین سال تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت مین بسر کی۔ اور حضرت ابوطالب ہی نہین بلکہ سب بنی ہاشم مونس و رفیق رہے۔ اس عرصہ مین اُن عزیزون نے یہانتک تکلیف اُٹھائی کہ اشیاء ما یحتاج کا بھی دستیاب ہونا دشوار ہوگیا تھا کیونکہ کفار قریش نے اسکا انتظام کر رکھا تھا کہ بنی ہاشم سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔ چنانچہ دو چار روایتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین:-

پہلی روایت وفی المواھب اللدنیۃ لما رای قریش	جب قریش نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم کی
عز النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن	منزلت ومرتبت روز بروز بڑھ رہی ہے اور آپکے
معہ وعز اصحابہ بالحبشۃ واسلم عمرؓ	اصحاب حبشہ مین بعزت تمام مقیم ہین اور حضرت
وفشو الاسلام فی القبائل اجمعوا	عمر بھی اسلام لاچکے اور تمام قبائل مین اسلام پھیل رہا
علی ان یقتل النبی صلی اللہ علیہ	ہے تو سب نے آنحضرت کے قتل پر اتفاق کیا حضرت
وسلم فبلغ ذلک اباطالب فجمع	ابوطالب کو جب یہ خبر پہونچی تو آپنے اپنے خاندان
بنی ھاشم وبنی عبد المطلب وادخلوا	بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبھم	رسول اللہ کو اپنے شعب مین لیگئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے

ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك
حتى كفارهم فعلوه ذلك حمية
على عادة الجاهلية فلما رأت قريش
ذلك اجتمعوا و ائتمروا ان يكتبوا كتابا
يتعاقدون فيه على بني هاشم
وعبد المطلب ان لا ينا كحوهم
ولا يبايعوهم ولا يخالطوهم ولا
يقبلو منهم صلحا ابدا حتى يسلموا
رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل
وكتبوا في صحيفة بخط منصور بن
عكرمه بن هشام وقيل بغيض بن
عامر فشلت يده وعلقوا الصحيفة في
جوف الكعبة هلال المحرم سنة سبع
من النبوة وانحاز بنو هاشم و بنو
المطلب الى ابي طالب ودخلوا معه
شعبه الا ابا لهب فكان مع قريش و
اقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا وقال
ابو سعد سنتين حتى جهدوا وكانت
قريش قد قطعت عنهم الميرة والمادة

اور قوم سے سکی استدعا کی کہ جس طرح ہو سکے حضرت کی
حفاظت کرنی چاہیے چنانچہ جن کافرون نے اس قوم
سے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا وہ بھی ازراہ
حمیت مطابق عادت جاہلیت کے اس حفاظت مین
شریک ہوئے۔ قریش نے جب یہ دیکھا تو دوسرا شورہ
کیا اور معاہدہ کیا کہ نہ خاندان بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب
سے عقد کیا جائے اور نہ کوئی چیز ان کے ہاتھ فروخت
کی جائے اور نہ کسی قسم کا اختلاط۔ اور جب تک رسول اللہ
صلعم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے کرین اُسوقت تک
صلح نہ کی جائے بالآخر اس مضمون کا عہدنامہ منصور
بن عکرمہ بن ہشام کے ہاتھ سے اور باقوال دیگر
غیض بن عامر کے ہاتھ سے لکھوایا گیا۔ پس ہاتھ
اُسکے شل ہوگئے۔ اور خانہ کعبہ پر نبوت سے ساتوین
سال ۱ محرم مین آویزان کیا گیا۔ پس بنو ہاشم اور
بنو عبدالمطلب شعب ابوطالب مین داخل ہوئے سوائے
ابولہب کے کہ اس نے قریش کا ساتھ دیا یہ سب حضرت
دو یا تین سال تک اسمین مقیم رہے اور بقول ابو سعید
صرف دو سال تک یہان تک کہ اُنھون نے
جہاد کیا اور قریش نے اُنسے رسد وغیرہ بالکل بند کر دی تھی

وکان لا یصل الیھم شی الا سرا — اور مطلقاً کوئی شے اُن تک نہ پہنچ سکتی تھی اور نہ

وکانوا لا یخرجون الا من موسم الی — وہ بجز وقت تبدیل موسم شعب سے باہر

موسم (از تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۹۶) — نکل سکتے تھے۔

دوسری روایت

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :۔

"حق ذوی القربیٰ کا اس لئے قرار دیا گیا تھا کہ اُن لوگون نے ابتداء اسلام مین آنحضرت ؐ کا ساتھ دیا جب کفار نے زیادہ مجبور کیا تو تمام بنی ہاشم نے جن مین وہ لوگ بھی شامل تھے جو اس وقت تک اسلام نہین لائے تھے آنحضرت کا ساتھ دیا جب آنحضرت مکہ سے نکل کر پہاڑ کے ایک درے مین پناہ گزین ہوئے تو سب بنو ہاشم ساتھ تھے (الفاروق صفحہ ۲۰۱)

تیسری روایت

ان قریشا وکنانۃ تحالفت علی — قریش اور کنانہ نے سختی اور اہتمام سے

بنی ھاشم وبنی عبد المطلب ان — باہم حلف کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ

لا ینا کحوھم ولا یبایعوھم حتی — مناکحت اور خرید و فروخت بند کر دیجائے جب تک

یسلموا الیھم النبی صلعم (بخاری) — کہ وہ نبی صلعم کو ہماری سپرد نہ کر دین۔

چوتھی روایت

حضرت ابوطالب کی محبت اور حمایت

علامہ ابو الحسن علی بن عبد الکریم محمد المعروف بہ ابن الاثیر جزری جو ایک عالم جید مذہب اہلسنت سے ہین اپنی تاریخ کامل مین ایک ایسی روایت بیان کرتے ہین جو حضرت ابوطالب کی کمال شفقت پدری پر دلالت کرتی ہے۔ کتاب مذکور کا ترجمہ مولوی عبد الغفور خانصاحب رامپوری نے عروج الاسلام کے نام سے شایع کیا ہے۔ اسکے صلہ مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا ہے اُس کتاب سے روایت مذکور کی نقل اس جگہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

جب قریش کو معلوم ہو گیا کہ ابوطالب رسول اللہ ؐ سے کنارہ کش نہین ہوتے بلکہ وہ آپ کے طرفدار اور قوم کی عداوت کیلئے مضبوط ہین تو عمارہ بن الولید کو ابوطالب کے پاس لائے

اور کہا کہ عمارہ بن الولید قریش کا ایک نوجوان ہے جسکے بڑے بڑے بال ہین اور نہایت حسین ہے اسے تو لیلے اس کی عقل اور قوت بڑے کام آئے گی اسے تو اپنا بیٹا بنائے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردے جس نے ہمین سفیہ بنایا ہے ہمارے دین کی مخالفت کرتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کردیتا ہے اُسے ہم مارڈالین گے آدمی کے بدلے آدمی ہوتا ہے۔

ابوطالب نے کہا کیا لغو بات تم مجھ سے چاہتے ہو اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ مین اُسے کھانا کھلاؤن اور پرورش کرون۔ اور میرا بیٹا مجھ سے عوض مین لیتے ہو کہ اُسے قتل کرڈالو یہ تو کبھی بھی نہین ہوسکتا اسپر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا کہ اے ابوطالب لوگون نے یہ بات انصاف کی کہی ہے مگر مجھے تیرا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسے نہ مانے گا ابوطالب نے کہا اُنھون نے یہ بات انصاف کی تو نہین کہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے چھوڑنا چاہتا ہے اور میرے برخلاف قوم کا شریک ہوتا ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کر۔ اس پر بڑی سخت گفتگو ہوئی اور سب وشتم کی نوبت پہونچی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ آگرہ)

پانچوین روایت فی الحال طبقہ نسوان کی دینی تعلیم کے لئے ایک مختصر اور مفید رسالہ الموسوم بہ ذکر مبارک مرتبہ علیا حضرت میمونہ سلطان شاہ بانو۔ بیگم صاحبہ نواب زادہ جناب میجر حاجی حمید اللہ صاحب بہ تقریب سالگرہ صدر نشینی علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا بعد اصلاح و ملاحظہ جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی حال صدر الصدور حیدرآباد دکن جو علمائے کرام اہلسنت والجماعت سے ہین علی گڈھ سے طبع ہوکر شایع ہوا ہے اُس کے صفحہ ۶۰ مین حضرت ابوطالب اور دیگر اعزائے آنحضرت صلعم کی اعانت و حمایت کا حال اس طرح درج ہے:۔

دو سال کے بعد جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو عبد المطلب کا بیاسی برس کی عمر میں انتقال ہوگیا اور آپ اپنے دادا کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے۔ عبد المطلب کے بعد ابو طالب نے آپ کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری کی اور ہمیشہ نہایت محبت کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح آپ کو رکھا کبھی بغیر آپ کے کھانا نہیں کھاتے تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آپ کو پیغمبری کا منصب ملنے سے پہلے اور اسکے بعد اپنی وفات تک آپ کے حامی رہے۔

مخفی روایت — محدث علی بن برہان شافعی کتاب انسان العیون میں تحریر فرماتے ہیں :۔

وکان ابو طالب فی کل لیلۃ	ابو طالب ہر شب رسول اللہ صلعم کو اپنے
یامر رسول اللہ صلعم ان یاتی	بستر پر آرام کرنے کو فرمایا کرتے تھے اور خود آنحضرت
فراشہ و یضطجع بہ فاذا نام	کے ساتھ سوتے تھے لیکن جب لوگ سوجاتے تو
الناس فاقامہ و امر احد	ابو طالب آپ کو وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ
بنیہ او غیرھم من اخوانہ	سلاتے اور بجائے آپ کے اپنے کسی اور بیٹے یا بھائی
وابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا	یا بھتیجے کو سلادیتے تھے۔ اس خوف سے کہ جو لوگ
علیہ ان یقاتلہ من یرید	بقصد ہلاکت آنحضرت صلعم شب کو آئیں تو ہلاک
بہ السوء	نہ کرسکیں۔

اس مصیبت عظیم اور دردناک وقت میں اصحاب ثلثہ رض سے کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرسان حال نہ تھا حضرت عثمان رض تو حبش چلے گئے تھے۔ حضرت ابو بکر رض و حضرت عمر رض کفار قریش کی پناہ میں رہ کر آرام سے بسر کرتے تھے شعب ابو طالب میں کوئی صاحب بھی آنحضرت کے ساتھ نہ تھے جیسا کہ مواہب لدنیہ کے صفحہ (۵۰) میں ہے :۔

زمانہ شکایت آنحضرت میں حضرت ابو بکر رض و عمر رض کا اپنی قوم کی پناہ میں رہنا

کان اول من ظھر الاسلام ستۃ مع رسول اللہ صلعم	ابتدا ؕ چھ اشخاص مشرف باسلام ہوئے تھے

ابوبکر وعمار وامه سمیه وصہیب	یعنی ابوبکرؓ ۔ عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور
وبلال والمقداد فاما رسول	صہیب اور بلال اور مقداد ۔ رسول اللہ صلعم
اللہ فمنعہ بعمہ ابی طالب واما	اپنے چچا ابو طالب کی حمایت سے محفوظ رہے
ابوبکر فمنعہ اللہ بقومہ واما	اور ابوبکر اپنی قوم کی پناہ مین رہے باقی لوگون
سائرھم فاخذھم المشرکون	کو کفار مکہ نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہین
فلبسوھم ادراع الحدید ۔ وصھرھم	پہنائین اور ٹھیک دوپہر مین ان کو دھوپ
فی الشمس ۔	مین بٹھایا ۔

دیمک کا بحزنام الٰہی صحیفہ چاٹ جانا

اب ہم وہ روایتین پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ حضرت ابو طالب کا انجام بفحوائے الاقرار باللسان والتصدیق بالجنان مع الخیر ہوا تھا یعنی بحالت ایمان و اسلام دنیا سے رحلت فرمائی تھی ۔

پہلی روایت

"جب صحیفہ لکھا گیا اور کعبہ مین لٹکایا گیا تو اُن لوگون نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم اور ابو طالب اور اُن کے ساتھی اُس گھاٹی مین تین سال تک رہے پھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اُسنے جو کچھ ظلم اور قطع رحم کی باتین اُسمین لکھی تھین وہ کھالین اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام اُسمین چھوڑ دئے ۔ پھر جبرئیل نبی صلعم کے پاس آئے اور اُنھین اُسکی خبر دی ۔ نبی صلعم نے اپنے چچا ابو طالب سے یہ بات بیان کی ابو طالب آپ کی سب باتون کو سچ جانتے تھے کسی بات مین شک نہین کرتے تھے اِسلئے وہ گھاٹی سے نکلکر حرم مین گئے اور عمائد قریش کو جمع کیا اور کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے صحیفہ کی طرف ایک بھیجی ہے وہ قطع رحم اور ظلم کی تحریر کو تو کھا گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑ دیا اُسے لاکر دیکھو اگر وہ سچا نکلے تو جان لو کہ تم ظالم اور قاطع الرحم ہو اگر وہ جھوٹا نکلے تو تم حق پر اور ہم باطل پر ہین یہ سُنتے ہی

وہ جلد اُٹھے اور اُسے لاکر دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا پھر ابوطالب زور پر چڑھ گئے اور اُن کی آواز مین شدت آگئی اور کہنے لگے کہ تم پیغمبر کو ساحر کہتے ہو اور اُسپر بہتان باندھتے ہو بعد ازان یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُٹھ کھڑے ہوے اور صحیفے کو رد کر دیا۔ ابوطالب نے اِس واقعہ کی نسبت یہ اشعار کہے ہین۔

وقد کان فی امر الصحیفۃ عبرۃ	متی ما یخبر غائب القوم یعجب
صحیفے کے معاملہ مین ایک بڑی عبرت کی بات نظر آتی ہے	اس کے حال سے جب کسی غائب شخص کو اطلاع دیجاتی ہے تو متعجب ہوتا ہے
محی اللہ منھم کفرھم وعقوقھم	وما نقموا من ناطق الحق معرب
جو کچھ اُنھون نے کفر و عقوق کیا تھا اللہ تعالیٰ نے	اُسے محو کر دیا اور صریح حق کے ساتھ اُنھون نے خلاف کیا تھا وہ ظاہر ہو گئے
فاصبح ما قالوا من الامر باطلا	ومن یختلق ما لیس بالحق یکذب
جو جو باتین اُنھون نے کہی تھین وہ باطل ہو گئین	سچ ہے جو شخص حق کی خلاف باتین بناتا ہے لوگ جھوٹا بتایا کرتے ہین

(عروج الاسلام جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰)

یہی روایت تاریخ ابو الفدا مین بھی ہے ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۱۰۱۔

اقوال علمائے اہلسنت در بارۂ ایمان حضرت ابوطالبؑ

دوسری روایت — حضرت ابوطالب نے جو وصیت کی تھی اُسکو شاہ عبد الحق محدث دہلوی ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

ابوطالب بنی عبد المطلب را در وقت موت	ابوطالب نے اپنے انتقال کے وقت بنی عبد المطلب
خود می طلبید و گفت اگر سخن محمد را بشنوید	کو بلا کر وصیت کی کہ محمدؐ جو کہین اُسکو سنو اور اُسپر عمل
ہمیشہ بر خیر فرنگوئی او خواہید بود و اتباع امر وے	کرو اور انکے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ اور اُن کی
کنید و اعانت او نمائید و نصرت وے دہید تا فلاح و رشد	نصرت اور اعانت کرتے رہو اس مین تمھاری بہتری اور بھلائی
یابید با وجود ان میگویند کہ وے ایمان نیاورد	ہے باوجود اسکے جو لوگ کہتے ہین کہ ابوطالب ایمان نہین لائے

وسلمان ازعالم نرفت علماء جواب میگویند کہ ابوطالب اقرار کرد بزبان وتصدیق کرد بدل

(مدارج النبوۃ صفحہ ۵۲۳)

اور دنیا سے مسلمان نہیں گئے۔ علماء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرلی تھی۔

تیسری روایت

ولما اشتد مرضہ قال لہ رسول اللہ صلعم یا عم قلہا استحل لک بہا شفاعتی یوم القیامۃ یعنی الشہادۃ فقال لہ ابوطالب یا ابن اخی لولا مخافۃ السبۃ وان تظن قریش انما قلتہا جزعا من الموت لقلتہا فلما تقارب من ابی طالب الموت جعل یحرک شفتیہ فاصغی الیہ العباس باذنہ وقال واللہ یا ابن اخی لقد قال الکلمۃ التی ان یقولہا فقال رسول اللہ الحمد للہ الذی ہداک یا عم ہکذا روی عن ابن عباس والمشہور انہ مات کافرا ومن شعر ابی طالب یدل علی انہ کان مصدقا لرسول اللہ

حضرت ابوطالب پر جب مرض کی شدت ہوئی تو جناب رسول اللہ نے فرمایا اے چچا میں چاہتا ہوں کہ آپ بروز قیامت مستحق میری شفاعت کے ہوں یعنی کلمہ شہادت کا اظہار کریں ابوطالب نے کہا اے میرے فرزند! مجھے اہل قریش کی طعنہ زنی کا خیال ہے وہ کہینگے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھلیا لیکن جب نزع کا وقت آیا تب ابوطالب نے کلمہ شہادت پڑھا جسکو حضرت عباس نے اپنے کانوں سے سنا اور آنحضرت سے کہا آپ کے چچا نے آپ کے حکم کی تعمیل کی جسکو میں نے اچھی طرح سے سن لیا ہے اسوقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا میں شکر کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو دین حق کی طرف ہدایت کی اور جو اشعار اس سے پیشتر جناب رسول خدا کی مدح میں ابوطالب نے کہے تھے وہ تصدیق رسالت آنحضرت پر دلالت کرتے ہیں وہ

قولہ

وہ یہ ہیں۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق   ولقد صدقت وکنت ثم امینا

اے محمدؐ تو نے مجھے جو دعوت اسلام کی دی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ تم اپنی دعوت میں سچے ہو اور ضرور تم سچ بولنے والے اور امین

ولقد علمت بان دین محمد   من خیر ادیان البریۃ دینا

اور بہ تحقیق میں خوب جانتا ہوں کہ تم نے جس دین حق کو ظاہر کیا وہ تمام دینوں سے بہتر ہے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم   حتی اوسد فی التراب دفینا

تاریخ ابو الفدا صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ لندن

قسم بخدا اہل قریش کے سب ملکے بھی آپکو ضرر نہیں پہونچا سکتے یہاں تک کہ میں خاک میں دفن ہو جاؤں

چوتھی روایت

ایک استفتا در باب ایمان و اسلام حضرت ابوطالب سرکار شریعت مدار حضرت مولانا مولوی سید علی حائری صاحب دام اللہ وجودہ سے کیا گیا جناب ممدوح نے بحوالہ کتب اہلسنت جو جواب تحریر فرمایا تھا چونکہ وہ مدلل و مفصل بروئے اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام اہلسنت ہے لہٰذا ہم اُس کو نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے (اخبار اثنا عشری دہلی مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا ہے)

کتاب حسن المطالب فی نجات ابی طالب میں سید احمد بن سید زینی دحلان نے اور مفتی مکہ نے اپنی شرح دیوان میں اور برزنجی و دیگر محققین علماء اہلسنت نے اعتراف کیا ہے کہ ابوطالب مسلمان موحد تھے۔ اسنی المطالب صفحہ ۴۴ میں ہے کہ ابوطالب کی نجات کے متعلق بہت سے علمائے محققین اور اولیائے عارفین قائل اور معترف ہیں۔ ان میں قرطبی و شعرانی بھی صریح الفاظ میں ایمان ابوطالب کے معترف ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے فضلاء ہیں جو اس بات کو کہہ گئے ہیں کہ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے اور ہم اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے سامنے جائیں گے۔ مواہب لدنیہ اور اسنی المطالب میں برزنجی، ابو نعیم اور بیہقی سے منقول ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ   یعنی ابوطالب کی وفات کے وقت

وسلم حضر اباطالب عند الموت   حضور ختمی مآب صلعم تشریف لائے۔

وعنده ابوجهل وعبد الله بن	اُسوقت صنادید قریش میں سے اُن کے پاس
أمية المخزومي فقال النبي يا عم	ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ موجود تھے۔ پس
قل لا اله الا الله كلمة احاج	پیغمبر صلعم نے فرمایا اچھا کلمہ لا الہ الا اللہ
بها لك عند الله فقال ابوجهل	پڑھئے کہ میں خدا کے سامنے اُس کا شاہد رہوں
وعبد الله بن امية يا ابا طالب	اور تمہارے لیے حجت کروں اُس وقت ابوجہل
اترغب عن ملة عبد المطلب فلم	اور عبداللہ بن امیہ نے کہا اے ابوطالب!
يزالا يردانه حتى قال ابوطالب	کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے پھر چکے ہو؟ ان کے
على ملة عبد المطلب فلما تقارب	اصرار کرنے پر ابوطالب نے کہا کہ میں ملت عبدالمطلب
من ابي طالب الموت نظر اليه	پر باقی ہوں۔ پس جب موت کا وقت قریب آیا
العباس فرآه يحرك شفتيه فاصغى	تو عباس نے دیکھا کہ ابوطالب کے دونوں لب
اليه باذنه بعض الشهادة فقال	حرکت کر رہے تھے۔ اس وقت عباس نزدیک
للنبي صلى الله عليه وسلم يا ابن	ہوئے اور اپنے دونوں کانوں سے سُنا کہ وہ
اخي والله لقد قال الكلمة	کلمہ شہادت پڑھتے ہیں عباس نے کہا اے
التي امرته بها ولم يسمع من لفظه	بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میرے بھائی ابوطالب
لا اله الا الله لكونه لم يكن	نے وہ کلمہ پڑھا ہے جو آپ نے اُن کو تعلیم کیا تھا
اسلم۔	عباس نے کلمہ کی تصریح نہیں کی کیونکہ حضرت اُسوقت تک اسلام نہیں لائے تھے

بزنجی۔ زینی۔ نبیرہ جوزی۔ واقدی وغیرہ بروایت ابن سعد۔ ابن عساکر و محمد بن اسحاق لکھتے ہیں

قال لما توفی ابوطالب	یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا

اخبرت رسول اللہ صلعم فبکی بکاءً اشدیدًا ثمّ قال صلعم اذھب نغسلہ وکفنہ و دفنہ غفر اللہ لہ و رحمہ۔

کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوطالب کے انتقال کی خبر دی پس حضرت رونے لگے اور فرمایا اے علی جاؤ اور ابوطالب کو غسل دو کفن پہناؤ اور قبر مین دفن کرو خدا نے اُن کو بخش دیا ہے۔ اور اُن پر رحم کیا۔

اِس خبر کو ابوداؤد، نسائی اور ابوالجارود ابن خزیمہ نے بھی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ تذکرۃ الائمہ مین نبیرہ ابن جوزی۔ ابن سعد اور واقدی۔ سے روایت ہے:۔

قال لہ العباس یا رسول اللہ انک لترجو لہ فقال صلعم ای واللہ لارجو لہ وجعل رسول اللہ صلعم یستغفر لہ ایاما لایخرج من بیتہ

یعنی تغسیل اور تدفین ابوطالب کے بعد عباس نے جناب ختمی مآب روحی فداہ سے کہا کیا آپ نجات ابوطالب کی امید رکھتے ہین پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ہان قسم خدا کی مین امید کرتا ہون کہ ابوطالب ناجی ہین پس کئی دن تک جناب پیغمبر صلعم انکے لیے استغفار کرتے رہے اور مکان سے باہر نہین نکلے۔

نبیرۂ جوزی نے واقدی اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

عارض رسول اللہ صلعم جنازۃ ابی طالب فقال وصلت الرحم جزاک اللہ یا عم خیرا

یعنی جب پیغمبر صلعم جنازۂ ابوطالب پر آئے تو فرمایا اے چچا! تمنے صلۂ رحم کیا خدا تم کو جزائے خیر دے۔

اسی طرح مناقب مین رازی نے ذخایر العقبیٰ مین محب الدین طبری اور زینی او

برزنجی اور ابو نعیم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم — یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا قیامت کے روز

اذا کان یوم القیمۃ شفعت لابی — مین شفاعت کرون گا اپنے باپ مان اور چچا

وامی وعمی ابی طالب واخ لی فی — ابو طالب کی اور زمانۂ جاہلیت مین جو میرا

الجاهلیۃ — بھائی تھا۔

ابو نعیم نے توضیح کی ہے کہ وہ بھائی زمانۂ جاہلیت کا رضاعی بھائی تھا خود ابو طالب کے اشعار کثرت سے ہین جو اُن کے مسلمان وموحد ہونے کی روشن دلیل ہے۔ زینی اور برزنجی نے لکھا ہے کہ شعب ابو طالب کو قریش کے محاصرہ کرنے کے وقت ابو طالب نے ایک طویل خطبہ مخاطبت قریش مین انشا کیا اور یہ شعر اُن کے عقیدۂ حقہ اور اسلام پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔

الم تعلموا انا وجدنا محمداً — رسولاً کموسیٰ صح ذلک فی الکتب

آیا تم نہین جانتے ہو کہ ہم نے محمد صلعم کو رسول پایا موسیٰ کی طرح جسکی صحت کتابون مین موجود ہے۔

دوسرا شعر ان کا یہ ہے۔

وخیر بنی هاشم احمد — رسول الالٰه علی فترة

یعنی بنی ہاشم مین سب سے بہتر احمد ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کا رسول ہے بعد زمانۂ فطرت کے

تیسرا شعر بھی ملاحظہ فرما لین۔

نبی اتی بالدین من عند ربہ — بصدق وحق لا بتکن حمز کافرا

یعنی محمد صلعم ایسا پیغمبر ہے جو دین کو اپنے پروردگار سے لایا ہے وہ سچا اور دین حق ہے پس ای حمزہ تم کافر نہ ہو

پھر اسرار توحید مین فرمایا ہے۔

ورب الناس لیس لہ شریک — یعنی وہی ایک خدا ہی جو سب کا مالک ہے اسکا شریک کوئی نہین

ھوالوھاب والمبدی المعید   وہی بڑا بخشنے والا ہو اور ابتدا پیدا کرنے والا قیامت کے روز پھر زندہ کرنے والا ہے۔

اب ایک محقق کے لئے میرے خیال مین تسلیم اسلام ابوطالب کے متعلق اسقدر کافی ہے کسی ناقد بصیر کو اسکے بعد اسلام ابوطالب کے متعلق شک و شبہ باقی نہین رہ سکتا کیونکہ صاحبؐ ماینطق عن الھوی کی یہ شہادت کہ خدا نے اُن کو بخش دیا ہے اور اُن پر رحم کیا ہے۔ ابوطالب کے اسلام وایمان کے لئے کافی ہے تم خود انصاف کرو کہ مشرک بھی کبھی بخشا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ ان اللہ لایغفران یشرك بہ۔ پھر ابوطالب بھی معاذاللہ اگر مشرک ہوتے تو پیغمبر صلعم کا اُن کے حق مین یہ فرمانا کہ خدا نے اُن کو بخش دیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر کہو کہ یہ کلمہ حضرت نے دعائیہ اُن کے حق مین ارشاد فرمایا ہے تو یہ بھی غلط ہے اور قابل تسلیم نہین کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ مومنین کبھی کافرون کے واسطے دعا مغفرت نہ کرین پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ پیغمبر صلعم ابوطالب کے حق مین (اگر وہ کافر ہوتے) دعاے مغفرت کرتے حاشیہ شفاے عیاض پر امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور علی جمہوری اور تلمسانی سے نقل کیا گیا ہے:۔

ان بغض ابی طالب کفر لانہ	یعنی بغض رکھنا ابوطالب سے کفر ہے کیونکہ
کان حامی النبی و ناصرہ و	وہ حمایت و نصرت اور تربیت کرنے والے
مربیہ فذمہ ذم النبی	پیغمبر صلعم کے تھے پس اُن کی مذمت و ایذا
وایذائہ ایذاء النبی ومن	پیغمبر صلعم کی مذمت کرنا ہو اور ایذا دینا ہو اور جو مذمت
یذمہ فھو کافر وجب قتلہ	کرے اُنکی پس وہ کافر ہوا اسکا قتل کرنا واجب ہو
وعند المالکیۃ وان تاب	اور مالکیون کے نزدیک ایسا شخص توبہ کے بعد بھی

یجب قتلہ واجب القتل رہتا ہے

ان سب باتون کے علاوہ ابوطالب کا اپنے بیٹون کو پیغمبر کا ساتھ دینے کی تاکید شدید کرنا اور اپنے بھائیون عباس و حمزہ وغیرہ کو اسلام لانے کی بیحد رغبت دلانا یہ باتین نتیجہ ظاہر کر رہی ہین کہ ابوطالب اسلام کو صرف اچھا ہی نہین سمجھتے تھے بلکہ ایسا حق جانتے تھے کہ لوگون کو بت پرستی سے روکتے تھے اور پیغمبر صلعم و نیز دین اسلام کی طرف متوجہ کرتے تھے اور اسیوجہ سے حضور ختمی مآب صلعم کو حقیقی فرزندون سے زیادہ عزیز اور دوست رکھتے تھے

پانچوین روایت — جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ مرتے وقت ابوطالب کے ہونٹھ ہل رہے تھے۔ حضرت عباس نے جو اُس وقت تک کافر تھے کان لگا کر سُنا تو آنحضرت سے کہا کہ تمنے جس کلمہ کے لئے کہا تھا ابوطالب وہی کہہ رہے ہین (ابن ہشام مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۶)

ابوطالب نے آنحضرت صلعم کے لئے جو جان نثاریان کین اُس سے کون انکار کر سکتا ہے وہ اپنے جگر گوشون تک کو آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ کی محبت مین تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آپ کی خاطر محصور رہے فاقے کئے شہر سے نکالے گئے تین برس تک آب و دانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت۔ یہ جوش یہ جان نثاریان سب ضایع ہو جائین گی

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ نامی پریس کانپور)

چھٹی روایت — شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

"چون ابوطالب وفات یافت سید عالم ہمراہ جنازۂ ابوطالب میرفت و می گفت اے عم من صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نکردی خدا ترا جزا خیر دہد (مدارج النبوۃ)

اب خود آپ انصاف فرمائین کہ جس طرح حضرت ابوطالب نے کفار و مشرکین کے ہاتھون سے

بمعاونت خدا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچائی اور اعلا کلمۃ اللہ مین جس صدق دل سے اعانت اور حمایت کی۔ کیا کوئی کافر مشرک یعنے خدا ورسول کا دشمن اس طرح عملی محبت کا ثبوت دیا کرتا ہے۔ اگر بزعم اہلسنت حضرت ابوطالب درحقیقت منکر توحید ورسالت ہوتے تو کیا یہ بات کسی صاحب فہم کی سمجھ مین آسکتی ہے کہ وہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یون سینہ سپر رہتے اور ایسے سخت دشمنون کا سامنا کرکے اسلام اور ہادی اسلام کی حمایت اور نصرت کرتے۔ اگر آپ آنحضرت کے دشمن ہوتے تو ابوجہل کی طرح ایذائین دیتے۔ شمع رسالت کے بُجھا دینے کی فکر مین رہتے۔ نہ کہ حمایت اور اعانت مین خود وہ تکلیفین جھیلتے۔ جو پیغمبر خدا کی زبانی قابل ستائش ہین۔ اگر آنحضرت کو ابوطالب کی اسلامی حمایت اور ایمانی محبت پر اطمینان نہ ہوتا تو کیون آپ کی وفات پر محزون وغمگین ہوتے اور کیون خلاف آیہ کریمہ:۔

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان	جب کہ نبی اور مومنین پر ظاہر ہوچکا کہ
یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی	مشرکین جہنمی ہین تو اس کے بعد مناسب نہین
قربیٰ من بعد ماتبین لھم انھم	کہ اُن کے لئے مغفرت کی دعا مانگین گو وہ
اصحاب الجحیم۔	مشرکین اُن کے قرابت دار ہی کیون
(پ ۱۱- س توبہ ع ۱۴)	نہ ہون۔

دعا ءمغفرت فرماتے۔

حضرت ابوطالب وصحاب ثلاثہ کے ایمان تقابل

بھائیو! جو حالات وواقعات ابوطالب کے ہم نے خود تمھاری مستند کتب سے لکھے ہین ان کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرو اور مہربانی فرماکر ذرا اپنے خلفاء کے سچے اسلام اور پکے ایمان سے تقابل کرو جو کہ اپنے ایمان واسلام مین عمر بھر مذبذب رہے۔ چنانچہ مسند احمد حنبل مین ہے۔

ان الشیخین ھربا یوم احد و	تحقیق حضرت شیخین جنگ احد میں بھاگے تو حضرت عمرؓ آنسو
رجع عمر ینشف دموعه و یسئل	پوچھتے ہوئے واپس آئے اور حضرت علی سے معافی کے خواستگار ہوئے
علیا العفو فقال علی الست المنادی	آپنے فرمایا اے عمرؓ کیا تمنے یہ ندا نہیں دی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے ہیں
قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم	اے لوگو! تم اپنے دین سابقہ کیطرف لوٹ جاؤ۔ انھوں نے کہا کہ
فقال انما قالها ابوبکرؓ	مین نے نہیں کہا بلکہ ابوبکرؓ نے کہا تھا۔

اور یہ تو خود حضرت ابوبکرؓ سے جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگون مین شرک اثر کر گیا ہے۔ جیسا کہ درمنثور مین ہے اسکی نقل یہ ہے:۔

اخرج البخاری فی الادب	بخاری نے ادب مفرد مین معقل بن یسار
المفرد عن معقل بن یسارؓ قال	سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین ابوبکر
انطلقت مع ابی بکر الصدیقؓ	صدیقؓ کے ساتھ حاضر خدمت رسول صلعم ہوا تو
الی رسول اللہ صلعم فقال یا ابا بکر	آپنے فرمایا ابوبکر تم مین شرک چیونٹی کی چال سے
الشرك فیکم اخفی من دبیب	بھی زیادہ خفی موجود ہے پس ابوبکر نے کہا کیا آخر شرک یہی ہے کہ
النمل فقال ابوبکرؓ وھل الشرك	آدمی خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود قرار دے
الا من جعل مع اللہ الھا اخر	(پھر ہم کب ایسا کرتے ہین جو ہم مین شرک موجود
فقال النبی صلعم والذی نفسی	ہوگا) تو آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم اس خدا کی جسکے
بیده الشرك فیکم اخفی من	ہاتھ مین میری جان ہے ضرور تم لوگون مین شرک
دبیب النمل	چیونٹی کی چال سے زیادہ خفی موجود ہے۔

(تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۴ ص ۵۴)

سبحان اللہ صد آفرین اس سچے مذہب پر اور ہزار تحسین ان عقائد پر کہ حضرت ابوطالب

جنھون نے ابتداے اسلام مین اسلام اور بانی اسلام کی ہر طرح سے حمایت اور اعانت کی جن کی وفات کلمۂ شہادت پر ہوئی جس کی خود آنحضرت صلعم نے الحمد للہ الذی ھداك یاعم ھکذا فرما کر تصدیق کی اور جنازہ پر فرمایا۔

"اے عم! من صلۂ رحم بجا آوردی ودر حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خداے تعالیٰ ترا جزاے خیر دہد"

اُن کو تو آپ حضرات کافر و مشرک کہین نعوذ باللہ۔ اور جو اصحاب اسلام لانے کے بعد بھی رسالت و نبوت مین شبہہ کرتے رہے۔ جو نماز اور جہاد سے فرار کرتے رہے۔ جنھون نے "صحف ناطق کے فرمان کو ہذیان بتایا۔ جو ہمیشہ سرتابی کرتے رہے جنھون نے تا وقت رحلت اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی اور ایذا دی۔ جن کو وقت اخیر آنحضرت نے خشمناک ہو کر اپنے نزدیک سے ہٹا دیا جن کے نقص ایمان پر پیغمبر خدا شہادت دین کہ "شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ سرایت کر گیا ہے" اُن لوگون کو آپ تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہتر اور کامل سمجھین اور کچھ بھی حق و باطل مین امتیاز نہ کرین۔

هُم لا یعلمون	هُم لا یعقلون	هُم لا یتذکرون	هُم لا یتفکرون	هُم لا یتدبرون
وہ نہین جانتے	وہ عقل نہین رکھتے	وہ نہین سوچتے	وہ نہین فکر کرتے	وہ نہین غور کرتے

حضرت خدیجۃ الکبرے علیہا السلام کی سابق الاسلامی تو خود بخاری شریف سے ثابت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ — حضرت خدیجہ کا آنحضرت پر اپنا مال نثار کرنا

"جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدیجہ مجھپر اسوقت ایمان لائین جبکہ لوگون نے میری رسالت سے انکار کیا۔ میری رسالت کی اُسوقت تصدیق کی جب لوگون نے مجھے جھوٹا کہا

اور اپنا مال مجھ پر اسوقت صرف کیا جب کہ لوگوں نے مجھے نہ دیا

(ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۱۸-۱۹- کتاب المناقب)

دوم خداوند کریم اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

ووجدک عائلاً فاغنیٰ   اے رسول ہمنے تم کو تنگدست دیکھکر غنی کر دیا

مفسرین اہلسنت اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ

"خدائے پاک کے اس ارشاد سے وہ مال مراد ہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام

نے آنحضرت پر صرف کیا تھا۔ (دیکھو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۹۲)

سوم جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد اپنے ترجمہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

"ولادت کے پہلے والد کے انتقال کر جانے سے پیغمبر صاحب تہیدست رہ گئے دادا اور چچا نے پرورش کیا وہ بھی ان کا احسان تھا۔ پیغمبر صاحب کی توانگری جس کی منت خدا ان پر رکھتا ہے اس طرح شروع ہوئی کہ خدیجۃ الکبریٰ بڑی مالدار تھین۔ ملک شام مین انکی تجارت ہوا کرتی تھی۔ انھون نے پیغمبر صاحب کی راستی اور دیانت داری کا شہرہ سنا اور ان کو سردار قافلہ بنا کر شام کو بھیجا۔ تجارت مین خدا نے برکت دی اور خدیجۃ الکبریٰ نے پیغمبر صاحب سے نکاح کر لیا۔ پیغمبر صاحب کی پہلی سی بے سروسامانی دور ہو گئی یہی ان کی توانگری تھی۔

چہارم ان اللہ تعالیٰ اغناہ بتربیۃ ابی طالب ولما اختلف احوال ابی طالب اغناہ بمال خدیجۃ	پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو ابوطالب کے تربیت کرنے سے اور بعد انتقال ان کے خدیجہ کے مال سے غنی کر دیا

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۴)

ترجمہ "ویافت ترا درویشے عیالدار پس تونگری ساخت ترا بمال خدیجہ۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۲۶۶"

ابوجہل کا ایذا دینا اور حضرت حمزہ کا انتقام لینا اور ایمان لانا

اسی طرح حضرت امیر حمزہ عم آنحضرت صلعم کے ایمان لانے کا حال رسالہ ذکر مبارک متذکرہ بالا مین ہے کہ

"ایکدن رسول اللہ کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے اودھرسے ابوجہل نکلا آپ کو دیکھکر گالیان دینے لگا اور ایک پتھر اُٹھا کر مارا جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا آپ صبر کرکے گھر چلے آئے۔ آپکے چچا حضرت حمزہ شکار سے واپس آرہے تھے ایک عورت نے اُن سے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ تمہارے بھتیجے کو ابوجہل نے آج زخمی کیا حضرت حمزہ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہین ہوئے تھے لیکن آخر چچا تھے۔ یہ سنکر خون نے جوش کیا حضرت حمزہ نے غصہ مین آکر کہا خدا کی قسم جب تک اس شخص سے بدلہ نہ لونگا جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے مجھ پر کھانا پینا حرام ہے اسی حال مین رسول اللہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا تمہارا چچا تمہارے دشمن سے بدلہ لینے آگیا رسول اللہ نے فرمایا آپ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیجیے جسکا نہ باپ ہے نہ چچا نہ مان سوائے خدا کے کوئی مددگار نہین حضرت حمزہ نے قسم کھا کر کہا مین تمہاری ضرور مدد کرونگا آپنے جواب دیا اگر آپ میری مدد مین مشرکون کو اتنا قتل کرین کہ ان کے خون مین نہا جائین تو بھی آپ میرے عزیز نہین ہوسکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائین اور اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ نہ کہین حضرت حمزہ کے دل پر آپ کی باتون کا بڑا اثر ہوا اور اُن کو آپکی سچائی کا یقین ہوگیا۔ اسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ نے خوش ہوکر حضرت حمزہ کی پیشانی چوم لی۔ حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی کیونکہ یہ بڑے بہادر تھے اور سب پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا انتہی

دوسری یہی ذکر مدارج النبوۃ کے صفحہ ۷۰ مین ہے جسکا ترجمہ یہ ہے:-

"ابوجہل کی اس حرکت پر حضرت امیر حمزہ غضبناک ہو کر اُسکے پاس گئے اور اُسکے سر پر اپنی کمان اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تو محمد مصطفےٰ کو اذیت اور دشنام دیتا ہے حالانکہ مین انھین کے دین پر ہون۔

تیسری — حضرت جعفر ابن ابیطالب کا ایمان لانا بھی علماء اہلسنت قبول کرتے ہین جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین:-

فلم یزل علی مع رسول	حضرت علیؑ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ
اللہ وجعفر عند العباس حتی بعثہ	رہتے تھے اور حضرت جعفر حضرت عباس کے
اللہ نبیا فاتبعہ علی فامن بہ	ساتھ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت
وصدقہ ولم یزل جعفر حتی	کیا تو علیؑ نے آپ کی پیروی اور تصدیق
اسلم واتبعوا	کی اور مشرف بایمان ہوے اور حضرت جعفر بھی
(ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۲۵۱ طبع صدیقی)	آنحضرتؐ کا اتباع کرتے رہے یہان تک کہ اسلام قبول کیا۔

حضرت جعفر وغیرہ اصحاب کا ہجرت کرنا اور حضرت جعفر کے وعظ سے شاہ حبش کا اسلام قبول کرنا

چوتھی — جب چند اصحاب جنمین حضرت جعفر بھی تھے حبش کو ہجرت کر گئے اور وہان امن سے رہنے لگے تو کفار قریش نے بادشاہ حبش کے پاس ان مہاجرین کو واپس کرنے کے لئے اپنے کچھ لوگ مع تحائف کے بھیجے مگر بادشاہ نے اُن کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان مہاجرین کو اپنے دربار مین یاد فرما کر استفسار حال کیا۔ اِسکے متعلق رسالہ ذکر مبارک مین جو درج ہے اُس کا خلاصہ سنیے۔

"نجاشی نے ان سے پوچھا تمھارا کیا دین ہے۔ حضرت جعفر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم سے تھے۔ بتون کو پوجتے تھے۔ بدکاریان کرتے تھے خدا نے

ہم مین ایک نبی پیدا کیا اُسنے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اسی کی عبادت کرین اور کسی کو اُس کا شریک نہ کرین۔ ہمنے اس کی سچائی پر یقین کیا اور جو کچھ اُسکے پاس خدا کی طرف سے آیا اُس کی ہم نے پیروی کی۔ ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اور کسی کو اُس کا شریک نہین کرتے۔ اِس تقریر سے نجاشی اور اُسکے درباریون پر اچھا اثر پڑا۔ نجاشی نے کہا تمھارے رسول پر جو کچھ خدا کی طرف سے اُترا ہے وہ سُناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے بڑی خوش الحانی سے سورۂ مریم کی تلاوت کی خدا کا کلام سُنکر نجاشی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور اُس نے درباریون کیطرف دیکھ کر کہا خدا کی قسم مین تصدیق کرتا ہون کہ یہ وہی محمد رسول اللہ ہین جن کی بشارت حضرت عیسٰی نے دی تھی"۔ (صفحہ ۲۷ تا ۲۹) اور

اور صفحہ ۶۵ مین ہے۔

"ہجرت کے ساتوین سال رسول اللہ ص نے بادشاہون کے نام اِسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا خط سر پر رکھا اور ایمان لے آیا۔

پانچوین — اِسی طرح مولوی نذیر احمد اپنے مترجمہ قرآن (مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ) کے صفحہ (۱۶۰) مین رقم طراز ہین:۔

"یہ آیتین نجاشی بادشاہ حبش اور اُسکے درباریون کے حق مین نازل ہوئی ہین جو نصاریٰ تھے۔ بات یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے اسلام کی منادی شروع کی تو قریش جو پیغمبر صاحب کے قبیلے کے لوگ تھے سخت برہم ہوے اِسلئے کہ اسلام کی منادی سے ان کے دین آبائی مین خلل پڑتا تھا پہلے تو اُنھون نے ڈرانے دھمکانے سے چاہا کہ یہ بات دب دبا جائے مگر پیغمبر صاحب برابر وعظ فرماتے رہے اور لوگ بھی ایک ایک دو دو کرکے اسلام لانے لگے تو قریش نے دوسرے قبیلون کو اُبھارا اُکسایا اور مسلمانون کو بے ملکر طرح طرح کی ایذا دُین

دینی شروع کین پیغمبر صاحب تو اپنے چچا ابوطالب کی حمایت مین تھے اور ازبسکہ ابوطالب رؤسائے قریش مین تھے مخالفین پیغمبر صاحب کا تو کچھ نہ کر سکے مگر دوسرے مسلمانون کو بڑی مشکل تھی اور پیغمبر صاحب اتنی قوت نہین رکھتے تھے کہ ان کی بھی حفاظت کرین ناچار آپ نے مسلمانون کو اجازت دی کہ نجاشی بادشاہ حبش نیک دل منصف مزاج اور رعیت پرور ہے اُس کی عملداری مین چلے جاؤ۔ چنانچہ اول بار گیارہ مردون اور چار عورتون نے حبش مین جاکر پناہ لی اور یہ پہلی ہجرت کہلائی اس گروہ مین جناب پیغمبر صاحب کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلعم کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے پھر دوسرے دفعہ مین پیغمبر صاحب کے چچیرے زاد بھائی جعفر طیار بن ابی طالب دوسرے مسلمان مردون اور عورتون کے ساتھ حبش کو پہونچے یہانتک کہ بچون اور عورتون کے علاوہ بیاسی مہاجر حبش مین جمع ہو گئے وہان بھی قریش نے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور نجاشی سے جاچغلیان لگائین کہ یہ بیدین ہین اور تمھارے ملک مین فساد برپا کرنے کو آئے ہین اور تمھارے حضرت عیسیٰ کے بھی قائل نہین ہین۔ اس پر نجاشی نے مسلمانون کو بلایا جعفرؓ سب کے وکیل بنے اور اُنھون نے قرآن کی سورتین اور خاص کر سورۂ مریم سناکر اپنے عقائد نجاشی پر ظاہر کئے اور وہ اور اوسکے درباری نصرانی سنکر روئے اور اسلام کی صداقت کے معتقد ہو گئے اور نجاشی آخر مین اسلام لے آیا۔

احادیث بابت القاب سابقون الاولین جناب امیر علیہ السلام

اس موقع پر چند احادیث نبوی نقل کی جاتی ہین جن سے ثابت ہوگا کہ جناب امیر المومنین خاتم الوصیین۔ قائد الغر المحجلین سید الصادقین۔ یعسوب المسلمین۔ امام البررہ۔ قاتل الفجرہ مظہر العجائب والغرائب علی ابن ابی طالب علیہ السلام سابق الایمان والاسلام ہین۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم آپ ہی کے القاب ہین۔ اور وہ یہ ہین:-

پہلی عن ابن عباس فی قوله	ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں جس کا
تعالیٰ من یطع الله والرسول	ترجمہ یہ ہو جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی
فاولئك مع الذین انعم الله علیهم	اطاعت کی ہو پس وہ لوگ اُنکے ساتھ ہیں جنپر خدا نے
قال علی یارسول الله هل نقدر	اپنی نعمت اتاری ہو روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے
علی ان نزورك فی الجنة قال علی	آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے عرض کیا یا رسول اللہ!
ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم	آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے؟
من امته فنزلت هذه الایه	سرور عالم صلے اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک
اولئك مع الذین انعم الله علیهم	رفیق ہوتا رہا ہے جو اس کی اُمت میں سب سے پہلے اسلام
من النبیین والصدیقین والشهداء	لاتا ہو پس آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ اُن لوگوں کے
والصالحین وحسن اولئك رفیقا	ساتھ ہیں جنپر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہو یعنی نبیوں اور
فدعا رسول الله صلی الله علیه	صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے
وسلم علیا فقال ان الله تعالیٰ قد	اور یہ لوگ کیسے اچھے رفیق ہونگے جناب سرور عالم
انزل بیان ما سئلت فجعلك رفیقی	صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی
لانك اول من اسلم وانت صدیق	خدائے تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا
الاکبر۔ (تفسیر ابن الحجام ص۲۲)	اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے
(ارجح المطالب)	مجھپر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔
دوسری عن علی قال قال لی رسول الله	جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
صلی الله علیه وسلم لیس فی القیامة رکبان	علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے
غیرنا اربعة فقام رجل من الانصار	سوا پانچواں شخص سوار نہوگا انصار میں سے ایک شخص نے اٹھکر

فقال فداك ابي وامي من هم
يا رسول الله قال انا على البراق
واخي صالح على ناقة الله التي عقرت
وعمي حمزة على ناقة العضباء واخي علي
على ناقة من نوق الجنة بيده لواء
الحمد ينادي لا اله الا الله محمد
رسول الله فيقول الآدميون ماهذا
الا ملكا مقربا او نبيا مرسلا
او حامل العرش فيجيبهم ملك من
بطنان العرش يا معشر الآدميين
ليس هذا ملكا مقربا ولا نبيا
مرسلا ولا حامل عرش هذا الصديق
الاكبر علي بن ابيطالب
(اخرجه ابو جعفر العقيلي)

عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں باپ آپ پر
فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا
کہ ایک تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہوں گا اور
میرا بھائی صالح نبی ناقۃ اللہ پر سوار ہو گا جسکے
پاؤں کاٹے گئے تھے اور میرا چچا حمزہ ناقہ عضبا پر
سوار ہو گا اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیوں
میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو گا اور اُن کے
ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا اور وہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ پکارتا ہو گا۔ تمام آدمی
کہینگے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل
یا حامل عرش ہے۔ پس ان کے جواب میں ایک
ملک عرش سے اُن سے کہیگا کہ یہ نہ تو کوئی مقرب
فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے
بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابیطالب ہے

تیسری

عن عباد بن عبد الله ايضا قال
علي انا عبد الله واخو رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانا الصديق الاكبر
لا يقولها ذلك غيري الا كاذب
صليت قبل الناس سبع سنين

عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر
فرماتے تھے کہ میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر
ہوں۔ یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا
مگر جھوٹ بولنے والا۔ میں نے سات برس

(اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی
فی الخصائص والحاکم فی المستدرک و
حاکم ابو زید بن عثمان ابن ابی شیبہ
فی سنۃ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ
ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی)

سب سے پہلے نماز پڑھی ہے

چوتھی

عن سلمان الفارسی و ابی ذر
الغفاری قال اخذ رسول اللہ صلعم
بید علی فقال ان ھذا اول من
امن بی وھذا فاروق ھذہ الامۃ
وھذا یعسوب المومنین وھذا من
یصاحبنی یوم القیمۃ وھذا صدیق
الاکبر (اخرجہ الطبری الدیلمی
والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان
ایضاً صفحہ ۲۱

سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بہ تحقیق یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور یہ اس امت میں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ مومنوں کا امیر ہے اور یہ وہ ہے جو قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے گا۔ اور یہ صدیق اکبر ہے۔

پانچویں

عن ابن عباس وابی لیلی قالا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار
مومن الیاسین الذی قال یا قوم
اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن

ابن عباس اور ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں اول حبیب النجار مومن الیاسین (یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین) پر ایمان لانے والا جس نے کہ یہ کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگوں نبیوں کی متابعت کرو۔ اور

آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وعلی بن ابیطالب وهو افضلهم (اخرجه البخاری عن ابن عباس واحمد عن ابن لیلی) (ایضاً صفحہ ۲۲)

فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حزقیل جنہ نے کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے اور علی بن ابی طالب کہ وہ اُن سے افضل ہیں۔

چھٹی

عن ابی لیلی قال قال رسول الله صلعم سیکون من بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق والباطل

اخرجہ الخوارزمی ابن عبد البر فی الاستیعاب

ابو لیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے بعد فتنہ ہوگا پس جب ایسا ہو تو تم لوگ علی سے جدا نہ ہونا کیونکہ وہ فاروق ہے جو حق و باطل میں تفرقہ کرے گا۔

(ارجح المطالب صفحہ ۲۵)

ساتویں

عن ابی رافع قال صلی النبی صلی الله علیه وسلم اول یوم الاثنین وصلت خدیجة آخر یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثاء من الغد وصلوا مستخفیا قبل الناس سبع سنین

ابی رافع سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ابتدائے روز دوشنبہ نماز پڑھی اور حضرت خدیجہ نے آخر روز مذکور میں اور حضرت علی علیہ السلام نے سہ شنبہ کے روز اور سات برس تک اور لوگوں سے قبل مخفی طور پر نماز پڑھتے رہے

آٹھویں

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلعم ان الملئکة صلت علی وعلی علی سبع سنین قبل ان یسلم بشر (ایضاً ص۵)

ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھ پر اور علی پر سات برس تک ملائکہ نے درود بھیجا قبل اس کے کہ کوئی شخص مشرف باسلام ہو۔

نویں	عن انس بن مالك قال	انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت
	رسول الله صلعم صلت الملئكة علیّ و	نے فرمایا کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک
	علی علیٍ سبع سنین وذلك انه	ملائکہ درود بھیجتے رہے اور سوا میری اور علی کی
	لم ترفع شهادة ان لا اله الا الله الی	آواز اشهد ان لا اله الا الله کے کسی کی
	السماء الا منی ومن علی۔ ایضا	آواز آسمان تک نہیں پہونچی۔
دسویں	عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ	ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ شریفہ
	السابقون الاولون الخ قال سبق	السابقون الخ سے مراد یہ ہے کہ یوشع بن نون نے
	یوشع بن نون الی موسیٰ وسبق صاحب	حضرت موسی کی طرف اور صاحب الیاسین نے
	الیاسین الی عیسیٰ وسبق علی بن	حضرت عیسیٰ کیطرف اور حضرت علی نے حضرت محمد مصطفے
	ابیطالب الی محمد بن عبدالله صلعم	صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اسلام میں
	اخرجه الثعلبی والطبرانی وابن مردویه (ارجح المطالب)	سبقت کی۔
گیارہویں	عن عفیف قال جئت فی	عفیف کہتا ہے کہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں
	الجاهلیة الی مکة فنزلت علی	آیا اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کے پاس
	العباس بن عبد المطلب رض فلما	مقیم ہوا جب آفتاب بلند ہوا اور آسمان کی
	ارتفعت الشمس ووصلت فی السماء	پوری بلندی پر پہونچا اسوقت میری نظر
	وانا انظر الی الکعبة اقبل	کعبہ کی طرف تھی کہ ایک جوان شخص آیا اور
	شاب فرای ببصره الی السماء	آنکھیں اٹھاکر آسمان کیطرف دیکھا اسکے بعد
	ثم استقبل الکعبة فقام	کعبہ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا کچھ دیر نہ گذری تھی
	مستقبلها فلم یلبث حتی جاء غلام	کہ ایک صاحبزادہ آیا اور وہ اس جوان کے

فقام عن يمينه فلم يلبث حتى	داہنی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ عرصہ نہ گذرا
جاءت امرأة فقامت خلفهما	تھا کہ ایک خاتون آئی اور وہ ان دونوں کے
فركع الشاب فركع الغلام والمرأة	پیچھے کھڑی ہو گئی اسکے بعد اس جوان نے
فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة	رکوع کیا وہ دونوں بھی رکوع میں گئے پھر وہ
فخر الشاب ساجدا فسجدا معه	جوان کھڑا ہو گیا ان دونوں نے بھی ایسا ہی کیا
فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من	اسکے بعد وہ جوان سجدہ میں گیا اور وہ دونوں بھی اسکے ہمراہ
هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد الله	سجدہ میں گئے میں نے عباس سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے
بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري	عباس نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ کون جوان ہے میں نے کہا نہیں
من هذا الغلام فقلت لا فقال	عباس نے کہا کہ یہ میرے بھتیجے محمد صلعم ہیں اسکے بعد کہا کہ تم
هذا علي ابن ابي طالب بن	اس لڑکے کو جانتے ہو کہ کون ہے میں نے کہا نہیں عباس نے کہا یہ میرے
عبد المطلب هذا ابن اخي	بھائی کے بیٹے علی بن ابیطالب ہیں پھر پوچھا اس خاتون کو
هل تدري من هذه المرأة	جانتے ہو جو دونوں جوانوں کی پس پشت کھڑی
التي خلفهما فقلت لا فقال	ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ عباس نے کہا یہ خدیجہ
هذه خديجة بنت خويلد	میرے بھتیجے کی بیوی ہیں۔ محمد بن عبد اللہ میرے
زوجة ابن اخي هذا حدثني	بھتیجے کا قول ہے کہ وہ خدا جو زمین و آسمان
ان ربه رب السموات والارض	کا بنانے والا ہے اسنے اسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ
امره بهذا الدين الذي هو عليه والله	اس دین پر قائم رہے جس پر وہ ثابت قدم ہے
ما على الارض كلها احد	خدا کی قسم تمام عالم میں بجز ان تین آدمیوں کے
على هذا الدين غير هؤلاء الثلثة[1]	کسی نے اس دین کو اختیار نہیں کیا۔

[1] خصائص نسائی صفحہ ۲۰۳ و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۲ میں باختلاف الفاظ و تاریخ طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۱۶۱ میں بھی یہ حدیث درج ہے

بارھوین | عن عمر بن الخطاب قال اشهد على رسول الله سمعته هو يقول لوان السموات السبع والارضين السبع وضعن فى كفة ميزان ووضع ايمان على بن ابى طالب فى ميزان لرجح ايمان على (مناقب اخطب خوارزم فصل ۲) | حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ مین شہادت دیتا ہون کہ مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین ایک ترازو کے پلے مین رکھے جائین اور علی کا ایمان ایک پلہ مین تو علی کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

تیرھوین | عن عمر قال كنت انا وابو عبيدة وابو بكر وجماعة من اصحابه اذ ضرب رسول الله على منكب على فقال يا على انت اول المومنين ايمانا واول المسلمين اسلاما وانت منى بمنزلة هارون من موسى (اخرجه ابن السمان) | انھین حضرت سے روایت ہے کہ مین اور ابو عبیدہؓ و ابو بکرؓ اور ایک جماعت ان کے اصحاب سے موجود تھی کہ اتنے مین رسول اللہ نے دوش علی پر ہاتھ مار کر فرمایا یا علی! تم ہر مومن سے پہلے ایمان لانے والے ہو اور ہر مسلمان سے پہلے اسلام لانے والے ہو اور تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی

چودھوین | مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے:۔

"تسمیہ کرد اورا ابو طالب بہ علی۔ وتسمیہ نمود پیغمبر خدا بہ صدیق ولقب کرد بہ امین وشریف وہادی ومہدی ویعسوب الائمہ غیرہ وغیرہ:۔

پندرھوین | اسی طرح جناب شاہ عبد العزیز صاحب فتاوائے عزیزی کی جلد دوم صفحہ ۸۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی مین رقمطراز ہین:۔

"لقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرتضی در احادیث دیدہ نشدہ در عہد اول این لفظ مستعمل بود

دراحادیث صحیحہ کنیت شان بہ ابوتراب و ابوالریحانین و تلقب ایشان بذی القرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و سابق یعسوب لامتہ۔ و یعسوب قریش۔ و بضعۃ البلد و امین۔ و شریف و ہادی و مہدی وغیرہ مروی و ثابت ست۔

سولھوین

فذهب صاحب السيرة وكثير من اهل العلم ان اول الناس اسلاما علی بن ابی طالب رضی الله عنه و عمره تسع سنين وقيل احدى عشر سنة وكان فی حجر رسول الله صلعم قبل الاسلام فلم يزل علی مع النبی حتى بعثه الله نبيا فصدق علی (تاریخ ابوالفدا جلد اول ص)

صاحب السیرۃ اور اکثر علماء اس امر مین متفق ہین کہ علی بن ابی طالب کل مسلمانون سے سابق الاسلام ہین اور وقت قبول اسلام آپ کا سن شریف مختلف اقوال سے نو۔ اور گیارہ سال کا ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرتؐ کے آغوش مبارک مین تربیت پائی اور وقت بعثت سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے ہین۔

سترھوین

تفسیر دُرِّ منثور جلد پنجم صفحہ (۳۲۸) مین آیہ کریمہ والذی جاء بالصدق الخ کی تفسیر مین مروی ہے۔

واخرج ابن مردويه عن ابی هريرة والذی جاء بالصدق قال رسول الله صلعم و صدق به قال علی بن ابیطالب رضی الله عنه

یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ ہین اور صدق بہ سے مُراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین۔

اٹھارھوین

آیہ شریفہ:۔

والذين امنوا بالله ورسله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم (پ ۲۷۔ س حديد۔ ع ۲)

جو لوگ خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقون اور شہیدون کے درجہ مین ہونگے۔

امام احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا کہ مین صدیق اکبر ہون اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح مین روایت نقل کی ہے کہ قیامت مین سب سے پہلے آپ ہی آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرینگے اور آپ ہی صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہین۔

وعن ابن عباس قال نها نزلت فی علی	ابن عباس رض سے روایت ہے کہ یہ آیت
اخرجه احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیره وابن	جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی
المغازلی فی المناقب)	ہے۔

انیسوین

فی علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه	علی بن ابی طالب کے اسلام کے بارہ مین
واسلام فذهب کثیر من الناس الی انه	اکثر محققین اہلسنت متفق ہین کہ آپ کبھی مشرک
لم یشرك بالله شیئا فیتا نف الاسلام بل	تھے ہی نہین اور اسلام کی ابتدا آپ ہی سے
کان تابعا للنبی فی جمیع افعاله مقتدیا به	ہوئی ہے اسلیے کہ آپ نے آغوش رسول مین پرورش
وبلغ وهو علی ذالك ان الله عصمه سدده	اور تربیت پائی تھی اور جملہ امور مین آنحضرت کے
ووفقه بالتبعیة لنبیه علیه السلام لانه	قدم بقدم تھے اور خدا نے آپ کو معصوم کیا تھا
کان غیر مضطرین ولا مجبورین علی فعل	اور رسول کی پیروی کی توفیق عطا کی تھی
الطاعات بل مختارین قادرین فاختار	آپ برضا و رغبت تابع احکام خدا و رسول تھے اور
اطاعة الرب موافقة امره واجتناب	جملہ منہیات اور لغزشات سے آپ کی ذات گرامی صفات
منهیاته (مروج الذهب جلد اول ص۳۰۷ مصر)	پاک صاف تھی۔

بیسوین اکثر مورخین اہل نصاریٰ نے جو اسلامی کتب تواریخ لکھی ہین اُن مین مولائے کونین کے سابق الاسلام ہونے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اُسکا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائین:۔

"مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد اِس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کی بموجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے شکم مادر ہی میں دین اسلام قبول کیا تھا اور جب تک حمل میں رہے اپنی ماں کو بُت کے سامنے جھکنے نہیں دیا اسی واسطے جب مسلمان نام علی کا لیتے ہیں تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں (یعنے خدا نے اُن کے چہرہ کو بزرگی اور عظمت بخشی ہے) کہ انھوں نے نہ خود کبھی بتوں کو سجدہ کیا اور نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا حالانکہ اور کوئی صحابی ایسا نہیں ہوا جس نے بتوں کو کبھی سجدہ نہ کیا ہو اس واسطے علی اس دعا کے ساتھ مخصوص کئے گئے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون نے موسےٰ سے تھا۔ میں ایک شہر ہوں جس میں تمام علوم بند ہیں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ اگر شجاعت خوش طینتی زہد پارسائی عقل ودانائی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو علی ہی ایسا شخص تھا کہ اس قوم میں اس سے بڑھ کر کوئی پیدا نہیں ہوا۔

(ترجمہ تاریخ الاسلام مولنٰہ مسٹر اوکلی صفحہ ۳۳۰)

جناب امیر علیہ السلام کی سابق الایمانی پر اعتراض اور اسکی تردید

افسوس اکہ غیر ملت و مذہب کے صحاب تو جناب امیر علیہ السلام کا سابق الایمان و الاسلام ہونا قبول کریں مگر اکثر اہلسنت مسلمان ہو کر اسکو نہ مانیں۔ ملاحظہ ہو عروج الاسلام کہ اُس میں جناب مولوی عبدالغفور خان صاحب نے جناب مولائے کونین کی سابق الایمانی پر کس طرح نیش زنی فرمائی ہے وہ یہ ہے:۔

"اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علے ہی سب سے پہلے مسلمان ہوے تھے تو بھی سمجھنا چاہیے کہ گھر کے ایک نادان بچے کا ایمان لانا اور نہ لانا کیا چیز ہے اور اسلام کو کیا مدد مل سکتی ہے"

حالانکہ امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین۔ یعسوب الدین۔ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ وہ شیر خدا ہیں جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر کفر کے جلتے چراغ گل کیے ہیں۔ کرار غیر فرار کے دشمن بھی اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ

ہوتا نہ اگر مصقلۂ تیغ قضا رنگ آئینہ اسلام سے جاتا نہ کبھی زنگ
تھا ضیغم یزدان کی لڑائی کا نیا ڈھنگ دو کر دیا دم میں حق و باطل کو دم جنگ

دینداروں کی بستی ہوئی ویرانہ جہاں تھا
واں خانۂ حق بنگیا بتخانہ جہاں تھا

حق کو نہ سمجھتا تھا کوئی خلق میں مطلق ہر بت کو خدا جانتے تھے جاہل و احمق
جاری یہ ہوا خلق میں فیضِ اسدِ حق آگے کبھی تھی چمنِ دین کی یہ رونق

مردود جدا ہو گئے، مقبول جدا ہیں
دیکھو تمہیں کانٹے ہیں جدا پھول جدا ہیں

لیکن صغر سنی کے اعتراض سے صرف نفس رسول ہی کے فضائل پر حملے کیے جاتے ہیں ورنہ اپنے اصحاب کبار کی صغر سنی میں اسلام لانے سے عرش پر چڑھاتے ہیں جیسا کہ شمس العلما شبلی نعمانی حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ کے اسلام لانے پر الندوہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر ہی کے ساتھ اسلام لائے بہر حال ان کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل ان کو بچپن ہی کے زمانہ میں گنجینۂ مراد ملا۔"

حالانکہ ان کے حالات "امنوا وعملوا الصّٰلحت" کا اندازہ حضرت مولوی خواجہ نظامی صاحب کے اس کلام سے بخوبی ہوتا ہے جو صاحب ممدوح نے مجلس شوریٰ کے احوال میں آپ کی نسبت

لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

"ایک شخص (حضرت عمر سے مخاطب ہوکر) بولا کہ آپ اپنے بیٹے عبد اللہ کو خلافت کیوں نہین دیتے؟ آپنے فرمایا جب خدا تجھے غارت کرے تونے یہ مشورہ خدا کے واسطے نہین دیا اور مسلمانون کے فائدے کے لیے جو شخص (یعنی عبد اللہ بن عمر) اپنی بیوی کو طلاق دینے مین ٹھیک فیصلہ نہ کرسکتا ہو وہ مسلمانون کا کیا خاک فیصلہ کرے گا۔"

(منقول از محرم نامہ صفحہ ۱۴)

الغرض شبلی صاحب "الندوہ" مین ان کے ایمان و اعمال حسنہ کی بہت کچھ ثنا و صفت کرتے ہین۔ اور کیون نہ کرین۔ اسلئے کہ آل رسول کے ساتھ جو طرز عمل آپکے والد ماجد کا تھا وہی آپکا بھی تھا۔ چنانچہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلیفہ ہوے تو آپنے اُن جناب کی تو بعیت کی مگر یزید کی خلافت کے اسقدر حامی تھے کہ جب بعد واقعہ کربلا لوگون نے یزید سے نکث بعیت کرنی چاہی تو آپ مانع ہوے اور اسکا تخیر مین اسقدر حصہ لیا کہ ایک من گھڑت حدیث لوگون کے سامنے پیش کردی جس سے لوگ صراط مستقیم سے باز رہے"۔ اسی طرح عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت مین حجاج بن یوسف ثقفی کی بعیت کیلئے آدھی رات کو پہنچے۔ اور جب اس نے کہا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کرلینا تو یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص امام وقت کی بعیت کیے بغیر مرجائے تو وہ حالت کفر مین مرتا ہے۔ حجاج نے جو کہ دشمن اسلام تھا یہ اعتراض کیا کہ علی بن ابیطالب کے وقت یہ حدیث تمکو یاد نہ رہی تھی۔ اسوقت میرا ہاتھ خالی نہین ہے۔ اگر تمھین ضرورت ہے تو میرے پاؤن سے بعیت کرلو۔ چنانچہ اسکے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ کامل۔ تاریخ طبری اور روضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ مین موجود ہین (دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۔۔۔)

الغرض روایات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا کہ نفس رسول ہی سب سے اول ایمان لائے اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ ہی کو صدیق اکبر و فاروق اعظم کے القاب عطا فرمائے لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے باوجودیکہ بعض احادیث کے وہ خود بھی راوی ہین خلافت کی طرح یہ القاب بھی چھین لئے۔ پھر ان کے ہواخواہون نے وضعی روایتین وضع کر کے اُسکو شہرت دی جن کا بطلان خود انھین کے بیانات اور تحریرات سے ہوتا ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے کہ

"صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق رکھا تھا"

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے۔ اس کی نقل یہ ہے:-

محمد بن شعبی کاتب واقدی از زہری	محمد بن شعبی نے زہری سے روایت کی
روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب	ہے کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ اہل کتاب یعنی
آول وے را فاروق بخواندند مسلمانان متابعت	یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے مسلمان
ایشان کردند و از پیغمبر صلعم چیزے درین باب	بھی وہی کہنے لگے حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے اس بارے
بما نرسیدہ جلد دوم صفحہ ۶۵	مین مطلقاً کچھ نہین فرمایا۔

یہی ابن جریر طبری کا قول ہے اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ

عن صالح بن کیسان قال قال	یعنی اہل کتاب نے سب سے پہلے عمر کو
ابن شہاب بلغنا ان اهل الکتاب کانوا اول	فاروق کہا۔ اُسکے بعد مسلمان بھی یہی کہنے لگے
من قال عمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون	لیکن یہ خبر کسی سے ہم کو نہین ملی کہ رسول اللہ
ذلک من قولهم ولم یبلغنا ان رسول اللہ صلعم ذکر من ذلک شیئاً	نے ان کو فاروق کہا ہو۔

اب مین ناظرین کی توجہ مولائے کونین یعنے ابوالحسنین علیہ السلام کے ذاتی وصفاتی حالات کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہون جو علماء اہلسنت نے بتوضیح وتصریح لکھے ہین۔ از انجملہ

یہ ہے :-

"خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اور علے مرتضیٰ کو ایک نور سے خلق فرمایا ہے ۔"

اور جبکہ علمائے اہلسنت اس امر میں متفق البیان ہین کہ مردون مین علی اور عورتون مین خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلے ایمان لائے تو ایسی صورت مین اُن جناب کی سابق الاسلامی کے متعلق بحث کرنا ایک فضول امر ہے ۔ ہان اگر آپ کا پہلا مذہب دین محمدی کے خلاف ہوتا تو اُس وقت آپ کے مقابلہ مین دوسرون کا ایمان و اسلام پیش کر کے بحث و مباحثہ ہو سکتا تھا علے مرتضیٰ ع نے تو رسول اللہ کی گود ہی مین مثل فرزند کے پرورش پائی ہمیشہ آنحضرت کی صحبت مین رہے اور وہ جناب عہد طفولیت ہی سے اس دین پر تھے جس دین پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تھے ۔ آپکے رگ و ریشہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی تعلیم ۔ تربیت ۔ اور صحبت کا اثر تھا ۔ وہ جناب اُن جمیع صفات سے بجز نبوت و رسالت متصف تھے جو آنحضرت صلعم مین تھے ۔ آپنے ایک پل بھی کفر اختیار نہین کیا جب کہ آپ بطن مادر مین تھے تو آپنے اپنی مان کو بھی بتون کے سامنے جھکنے نہین دیا جیسا کہ تذکرۂ خواص الامۃ مین ہے ۔

عن ابن عباس قال کانت امہ	عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ جناب امیر
اذا دخلت علی ھبل تسجد لہ وھے	کی والدہ اپنے ایام حمل مین جس وقت ہبل کے پوجنے
حامل بہ علا علے بطنھا فیمنعھا من	کیلئے جاتین اور سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیر
السجود فسمی علیًّا	ان کے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور ان کو سجدہ
ارجح المطالب صفحہ (۱۰)	کرنے سے روکے رکھتے لہذا علی نام رکھا گیا ۔

غرض کہان بت پرست اور کجا بت شکن بھلا بت پرستون کے اسلام کو بت شکن کے اسلام

وایمان سے کیا نسبت ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

کفر کو ایمان سے۔ ذرہ کو آفتاب سے۔ خار کو گل سے۔ قطرہ کو دریا سے ظلمت کو نور سے کیا مناسبت ہے

چہ نسبت ہست بہ رندے صلاح و تقویٰ را سماع وعظ کجا نغمہ رباب کجا

قولہ تعالیٰ

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا — اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا

الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور — اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات — اور نہ زندے اور مردے برابر ہوتے ہیں۔

اس صورت میں محض آپ کے کہنے سے وہ حضرات نہ صدیق اکبر تسلیم کیے جا سکتے ہیں نہ فاروق اعظم

سامان سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہوتا آئینہ گر اسکندر دوران نہیں ہوتا

ہر اہل عصا موسیٰ عمران نہیں ہوتا پہنے جو انگوٹھی وہ سلیمان نہیں ہوتا

لاکھ اوج ہو پشہ کو ہما ہو نہیں جاتا

بت سجدہ کا فر سے خدا ہو نہیں جاتا

یہ چند روایتیں جو ہم نے نقل کی ہیں وہ مفہوماً جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سابق الایمانی پر دال ہیں اور بوقت جہاد پیغمبر خدا صلعم کی اعانت و رفاقت پر۔ بدر۔ حنین۔ خیبر خندق وغیرہ وغیرہ میں کفار و مشرکین کے خون کی ندیوں کا بہانا شاہد ہے

فرق اعدا پر مثال اژدہا ذوالفقار شاہ بل کھاتی رہی

بھائیو! جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی و جان نثاری کا ذرا اپنے افضل الصحابہ سے

جو سن و سال مین مسن تھے تقابل کرو کہ یار غار بنکر کاب سعادت انتساب کے ہمراہ گئے تو کفار کو

بر سر غار دیکھکر جزع و فزع کرنے لگے ہر چند پیغمبر اطمینان دلاتے تھے مگر آپ کی تسلی کسی طرح نہین ہوتی

تھی اور بجائے اسکے کہ آنحضرت صلعم کیلئے باعث اطمینان ہوتے خود آنحضرت صلعم کو بار بار اطمینان

دلانا پڑا پست وہ رفاقت ہے جس کا شہرہ آجتک زبان زد خاص و عام ہے ؎

بس کن حدیث غار کہ ننگ است نزد عقل　　　آن حزن و بیقراری شیخ معظم

اور ادھر نفس رسول اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ فرش رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا خوف و خطر

سوتے ہین - باوجودیکہ اس کا یقین تھا کہ مشرکین و کفار آج کی شب بقصد ہلاکت جناب رسول خدا

آنے والے ہین اور مجھے رسول اللہ سمجھ کر ہلاک کر دینگے مگر اپنی جان عزیز کی مطلق پرواہ

نہین کرتے ؎

شب ہجرت شدہ آمادہ ایثار حیات　　　جز علی کیست کہ این طرز وفا می داند

اللہ رے ولی خدا کا مرتبہ کہ اللہ جلشانہ اپنے ملائکہ مقربین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل

کے مقابل نفس رسول پر فخر و مباہات کرتا ہے جیسا کہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ من الناس من یشری

نفسہ ابتغاء الخ کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :-

بخ بخ من مثلک یا علی　　　اے علی! مبارک ہو کون تمھارا مثل ہو

بن ابیطالب یباھی اللہ بک　　　کہ خداوند جلیل اپنے ملائکہ کے مقابل مین تم پر

الملائکۃ　　تفسیر کبیر جلد دوم ص۲۸۳　　فخر و مباہات کرتا ہے۔

یہ حال شب ہجرت کا ہے جو مفصل جلد دوم مین تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا

ولادت جناب امیر کعبہ مین

اس مرتبہ عظمےٰ کے سوا ولی خدا کی منزلت بھی سب پر روشن ہے کہ ؎

علی کو حق نے اتارا تھا عین کعبہ مین　　　کھلی جو آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا

اس مرتبت کو خواجہ معین الدین چشتی رح نے ایک دلچسپ رباعی مین کیا خوب نظم فرمایا ہے۔

رباعی

وقتیکہ بکعبہ مرتضے شد پیدا ۔۔۔ درارض و سما جلوہ نما شد پیدا
جبریل ز آسمان فرود آمد و گفت ۔۔۔ فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

علامہ ابن صباغ مالکی جو اعاظم اہلسنت سے ہین اپنی کتاب فصول المہمہ مین رقمطراز ہین

ولد علی بمکۃ المشرفۃ داخل البیت	یعنی حضرت علی مکہ مشرفہ مین اندرون خانۂ
الحرام فی یوم الجمعۃ الثالث عشرۃ	کعبہ تیرھوین ماہ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ
من شھر اللہ الاصم رجب الفرد	متولد ہوئے اور آپکے سوا کوئی خانۂ کعبہ مین
ثلاثین من عام الفیل ولم یولد فی البیت الحرام	پیدا نہین ہوا تھا اور یہ وہ فضیلت ہے کہ خدا نے
احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بھا	محض اظہار جلالت قدر و علو مرتبت کیلئے
اجلالا لہ واعلاء الرتبۃ واظہار التکرمۃ۔	کرامت خاص آپ ہی کو عطا کی تھی۔

اور علامہ محمد بن یوسف کنجی شافعی نے ایک طولانی روایت کتاب کفایۃ الطالب مطبوعہ مصر ۶۹ ہ کے صفحہ (۲۶۹) پر جناب علی بن ابیطالب کی ولادت و فضیلت کے بارے مین تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

"جابر بن عبد اللہ انصاری صحابی راوی ہین کہ ایک روز مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے جناب امیر کی ولادت کا حال پوچھا آپنے فرمایا کہ تم نے بہترین مولود کے بارے مین سوال کیا جو بمشابہت حضرت مسیح پیدا ہوا خدا نے علی کو ہمارے نور سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے نور سے اور ہم دونون ایک نور سے تھے پھر خدا نے ہم دونون کو صلب آدم سے طرف اصلاب طاہرہ کے منتقل کیا اور ہر نقل مین علی ہمارے ساتھ تھے یہان تک کہ ہم بہترین رحم حضرت آمنہ مین آئے اور علی کو

اُس رحم کی سپرد کیا جو بہترین رحم تھا یعنے رحم فاطمہ بنت اسد۔ حضرت فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایک مرد زاہد و عابد تھا اس نے ایک سو ستر سال خدا کی عبادت کی تھی اور ایک حاجت بھی خدا سے نہین چاہی تھی خداوند عالم نے ایک روز ابو طالب کو اس کے پاس پہونچا دیا اُس نے اپنے پاس بٹھایا اور بعد استفسار سکونت حسب و نسب سر پر بوسہ دیکر فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ تم سے ایک فرزند ہوگا جو ولی خدا ہوگا۔ جب جناب امیر پیدا ہوے تو تمام زمین منور ہوگئی اور ابو طالب کہنے لگے ایہا الناس! آج ولی خدا خانۂ کعبہ مین پیدا ہوا صبح کو داخل خانۂ کعبہ ہوے تو کہا اے خداوند عالم اپنے امر خفی کو جو اس طفل کے بارے مین ہے ظاہر فرما۔ اسپر ایک ہاتف کی آواز آئی۔ اے اہلبیت نبی مصطفٰے خدا نے تم کو خاص کیا ہے ولد ذکی سے اسکا نام علی ہے جو مشتق ہے علی اعلیٰ سے۔

حدیث حضرت فاطمہ بنت اسد کی فضیلت مین

اس موقع پر ہم آپ کی والدۂ ماجدہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بھی ایک روایت تذکرہ جناب فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا مدونہ مولوی محمد نظام الدین حسن خان صاحب سُنی المذہب سابق جج مجلس عالیہ عدالت دولتِ آصفیہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۲۰ سے نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ وہ خاتون کس مرتبے اور درجے کی تھین۔ وہ یہ ہے :۔

"جب حضرت فاطمہ بنت اسد خوشدامن حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلعم نے اپنی قمیص اُن کو پہنائی اور نماز جنازہ پڑھائی۔ دعاے خیر مانگی اور قبر مین رکھنے کے قبل آپ خود قبر مین لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد نکلکر حضرت فاطمہ بنت اسد کو دفن فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ فعل آپکا بالکل نیا ہے آپنے کبھی ایسا نہین کیا۔ آپنے فرمایا کہ قمیص اسلئے پہنائی کہ اللہ رحمت کرے اور قبر مین اسلئے لیٹا کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ اُس مین وسعت دے اور فرمایا کہ یہ میری دوسری ماں ہین۔ ابو طالب کے بعد یہ میرے ساتھ

بہت محبت فرماتی تھین اور بہت خلق سے پیش آتی تھین۔ حضرت جبرئیل نے خبر دی ہے کہ یہ عورت اہل جنت سے ہے اور ستر ہزار فرشتون نے آپکی نماز جنازہ پڑھی۔

سبحان اللہ! کیا انصاف ہے کہ جس ولی خدا نے ایام طفولیت مین رسالت اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جو بطن مادر مین بھی کفر و شرک سے پاک رہا۔ جس کو اوائل عمر مین ہی وصی و خلیفۂ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو ابتدا البعثت سے تا وقت رحلت مصیبت و سختی کے وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاون و مددگار رہا۔ جس ضرغام الٰہی نے دین خدا کی اشاعت مین نامی گرامی کفار کو تہ تیغ کیا جس کی ہمت و شجاعت پر بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

"چون علی کرم اللہ وجہہ بدفع مشرکان مشغول شد رسول اللہ صلعم فرمودا ے علی می شنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان مے گوید لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار"

جسکے خدا اور رسولؐ مداح و ثنا خوان ہون۔ اُس کے ایمان اور جان نثاری پر تو اہلسنت پردہ ڈالین اور جو لوگ اسلام اور ہادی اسلام کے پکے دشمن ہون اور اسلام لانے کے بعد بھی پیغمبر خدا کی حیات و ممات مین کینہ دیرینہ کا اظہار اپنی رفتار گفتار۔ اعمال و افعال اور حرکات و سکنات سے رسولؐ اور آل رسولؐ کے ساتھ کرتے رہے اُن کو سابق الاسلام یار وفادار۔ اور جان نثار رسول بتائین چنانچہ کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نازک وقت مین آپ اصحاب کو جان نثار رسول صلعم بتاتے ہین اسوقت مین کوئی شخص اتنا دشمن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ تھا جتنے کہ حضرت عمرؓ تھے یہان تک کہ ایک روز تلوار گلے مین حمائل کر کے آنحضرتؐ کے قتل کرنے کو چلے چنانچہ اب ہم اُن کے اسلام لانے کا حال جس کو جناب شمس العلما مولوی شبلی نعمانی نے لکھا ہے بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

حضرت عمرؓ کا جناب رسول خدا کے قتل کو آنا اور اسلام لانا

حضرت عمر ابھی تک اسلام سے بالکل بیگانہ تھے ان کے کانون مین جب صدا پہونچی تو سخت برہم ہوے یہان تک کہ قبیلے مین جو لوگ اسلام لا چکے تھے ان کے دشمن بن گئے لبینہ ان کے خاندان مین ایک کنیز تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اسکو بے تحاشا مارتے اور مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے ذرا دم لیلون پھر مارون گا لبینہ کے سوا اور جس جس پر قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہین کرتے تھے آخر مجبور ہوکر فیصلہ کیا کہ نعوذ باللہ خود بانی اسلام کا قصہ پاک کردون۔ تلوار کمر سے لگا سیدھے رسول اللہ کی جانب چلے۔ کارکنان قضا نے کہا ع آمدان یارے کہ ما میخواستیم۔ راہ مین اتفاقاً نعیم بن عبد اللہ مل گئے ان کے تیور دیکھکر پوچھا خیر تو ہے بولے محمد کا فیصلہ کرنے جاتا ہون۔ انھون نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو کہ خود تمھارے بہن بہنوئی اسلام لا چکے ہین فوراً پلٹے اور بہن کے یہان پہونچے وہ قرآن پڑھ رہی تھین ان کی آہٹ پاکر چپ ہوگئین اور قرآن کے اجزا چھپا لئے لیکن آواز ان کے کانون مین پہونچ چکی تھی بہن سے پوچھا یہ کیا آواز تھی بہن نے کہا کچھ نہین بولے کہ مین سن چکا ہون کہ تم دونون مرتد ہوگئے یہ کہکر اپنے بہنوئی سے دست و گریبان ہوگئے اور جب ان کی بہن بچانے کو آئین تو ان کی بھی خبر لی یہان تک کہ ان کا بدن لہولہان ہوگیا اسی حالت مین ان کی زبان سے نکلا کہ عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہین سکتا فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھدئے جب اس آیت پر پہونچے "امنوا باللہ ورسولہ" تو بے اختیار پکار اٹھے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ جہان رسول اللہ پناہ گزین تھے حضرت عمر نے آستانہ مبارک پر پہونچکر دستک دی چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ آنے دو

اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُسکا سر قلم کر دیا جائے گا حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ خود آگے بڑھے اور اُن کا دامن پکڑ کے فرمایا کیون عمر کس ارادے سے آیا ہے نبوت کی پر رعب آواز نے ان کو کپکپا دیا نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی کہ ایمان لانے کے لئے۔ آنحضرت بے ساختہ اللہ اکبر پکار اُٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہ نے ملکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ تمام پہاڑیان گونج اُٹھین حضرت عمر کے اسلام لانے نے اِسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۴ و ۲۵)

اسی طرح جناب خان صاحب رامپوری اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ مین کرتے ہین کہ:۔

"ابتدائے اسلام کی تاریخ مین ان (حضرت عمرؓ) کا مسلمان ہونا ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے بلکہ محققین کے نزدیک تو وہ ایسا امر ہے کہ بعثت کے بعد اسلام کی عزت و جلال کے لیے جو دوسرا امر ہے وہ یہی ہے (عروج اسلام جلد ششم صفحہ ۱۴۰)

جناب شبلی صاحب کے اِس ارشاد سے کہ "حضرت عمر کے ایمان لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دَور پیدا کر دیا ہے" ہم کو بھی اتفاق ہے۔ بلاشبہ یہی تو وہ دور ہے جس کی نسبت ہم عبدالکریم شہرستانی کا قول حدیث قرطاس کے متعلق مسئلہ فضیلت صحابہ کے جواب مین نقل کر آئے ہین کہ "پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی تھی اور پہلی نزاع اِسلام مین حضرت عمر سے قائم ہوئی" لاریب محققین کے نزدیک اسی دور مین شجر فتنہ و فساد کا تخم سقیفہ مین بویا گیا جو لیسے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ ایک دین حق کے تہتر ٹکڑے ہوگئے۔ جس کی وجہ سے آل نبی و اولاد علی کی قربانیان شل گوسفند کی گئین واحسرتاہ واسفاہ ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے
کی تھی ریاضت اُسپہ علی و بتول نے
پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے
تیغون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمن روزگار مین
پامال ظلم ہو گیا فصل بہار مین

پس یہ دور جس طرح تیرہ سو برس سے یادگار چلا آتا ہے اسی طرح تا دور شمس و قمر اسلامی دنیا مین یادگار رہے گا۔

چھپاؤن مین لاکھ سوزِ غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا
دل و جگر جب تک جلے گا یہ آگ کیونکر نہان رہے گی

حضرت عمرؓ کے اسلام کے متعلق آپ نے بھی جو روایت اسی آیات بینات مین درج کی ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بیش بہا انعام کی طمع پر تلوار گلے مین حائل کر کے آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے تھے اُس روایت کی نقل یہ ہے۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے ابوجہل نہایت مغرور مشہور و نامور تھے اور اُن کو سب سے زیادہ عداوت بھی پیغمبر صاحب کے ساتھ تھی شب و روز اسلام معدوم ہوجانے کی فکر مین رہتے تھے۔ ابوجہل نے جس کو پیغمبر صاحب کے ساتھ دلی عداوت تھی اپنے بھائیون سے کہا کہ جو کوئی پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لائے اسکو ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار صلہ مین دونگا چنانچہ حضرت عمر نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے ارادے سے چلے جب دولت سرا پر پہونچے کوئی دروازہ کھولنے کو نہ اُٹھا مگر حضرت امیر حمزہؓ چچا پیغمبر صاحب کے یہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک آدمی ہے اگر اطاعت کے ارادہ پر آتا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر۔ چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوے جناب پیغمبر صاحب بنفس نفیس اُٹھے اور اُن کو ایسا دابا کہ انکی آنکھین نکل پڑین (آیات بینات صفحہ ۰، مطبع مصطفائی)

پس جبکہ ان تمام روایتون سے حضرت عمرؓ کی دشمنی و عداوت اور طمع و حرص خود محققین اہلسنت کے بیان سے ثابت ہے تو اب مابین ہمارے اور اہلسنت کے اختلاف اس امر مین ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ ان کی اس عداوت اور طمع کو ان کے کمال ایمان اور جان نثاری سے مبدل کر کے اُن کو تمام اُمت سے ایمان مین اکمل اور مرتبہ مین اعلےٰ اور افضل و رفلک اسلام کا مہروماہ سمجھتے ہین اور ہم اُن کو اسلام لانے کے بعد بھی ویسا ہی۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر اسلام اور آنحضرت صلعم کا مخالف جانتے ہین اسلئے کہ گو اس وقت اُن کو بسبب شوکت نبوت و جلالت رسالت آنحضرت صلعم پر تلوار اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن وہ عداوت جو پنہان تھی آخر کار آنحضرت صلعم کے حج آخری کے وقت سے عیان ہونے لگی۔ چنانچہ بعد برخاست جلسۂ غدیر خم جناب امیر المومنینؑ سے حسد کرنا۔ ہر بات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مخالفت کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف کرنا فرمان مصحف ناطق کو ہذیان بتانا محبوب خدا کا دفن و کفن چھوڑ کر حصول حکومت کی غرض سے خلافت پر قابض ہو جانا۔ بنی ہاشم سے خاص عداوت و عناد رکھنا۔ شاہ ولایت اور اہلبیت نبویؐ کے حقوق تلف کرنا۔ بھائی اور وصی رسول اللہ پر بیعت کے لئے جبر کرنا بصورت انکار قتل کی دھمکی دینا۔ ایوان نبوت و رسالت کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑی لے جانا جگر گوشۂ رسول اللہؐ کو میراث پدری سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کر لینا آل رسول پر خمس کو بند کرنا مجلس شوریٰ قائم کر کے آل رسول اور اولاد بتولؑ کی حقارت اور ہلاکت کی بنیاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ واقعات ان کی اس مخالفت پر مثل آفتاب روز روشن شاہد ہین۔ بھائیو! یہ جلوے اور ان کے افعال و کردار ایسے نہین ہین جو کسی کے چھپائے چھپ سکین

پاس احمدؐ کا بھی ہو ظلم کا اقدام بھی ہو
شیوۂ کفر بھی ہو دعویٰ اسلام بھی ہو

اب ہم حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی روایتون کی نسبت جن پر اہل سنت کو بہت کچھ

نازہے یہ عرض کرتے ہین کہ اگر حضرت عمرؓ فی الحقیقت بقول شبلی صاحب اپنی بہن سے آیہ کریمہ "امنوا باللہ ورسولہ" سنکر صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو جو تلوار گلے مین حمائل کرکے پیغمبر خدا صلعم کے قتل کو چلے تھے اُسکو وہین پھینک دیتے۔ حالانکہ یہ تلوار آستانہ رسالت تک آپ کی گردن مین حمائل تھی بلکہ یہ امر تو آپ کی بدنیتی[لہ] پر دلالت کرتا ہے۔

لہ اس واقعہ مین حضرت عمر کی بدنیتی پر دلالت کرنے والے بہت سے روایات ہین جنمین سے بعض کو ہم انسان العیون حلبی سے نقل کرتے ہین۔ راوی کہتا ہے ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تمھارے خداؤن کو بُرا کہا اور تمھارے عقول کی تسفیہ کی اور گمان کیا کہ جو لوگ تمھارے اسلاف سے گذرے ہین وہ آگ مین گرو یے جائینگے آگاہ ہو کہ جو شخص محمدؐ کو قتل کرے گا اوسکو مین سو ناقہ سُرخ اور سیاہ رنگ کے دونگا اور ہزار وقیہ چاندی دون گا۔ اور بنا بر قول دیگر یہ قرار دیا تھا کہ جو قتل کرے گا اوسکو اتنے اتنے وقیہ سونا اور اتنے اتنے وقیہ چاندی اور اتنے اتنے نافہ اور اتنے اتنے حلے وغیرہ دیئے جائینگے۔ عمر نے کہا کہ مین اس کام کو انجام دون گا۔ لوگون نے کہا کہ اے عمر ضرور تم اس کام کے قابل ہو اور اسپر عہد اُن سے کرلیا۔ عمر کہتے ہین کہ مین تلوار حمائل کرکے اور پہلو مین ترکش لگا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرکے نکلا تھا کہ گذر میرا ایک گوسالہ کی طرف سے ہوا جو ذبح کیا جارہا تھا مین نے اُس گوسالہ کے شکم سے آواز سنی کہ اے آل ذریح ایک پکارنے والا زبان فصیح پکار رہا ہے۔ دعوت کر رہا ہے شہادت ان لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ کی طرف مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس امر سے سوائے تمھارے اور کوئی مراد نہین ہے اور ذریح نام تھا اُس گوسالہ کا جو ذبح کیا جارہا تھا اور ذریح اُسکو خون کے رنگت کے سبب کہتے تھے کہ وہ سُرخ رنگ کا تھا اور عرب مین احمر ذریحی اوس سُرخ رنگ کو کہتے ہین جس مین سُرخی تیز ہو راوی کہتا ہے کہ عمر پھر ایک ایسے شخص کی طرف سے ہو کر گذرے جو اسلام لاچکا تھا اور اپنا اسلام اپنی قوم کی ڈر سے چھپاتا تھا اُسکو نعیم کہتے تھے یعنی عبداللہ نخام کا بیٹا جیسا کہ گذرا اُسنے پوچھا کہ اے ابن خطاب! کہان چلے؟ عمر نے کہا کہ (معاذاللہ) اس بیدین کی طرف جاتا ہون جسنے قریش کے امر کو متفرق کردیا ہے اور اُن کے عقول کی تسفیہ کی ہے اور اُن کے خداؤن کا بدگو ہے مین اُسے قتل کرون گا نعیم نے ان سے کہا کہ تجکو تیرے نفس نے فریب دیا ہے کیا تجکو یہ خیال ہے کہ بنی عبدمناف زمین پر چلتا ہوا تجکو چھوڑ دینگے حالانکہ تو نے محمدؐ کو قتل کیا ہو۔ بہتر ہے کہ تو اپنے گھر والون مین جا تاکہ اُن کے امر کا سر پرست ہو۔ عمر نے کہا کہ میرے اہلبیت کون؟ اُسنے کہا کہ تیرے بہنوئی اور ابن عم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور تیری بہن کہ یہ دونون اسلام لاچکے ہین۔

بہرکیف اگر حضرت عمرؓ صدق دل اور خلوص ایمان سے جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت مین حاضر و موجود ہوے ہوتے اور اُن کا اسلام لانا بسبب برکت دعا آنحضرت صلعم ہوتا تو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم نبوت سے آپکے اسلام لانے اور آمد آمد کا علم ہو جاتا اور اُنکے حاضر ہونے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو اُن کے اسلام لانے کا مژدہ سُنا کر اُن کے استقبال کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرطِ طرب مین یہ ارشاد فرماتے ع

"آمد آن یارے کہ ما می خواستیم"

اور حضرت عمرؓ کو دیکھکر آنحضرت صلعم اور کل اصحاب خوش ہو ہو کر اُن سے بغلگیر ہوتے مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱) تجکو لازم ہے کہ جاکر اُن کا حال دریافت کر نعیم نے یہ جو کچھ کہا تھا اس غرض سے کہا تھا تاکہ عمر کو رسول اللہ کے قتل سے باز رکھے اور بقولے جو عمرؓ کو ملا تھا وہ سعد بن ابی وقاص تھا اُسنے کہا کہ اے عمر کہان کا ارادہ ہے؟ اے عمر! جواب دیا کہ مین چاہتا ہون کہ محمد کو قتل کردون۔ سعد نے کہا کہ "تمھاری یہ طاقت نہین ہے چاہتے ہو کہ محمد کو قتل کرو بنی عبد مناف تم کو زمین پر چلتا ہوا چھوڑ دین عمرؓ نے کہا کہ تو اسلام کی طرف مائل ہو گیا ہے مین تجھی سے پہل کرتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون سعد نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ عمرؓ نے اپنی تلوار کھینچی ادھر سعد نے اپنی تلوار کھینچی اور قریب تھا کہ چل جائے پھر سعد نے عمر سے کہا کہ کیا ہو گیا ہے تجکو اے عمر اپنی بہن اور بہنوئی کو پہلے تجھے قتل کرنا چاہیے تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دونون بھی اسلام کی طرف مائل ہو گئے سعد نے کہا ہان عمرؓ نے سعد کو چھوڑ دیا اور اپنی بہن کے مکان پر گئے خباب بن ارت بھی اُن لوگون کے پاس پائے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک صحیفہ تھا اوسمین سورہ طٰہٰ لکھا تھا۔ اُن لوگون کے سامنے پڑھ رہے تھے کہ عمر نے اُن لوگون کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ جب آہٹ عمر کی سُنی اُن لوگون نے تو خباب تو غائب ہو گئے اور وہ صحیفہ چھوڑ گئے جب مکان مین عمر آئے تو اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی مین سُن رہا تھا بہن نے اُن کی کہا کہ کچھ نہین ہم لوگ آپسمین باتین کر رہے تھے وہی تم نے سُنی ہونگی عمر نے کہا کہ قسم بخدا مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونون (اپنے بہن بہنوئی کو کہا) نے محمد سے بیعت کر لی ہے اُن کے دین پر اور اپنے بہنوئی پر حملہ کیا اور زمین پر پچھاڑ دیا اور اُنکے سینہ پر بیٹھکر اُنکی ڈاڑھی پکڑ لی۔ بہن اُن کی اپنے شوہر کو چھڑانے کی غرض سے اٹھین انھین بھی مارا کہ پیشانی اُنکی زخمی ہو گئی جب عمرؓ ن بہتے دیکھا

برعکس اس کے جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا آنا گراں گذرا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے دقّ الباب کیا اور ایک صحابی نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا اور ان کا حال حضورؐ میں عرض کیا تو کل اصحاب اُن کے آنے سے متردد ہوئے کہ کوئی دروازہ کھولنے کو بھی نہ اُٹھا آخر بقول شبلی صاحب :-

"چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اِس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا آنے دو۔ اگر مخلصانہ طور پر آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُسکا سر قلم کر دیا جائے گا"

غرض جب حضرت عمرؓ حضورؐ کے سامنے حاضر کئے گئے تو اُس وقت تک آپ ان کی طرف سے ویسے ہی بدگمان تھے اور اُن کو اپنا اور اسلام کا دشمن جانتے تھے۔ جیسا کہ ابن اثیر جزری کا قول ہے کہ :-

حضرت نبی صلعم خود ہی حضرت عمر کی طرف تشریف لائے اور اُن کے پاس آکر چادر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۰۲) کہنے لگیں اے دشمن خدا! تو مجکو اسپر مارتا ہے کہ میں خدا کی توحید کرتی ہوں میں ضرور تیری ناک زمین پر گھسنے کیلئے اسلام لائی۔ تجکو جو کرنا ہو کر۔ جب بہن کی یہ حالت دیکھی اپنے بہنوئی پر جو ظلم کیا تھا اُسپر نادم ہوئے بہن سے کہا کہ یہ صحیفہ مجھے دو دیکھوں تو کیا لائے ہیں محمدؐ اور عمر لکھنا جانتے تھے بہن نے اُن کی کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تم ضایع نہ کر دو عمر نے قسم کھائی کہ ضرور پڑھنے کے بعد پھیر دینگے۔ بہن نے اُن کی کہا کہ تو نجس ہے اور اسکو سوائے طاہر کے کوئی چھو نہیں سکتا۔ اور حلبی نے ایک روایت یہ لکھی ہے کہ عمر کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب شب میں کیا۔ حضرت نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا کہ عمر۔ حضرتؐ نے فرمایا تو مجھ کو نہ شب میں چین لینے دیتا ہے نہ دن میں۔ پس مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر بد دعا نہ کریں۔ لہذا میں نے کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا۔ علاوہ اِس کے حلبی نے بہت سے عجیب وغریب حالات لکھے ہیں جنکو دیکھکر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ دل کا عمر کے کیا حال تھا ۱۲ منہ

کے کنارے سب طرف سے پکڑ لئے اور نہایت زور سے اُسے کھینچکر پوچھا کہ تو کیون آیا ہے ابھی تک تو اپنی شرارت سے باز نہین آیا کیا خدائے تعالیٰ کا عذاب نازل ہونا چاہتا ہے"

(دیکھو عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۴۴)

اور بقول صاحب ابوالفدا (مندرجہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ چھاپہ مصر):-

"آنحضرت صلعم نے نہایت خشمناک ہوکر فرمایا:-

ما تزال حتی تنزل بک القارعۃ	کہ جب تک تو رسوا اور ذلیل ہوگا ہمیشہ تو اپنے کفر و نفاق ہی پر جما رہے گا"

آخرکار جب حضرت عمرؓ نے جناب حمزہؓ کا کلام سُنا اور ادھر آنحضرت صلعم کو بھی غیظ و جلال مین دیکھا تو گھبرا گئے اور سوچے کہ مین تو رسول اللہ کا سر لینے آیا تھا مگر یہان تو میرا ہی سر کٹتا ہے۔ پس ہیبت نبوت و جلالت رسالت نے بقول شبلی صاحب (نبوت کی پر رعب آواز نے ان کو کپکپا دیا) اور سب بیان آپکے (ان کی آنکھین نکل پڑین) لہذا اس کشمکش نے ایسا اثر کیا کہ تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا اور مجبور ہوکر کلمہ پڑھ لینے ہی مین اپنی جان کی امان ان کو نظر آئی چنانچہ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۹۶ مین آپ کے اسلام لانے کا یہی سبب لکھا ہے۔ اس روایت کی نقل یہ ہے:-

فخرج الیہ فاخذ رسول اللہ بجامع ثیابہ ثم نترہ نترۃ فما تمالک عمران وقع علی رکبتیہ فقال ما انت بمنتہ یا عمر	پس جب حضرت عمر کی آمد آنحضرت نے سُنی تو آپ باہر آئے اور اُن کا کپڑا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ عمر زانو کے بھل گر پڑے اور فرمایا کہ اے عمر! تو باز نہ آئے گا

نقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ — جب پر عمر نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

پس یہ ایمان وہ ایمان ہے جسکی مذمت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم (سورۃ المائدۃ) — منھ سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین لیکن اُن کے دل ایمان نہین لائے۔

اور اسی وجہ سے شیعون کا ان حضرت کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ اصحاب ثلٰثہ از امر اول از ایمان بہرہ نہ داشتند)۔

افسوس! کہ ہمارے سنی بھائی بفحوائے ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد محض اصحاب ثلٰثہ کی خاطر حالات اور واقعات پر کیسا پردہ ڈالتے ہین کہ حضرت ابوطالب سے جان نثار جنھون نے آنحضرتؐ کی پرورش کی۔ اور دشمنون سے دس سال تک حفاظت رسالت و نبوت کی تصدیق اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ہر طرح کی حمایت و اعانت کی اسلام کی خاطر کل بنی ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب مین تین سال تک آب و دانہ اور ہر قسم کی تکلیفین اُٹھائین۔ اور حضرت خدیجہ رضی خاتون جنھون نے اپنا مال آپ پر نثار کیا اور مژدۂ بعثت سنتی ہی آنحضرتؐ پر ایمان لائین۔ حضرت جعفرؑ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم سے وفادار اقربا، جو ہمہ وقت آپ کے سینہ سپر رہے اور راہِ خدا مین ہجرت کی اور یہان تک جہاد کیا کہ خدا و رسولؐ پر اپنی جانین نثار کردین جن کی شہادت مین خود خدائے عزّ و جل فرماتا ہے:۔

فالذین ھاجروا و اخرجوا مین دیارھم و اوذوا فی سبیلی و قاتلوا و قتلوا لاکفرنّ عنھم سیاٰتھم — جن لوگون نے ہمارے لیے وطن چھوڑے اور اپنے گھرون سے نکالے اور ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ ہم اُن کی خطاؤن کو

ولادخلنهم جنت تجری من تحتها	اُن سے ضرور محو کر دینگے اور اُن کو ایسے باغون
الانہر ثوابا من عند اللہ واللہ	مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین بہ رہی
عندہ حسن الثواب	ہونگی اللہ کے یہان سے یہ بدلہ ہے اور اچھا
پ ۴ - س - ال عمران ع ۱۹	بدلہ اللہ ہی کے نزدیک ہے۔

ایسے وفادار اور جان نثار ایمان والون کو تو اسلام اور ہادی اسلام کے دشمن بتائین اور جن حضرات نے دنیا حاصل ہونے کی غرض سے اسلام قبول کیا تھا اور جو اس نازک وقت مین اپنی قوم کی پناہ مین رہ کر امن وامان مین رہے۔ جو ہمیشہ جہاد مین فرار اور رسالت و نبوت مین شک وشبہہ کرتے رہے۔ تا زیست خدا و رسولؐ کی عدول حکمی کو اپنا شعار سمجھتے رہے دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کے دفن وکفن اور نماز جنازہ مین بھی شریک نہوے اُن کو اسلام اور ہادی اسلام کا سچا فدائی اور حقیقی جان نثار سمجھین اور حق کو باطل اور باطل کو حق بتائین۔ واہ۔ واہ۔ واہ شعر

جفا کی تم نے اور ہم نے وفا کی   تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی

قال

پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا۔ اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول اول ہی آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بلا توقف اور بلا تامل کلمۂ شہادت پڑھا اور بلا اصلاح و مشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر اور اپنے بھائی بندون سے علحدہ ہو کر آپ کا دامن پکڑا اور اپنے دوست اور آشناؤن سے مخالفت کر کے غاشیۂ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگون کا جو ایسے نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہوے ہون کوئی نہایت قوی سبب ہوگا ورنہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اپنے دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اپنے عیش و آرام کو ترک کرنا اور مصیبت و ایذائین اور تکلیفین اٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہین ہوتا۔

قولہ
ابتدائے بعثت مین صحابہ کے اسلام لانے کا کوئی قوی سبب ہوگا

(آیات بینات)

اقول

ایمان و اسلام میں فرق

جن لوگوں نے ابتداے دعوت میں اسلام قبول کیا تھا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کے کہنے کو سچ جانا تھا اُن میں اگر اصحاب ثلثہ شامل ہیں تو آپ کو یہ امر کتب امامیہ سے ثابت کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اُن کا ایمان شیعوں کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچا جیسا کہ جناب غفران مآب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :۔

کہ اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات	پہلے اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت کرنا چاہیئے
باید رسانید بعد ازین باین افسانہ بیہودہ ترنم	بعد اسکے یہ بیہودہ افسانہ گانا چاہیئے اسلئے
باید نمود زیراکہ دانستی کہ مساک امامیہ درین	کہ انکے ایمان کے بارے میں امامیہ کا یہ مقولہ
باب آن ست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان	ہے کہ اصحاب اول ہی سے ایمان سے بہرہ
بہرہ نہ داشتند	نہ رکھتے تھے ۔

البتہ ان کے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہیں لیکن اسلام اور ایمان میں فرق ہے اور یہ تفریق کچھ شیعوں نے ہی نہیں کی ہے بلکہ اس کا فرق قول باری تعالی سے روشن ہے :۔

وقالت الاعراب امنا قل لم	اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اے رسول
تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل	انسے کہو کہ تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یہ کہو کہ اسلام
الایمان فی قلوبکم	لائے ایمان تو تمھارے دلوں میں بیٹھا ہی نہیں ۔

ابتدائے بعثت میں اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید

اور اصحاب ثلثہ کا تو ابتداے دعوت میں اسلام لانا بھی کتب اہلسنت سے ثابت نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر کا مسلمان ہونا تو خود حسب روایات اہلسنت بعثت نبوی سے چھہ برس کے بعد

معلوم ہوتا ہے اور اُسوقت تک متعدد اشخاص دائرہ اِسلام مین داخل ہو چکے تھے جن کی تعداد خود آپنے قریب چالیس آدمیون کے بتائی ہے۔ پس اس زمانہ کو ابتدائی زمانہ کون کہتا ہے۔ ہان اگر اہلسنت نے انھین کے اِسلام لانے کی تاریخ سے یہ حساب لگایا ہو اور اُس تاریخ سے دعوت اِسلام کی ابتدا شروع کی ہو تو وہ اور بات ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی سابق الاسلامی بھی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچی اسلئے کہ خود محققین اہلسنت کو اِس مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ دس پانچ آدمیون کے اِسلام لانیکے بعد مسلمان ہوے تھے اور کسی کا بیان ہے کہ پچاس آدمیون کے بعد اِسلام لائے تھے اور وہ روایتین یہ ہین :-

پہلی	اخرج ابن عساکر بسند جید عن محمد بن ابی وقاص انہ قال لابیہ سعد وکان ابوبکر الصدیق اولکم اسلاما قال ولکنہ اسلم قبلہ اکثر من خمسۃ ولکن کان خیرنا اسلاما (تاریخ الخلفا)	بسند معتبر ابن عساکر نے محمد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ اُس نے اپنے باپ سعد سے پوچھا کہ کیا ابوبکر سابق الاسلام تھے؟ تو اُسنے کہا نہین بلکہ اُن سے پہلے پانچ آدمیون سے زیادہ اسلام لا چکے تھے۔ لیکن اسلام اُن کا بہتر تھا۔
دوسری	حدثنا ابن حمید کنانہ بن جبلہ عن ابراھیم بن طھمان عن الحجاج بن الحجاج عن قتادہ عن ثعالب بن الجعد عن محمد بن موسیٰ قال قلت لابی کان ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا	ابن حمید نے محمد بن موسیٰ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے پوچھا کیا ابوبکر تم لوگون سے پہلے اسلام لائے تھے؟ اُس نے کہا کہ نہین بلکہ اُن سے قبل پچاس آدمی سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابوبکرؓ

واسلم قبلہ اکثر من خمسین ولکن کان افضلنا اسلاما ۔ (تاریخ طبری جلد ۲ ص۲۱۵ مطبوعہ مصر) کا اِسلام لانا ہم سے افضل تھا۔

صحابہ مومنین و صحابہ منافقین کے اسلام لانے کے اسباب

اِن رواتیون سے اُن کی سابق الاسلامی باطل ہوگئی۔ اب رہا یہ کہ جو لوگ نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون تو ان کے اِسلام لانے کا کوئی توی سبب ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو صحاب متقین اور صالحین تھے اُن کے ایمان لانے کا توی سبب رستگاری آخرت تھی ان لوگون مین سے بعض تو آنحضرت صلعم کے عزیز تھے۔ جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے اور اکثر مومنین صالحین مثل حضرت عمار حضرت یاسر حضرت بلال وغیرہ وغیرہ کے جو مثل عزیزون کے تھے اُن کے ایمان کا یہ حال تھا کہ نہ کبھی انھون نے بعد لانے ایمان کے آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت مین شبہہ کیا اور نہ کسی امر مین اپنے پیغمبر کی مخالفت کی۔ اور بعض تو اسی نازک زمانے مین اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کرگئے جیساکہ حضرت عمار کے والدین یعنی حضرت یاسر و حضرت سمیہ کا کفار مشرکین کے ہاتھون سے اذیت اُٹھانا اور شہید ہوجانا کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے ہم بعض روایات کی نقل اس جگہ کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

پہلی روایت عمار بن یاسر اور اُن کے باپ اور مان مسلمان ہوگئے تھے یہ قدیمی مسلمانون مین ہین۔ بنی مخزوم۔ عمار اور اُن کے مان باپ کو مکہ کی گھاٹیون مین اس وقت لے جاتے تھے جب کہ پتھر نہایت گرم ہوجاتے تھے اور وہان انھین گرمی کی شدت سے ایذا دیتے تھے ایک مرتبہ نبی صلعم ان پر سے ہوکر گذرے اور فرمایا آل یاسر تمھارا اور ہمارا موعد جنت ہے۔ اِسکے بعد یاسر اسی عذاب سے مرگئے۔ عمار کی مان سمیہ کو ابوجہل نے نیزہ مارا اس سے وہ مرگئی۔ یہی عورت اِسلام مین سب سے اول شہید ہوئی۔

عمار کو بھی بڑا عذاب دیتے تھے کبھی تو ان کو گرمی کی سختی سے ستاتے تھے اور کبھی

سُرخ گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیتے تھے اور کبھی پانی میں غرق کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک محمد کو گالیاں نہ دے گا اور لات وعزیٰ کی تعریف نہ کرے گا تب تک تجھے ہم نہ چھوڑینگے"

آیات و روایات نسبت جواز تقیہ

ایک بار عمار نبی صلعم کے پاس روتے ہوئے آئے آپ نے پوچھا خیر تو ہے عمار نے کہا یا رسول اللہ بُری حالت ہے اس طرح لوگ مجھ سے پیش آتے ہیں آپ نے فرمایا پھر تمھارا دل کیا کہتا ہے عمار نے کہا میرے دل کو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھیں ایذا دیں تو تم سے جو کچھ وہ کہلائیں کہہ دینا۔ چنانچہ اسیوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مُطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ط

(سورہ نحل)

جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن ایمان لانیکے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔

یہ عمار رسول اللہ کے ساتھ تمام معرکوں میں شریک رہے ہیں صفین میں حضرت علی کی طرفداری میں شہید ہوئے ان کی عمر ترانوے چورانوے سال سے متجاوز تھی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۱ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

دوسری

اخرج ابن مسعود عن محمد بن سیرین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عمارا

ابن مسعود نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ آنحضرت نے عمار سے ملاقات کی

وھو یبکی فجعل یمسح عینہ یقول	وہ حضرت کو دیکھکر رونے لگے حضرت اپنے دست
اخذک الکفار فغطوک فی	مبارک سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے اور
الماء فقلت کذا وکذا فان	فرماتے تھے کہ تم کو کفار نے پکڑ کے پانی مین
عادوا فقل ذالک لھم	غوطہ دیا اور ڈبویا اُس وقت تم نے بحالت مجبوری
(تفسیر در منثور جلد سوم صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر)	یہ باتین کہی تھین اگر دوبارہ کفار یہی کہین تو بھی کہدو

تیسری ایک دفعہ کافرون نے حضرت عمار اور اُن کے ماں باپ کو جو مسلمان ہوگئے تھے اور دھوپ مین تپتی ہوئی ریت پر ڈالدیا کہین اُدھر سے رسول اللہ صلعم تشریف لارہے تھے آپنے دیکھکر فرمایا اے یاسر کے خاندان کے لوگو! صبر کرو تمھاری جگہ جنت مین ہے حضرت یاسر کا اس سختی مین انتقال ہوا اور اُن کی بیوی سمیہ نے ابوجہل سے سختی کے ساتھ گفتگو کی ابوجہل نے اُن کو اُسی وقت شہید کردیا۔ اسلام مین سب سے قبل حضرت سمیہ ہی نے شہادت کا درجہ پایا۔ (رسالہ ذکر مبارک ص۱۵)

تاریخ کامل کی جو روایت اوپر نقل ہو چکی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ کریمۂ من کفر باللہ الخ حضرت عمارؓ ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور یہی بیان دیگر مفسرین اہلسنت کا بھی ہے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی تفسیر کرتے ہین:۔

در اخبار آمدہ کہ قریش بعد از تعرض	مورخین ومفسرین نے نقل کیا ہے کہ
حضرت بآلھہ باطلہ ایشان بایذا وآزار درشان	جب آنحضرت صلعم بتون کی برائی علانیہ کرنے لگے
صحابہ کہ حمایتے نداشتند چون بلال وخباب	تو کفار قریش ان غریب اصحاب کو جن کا کوئی
عمار وپدرا و یاسر و مادرا و سمیہ مشغول شدند	حامی اور مددگار نہ تھا مثل بلال وعمار و یاسر وغیرہ
وایشان را در رجوع کفر اکراہ کردند	کے ایذا دینے لگے اور اُنکو کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے

آنجماعت در طریق خود ثبات قدم ورزیده
بر جفاے قوم شکیبائی نمودند تا حدیکه
والدین عمار شربت شہادت چشیدند عمار
از بے طاقتی و ضعف بدن که تحمل ندا نداشت
کلمہ رضاے قوم دران بود بگفت "بل
آمنت بالجبت والطاغوت" خبر بحضرت
پیغمبر رسید کہ عمار کیش کفر اختیار کردہ از دین
خود بیزار شد حضرت فرمودند چنین ست از
سر تا قدم عمار از ایمان پُر ست و ایمان
بگوشت و خون او بر آمیختہ است یعنی ایمان
در باطن او چنان متمکن نشدہ کہ بہ گفتگوے
ہرزہ گوئی تفاوت پذیرد۔ عمار گریہ کنان
بجناب نبوت آمد آنحضرت بدست مبارک
اشکہاے او پاک میکرد ومی فرمود ترا چیست
ان عادوا لک فعد لھم یعنی اگر باز گردند
بتو اکراہ باز گردید ایشان ہمان کلمہ حقسبحانہ
این آیہ فرستاد کہ من کفر باللہ
من بعد ایمانہ ہر کہ کافر شود بخداے
پس از ایمان خویش مرتد گردد چون ابن خطل

مگر وہ لوگ اپنے دین و ایمان پر مستقل اور ثابت قدم
رہے اور مصائب جھیلتے اور صبر کرتے رہے یہانتک کہ
حضرت عمار کے والد حضرت یاسر اور انکی ماں سمیہ نے
ان ظالموں سے شربت شہادت نوش کیا اور حضرت عمار
بوجہ ضعف اور کم طاقتی کے ان مصائب کے متحمل نہو سکے
تو مجبور ہوکر حسب خواہش کفار یہ کلمہ زبان پر لائے
امنت بالجبت والطاغوت یہ خبر نبی صلعم کو پہونچی
کہ عمار نے کفر اختیار کرلیا اور دین اسلام سے پھر گئے
یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ میں اس امر کو ہرگز باور نہیں
کرتا کہ عمار اپنے ایمان سے پھر گیا ہو اسلئے کہ وہ سر
پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے اور ایمان اسکے
گوشت اور خون میں سرایت کیے ہوئے ہے یعنی ایمان
اسکے قلب و جگر میں اسقدر سرایت کر گیا ہے کہ ممکن نہیں
ہے کہ ہر کس و ناکس جاہل و احمق کے بہکانے پر پھر جائے
اسی اثنا میں عمار بھی روتے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں
حاضر ہوئے آنحضرت اپنے دست مبارک سے انکے آنسو پونچھتے
تھے اور فرماتے تھے کہ کیا ہوا اگر کفار کفر کی باتیں
تم سے کہلائیں تو تم زبان سے کہدو اسپر خداے پاک نے یہ
آیت نازل فرمائی من کفر باللہ الخ یعنی جو کوئی ایمان لانیکے بعد

وطعمہ ومقیس واشال ایشان درمعرض سخط	پھر جی سے کفر اختیار کرے جیساکہ ابن خطل وطعمہ
آلہی باشد الامن اکرہ مگرکسیکہ اکراہ کردہ شود	اور مقیس وغیرہ نے کفر اختیار کیا تو وہ مستوجب
وقلب او مطمئن باشد بالایمان ارسیدہ باشد	غضب آلہی ہو گا لیکن جو کوئی کفر اختیار کرنے پر
بایمان وعقیدہ او متغیر نہ گردد چون عمار بن	مجبور کیا جائے اور دل سے اپنے ایمان پر ثابت قدم
یاسر۔	ہو مثل عمار یاسر کے تو وہ قابل مواخذہ
(تفسیر حسینی صفحہ ۲۰۸ مطبع نولکشور)	نہیں ہے۔

پس مومنین کے ایمان لانے کا قوی سبب تو نجات آخرت تھا۔ ہان جو لوگ منافق تھے وہ اسلام لانیکے بعد زبان سے تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے لیکن دل مین امنت بالجبت والطاغوت کے قائل تھے جس پر آیہ کریمہ من کفر باللہ الخ شاہد ہے اور اصحاب ممدوحین بقبولہ اہلسنت کے ایمان لانے کا قوی سبب محض طلب دنیا تھی چنانچہ اس نازک زمانہ جاہلیت مین لوگ کاہنون اور نجومیون کے بہت معتقد تھے اور اُن کی بات پر فوراً یقین لے آتے تھے انھون نے حکم لگایا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہون گے جن کو بہت قوت اور غلبہ حاصل ہوگا اور تمام ملک ان کے تسلط مین آئے گا اس نبی کے اصحاب حکومت اور سلطنت سے بہت متمتع ہون گے چنانچہ علماء اکابر اہل سنت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو کاہن و نجومیون نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر عرب مین مبعوث ہونگے اُن کی حیات مین تم اُن کے مصاحب ہوگے اور بعد وفات اُن کے خلیفہ بن بیٹھو گے"۔ چنانچہ اُن کی پیشین گوئی راست آئی کہ حضرت ابوبکر کو وزارت بھی ملی اور خلافت بھی۔ (اصحاب ثلٰثہ کے اسلام لانے کے سبب)

اور حضرت عمر کے اسلام لانے کا قوی سبب خود آپ ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار کی طمع پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو قتل کرنے کے لئے تلوار گلے مین حمائل کرکے چلے تھے۔ مگر جب امیر حمزہ کا یہ کلام سُنا "اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُس کا سر" نیز حضرت امیر حمزہ کو تیغ بکف اپنے سر پر دیکھا اور ادھر آنحضرت صلعم کو نہایت غیظ و جلال مین پایا تو خوف زدہ ہوکر بمضمون اے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد　　　چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بمجبوری کلمۂ شہادت پڑھا۔

اور حضرت عثمان رض کے اسلام لانے کا سبب علامہ سیوطی خصائص الکبرےٰ کے صفحہ ۱۳۱ جلد اول مین خود حضرت عثمان کی زبانی جو تحریر فرماتے ہین اُس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

اخرج ابن عساکر عن عثمان بن عفان قال	حضرت عثمان کہتے ہین کہ ہم نسوان
کنت رجلا مستھزءًا بالنساء فانی ذات لیلۃ	کو محبوب رکھتے تھے۔ ایک روز ہم خانۂ کعبہ
بفناء الکعبۃ قاعد فی رھط من قریش اذا تینا	کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا محمد صلعم نے
احد فقیل لنا ان محمد اقد انکح عتبۃ بن	اپنی بیٹی (رقیہ) کا عقد عتبہ بن ابولہب
ابی لھب من رقیۃ ابنتہ وکانت رقیۃ ذات جمال	سے کردیا یہ سُنکر ہمارے دل مین حسرت ہوئی
رایع فدخلتنی الحسرۃ لما لااکون سبقت الی	کہ کیون ہم نے سبقت نہ کی تا کہ یہ ہم کو
ذلک فلم البث الی ان انصرفت الی منزلی فاصبت	مل جاتی جب ہم وہان سے گھر آئے تو خالہ کو
خالۃ لی قاعدۃ وکانت قد تکھنت عندو وھا	موجود پایا جو کاہنہ تھی اُس نے کہا بشارت
فلما راتنی قالت ابشر وحییت ثلاثا تتراثم ثلاثا	ہو اور مبارک ہو قسم خدا کی تو نے نکاح کیسا
وثلاثا اخری ثم باخری کی تتم عشرا اتاک خیر	حصان درخشان سے تو بھی بکر ہے اور ملاقات
ووقیت شرا انکحت واللہ حصانا زھرا وانت	کی بکر سے تو اُس کو ایک عظیم القدر بیٹی
بکر لقیت بکرا وافیتھا بنت عظیم قدرا۔ قال عثمان	پائے گا۔ عثمان کہتے ہین کہ ہم کو اِس

فعجبت من قولها وقلت يا خالة ما تقولين	اِس قول سے تعجب ہوا۔ مین نے کہا اے
فقالت عثمان لك الجمال ولك اللسان	خالہ کیا کہتی ہو تو جواب دیا کہ اے عثمان!
وهذا النبي معه البرهان ارسله	یہ نبی ہین جنکے ساتھ برہان ہے جس کو
بحقه الديان وجاءه التنزيل والفرقان	خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اُس کے
فاتبعه لا تغتالك الاوثان قلت	پاس تنزیل و فرقان آیا ہے تو اوس کی
يا خالة انك لتذكرين شيئا ما وقع	پیروی کر ایسا نہ ہو کہ بت تجھے دھوکا دین۔
ذكره ببلادنا فابينه لي فقالت	عثمان نے کہا اے خالہ تم وہ بات کہتی ہو
محمد بن عبد الله رسول من عند	جس کا ذکر ہمارے شہر مین نہین ہے صاف
الله جاء بتنزيل الله يدعو به الى	بیان کرو تو کہا کہ (محمد بن عبد اللہ) خدا
الله ثم قالت مصباحه مصباح	کے رسول ہین جن کے پاس تنزیل خدا آیا ہے
ودينه فلاح وامره نجاح وقرنه نكاح	اور خدا کی طرف دعوت کرتے ہین ان کا
ذلت له البطاح ما ينفع الصياح	مصباح مصباح ہے اور ان کا دین فلاح اور
ولو وقع الذباح وسلت الصفاح ومدت	انکا امر رستگاری اور شاخ انکی نکاح ہو تمام بطحا انکا تابع
الرماح قال ثم انصرفت ووقع كلامها	ہوگا جب ذبح شروع ہوگا اور تلوار کھینچ جائیگی اور نیزے
في قلبي وجعلت افكر فيه وكان لي مجلس	دراز کیے جائینگے تو چیخنا اور چلانا کوئی فائدہ دیگا
عند ابي بكر فاتيته فاخبرته بما سمعت	خالہ تو چلی گئین مگر انکا کلام دل مین گھر کر گیا چونکہ
من خالتي فقال ويحك يا	ابوبکر کے پاس ہم آیا جایا کرتے تھے اسلیے ہم نے اس
عثمان انك رجل حازم ما يخفى	قصہ کو ان سے بیان کیا۔ ابوبکر نے کہا تو
عليك الحق من الباطل	مرد عاقل ہے حق و باطل تجھپر مخفی نہین ہو

ماهذه الاوثان یعبدها قومنا الیست	یہ بت کیا چیز ہین جن کو ہماری قوم پوجتی
من حجارة صم لا تسمع ولا تبصر ولا	ہے کیا یہ پتھر نہین ہین جو نہ کچھ نفع پہونچا
تضر ولا تنفع قلت بلا واللہ انہا	سکتے ہین نہ ضرر تو جا کر حضرت سے باتین
کذلک فقال فقد واللہ صدقتک	سُن عثمان حضرت کی خدمت مین آئے
خالتک ہذا رسول اللہ محمد بن	تو آپ نے فرمایا اے عثمان خدا کی اجابت
عبداللہ قد بعث اللہ تعالی	کر اُس کی جنت کی طرف آ۔ کہ ہم تیری طرف
برسالتہ الی خلقہ فہل لک ان تاتیہ	اور تمام خلق کی طرف رسول ہو کر آئے ہین
فتسمع منہ فقلت بلی فاتیتہ فقال	عثمان کہتے ہین کہ اسوقت ہم کو اپنے دل پر
یا عثمان اجب الی اللہ الی جنتہ فانی	قابو نہ رہا اور فوراً اسلام لائے جس کے چند
رسول اللہ الیک والی خلقہ قال	روز بعد رقیہ کا ہم سے نکاح ہوا جس پر
فواللہ ما تمالکت حین سمعت قولہ ان	لوگ کہتے ہین کہ عثمان اور رقیہ کا اچھا
اسلمت ثم لم البث ان تزوجت رقیۃ فکان	جوڑا ہے۔
یقال احسن زوج رقیۃ وعثمان	(منقول تنقید البخاری حصہ سوم صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)

ہم اس مقام پر اس امر کا اظہار کر دینا ضروری ولازمی سمجھتے ہین کہ حضرت رقیہ وام کلثوم اور زینب دختران آنحضرت صلعم سے نہ تھین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ کے شوہر اول سے یا اُن کی ہمشیر کی بیٹیان تھین آنحضرت صلعم نے حضرت رقیہ کا عقد عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عتیبہ فرزندان ابولہب سے کر دیا تھا ان دونون کو ان کے شوہرون نے بحکم ابولہب طلاق دیدی تھی پھر دونون یکے بعد دیگرے زوجیت عثمان مین آئین ۔ یہ وجہ تسمیہ آپ کے ذوالنورین ہونے کی ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین

یہ حدیث ہے :۔

انما الاعمال بالنیات وانما
لکل امرئ مانوی فمن کانت
هجرته الی الدنیا یصیبها او امرأة
ینکحها فهجرته الی ماهاجر الیه

اعمال کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے
جو بغرض دنیا ہجرت کرتا ہے اُس کو دنیا
ملتی ہے اور جو بغرض کسی عورت کے ہجرت
کرتا ہے تو جس غرض سے وہ ہجرت کرتا ہے
وہی اُس کا نتیجہ ہے ۔

(بخاری جلد اول صفحہ ۲)

پس یہ اسباب قوی ان حضرات کے اِسلام لانے کے ہین آخر جس نیت سے اِسلام لائے تھے اُس مین کامیاب ہوے۔ غرض جب خاص خلفا ثلثہ رض کے اِسلام لانے کے یہ قوی اسباب تھے تو ان کے ہواخواہون کے اِسلام لانے کے وجوہ کس شمار و قطار مین ہین ۔

فائدہ

(۱) صحابہ نجات آخرت کی غرض سے اسلام لائے اور اس دین پر جمے

اگر ہم اس بات کو سوچین جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تھا تو ہم کو اُسکے صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین . یا دین کی خواہش اور نجات کی اُمید یا دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ۔ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کرین اور اس امر کو مانین کہ صحابہ نے اپنی نجات کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی رضامندی کیلیے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم مین بھی یہ بات نہین آتی کہ پھر ایسے لوگ کسی وقت مین اُس دین سے پھر گئے ہون اور کبھی اُنھون نے اُس محبت کو جو اُن کو ایمان و اسلام کے ساتھ تھی نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہین کہ جن لوگون نے صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اسلام کو مصیبت و تکلیف کے وقت مین گوارا کیا ہوگا۔ اور برسون اسکے پیچھے رنج اور دکھ اٹھائے ہونگے وہ کبھی اُس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اس پر دل سے ہی ثابت قدم رہے ہونگے۔ اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کرین کہ وہ لوگ دنیا کی طمع اور مال و دولت کے لالچ سے مسلمان ہوئے ہون تو یہ ایسی بات ہے کہ جس کی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہین کر سکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا بھی ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا وہ اس امر کو خیال کر سکتا ہے اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر۔ جو کچھ مال و دولت کی غرض تھی وہ معلوم۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی اُمید پر تھا اور جب اس امید پر ایمان لانا ان کا ثابت ہوا تو پھر اس سے اِن کا پھرنا غیر ممکن تھا۔ (آیات بینات صفحہ پنجم)

اقول

مذکورہ بالا بیان کی تردید

اصحاب کے اسلام لانے کے وجوہ کتنے ہی کیون نہون مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسلام لانے کے بعد پھر اُس سے نہ پھرے اسلئے کہ ایمان بہت ہی نازک امر ہے جب تک کہ خاتمہ بخیر نہو اسپر فخر و ناز کرنا بیجا ہے۔ انسان کا تو کیا ذکر ہے ابلیس جو معلم الملکوت تھا گمراہ ہوگیا جس نے ہزارہا سال عبادت الٰہی کی تھی اور اسی طاعت و عبادت کی وجہ سے معلم الملکوت ہوا تھا چنانچہ اُس کی عبادت کا یہ حال تھا کہ تفسیر قمی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:۔

"اس نے دو رکعت نماز اسقدر طول دے کر پڑھی کہ چار ہزار برس کی مدت اسمین صرف ہوگئی۔ لیکن جب خدائے پاک نے تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب نے فوراً فرمان الٰہی کی تعمیل کی مگر اس نے براہ تکبر و غرور سجدہ کرنے سے یہ کہکر انکار کیا کہ مین کیونکر اُس کو سجدہ کرون جسکو تو نے مٹی سے بنایا ہے حالانکہ میری خلقت آگ سے ہے۔ آخر کار اس نافرمانی پر صدہا سال کی عبادت خاک مین مل گئی اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوکر مردود ہوگیا"

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے مین ‏ اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

اب فرمائیے کہ جس نے محض خوشنودی و رضائے معبود کے لئے سالہا سال اس قدر عبادت کی ہو کہ کوئی جگہ سجدہ کرنے سے نہ بچی ہو۔ جس نے دو رکعت نماز چار ہزار برس مین ادا کی ہو۔ جس نے درگاہ باری تعالیٰ سے معلم الملکوت کا خطاب پایا ہو۔ وہی یک بیک نافرمانی کرکے کیون مردود ہوگیا اسی طرح بڑے بڑے طماع و حریص جو مدتون گمراہ رہے یک بیک مومن صادق بن گئے۔ مثلاً حضرت حُر بن ریاحی کے حال پر نظر ڈالئے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو باطمینان

ضرورت بیعت کیلئے دعوت دی اور آپ اُن کے اصرار پر مکہ معظمہ سے جانب کوفہ روانہ ہوئے تو حُر ابن ریاحی جنکا ذکر اوپر کیا گیا محض بطمع منصب و جاگیر ایک ہزار سوار کے سپہ سالار بنکر اس کام پر مامور ہوئے تھے کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کو کسی اور طرف جانے نہ دین چنانچہ جب وہ راہ مین سلطان کربلا سے مشرف ہوئے تو حضرت نے استفسار فرمایا کہ تم ہماری مدد کے واسطے آئے ہو یا ہم سے جنگ کرنے کو حُر نے کہا کہ مین حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے اس امر پر مامور ہوا ہون کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لیجاؤن اور کسی دوسری جانب جانے نہ دون حضرت نے فرمایا کہ اس طرح سے مین ہرگز نہ جاؤن گا حُر نے کہا کہ کچھ بھی ہو مین تو آپ کو ضرور لے جاؤنگا۔ چنانچہ جب آپ کوفہ کی راہ چھوڑکر دوسری سمت روانہ ہوئے تو حُر بھی اپنے لشکر کو لیکر آپکے لشکر کے پیچھے پیچھے چلے آخر جب حضرت بحکم قضا و قدر داخل ارض کربلا ہوئے اور بروز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیز و انصار کے میدان کارزار مین رونق افروز ہوئے اور عمر سعد آپکے سامنے آکر کھڑا ہوا اور آپنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا تو حضرت حُر خوف خدا سے لرزنے لگے اور فوراً لشکر عمر سعد سے نکلکر مع اپنے بھائی اور فرزند و غلام کے سبط رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یا بن رسول اللہ مین نے بڑی خطا کی کہ راہ مین حضرت کا حائل ہوا۔ للہ میری تقصیر عفو فرمایئے اور قدوم میمنت لزوم پر نثار ہونے کی مجھے اجازت دیجئے تاکہ سب سے پہلے مین ہی درجہ شہادت سے شرف حاصل کرون حضرت نے اُن کو اپنے سینہ سے لگایا اور روضۂ رضوان کی بشارت دی اب حُر فوج خدا کی طرف سے میدان جنگ مین آئے اور لشکر شام سے خوب لڑے آخرکار امام پر نثار ہوئے جن کی رفاقت مین یہ درجہ پایا کہ جب زخمی ہوکر زمین پر گرے تو خود سبط رسول اللہ صلعم لشکر مین جاکر اُن کو خیمہ گاہ مین اُٹھا لائے اور نعش کو لٹاکر زانوے مبارک پر اُن کا سر رکھا ہنوز جان باقی تھی کہ حُر نے آنکھین کھولکر ثواب زیارت حاصل کیا اور سبط رسول اللہ صلعم کے قدم پر اپنی جان نثار کی ؏

بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے   کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

یہاں بھی حضرت عمرؓ اور حضرت حرؓ کے مآل کار پر غور فرمائیں کہ حضرت حر کو تو وقت آخر یہ مرتبہ اور درجہ ملا اور حضرت عمر کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت رحلت ناراض ہوکر اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا دیکھو بخاری شریف میں "قوموا عنی"

اب آپ حضرت حرؓ کے آغاز اور انجام پر غور فرمادیں کہ جو شخص صرف مال و دولت کے لالچ سے نواسۂ رسول اللہ صلعم کا دشمن بنکر چلے وہی اُسی دولت و اموال سے اور اہل و عیال سے متنفر ہوکر دفعۃً محض نجات آخرت کی غرض سے سب کے اول راہ خدا میں اپنی جان فدا کرے ؎

کبھی اس حُسن سے بنتا نہیں بگڑا ہوا کام   صبح دوزخ میں ہوئی گلشن فردوس میں شام

اگر ہم آپ کی خاطر سے مان بھی لیں کہ صحابہ نے صرف اپنی نجات آخرت ہی کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا تب بھی کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ جن اصحاب کا آپ محض نجات آخرت کی وجہ سے ایمان لانا بیان فرما رہے ہیں انھیں سچے اسلام اور پکے ایمان والوں میں سے کثیر اصحاب اسی نازک وقت میں اسلام و ایمان سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ محققین اور مورخین اہل سنت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلعم معراج سے مشرف ہوکر واپس آئے اور معراج کا ذکر اصحاب سے فرمایا تو اُس کو سنکر کثیر اصحاب نے معراج کی تکذیب کی اور اُسی وقت ایمان و اسلام سے پھر گئے۔ دیکھو عُروج الاسلام، جلد ششم صفحہ ۵۲ جو علامہ ابن اثیر جزری کے بیان کا ترجمہ ہے اسکی نقل یہ ہے:۔

"جب حضرت مکہ کو لوٹ آئے تو آپ نے خیال کیا کہ اگر میں اس بات کو لوگوں سے کہونگا تو وہ اُسے سچ نہیں جانیں گے اس لئے آپ مسجد میں مغموم بیٹھ گئے اتفاقاً ابو جہل اودھر سے گذرا اُس نے پوچھا کہو آج رات میں کوئی نئی بات حاصل کی ہے فرمایا ہاں آج رات کو مجھے

خدائے تعالیٰ بیت المقدس لے گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا تو پھر آج ہی صبح کو ہمارے پاس آ گئے کہا ہاں آ تو گیا ابوجہل نے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر مین لوگون سے جاکر کہون کہ محمد ایسا کہہ رہے ہین اور جب لوگ ان سے پوچھین تو کہین یہ نہ کہہ دین کہ مین نے تو ایسا نہین کہا ہے اس واسطے اُس نے حضرت سے پوچھا کیا تم اپنے لوگون سے بیان کروگے حضرت نے فرمایا ہاں ابوجہل نے کہا یا معشر بنی کعب بن لوی ! ادھر آؤ۔ وہ سب آ گئے اور نبی صلعم نے اُن لوگون سے اپنی معراج کا حال بیان کیا اُن مین سے کچھ لوگون نے تو سن کر اُسے سچ جانا اور کچھ لوگون نے اُسے جھوٹ بتایا اور کتنے لوگ جو ایمان لائے تھے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کر چکے تھے حضرت سے پھر گئے۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۵۲)

صحابہ کے ارتداد کو شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے :۔

جب آنحضرت معراج سے واپس ہوئے	چون باز آمدآن حضرت از اسرا
اور صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے لوگون سے اِس	صبح کرد وحدیث کرد مردم را بدان مرتد
واقعہ کو بیان فرمایا۔ اُس کو سُنکر	شدند جماعت از ضعیف الایمان
بہت سے لوگ جو ضعیف الایمان تھے پھر	مدارج النبوۃ
گمراہ اور مرتد ہو گئے۔	(جلد اول صفحہ ۱۶۵)

اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ وہی اصحاب تو تھے جو بقول آپ کے اُس نازک وقت مین محض نجات آخرت کی اُمید پر ایمان لائے تھے اور خدا کی رضامندی کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ چکے تھے لیکن پھر اس دین سے پھر گئے اور ایمان و اسلام کی محبت کو دفعتہً دل سے نکال دیا۔ ہر چند کہ اس نازک وقت مین مال و دولت نہ تھا مگر کاہنون کے بیانات سے آیندہ اُسکے حاصل

ہونے پر یقین تو تھا۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ محض انعام کے وعدہ ہی پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کا فرق مبارک لانے کو چلدیے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کاہن سے سُنکر بامید خلافت اسلام لے آئے تھے ۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔۔۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد

یہ حال تو اس نازک زمانے کے وقت کا تھا کہ صرف معراج کی تکذیب کرکے اسلام سے پھر گئے تھے اور جب دین اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور جہاد مین مال غنیمت ملنے لگا تو اس وقت سچے اسلام اور کچے ایمان لانے والون کے اسلام و ایمان کا یہ رنگ تھا کہ صبح ایمان لاتے تھے اور شام کو مرتد ہو جاتے تھے۔ سامنے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور پیچھے تکذیب جس کا اہلسنت کسیطرح انکار ہی نہین کرسکتے کیونکہ خود اللہ جل شانہ نے متعدد آیات مین اُنکے کفر و ارتداد کا اظہار فرمایا ہے ازانجملہ بعض یہ ہین :-

پہلی آیت ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً	ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی
لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم	کرنے لگے اللہ اُن کو نہ بخشیگا اور نہ اُن کو
سبیلا ۵	ہدایت کی راہ ملے گی ۔

دوسری آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ	جس دن بہت سے لوگون کے منھ سفید
فاما الذین اسودت وجوھھم	ہون گے اور بہتون کے سیاہ اور سیاہ رویون
اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	سے کہا جائیگا کہ کیا تم وہ کمبخت نہین ہو کہ
بما کنتم تکفرون	ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے اس کفر کے
(پ ۴ س آل عمران ۔ ع ۱۱)	بدلے عذاب کے مزے چکھو ۔

تیسری آیت

کیف یھدی اللہ قوماً کفروا	خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے
بعد ایمانھم و شھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہین اور
واللہ لایھدی القوم الظالمین ۵	اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور خدا
(پ ۴۔ س آل عمران۔ ع ۹)	ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

قصہ مختصر جو کوئی ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کے کفر وارتداد کا قائل نہ ہو وہ درحقیقت خدا کی کتاب کا منکر ہے ابھی تو اس کفر وارتداد کا آغاز ہے۔ آگے چلکر ان سچے اسلام اور پکے ایمان والون کے اسلام اور ایمان کے حالات قابل ملاحظہ ہونگے

قال

دوسری دلیل

جبکہ ہم خلفاے راشدین اور مہاجرین وانصار کے حالات پر نظر کرتے ہین اور اُنکے چال چلن پر خیال کرتے ہین تو اُس سے ہم کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص وہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے اور شب و روز خدا اور اُسکے رسول صلعم کی رضا کے طالب ہا کرتے تھے اُنکے دشمن بھی اِس سے انکار نہین کرسکتے کہ انھون نے حضرت کی رفاقت کا حق نہایت خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانون اور مالون کو نہایت خوشی سے حضرت پر نثار کیا۔ کونسی مصیبت رہگئی جو کفار نے ان کو نہین دی اور کونسی تکلیف باقی رہ گئی جو مشرکین نے ان کو نہین پہونچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستانا اور ایذا دینا شروع کیا اُسوقت اصحاب نبی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین کیسی سعی بلیغ فرمائی۔ جب عرب عامۃً اور قریش خاصۃً حضرت صلعم کی ایذا دہی پر مستعد ہوے اُسوقت

"یاران وی خود را سپر دے ساختہ از شرب عشق چہ بادہا کہ نخوردند و چہ ستیہا کہ نہ کردند و گرہ

کہ آنجناب بہجرت و جہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

پس اگر خدا اور اُسکے رسول کی محبت ان لوگون کو نہ تھی تو کیون جانون اور مالون کو تلف کرتے تھے اور کیون سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اُٹھاتے تھے۔ سوچنا چاہیے کہ مہاجرین کو کس کے عشق نے گھرون سے نکالا اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر

رنگین کہ کرد پنجۂ مژگانم این چنین
لعل و گہر کہ ریخت بدامانم این چنین

ترجمہ
خلفاے راشدین و مہاجرین انصار کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنا اور حرص ہوا کو دخل نہ دینا۔ اعلاے کلمۃ اللہ مین اعانت کرنا

اقول

آقا کا لقدرہ اور ما دہ بین جی الصفا تا قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات و احادیث اصحاب کی حرص و ہوا کے بارہ مین

باتین بڑھ بڑھ کے نہ کیجے ہمین معلوم ہے سب ہم پتہ کی جو کہینگے تو خجالت ہوگی

اصحاب کے کسی کام مین حرص و ہوا کو دخل نہ دینے اور جان و مال نثار کرنے کی بابت جو تحریر فرمایا ہے کاش بفحوائے آیۂ کریمہ

فاتوا برهانکم ان کنتم صادقین — اگر تم اپنے قول مین سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کی ہوتی۔

اسکا کچھ ثبوت بھی دیا ہوتا۔ یہ تو آپ نے صرف ہمارے سنی بھائیون کے عقائد کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ تو اس شد و مد سے اصحاب کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے اور حرص و ہوا سے پاک بتاتے ہین۔ مگر خدا اور رسول کی شہادتون اور کتب صحاح و حدیث و اخبار اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت ہی کیا کرتے اور ہر ایک کام مین حرص و ہوا ہی کو دخل دیا کرتے تھے جیسا کہ کتب صحاح کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بارہا خود اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ جس وقت میرے بعد ابواب دنیا تم پر مفتوح ہونگے تو تم حرص و ہوا مین پھنس جاؤ گے وہ حدیث یہ ہے :-

عن ابی هریرة عن النبی	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
قال انکم لتحرصون علی الامارة	صلعم نے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ امارت کی
وسیکون ندامة یوم القیامة	حرص کروگے اور یہی امر بروز حشر تمہاری خجالت
(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ جلد ۱ صفحہ)	کا باعث ہوگا۔

یہ تو رسول اللہ صلعم کی حدیث شریف ہے۔ اب آیت ملاحظہ فرمائیے جو خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے :۔

فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا — قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین میں فساد

فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولٓئک — اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر اللہ

الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی — نے لعنت کی اور اُن کو بہرا اور اندھا کر دیا

ابصارھم (پ۲۶ - س محمد - ع ۳)

آیت و حدیث شریف کے بعد اقوال محدثین و مفسرین پر نظر ڈالئے کہ وہ اصحاب کی حرص و ہوا کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہیں۔ منجملہ اُن کے امام فخر الدین رازی کا قول ملاحظہ ہو جو تفسیر کبیر میں آیۂ کریمہ ولو انفقت ما فی الارض الخ کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ :۔

"جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوے اور اُس کے خواہان و جویان ہوے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے"۔

اِس تفسیر کی پوری نقل پانچویں دلیل کے جواب میں ملاحظہ فرمائیے جو اسی جلد میں ہے جناب امام غزالی کا جو قول ہم مسئلہ تفضیلات صحابہ میں نقل کر آئے ہیں اسپر غور فرمائیے جو صاف صاف فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی خلافت کو روز غدیر مان لیا۔ مگر بعد اسکے عہد غدیر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی اور غایت ہوا پرستی اور نفسانیت سے اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے۔ اور رسول اللہ کے مخالف بن گئے جیسے کہ پہلے تھے۔ اور تمام باتوں کو پس پشت ڈالکر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا"۔

اور جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنی رحلت کے وقت

مسجد مین مہاجرین اور انصار کے سامنے ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جسمین منجملہ دیگر ہدایتون اور نصیحتون کے اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تم لوگ دنیا کی حرص کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے اُس عبارت کی نقل یہ ہے :-

آنحضرت صلعم این چنین وعظ و تذکرہ	اسطرح آنحضرت صلعم وعظ و نصیحت فرماتے
بجا می آوردد در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم	رہے پھر اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسکا
من بر شما از شرک و لیکن می ترسم کہ از دنیا	تو مجھے اندیشہ نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے
رغبت بکنید و تقابل کنید بہمدیگر	مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ دنیا کی خواہش کروگے
(مدارج النبوۃ صفحہ مطبع مظہر العجائب)	اور اُس کے پیچھے آپس مین کٹ مروگے۔

آخرکار بموجب ارشاد مخبر صادق صلعم اصحاب کی حرص و ہوا یہ رنگ لائی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی طرف ایسے جھک پڑے کہ بقول مشہور

چون صحابہ حُبِّ دنیا داشتند مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

اپنے پیغمبر کے دفن و کفن کا بھی انتظار نہ کیا۔ افسوس کہ ادھر تو آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین کی نکر ہو رہی تھی۔ اور اُدھر سقیفہ مین مابین مہاجرین و انصار خلافت کے پیچھے ع

"این گریبان گرفت و آن دامن"

کی نوبت پہونچ گئی تھی۔ پس یہ حرص و ہوا ایسی نہین ہے کہ کسی کے چھپائے چھپ سکے۔ چنانچہ خود ہواخواہان صحابہ اپنے خلفا کی حرص و ہوا پر طعنہ زن ہین جیسا کہ تاریخ اسلام کے صفحہ ۲۰۱ مین ہے

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے۔ اسکا جواب حضرت علی نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کیے بغیر نہین رہ سکتا آپنے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبر کا جنازہ چھوڑ کر گھر سے خلیفہ بننے کو چلا آتا کیسی پاتیز تقریر ہے"

ہم اصحاب کی حرص و ہوا کی تصویر انشاء اللہ ایک خاص جلد مین کھینچین گے جس کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ اُن کی حرص و ہوا نے تو دین خدا اور آل رسول اللہ ص کا خاتمہ ہی کر دیا۔

اس جگہ ہم رفقا کی رفاقت اور جان و مال نثار کرنے کا کچھ حال مجملاً عرض کرتے ہین ملاحظہ ہو۔

واضح ہو کہ اصحاب رسول ص کلہم اجمعین مومن نہ تھے۔ بلکہ اُن مین بہت سے منافق تھے چنانچہ مومنین ہر لحظہ و ہر ساعت خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہے ایمان و اسلام کے پیچھے اُنھون نے ہر طرح کی تکلیفین اور مصیبتین جھیلین جیسا کہ ہم پہلی دلیل مین حضرت عمار اور ان کے والدین کا حال بیان کر آئے ہین کہ باوجودیکہ کفار و مشرکین اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تمازتِ آفتاب مین پہاڑ کی چٹان پر لٹا کر ایذائین دیتے تھے۔ مگر وہ عاشقان خدا و رسول اپنے دین سے نہ پھرے آخر کفار کی ایذا ہی سے جام شہادت پیکر داخل روضۂ رضوان ہوے اور اسلام مین سب سے پہلے شہادت کی سند حاصل کی۔ اسیطرح دیگر مومنین بھی ہمیشہ خدا و رسول کی رضا کے طالب رہے۔

صحاب مومنین کا اعلاء کلمۃ اللہ مین مدد کرنا

اور جب جہاد کیلئے اُن کو دعوت دی گئی تو اُس خوش خبری کو سنتے ہی ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود رکتے تھے فرق پہ جب آتی تھی تلوار باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار
برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جس وقت پیام اجل آیا

یہی تو ہین خدا کے خالص بندے جن کی صفت و ثنا اور اپنی خوشنودی کا اظہار خود خداے پاک اسطرح فرماتا ہے:۔

آیات الٰہی مومنین کی فضیلت مین

لکن الرسول والذین امنوا — لیکن رسول اور جو لوگ اُن کے ساتھ

معہ جاھدوا باموالھم — اللہ پر ایمان لائے ہین (ان سب نے) اپنے مالون

وانفسھم واولئک لھم الخیرات	اور جانوں سے (خدا کی راہ میں) جہاد کیا
واولئک ھم المفلحون ٥ اعد	اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے (دنیا و آخرت
اللہ لھم جنت تجری من تحتھا	کی) سب خوبیاں ہیں اور وہی لوگ (آخرکار)
الانھار خلدین فیھا ذلک الفوز	فلاح پانے والے ہیں اللہ نے اُن کے لئے
العظیم ٥	جنتیں تیار کی ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں
پ ۱۰ س توبہ	یہ اُن میں رہنے والے ہوں گے یہی تو بڑی
ع ۱۰	کامیابی ہے۔

آیات اصحاب منافقین کی بہ نسبت

لیکن جو صحاب کہ نفاق کی صفت کے ساتھ متصف تھے وہ ہمیشہ جہاد سے جی چرایا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اُن کی شان میں ارشاد فرماتا ہے:۔

پہلی آیت

واذا انزلت سورۃ ان	اور جب کوئی سورۃ اس حکم کے ساتھ
اٰمنوا باللہ وجاھدوا مع	نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور
رسولہ استاذنک اولوا الطول	اُسکے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو اُن
منھم وقالوا ذرنا نکن مع	میں سے جو صاحبان مقدرت ہیں وہ تم سے
القعدین رضوا بان یکونوا	اجازت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو چھوڑ
مع الخوالف وطبع علی قلوبھم	دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہیں
فھم لا یفقھون ٥	وہ اس پر راضی ہیں کہ عورتوں کے ساتھ رہیں
پ ۱۰ س توبہ	اور ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا ہے۔ پس وہ
ع ۱۱	کچھ سمجھتے نہیں۔

دوسری آیت

یا ایھا الذین اٰمنوا	اے ایمان لانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ

مالکم اذا قیل لکم انفروا	جو وقت تم سے کہا جاتا ہے کہ راہِ خدا مین جہاد
فی سبیل الله اثاقلتم الی	کے لئے نکلو تو تم ادھر ہو کے زمین کی طرف
الارض ط ارضیتم بالحیوۃ الدنیا	جھکے پڑتے ہو تم آخرت کے مقابلہ مین
من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ	دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو تو سمجھو کہ دنیوی
الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل الا	زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلہ مین
تنفروا یعذبکم عذابا الیما	بہت ہی تھوڑا ہے اگر اب بھی تم نہ نکلو گے تو
ویستبدل قوما غیرکم و	خدا تم پر دردناک عذاب نازل فرمائے گا (خدا
لا تضروہ شیئا ط والله علی کل	کچھ مجبور تو ہے نہین تمھارے بدلے کسی دوسری
شئ قدیر ہ	قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہین
پ ۱۰ س توبہ ع ۶	سکتے اور خدا ہر چیز پر توانا ہے

خدا نے پاک نے آنحضرت کو منافقین کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا

تیسری اُن منافقون پر یہان تک عتاب فرمایا ہے کہ اپنے پیغمبر کو نماز جنازہ پڑھنے۔ اور اُن کی قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع کیا ہے وہ آیات پاک یہ ہین :-

فرح المخلفون بمقعدھم	(جنگ تبوک مین) رسول خدا کے پیچھے
خلف رسول الله وکرھوا	رہ جانے والے اپنی جگہ بیٹھ رہنے اور (جہاد مین
ان یجاھدوا باموالھم	نہ جانے) سے خوش ہوے اور اپنے مال و اپنی
وانفسھم فی سبیل الله و	جانون سے خدا کی راہ مین جہاد کرنا اُن کو مکروہ
قالوا لا تنفروا فی الحر	معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اس گرمی مین گھر سے
قل نار جھنم اشد حرا ط	نہ نکلو (اے رسول) تم کہدو کہ جہنم کی آگ جس
لو کانوا یفقھون	مین تم چلو گے اس سے کہین زیادہ گرم ہو اگر وہ

فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا	کو ہنسین جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کے بدلے
کثیرا جزاءً بما کانوا یکسبون	انھین چاہیئے کہ وہ بہت کم ہنسین اور بہت
فان رجعک الله الی طائفۃ	روئین تو (اے رسول) اگر خدا تم کو ان منافقین
منھم فاستاذنوک للخروج	کے کسی گروہ کی طرف جہاد سے صحیح اور سالم
فقل لن تخرجوا معی ابدا و	واپس لائے پھر تم سے جہاد کے واسطے نکلنے کی
لن تقاتلوا معی عدوا انکم	اجازت مانگین تو تم صاف کہدو کہ تم ساتھ
رضیتم بالقعود اول مرۃ	لڑنے نہ پاؤگے تمنے پہلی مرتبہ گھر مین بیٹھ رہنا پسند
فاقعدوا مع الخالفین ولا تصل	کیا تو اب بھی پیچھے رہجانیوالون کے ساتھ گھر
علی احد منھم مات ابدا ولا تقم	مین بیٹھے رہو اور (اے رسول) ان منافقین سے
علی قبرہ انھم کفروا بالله	جو مر جائے تو نہ کسی پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اسکی
ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ٥	قبر پر جا کر کھڑے ہونا ان لوگون نے یقیناً خدا اور اُسکے رسول
پ ۱۰ س توبہ ع ۱۱	کے ساتھ کفر کیا اور بدکرداری ہی کی حالت مین مر گئے

اِس قسم کی متعدد آیتین ہین جن سے اصحاب منافقین کا احکام خدا و رسول ص سے انحراف ثابت ہے۔ چنانچہ آیہ دوم مندرجہ بالا کا اطلاق تو خود آپ نے صحابہ اور مہاجرین و انصار پر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

"جب پیغمبر خدا صلعم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ مین قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن تھے سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتون کو نازل فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم جہاد پر

مستعد نہو گے تو خدا تم کو دنیا و آخرت مین عذاب دیگا اور تمھارے بدلے غیر قوم کو پیدا کریگا۔

الغرض اصحاب کے جو صفات آپ نے تحریر فرمائے ان سے متصف وہی اصحاب ہو سکتے ہین کہ جو صدق دل سے ایمان لائے تھے اور خاتمہ اُن کا ایمان پر ہوا تھا اگر ان صفات کو آپ اصحاب ثلثہ رضی سے منسوب کرنا چاہتے ہین تو پہلے اُن کا ایمان تو ثابت کیجیے جس سے علمار امامیہ کو انکار ہے جیسا کہ جناب غفرانمآب فرماتے ہین (اول ایمان اصحاب ثلثہ باثبات باید رسانید بعد ازین باین ترنم باید سرائید زیرا کہ دانستی کہ سلک امامیہ درین باب آنست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان بہرہ نہ نداشتند) یون تو ہمارے سنی بھائی اپنی خوش اعتقادی سے جو چاہین فرمائین لیکن اگر اُن کے حالات کو منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرمائین تو وہ بھی اس سے انکار نہین کر سکتے کہ اُنھون نے نہ تو حضرت کی رفاقت کا حق ادا کیا اور نہ اپنی جانون اور مالون کو آنحضرت پر نثار کیا۔ جیسا کہ پہلی دلیل کے جواب مین ہم اسکا اظہار کر آئے ہین کہ جب کفار و مشرکین کی سختی اور ایذادہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت ابو طالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعب ابو طالب مین لے آئے جہان آپ تین سال تک محصور رہے اور عزیزون کے سوا ان رفقا مین سے کسی نے بھی اس نازک وقت مین آپکی رفاقت نہین کی بلکہ کفار و مشرکین سے مل جلکر امن و امان مین رہے۔ وہان پیغمبر خدا پر تو فاقے پر فاقے گذرتے تھے۔ اور یہان یہ رفقا اپنی قوم کے ساتھ عیش و آرام مین تھے۔ ان رفقا کی رفاقت کی یہ کیفیت تو اس نازک وقت مین تھی اور جب آنحضرت صلعم جہاد پر مامور ہوے تو اُس وقت بھی ان جان نثارون نے نہ تو اپنی جانین اپنے پیغمبر پر نثار کین اور نہ وقت اعانت وحمایت آپ کی یاری و مددگاری کی ہان تعلیان بہت کچھ کیا کرتے تھے اور وقت جان نثاری صاف جی چُرا جاتے تھے۔ چنانچہ ان کے مخلصون کی وفاداری اور اُن سچے جان نثارون کی جان نثاری ایک غزوہ احد ہی مین ملاحظہ فرمائی جائے کہ جب مشرکین و کفار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوے اور حضرت مجروح ہو گئے تو یہ سب سچے جان نثار و یاران وفاشعار اپنے

صحابہ کا وقت جان نثاری اپنی جان بچانا

محبوب کو دشمنون کی تلوارون کے سایہ مین تنہا چھوڑ کر ہوا ہو گئے ؎

دگر کس نہ بد زان دلیران بجا — رسول خدا ماند و شیرِ خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند — علی ماند یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عمرو چہ زید و ولید — شدند آن زمان از نظر نا پدید
یکے زد بعرض و دگر زد بطول — نہ بیم از خدا و نہ خوفِ از رسول

اس کلام کی تائید مین مدارج النبوۃ ملاحظہ فرمائیے کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان جان نثارون اور وفادارون کے فرار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

غزوۂ احد سے صحابہ کا فرار ہونا

چون مسلمانان رو بہزیمت آوردند و رسول خدا را تنہا گذاشتند حضرت صلعم در غضب آمد و عرق از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت و مثال مروارید از جبین فیض شمیمش فرود وید دران حالت نظر کرد علی بن ابی طالبؑ را دید کہ در پہلوے وے ستادہ است فرمود اے علی چون ست کہ تو با برادران خود ملحق نہ گشتی علی گفت لا کفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستی کہ مرا بتو اقتدا است یعنی مرا بتو کار است با یاران و برادران کہ در پے غنیمت رفتند و ہزیمت نمودند چہ کار دارم۔

مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۹۰

جب مسلمان آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گے تو اُسوقت آنحضرتؐ اسقدر خشمناک ہوے کہ پسینہ پیشانی اقدس سے مثل موتیون کے ٹپکنے لگا۔ اس حالت مین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علی بن ابی طالبؑ آپ کے پہلو مین کھڑے ہین آپ نے فرمایا اے علی تم بھی اپنے بھائیون کے ساتھ کیون نہین چلے گئے۔ علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایمان لانے کے بعد مین کافر ہو جاؤن۔ مجھے تو ہر امر مین آپ کی پیروی مقصود ہے اور اُن بھائیون اور دوستون سے جو کہ لوٹ مار کے پیچھے پڑ گئے اور جان چرا کر بھاگ گئے کچھ سروکار نہین ہی

اگرچہ ان رفقا اور جان نثاروں کا جہاد سے جی چُرانا اور غزوات بدر حنین ۔ خندق ۔ خیبر وغیرہ سے فرار کرنا جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے بیان کیا جائے گا مگر چونکہ جناب محدث صاحب موصوف اس روایت مین مصلحتاً صرف یہ جملہ (مسلمانان رو بہزیمت آوردند) لکھ کر گریز کر گئے ہین اس لئے ہم اس جگہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ وہ کون مسلمان تھے وہ یہ ہے :۔

تمام روایتون پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوے کہ انھون نے ہٹکے ادھر دم نہین لیا اور کچھ لوگ جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے بعضون نے مایوس ہو کر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ہے حضرت عمرؓ اس تیسرے گروہ مین تھے ۔ علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر اور طلحہ اور چند مہاجرین اور انصار کو دیکھا کہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے ہین انھون نے پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو تو ان لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے تو شہادت پائی ۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی انھین کی طرح لڑ کر مر جاؤ ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی ۔ قاضی ابو یوسف صاحب نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہو کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے ۔ انس نے کہا کہ رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے یہ کہکر تلوار میان سے کھینچ لی اور اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کی ۔ علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر ان لوگون مین تھے جو احد کے دن بھاگ گئے تھے لیکن خدا نے اُن کو معاف کردیا ۔ علامہ بلاذری نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے۔ حضرت عمر نے جو اپنی خلافت کے زمانہ مین لوگون کے روزینے مقرر کئے تو ایک شخص کے روزینہ کی نسبت لوگون نے کہا کہ ان سے زیادہ مستحق آپکے فرزند عبداللہ ہین حضرت عمر نے فرمایا نہین کیونکہ اسکا باپ احد کی لڑائی مین ثابت قدم رہا تھا اور عبداللہ کا باپ (یعنی خود حضرت عمرؓ) نہین رہا تھا (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۵ تا ۲۷)

سبحان اللہ جو رفقا کفار و مشرکین کی ایذادہی کے وقت اپنے پیغمبرؐ کی مطلق حمایت نہ کرین جو جان نثار وقت جان نثاری اپنی جان بچاکر فرار ہو جائین ۔ جو خود اپنی زبان سے اپنے فرار کا اقرار کرین اور کل مورخین و محدثین اہلسنت اپنی اپنی کتابون مین ان حالات و واقعات کی تصدیق کرین اور شاہ صاحب اُن کے فرار کو کفر بتلائین ۔ واعجباہ کہ آپ ان تمام باتون پر پردہ ڈال کر یہ فرمائین :-

یاران وے خود را اسیر وے ساختہ از شرب	رفقائے آنحضرتؐ نے اپنے کو حضرت کی
عشق چہ بادہا کہ نخورند و چہ مستیہا کہ نہ کردند	اسیر بناکر شرب عشق سے کیا کیا جام نہین پئے
ہر گاہ کہ آنجناب بہ ہجرت و جہاد مامور شد	اور کیا کیا ولولے نہین کئے جبکہ وہ جناب ہجرت
صحاب وے بمقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند	و جہاد پر مامور ہوئے تو آپکے اصحاب نے بمقابلہ
وچہ غمہا کہ نہ کشیدند ۔ فاعتبروا یا	کفار کون سے رنج تھے جو نہین پائے اور کونسے
اولی الابصار	غم تھے جو نہین اُٹھائے ۔

صحابہ کا غنیمت پر جھگڑنا اور نزول سورۂ انفال

پس علے العموم مہاجرین و انصار کا حق رفاقت ادا کرنا اور اپنی جانون اور مالون کو فدا کرنا تو سراسر باطل اور بے اصل ہے البتہ ان کا طامع اور حریص ہونا ۔ مال غنیمت پر باہم جھگڑنا ۔ ہر ایک گروہ کا اپنے آپکو تنہا اس کا مستحق سمجھنا ۔ بلکہ اپنے پیغمبر پر خیانت اور تقسیم مال غنیمت مین عدل نہ کرنے کا اتہام لگانا نعوذ باللہ بلاشبہ ثابت ہے چنانچہ اُن کی اس حرص و طمع کا اظہار مورخین اور محدثین و مفسرین نے

بہت ہی وضاحت و صراحت سے اپنی اپنی کتابون مین کیا ہے اور خداے پاک نے بھی صاف صاف فرما دیا ہے جو کہ ہوا خواہان صحاب کے چھپانے سے نہین چھپ سکتا منجملہ ان کے ہم چند روایات اور آیات اس جگہ نقل کرتے ہین :-

پہلی روایت — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جو کچھ مال و اسباب کفار غنیمت بدر کے لشکر مین تھا وہ سب جمع کیا گیا مگر اس کی نسبت مسلمانون مین اختلاف ہوا جنھون نے جمع کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے اور جو لوگ دشمنون سے لڑتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اگر ان سے نہ لڑتے اور انھین نہ روکتے تو تم کو یہ مال کیسے ملتا۔ اُدھر جو لوگ عریش کے پاس رسول اللہ کی حفاظت کیلئے کھڑے تھے کہنے لگے کہ تم لوگ ہم سے زیادہ حقدار نہین ہو ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ مال ہماری آنکھون کے سامنے پڑا تھا اور کوئی اس کا حفاظت کرنے والا نہ تھا ہم چاہتے تو ہر وقت اُسے لے سکتے تھے مگر ہم نے دیکھا کہ کہین دشمن رسول اللہ پر حملہ نہ کرین اس لئے ہم آپ کی حراست پر کھڑے رہے۔ اِس واسطے اللہ تعالی نے **انفال** (یعنی مال غنیمت) کو ان کے ہاتھون سے لے لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اختیار عطا فرمایا۔

(عروج الاسلام جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ آگرہ)

دوسری — جب رسول اللہ صلعم سبایاے ہوازن سے فارغ ہو گئے تو آپ سوار ہو کر چلدئے لوگ آپ کے پیچھے روانہ ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ! ہماری غنیمت ہم کو تقسیم کیجئے اور جب اپنی مراد پوری نہ ہوئی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپ کی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو! میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تم کو دینے مین بخل کرتا ہون (ایضًا جلد ۲ صفحہ ۱۸)

تیسری — جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائل عرب پر ان غنائم کو تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ حصہ نہ دیا تو وہ اپنے دلون مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگے۔ چنانچہ

ان مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ اپنی قوم مین مل گئے (ایضا جلد ۲ صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳)

چوتھی — عباس بن مرداس کو تین اونٹ دئے جس سے وہ ناراض ہوگیا اور کہنے لگا کہ یہ اونٹ اسی لوٹ کے ہین جسے مین نے اپنے گھوڑے پر چڑھ کر اور ریت مین حملہ کرکے حاصل کئے ہین اور لوگ جب سوجاتے تھے تو مین اُن کو جگاتا تھا اور جب نیند مین مدہوش ہوتے تھے تو اُسوقت بھی مین کبھی غافل نہین رہتا تھا اب میری لوٹ اور میرے غلامون کی لوٹ کا مال عتبہ اور اقرع کو دیا جارہا ہے حالانکہ مین نے تو دلاوری اور جوانمردی کے کام کئے ہین اور مجھے کچھ نہین دیا گیا (ایضا صفحہ ۱۸۲)

جب مال غنیمت کے لئے مہاجرین اور انصار نے اس طرح حجت و تکرار کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

یسئلونك عن الانفال ط	اے رسول مسلمان سپاہی تم سے مال غنیمت
قل الانفال للہ والرسول ج فاتقوا	کا حکم دریافت کرتے ہین تم کہدو کہ مال غنیمت
اللہ واصلحوا ذات بینکم ص و	اللہ و رسول کا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	اور آپس کے جھگڑون کی اصلاح کرتے رہو اور
مؤمنین ٥	اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اُس کے رسول کی
(پ ۹ س انفال ع ۱)	اطاعت کرتے رہو۔

جناب امام فخرالدین رازی اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین۔

ان یوم بدر الشبان قتلوا واسروا	بروز جنگ بدر جوانون نے قتال کیا اور
والاشیاخ وقفوا مع رسول اللہ ص	قید کیا اور جو بوڑھے تھے وہ لڑائی مین رسول اللہ
فی المصاف فقال الشبان الغنائم	کے ساتھ تھے۔ جوانون نے کہا مال غنیمت

لنا الا نا قتلنا و هزمنا و قال الاشياخ	ہم کو ملنا چاہیے کیونکہ ہم نے جنگ کی اور کفار کو
کنا ردء الکم ولو انهزمتم لانحزتم	بھگایا بوڑھوں نے کہا ہم تمھاری پشتی پر تھے
الینا فلا تذهبوا بالغنا ئم دوننا	اگر تم ہزیمت پاتے تو ہمارے ہی پاس آتے اسلئے
فوقعت المخاصمۃ بهذا السبب فنزلت	تم تنہا اُسکے مستحق نہین ہو سکتے جب دونون فریق
الایۃ	مین نزاع ہوئی آیہ انفال نازل ہوا (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۰۰)

یہی تفسیر طبری جلد ۹ صفحہ ۱۰۸ مین بھی ہے ۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے قرآن شریف مترجم مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک دوسرے سے ایک طرح کی بدگمانی پیدا ہوگئی ہر ایک اپنے کو زیادہ ہی مستحق سمجھتا تھا اس واسطے کہ اس نے اپنے زعم مین زیادہ کوشش کی تھی سو خدا نے سمجھا دیا کہ یہ فتح جو تم کو نصیب ہوئی یا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ تمھاری کوششون کا نتیجہ نہین ہے بلکہ محض خدا کا فضل ہے اور مال غنیمت سارے کا سارا اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا جس کو جتنا دیا جائے وہ خوشدلی سے لے لے اور اسکو خدا اور اُسکے رسول کا انعام سمجھے ۔

اسی طرح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کا بیان ہے کہ :۔

"جنگ بدر مین جب فتح حاصل ہوچکی تو کچھ لوگ کفار کا تعاقب کرتے ہوئے بہت دور تک چلے گئے اور کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر رہے ۔ تعاقب کرنے والے جب واپس ہوئے تو اُنھون نے دعوی کیا کہ غنیمت ہمارا حق ہے کیونکہ ہم دشمنون سے لڑکر آئے ہین ۔ ان لوگون نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے محافظ تھے اسلئے ہم تم سے زیادہ حقدار ہین اُس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الانفال (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۱۰)

شبلی صاحب نے جن مہاجرین وانصار کو حاضر خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایا ہے

ان مین مورخین نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا اسم مبارک خاص طور پر درج کیا ہی اور یہ پتہ دیا ہی کہ جسوقت آنحضرت بارگاہ ایزدی مین فتحیابی کی دعا مین محو تھے تو اسوقت حضرت ابوبکر ؓ نے آنحضرت صلعم کو بقول صاحب رضتہ الصفا صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسول اللہ مشرکین بما نزدیک رسیدند یہ کہکر بیدار کر دیا تھا پس جب کہ بقول شبلی صاحب وغیرہ اصحاب محافظین آنحضرت نے اپنے آپ کو مال غنیمت کا مستحق بتایا اور اسکے لئے باہم جھگڑے جسپر آیۂ انفال نازل کی تو وہ سب حضرات آیۂ دانی ہذا یہ -

یحبون المال حبا جما (پ ۳۰ س الفجر ع ۱) تم مال کو جی بھر کے دوست رکھتے ہو -

کے مصداق ہوے -

آنحضرت پر خیانت کا الزام رکھنا

واضح ہو کہ مہاجرین و انصار نے صرف طلب مال غنیمت ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اُنھون نے اپنے پیغمبر سے اس طرح کے گستاخانہ کلام بھی کیے کہ :-

"آپ جنگ پر تو ہمین بھیجتے ہین لیکن مال غنیمت جو ہمارا حق ہے اُسکو اپنے عزیزون پر تقسیم کر دیتے ہین اور اس تقسیم مین خدا کی مرضی کا خیال نہین کرتے"

چنانچہ بخاری شریف مین ایک طولانی روایت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے :-

اخبرنی انس بن مالک	انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین
رضی اللہ عنہ قال ناس من الانصار	کہ فتح خیبر کے بعد جب غنیمت کا مال ہوازن
حین افاء اللہ علی رسولہ صلعم	تقسیم کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اُس مین سے
ماافاء من اموال ھوازن فطفق	سو سو اونٹ قریش کو دیئے اُسپر انصار نے کہا خدا رسول
النبی صلعم یعطی رجالا المائۃ من الابل	کی مغفرت کرے کہ قریش کو دیتے ہین اور ہم کو نہین
فقالوا یغفر اللہ لرسولہ یعطی قریشا	دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے قریش کے خون
ویترکنا وسیوفنا تقطر من دمائھم	ٹپک رہے ہین -

(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری صفحہ ۶۳)

اُسی مین دوسری روایت اِس عنوان سے منقول ہے :۔

عن عبداللہ قال لما قسم النبی	عبداللہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ
صلعم قسمۃ حنین قال رجل من	صلعم نے غنیمت حنین تقسیم کی تو انصار مین سے
الانصار ما اراد بھا وجہ اللہ فاتیت	ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم مین خوشنودی خدا
النبی صلعم فاخبرتہ فتغیر وجہہ	منظور نہین ہے اس پر مین نے رسول خدا کو
ثم قال رحمۃ اللہ علی موسیٰ لقد	اس سے مطلع کیا یہ سنکر چہرہ مبارک کا رنگ متغیر
اوذی باکثر من ھذا فصبر۔	ہوگیا اور فرمایا کہ موسیٰ پر خدا کی رحمت ہو اُن کو
(ایضاً صفحہ ۰۰)	اس سے بھی زیادہ تکلیفین دی گئی تھین پھر صبر کیا

صد حیف کہ مہاجرین و انصار نے مال غنیمت کے متعلق اپنے پیغمبر پر خیانت اور عدل کرنے کا بھی اتہام لگایا جسپر خدا ے پاک نے اپنے حبیب اور رسول کی عصمت پر یہ آیت نازل فرمائی :۔

ماکان لنبی ان یغل ومن	کسی نبی کی یہ شان نہین ہے کہ خیانت کرے
یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ؕ	اور جو خیانت کرے گا تو جس چیز کی خیانت کی ہے
پ ۴	قیامت کے دن وہی چیز خدا کے سامنے لانی ہوگی

چنانچہ مفسرین اہلسنت نے اِس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ :۔

"مسلمانون کو یہ سمجھانا ہے حضرت پر گمان نہ کرین کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھین۔ بدر کی لڑائی مین ایک چیز غنیمت کے مال سے گم ہوگئی تھی سوکسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اسپر یہ آیت نازل ہوئی" (ترجمۂ قرآن مجید شاہ عبدالقادر صاحب مطبوعہ میرٹھ)

اسی طرح مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ مین ہے :۔

"جنگ بدر مین جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا تھا اور وہ جمع کیا جارہا تھا کہ آخر کار فوج مین

کیا جائے گا اُس مین سے ایک اوڑھنے کی چادر اور ایک لُنگی گُم ہوگئی۔ کسی بد باطن نے پیغمبر کی
کی نسبت شُبہہ کیا۔

نیز تفسیر حسینی مین ہے:۔

نباشد سزاوار مر پیغمبر را کہ خیانت کند۔ بعض صحابہ جو قوی تھے اُنھون نے
در غنیمت بعضے اقویا صحابہ از پیغمبر درخواست رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ جو غنیمت حاصل
می نمودند کہ مارا از ہر غنیمت کہ می افتد زیادہ ہوتی ہے اسمین سے بہ نسبت ضعیف صحابہ کے ہمین
از حصہ ضعفا چیزے بدہ۔ آیت آمد کہ خیانت کچھ زیادہ دیا کیجئے۔ آیت آئی کہ نبی کی شان سے
پیغمبر در قسمت غنائم روا نیست۔ بعید ہے کہ خیانت کرے بعض کہتے ہین کہ بدر
گویند از غنائم بدر گلیمے سُرخ گم شد۔ کی غنیمت سے ایک کملی سرخ رنگ کی گم ہوگئی
وجمعے سیاہ دلان از روے نفاق نسبت آن بعض سیاہ دلون نے نفاق کی راہ سے سید عالم
بہ سید عالم صلعم علی الاطلاق کردند حق تعالی کی طرف بدگمانی کی تب انکی نسبت حق تعالی
ذمہ حبیب خود را خصوصاً و ذمہ جمیع انبیا عموماً نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی نے بھی غنیمت مین
ازین خیانت بری گردانید و فرمود کہ ہیچ پیغمبر خیانت نہین کی تھی اور نہ یہ محمد صلے اللہ علیہ
در غنیمت خیانت نہ کرد و نہ کند وسلم کرتے ہین۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۱۰۰۹)

نزول آیہ در نسبت اصحاب منافقین

جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نہ کرنے
کی تُہمت کی اور تقسیم غنیمت بہ خلاف شان آنحضرت یہ کلام کیئے تو اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی

ومنھم من یلمزک اُنہین سے کچھ ایسے بھی ہین اے رسول جو لوگون کے مال کی
فی الصدقات فان اعطوا منھا خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تم کو الزام دیتے ہین

رضوا وان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون ○ (پ ۱۰ ۔ س توبہ ع ۷)

پھر اگر ان میں سے انھیں حسب خواہش دیا جائے تو خوش ہو گئے اور اگر ان کی مرضی کے موافق نہیں دیا گیا تو پس فوری بگڑ جاتے ہیں ۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب مال دنیا پر بڑے حریص تھے اور وہ یہ ہے :۔

قال اھل المعانی ھذہ الآیۃ تدل علی رکاکۃ اخلاق اولئک المنافقین دناءۃ طباعھم وذلک لانہ لشدۃ شرھم الی اخذ الصدقات عابوا الرسول فنسبوہ الی الجور فی القسمۃ مع انہ کان ابعد خلق اللہ تعالی عن المیل الی الدنیا قال الضحاک کان رسول اللہ یقسم بینھم ما اتاہ اللہ من قلیل المال وکثیرہ وکان المومنون یرضون بما اعطوا ویحمدون اللہ علیہ و اما المنافقون فان اعطوا کثیرا فرحوا وان اعطوا قلیلا سخطوا وذلک یدل علی ان رضاھم وسخطھم بطلب النصیب لا لاجل الدین (تفسیر کبیر ۴ صفحہ ۶۶۹)

اہل معانی کہتے ہیں کہ یہ آیت منافقین کی رکاکت اخلاق اور ان کی دنائت طبع پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ صدقات کے لینے پر بڑے حریص تھے لہذا انھوں نے رسول اللہ پر عیب لگایا اور حضرت کی تقسیم پر ناانصافی کے مدعی ہوئے حالانکہ آنحضرت تمام مخلوقات میں اس سے بری تھے کہ دنیا کی طرف میل کریں ضحاک کہتے ہیں کہ جو کچھ قلیل و کثیر مال آتا تھا حضرت اس کو تقسیم کر دیتے تھے مومنین تو اس تقسیم سے راضی ہو جاتے اور شکر خدا بجا لاتے تھے ۔ مگر منافقین کو اگر زیادہ ملتا تو خوش ہوتے اور کم ملتا تو ناخوش ہوتے جس سے معلوم ہوا کہ ان کی رضا و رغبت بطلب مال دنیا ہے نہ بغرض دین ۔

امام محمد اسمٰعیل بخاری نے جب دیکھا کہ ان آیتوں سے تو اپنے اصحاب کے ایمان اور

امام بخاری کا اس آیت کو ذوالخویصرہ کے حق میں بتانا

طمع و حرص کی قلعی کھلتی ہے تو ان جملہ ذمائم کا سہرا ایک شخص ذوالخویصرہ تمیمی کے سر پر باندھ دیا تاکہ اپنے اصحاب کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ چنانچہ وہ روایت بخاری شریف سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے ملاحظہ ہو۔

ان اباسعید الخدری قال بینما	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ ہم رسول
نحن عند رسول الله وهو یقسم	اللہ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم
قسما اذ اتاه ذوالخویصرہ وهو رجل	فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ جو بنی تمیم سے تھا
من بنی تمیم فقال یارسول اعدل	آیا اور کہا یا رسول اللہ انصاف کیجیے۔ حضرت نے
فقال ویلك ومن یعدل اذا لم	فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو
اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل	پھر کون کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں گا تو خائب
فقال عمر یارسول الله ائذن لی فیه	وخاسر ہونگا۔ عمر نے کہا یا حضرت اجازت دیجیے کہ
فاضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا	میں اسکو قتل کر دوں حضرت نے فرمایا جانے دو کہ اسکے
یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم	ایسے اصحاب ہیں جنکے نماز روزہ کے سامنے تم اپنی
وصیامه مع صیامهم یقرؤن القران	نماز کو حقیر جانو گے یہ قرآن کو پڑھتے ہوں گے مگر
لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین	ان کی سمجھ میں نہ آئے گا اور ایسی تاویل کریں گے
کما یمرق السهم من الرمیة ینظر	جو خلاف مقصود ہوگی یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے
الی نصله فلا یوجد فیه شیئ ثم	جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے پھر جاسکے لوہے
ینظر الی رصافه فلا یوجد فیه شیئ	میں دیکھا جاتا ہے جو تیر میں لگا رہتا ہے تو کچھ میں
ثم ینظر الی نضیه وهو قدحه فلا یوجد	نہیں لگتا (مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر جب بہت تیزی
فیه شیئ ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه	سے شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے اور شکار کا کوئی حصہ بھی

شئ قد سبق الفرث والدم اٰیتھم رجل اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المرأة او مثل البضعة تدردر یخرجون علی حین فرقة من الناس قال ابو سعید فاشھد انی سمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ واشھد ان علی بن ابیطالب قاتلھم وانا معہ فامر بذلک الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ بعث النبی صلعم الذی بعثہ۔

(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۴۱ مطبوعہ مصر)

اُس میں نہیں رہتا اسطرح یہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے کہ کوئی اثر بھی اسلام کا اُنمیں نہ رہے گا۔ سردار اس کا ایک سیاہ مرد ہوگا جس کا ایک بازو مثل پستان زن ہوگا یا گوشت کا ایک ٹکڑا جو حرکت کرتا ہوگا جب کہ لوگوں میں اختلاف ہوگا اُس وقت یہ لوگ ظاہر ہونگے ابو سعید خدری لکھتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خود میں نے اس حدیث کو رسول اللہ سے سنا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؑ نے ان سے قتال کیا اور آپنے حکم دیا اُس کو تلاش کر جب وہ لایا گیا تو اسکو ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

اصحاب کا تقسیم مال میں آنحضرت پر اعتراض

اِس روایت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کمال جوش ایمان کی وجہ سے ذوالخویصرہ تمیمی کی گستاخی و بے ادبی کی تاب نہ لاسکے اور اُسکے قتل کرنے پر آمادہ و مستعد ہوگئے لیکن امام بخاری کی یہ محبت اُن کے کچھ کام نہ آئی اِسلئے کہ صحیح مسلم میں ہے کہ خود حضرت عمرؓ تقسیم غنیمت میں آنحضرتؐ پر معترض ہوے تھے اور کہا تھا کہ یہ تقسیم درست نہیں ہے وہ روایت یہ ہے:۔

عن سلمان بن ربیعة قال قال عمر بن الخطاب قسم رسول اللہ قسما فقلت واللہ یا رسول اللہ لغیر ھؤلاء کان احق بہ منھم قال خیرونی بین ان یسئلونی بالفحش

یعنی سلمان بن ربیعہ راوی ہیں کہ خود حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول خدا نے کچھ تقسیم کیا تو میں نے کہا۔ بخدا یا رسول اللہ جن لوگوں کو آپنے دیا ہے دوسرے لوگ انسے زیادہ مستحق تھے حضرتؐ نے فرمایا مجھے مخیر کیا ہے انمیں کچھ سوال کرو

یجلونی ولست بباخل — ہم سے فحش و بدگوئی سے مانگو عمل سے نسبت دو

(صحیح مسلم صنہ۳۳) — حالانکہ ہم بخیل نہیں ہین ۔

ان دونون حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر جو اعتراض ذوالخویصرہ کا رسول اللہ پر تھا وہی حضرت عمرؓ کا بھی ہے پس کونسی وجہ اس امر کی داعی ہے کہ اہلسنت والجماعت ذوالخویصرہ کو توصاف منافق کہین ۔ اور واجب القتل ٹھہرائین اور حضرت عمرؓ کو مہر و ماہ فلک اسلام کا خطاب عطا کرین ۔ حالانکہ اُنکا تو صرف یہی ایک اعتراض تھا اور حضرت عمرؓ کا ایک نہین بلکہ بیسون ہین جو آیندہ اپنے موقعون پر مذکور ہون گے ۔

روایات متعلقہ سیرت النبیؐ اصحابؓ کے حرص طمع کے بارہ مین

اس موقع پر ہم دو چار روایات کا خلاصہ سیرۃ النبی مولفہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی سے بھی نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ جس مین صاحب موصوف نے اصحاب رسول کی حرص و طمع پر کافی روشنی ڈالی ہے ، ملاحظہ ہون :-

"چونکہ جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہین لڑائیون کی اصلی بنیاد ضرورت معاش سے شروع ہوتی تھی ۔ اس لئے عرب کے نزدیک مال غنیمت سے زیادہ کوئی شئے محبوب نہ تھی اور ذرایع معاش مین سب سے زیادہ حلال اور طیب اسی کو سمجھتے تھے یہ خیال اسقدر دلون مین راسخ اور رگ و پئے مین سرایت کرگیا تھا کہ اسلام کے بعد بھی ایک مدت تک قائم رہا

یسئلونک عن الانفال قل — جو لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہین

الانفال للہ والرسول — کہدو کہ مال غنیمت خدا کا ہے

اس آیت سے یہ مقصود ہے کہ مجاہدین مال غنیمت کا خود دعویٰ نہین کرسکتے اس کی تقسیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہے جس طرح آپ چاہین تقسیم فرمائین ۔ اس سے اتنا ہوا کہ لڑائیون مین جو ہر شخص لوٹ کر جو چیز چاہتا تھا لیتا تھا بند ہوگیا لیکن میدان مین

جنگ کے علاوہ اور موقعون پر لوٹنا مدتون موقوف نہین ہوا۔ سنن ابی داؤد مین ایک انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین شریک تھے بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو اتفاقاً سامنے بکریان نظر پڑین۔ ان کو لوٹ لائے اور ذبح کرکے ہانڈیان چڑھا دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور کمان جو ہاتھ مین تھی اُس سے دیگچیان اُلٹ دین اور فرمایا کہ لوٹ کی چیز مردہ سے بڑھ کر حلال نہین خیبر کی لڑائی ۷ھ مین ہوئی اسوقت تک یہ حال تھا کہ امن کے بعد لوگون نے یہودیون کے جانور اور پھل لوٹ لیے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو نہایت غصہ آیا آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔

ان اللہ تعالی لم یحل لکم ان	خدا نے تم لوگون کے لئے یہ جائز نہین کیا
تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن	ہے کہ اہل کتاب کے گھرون مین گھس جاؤ اور نہ
ولا ضرب نسائھم ولا اکل ثمارھم	یہ اجازت دی ہے کہ ان کی عورتون کو مارو نہ یہ کہ
اذا اعطوکم الذی علیھم	ان کے پھل کھاؤ جبکہ وہ تم کو وہ ادا کرین جو
(سیرۃ النبی صفحہ ۴۲۳)	اُنپر فرض ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم چاہتے تھے کہ غنیمت کے ساتھ لوگون کا شغف ہے کم ہو جائے لیکن مدت تک غنیمت کی محبت اور وارفتگی نہ گئی۔ غنیمت اس قدر محبوب تھی بعض صاحبون کو کسی کافر کے مسلمان ہونے پر اس بنا پر رنج ہوا کہ اسلام لانے کی وجہ سے اس کا مال نہ ملے گا۔ سنن ابی داؤد مین ہے کہ ایک صحابی نے ایک سریہ مین حملہ کرنا چاہا قبیلہ والے روتے ہوئے آئے اُنھون نے کہا لا الہ الا اللہ کہو تو تمھاری جان اور مال بچ جائے گا اُنھون نے لا الہ الا اللہ کہا اور اُن کو امن دیدیا گیا جب یہ اپنے ساتھیون مین

آئے تو لوگون نے اُن کو ملامت کی احرمتنا الغنیمۃ (تم نے ہم کو غنیمت سے محروم کردیا۔

(صفحہ ۲۲۴)

سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ مال غنیمت کے ساتھ لوگون کو اسقدر شغف تھا کہ لڑائیون کا بہت بڑا سبب یہی ہوتا تھا اس کی اصلاح مین نہایت تدریج سے کام لینا پڑا جاہلیت مین زر غنیمت محبوب ترین چیز تھی تعجب یہ ہے کہ اسلام مین بھی ایک مدت تک اُسکو ثواب کی چیز سمجھتے تھے۔ ابو داؤد مین ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا

رجل یرید الجهاد فی سبیل الله وله غرض من اغراض الدنیا فقال النبیؐ لا اجر له فاعظم ذلك الناس وقالوا للرجل عد الی رسول الله فلعلك لم تفهمه	ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہو آپ نے فرمایا کہ اُس کو کچھ ثواب نہین ملنے کا۔ یہ امر لوگون کو بہت عجیب معلوم ہوا اور لوگون نے اُس شخص سے کہا کہ پھر جاکر پوچھو شاید تم نے آنحضرت صلعم کا مطلب نہین سمجھا

بار بار لوگ دوبارہ دریافت کرنے کے لئے بھیجتے تھے اور اُن کو یقین نہین آتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوگا۔ بالآخر جب آپ نے تیسری دفعہ بھی فرمایا کہ لا اجر له (یعنی اُسکو کچھ ثواب نہین ملے گا) تب لوگون کو یقین آیا قرآن مجید مین غنیمت کی نسبت متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اُس کی طرف انہماک اور دلفتگی پر ملامت کیجاتی تھی جنگ احد مین جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے مین مصروف ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی:۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرة — تم سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے

جنگ بدر میں لوگوں نے جب اجازت سے پہلے غنیمت لوٹنی شروع کردی یا بقول بعض مفسرین فدیہ کی خواہش سے لوگوں کو گرفتار کیا تو یہ آیت اتری

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید — تم لوگ دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور خدا

الآخرۃ — آخرت کی۔

باوجود ان تمام تصریحات اور بار بار تاکیدات کے غزوہ حنین میں جو ۸ھ میں واقع ہوا تھا اسی وجہ سے شکست ہوئی کہ لوگ غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ صحیح بخاری غزوہ حنین کے ذکر میں ہے۔

فاقبلوا المسلمون علی الغنائم — مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور کافروں نے

واستقبلونا بالسہام — ہم کو تیروں پر رکھ لیا۔

اس بنا پر ہر موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کو زیادہ تصریح سے بیان فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص غنیمت کیلئے کوئی نام کے لئے کوئی اظہار شجاعت کیلئے جہاد کرتا ہے کس کا جہاد خدا کی راہ میں سمجھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قاتل لتکون کلمۃ اللہ — جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا

ھی العلیا — بول بالا ہو۔

بالآخر آپ نے فرمایا کہ گو جہاد کسی نیت سے کیا جائے لیکن جب مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب غنیمت کو مطلق ہاتھ نہ لگائے۔ صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:۔

مامن غازیۃ تغزوا فی سبیل اللہ — جو غازی خدا کی راہ میں لڑتا ہے اور

فیصیبون الغنیمۃ الا تعجلوا ثلثی	مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا ہین
اجرھم من الاخرۃ ویبقی لھم	دو ثلث لے لیتا ہے اور آخرت مین اسکا حصہ
الثلث وان لم یصیبوا غنیمۃ اتم	صرف ایک تہائی رہجاتا ہے البتہ اگر غنیمت مطلق
لھم اجرھم۔	نہ لے تو اُس کو آخرت مین پورا اجر ملے گا۔

(ایضاً صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۶)

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہورہا ہے ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہورہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اُٹھایا پورے تین سو اوقیہ آئے (ایک اوقیہ دس درہم کے برابر ہوتا ہے) آپ فرماتے ہین کہ مین اس سے زیادہ نفع بتادون تو بڑے شوق سے پوچھتے ہین کیا ارشاد فرمائیے تو ارشاد ہوتا ہے کہ نماز فرض کے بعد دو رکعت۔ (خلاصہ سیرۃ النبی صفحہ ۴۴۴ تا ۴۵۱)

بھائیو! ذرا اپنے علماء کے مرتبہ روایات کو علے العموم اور اُن روایات کو علے الخصوص جنمین شمس العلماء شبلی نعمانی نے مہاجرین وانصار کی طمع وحرص کی پوری تصویر کھینچی ہے بنظر تعمق وغور ملاحظہ فرماؤ اور خود ہی فیصلہ کرلو کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گھرون سے نکالا۔ اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر ؎

نگین کہ کرد پنجۂ قہر گانم این چنین لعل وگہر کہ ریخت بدامانم این چنین

روایات اہلسنت در بارہ زہد جناب امیر

اب ذرا جناب امیرالمومنین علے مرتضیٰ حیدر کرار غیر فرار کے زہد واعراض عن الدنیا پر بھی نگاہ کیجیے جسکے معترف خود تمھارے علما ہین چنانچہ علامۂ ابن ابی الحدید ودیگر علماء کی دو ایک روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین:۔

وذكر الشعبي قال دخلت	شعبی کہتا ہے کہ بچپن میں شہر کوفہ کے محلہ
الرحبة بالكوفة واذا انا	رحبہ میں چند لڑکوں کے ساتھ میں گیا تو دیکھتا ہوں
غلام في غلمان فاذا انا بعلي	کہ حضرت علی علیہ السلام سونے اور چاندی کے دو
عليه السلام قائما على صبرتين	انبار کے پاس کھڑے ہیں۔ آپکے ہاتھ میں ایک دُرہ
من ذهب وفضة ومعه مخفقة	بھی ہے جس سے لوگوں کو ہٹا رہے ہیں۔ پھر ان انبارں
وهو يطرد الناس بمخفقة ثم	کے پاس آکر اُن کو آدموں میں تقسیم کر رہے ہیں
يرجع الى المال فيقسمه بين الناس	یہاں تک کہ دونوں انبار بانٹ دیے اور اُنمیں سے
حتى لم يبق منه شئ ثم	کوئی چیز باقی نہ رکھی اسکے بعد واپس چلے آئے
انصرف ولم يحمل الى بيته قليلا	اس شان سے کہ اپنے گھر ایک حبہ بھی نہ لائے
وكثيرا فرجعت الى ابي	یہ دیکھکر میں نے اپنے باپ سے آکے کہا کہ آج میں نے
فقلت له لقد رأيت اليوم	ایسے شخص کو دیکھا ہے جو سب سے بہتر یا سب سے
خير الناس او احمق الناس	زیادہ بیوقوف ہے اُنھوں نے پوچھا وہ کون ہے
قال من هو يا بني قلت علي	میں نے کہا امیر المومنین علی بن ابی طالب پھر
بن ابي طالب امير المؤمنين	میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب اُن سے بیان
رأيته يصنع كذا فقصصت	کیا یہ سنکر وہ رونے لگے اور کہا یا بنی بل رأیت
عليه فبكى وقال يا بني بل	خیر الناس (بیٹا! وہ تو بہترین ناس ہیں)
رأيت خير الناس	(ردّ التحفہ)
دوسری — روى محمد بن فضيل عن هارون بن عنترة	زاذان راوی ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام
عن زاذان قال انطلقت مع قنبر غلام علي	کے غلام قنبر کے ہمراہ ایک دفعہ ہو لیا

علیہ السلام فاذا ھو یقول قم
یا امیر المومنین فقد خبئت لک
خبیئا قال وما ھو ویحک قال
قم معی فقام فانطلق بہ الی
بیتہ بغرارۃ مملوۃ من جامات ذھبا
وفضۃ فقال یا امیر المؤمنین
رأیتک لا تترک شیئا الا قسمتہ
فادخرت لک ھذا من بیت المال
فقال علی علیہ السلام ویحک یا قنبر
لقد احببت ان تدخل بیتی نارا عظیمۃ
ثم سل سیفہ وضربہ ضربات
کثیرۃ فانتثرت من بین اناء
مقطوع نصفہ واخر ثلثہ ونحو
ذلک ثم دعا بالناس فقال
اقسموا بالحصص ثم قام الی بیت
المال فقسم ما وجد فیہ ثم رأی
فی البیت ابرۃ ومسلا فقال
لتقسموا ھذا فقالوا لا حاجۃ لنا
فیہ وقد کان علی علیہ السلام یاخذ

تو وہ حضرت علی سے آکر کہنے لگے کہ یا حضرت!
تشریف لے چلیے یہ سن کر حضرت اٹھے اور قنبر کے گھر
آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بورہ میں بہت سے
پیالے سونے و چاندی سے بھرے ہوے رکھے
ہیں۔ قنبر نے عرض کی مولا میں نے دیکھا کہ آپ
کچھ بچاتے نہیں اور سب کا سب تقسیم کئے دیتے
ہیں میں نے بیت المال سے آپ کے لئے اس
مال کو بچا لیا ہے حضرت نے یہ دیکھکر فرمایا قنبر
تم پر وائے ہو۔ کیا تم کو میرے گھر میں اتنی بڑی
آگ جمع کرنا اچھا معلوم ہوا یہ کہکر حضرت نے
تلوار کھینچ لی اور اس بورہ پر کئی وار لگائے جس سے
اس کے ظروف ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر لوگوں کو
فرمایا اس مال کے حصوں کو تقسیم کرو اسکے بعد
بیت المال کے پاس تشریف لائے اور جو کچھ پایا
اسکو تقسیم کر دیا بلکہ اس میں ایک سوئی اور سوا دیکھا
تو فرمایا اس کو بھی تقسیم کرو ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں
اسکی ضرورت نہیں ہے اور حضرت کا معمول تھا
کہ جو شخص جو چیز بناتا وہی چیز اس سے بطور
خراج یا ٹیکس لیتے (پس یہ سوئی اور سوا بھی)

من کل عامل ما یعمل فضحک وقال لیوخذن شرہ مع خیرہ (ازرد التحفہ ۲۶۸)

اُسطرح بیت المال مین آئے تھے، تو اُنکا جواب سنکر حضرت ہنسے اور فرمایا اچھی چیزون کے ساتھ بُری چیزین بھی لینی پڑنگی۔

اسی طرح روضۃ الاحباب مین ہے:۔

مرویست کہ چون امیر المومنین کرم اللہ وجہہ عمرو ابن عبدوُد را کشت التفات بجامہ وسلاح وے نہ کرد خواہر عمرو بیامد بر بالین وے بنشست و دید کہ جامہ وسلاح او بحال خود است گفت ماقتلہ الا کفو کریم نہ کشتہ است اورا الاہمسرے گرامی آنگاہ پرسید کہ قاتل وے کیست گفتند علی بن ابی طالب بن عبد المطلب پس این دو بیت گفت

جب حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبدوُد کو قتل کیا تو اُسکے ہتھیار اور زرہ وجامہ وغیرہ کو ویساہی چھوڑدیا اور اسپر مطلق التفات نہین کیا جب اسکی بہن نعش پر آئی اور اُس نے زرہ جو بیش بہا تھی اُسکے جسم پر دیکھی تو اُسنے کہا کہ اس کا قاتل کوئی بڑا عالی خاندان شخص ہے پھر اُس نے لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا کہ علی بن ابیطالب ہین یہ سنکر اُسنے دو شعر پڑھے۔

وَلَوْ كَانَ قَاتِلُ عَمْرٍو غَيْرَ قَاتِلِهِ | لَكُنْتُ أَبْكِي عَلَيْهِ آخِرَ الْأَبَدِ

اگر اسکا قاتل غیر علی ہوتا تو مین اپنے بھائی کے مارے جانے پر مدت العمر گریہ وبکا کرتی

لَكِنَّ قَاتِلَهُ مَنْ لَا يُعَابُ بِهِ | مَنْ كَانَ يُدْعَى قَدِيمًا بَيْضَةَ الْبَلَدِ

لیکن اس کا قاتل وہ شخص ہے جو رئیس القوم پکارا جاتا ہو جسکو کوئی عیب نہین لگایا جاسکتا

تقابل مابین اصحاب جناب امیر علیہ السلام

اے بھائیو! اب اپنے اصحاب کرام اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ایمان واعراض عن الدنیا کا تقابل کرکے انصاف سے کہو کہ آیہ کریمہ:۔

مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنيَا (اے اصحاب رسول) تم مین سے اکثر طالب دنیا ہین

کے مصداق کون اصحاب ہین اور

مِنکُم مَن یُرِیدُ الاٰخِرَۃ — بعض تم مین سے طالب آخرت ہین

کس پر صادق آتا ہے۔ کن لوگون پر مال دنیا کی محبت مین آیہ کریمہ

ان الانسان لحب الخیر لشدید — اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور کس نے اپنے مالک کی ہدایت

فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ — زندگانی دنیا بمقابلہ آخرت کے بہت ہی

الا قلیل — قلیل ہے۔

پر دنیا کو طلاق بائن دے کر خوشنودی رب جلیل حاصل کی۔

اگر آپ بفرط محبت اصحاب مومن و منافق اور نیک و بد مین امتیاز نہین کرتے تو نہ کرین۔ خالق ارض و سما تو کر چکا اور اُن کو خوب پہچان چکا ہے قولہ تعالیٰ

ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا — اور ضرور اللہ اُن کو بھی جان لے گا جو

ولیعلمن المنافقین (پ۔ س عنکبوت ع۱) — ایمان لائے اور اُن کو بھی جو منافق ہین۔

ذکر وہ ایام جسمین صحابہ نے آنحضرت کی مخالفت کی

اصحاب کی حرص اور لوٹ مار کے حالات تو سُن چکے اب اُن مخالفتون کا بھی حال سُنیے جو اُنھون نے آنحضرت صلعم سے کی تھین۔

اول — کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اپنی ازواج کو حکم دیا تھا کہ یہ تمھارا آخری حج ہے اسکے بعد اب کبھی حج کے لیے گھر سے باہر نہ نکلے مگر حضرت عمرؓ نے خلاف حکم آنحضرتؐ اُن کو حج کی اجازت دی اور نامحرمون کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے:۔

روی ان عمر اذن ازواج النبی فی — یعنی حضرت عمرؓ نے ازواج نبیؐ کے ہمراہ

	اخرجه جَهّا فبعث معهم عثمان بن عفان	حضرت عثمانؓ کو بھیجا۔
دوم	ان رسول الله قال یا ابا هریرة	ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے
	واعطانی نعلیه فقال اذهب بنعلی	بلوایا اور اپنے دونون نعلین دے کر فرمایا یہ میری نعلین
	هاتین فمن لقیك من وراء هذا الحایط	بطور تصدیق کے لیجاؤ پھر جس کسی سے اس دیوار
	ویشهد ان لا اله الا الله مستیقنا بها قلبه	کے باہر ملاقات ہو اور وہ توحید کی شہادت بصدق
	ابشره بالجنة فکان اول من لقیت عمر	دل سے دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دو پس سب سے
	فقال ما هاتان النعلان یا ابا هریرة قلت:	پہلے حضرت عمر ملے کہنے لگے ابوہریرہ یہ دونوں کیا ہیں
	نعلا رسول بعثنی بهما من لقیت یشهد	مین نے کہا رسولؐ کی نعلین ہیں مجھے انکو دیکر اسلیے
	ان لا اله الا الله مستیقنا بها قلبه	بھیجا ہے کہ جسے توحید کا اقرار کرتے ہوئے دیکھوں
	ابشره بالجنة فضرب عمر ثدیی	اُسے جنت کی بشارت دوں یہ سنتے ہی عمر نے
	فخررت لاستی	میرے سینہ پر ایسی ضرب ماری کہ مین سرین کے بل
	(صحیح مسلم شریف ومشکوٰة شریف)	زمین پر گر پڑا۔
سوم	اخرج الفریابی وابن عساکر عن ابراهیم التیمی	امام فریابی وابن عساکر راوی ہین کہ ایک شخص
	عن ابیه قال قال رجل لو ادرکت رسول	نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ اگر مین رسول اللہؐ کو پاتا
	الله صلعم لحملت ولفعلت فقال حذیفة رایتنی	تو آپ کی خدمت کرتا حذیفہ نے کہا کہ مین شب احزاب
	لیلة الاحزاب ونحن مع رسول الله صلی الله علیه وسلم	رسول اللہؐ کے ساتھ تھا حضرت نماز شب نہایت
	یصلی من اللیل فی لیلة باردة ما قبله وما بعده	سخت جاڑے میں پڑھ رہے تھے ہم لوگوں کیطرف
	بردًا کان اشد منه فخانت منی لتفاته فقال الا رجل	ملتفت ہو کر فرمایا کوئی ایسا ہو جو جا کر مخالفین کے لشکر
	یذهب الی هولاء فیاتینا بخبرهم جعله الله معی یوم القیمة	کی خبر لائے خدا اُسکو ہمارے ساتھ جنت مین داخل کریگا

قال فما قام منا انسان قال فسکتوا ثم عاد فسکتوا	آپ نے ابوبکر کا نام لیا وہ استغفار یعنی معاف فرمایئے
ثم قال یا ابابکر فقال استغفر الله و رسوله	کہکر رہ گئے حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو جا سکتے ہو
فقال ان شئت ذهبت فقال صلعم یا عمر	پھر آپ نے عمر کا نام لیا وہ بھی استغفر اللہ کہکر رہ گئے
فقال استغفر الله و رسوله ثم قال یا حذیفة فقلت	حضرت نے پھر مجھ سے فرمایا میں نے کہا لبیک اور
لبیک فقمت حتی اتیته و ان جنبی یضربان	حاضر خدمت ہوا سخت سردی اس شدت کی تھی
من البرد فمسح راسی و وجهی ثم قال اذهب ائت	کہ میرے دونوں پہلو جاڑے سے لرز رہے تھے حضرت
هؤلاء القوم حتی تاتینا بخبرهم ولا تحدثن شیئا	نے میرے سر اور چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور
حتی ترجع ثم قال اللهم احفظه من بین یدیه	فرمایا اس قوم کی طرف جاؤ اور اُن کی خبر لاؤ مگر
ومن خلفه وعن یمینه وعن شماله ومن فوقه	کوئی کام نیا نہ کرنا جب میں روانہ ہوا تو معلوم
ومن تحته حتی یرجع قال فلان یکون ارسلها	ہوتا تھا کہ میں حمام میں جا رہا ہوں کہاں تو وہ
کان احب الی من الدنیا وما فیها قال فانطلقت	سردی تھی اور اب بہ برکت دعا کے اسقدر گرمی
فاخذت امشی نحوهم کانی امشی فی حمام قال	ہے جب میں وہاں پہونچا تو معلوم ہوا کہ ان پر بھی
فوجدتهم قد ارسل الله علیهم ریحا فقطعت	آندھی آئی ہے کہ اُن کے خیموں کی کل طنابیں ٹو
اطنابهم وابنیتهم و ذهبت بخیولهم ولم تدع	ٹیں خیمے گر گئے گھوڑے اور ان کے مویشی اور کل چیزیں
شیئا الا اهلکته و ابو سفیان قاعد یصطلی	برباد ہو گئیں اور ابوسفیان آگ سے تاپ رہا ہے
عند نار له قال فنظرت الیه فاخذت سهما	حذیفہ بڑے نشانہ باز تھے چاہا کہ تیر کمان میں
فوضعته فی کبد قوسی قال وکان حذیفة	جوڑ کر نشانہ بنائیں مگر ارشاد رسول صلی اللہ
رامیا فذکرت قول رسول الله صلعم لا تحدثن شیئا	علیہ وسلم یاد کر کے چپ رہ گئے جب واپس آکر
حدثا حتی ترجع قال فرددت سهمی فی کنانتی	آنحضرت سے کل واقعہ عرض کیا تو حضرت نے

قال فقال رجل من القوم الا فيكم عين للقوم	خبر لاسرت سے ہنس پڑے کہ اُس تاریکی
فاخذ كل بيد جليسه فاخذت بيد جليسى	شب میں آپ کے دندان مبارک نمایان ہوئے
فقلت من انت قال سبحان الله اما تعرفنى	حضرت نے اپنے پاے مبارک کے پاس
انا فلان بن فلان فاذا رجل من هوازن	مجھے بٹھا لیا اور اپنی چادر کا ایک گوشہ مجھپر
فرجعت الى رسول الله صلعم فاخبرته	ڈال دیا مین سردی کے مارے اپنے سینہ اور
الخبر فلما اخبرته ضحك حتى بدت نيابه فى	پیٹ کو حضرت کے قدم مبارک سے لا دیتا
سواد الليل وذهب عنى الدفاء قال فادنانى	تھا جب صبح ہوئی تو وہ لشکر بھاگ گیا۔
رسول الله فانامنى عند رجليه والقى على	اسی کی طرف آیہ کریمہ" فارسلنا علیھم
طرف ثوبه فان كنت لالزق بطنى و صدرى	ریحا وجنود الم تروھا (اور ہم نے
ببطن قدميه فلما اصبحوا هزم الله الاحزاب	ان پر ہوائے تند اور لشکر بھیجا جس کو وہ
وهو قوله فارسلنا عليهم ريحا وجنودًا	دیکھ نہ سکے) مین اشارہ ہے
لم تروها۔ (تفسیر در منثور صـ۱۸۵)	
چہارم — جاء بلال بن الحارث المزنى الى	یعنی بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت
رسول الله فاستقطعه ارضا طويلة	سے ایک طویل وعریض زمین کی خواہش کی
فلما ولى عمر قال لبلال انك	اُسکو حضرت نے اسکی معافی مین دیدیا۔ جب عمر
استقطعت رسول الله ارضا عريضة	خلیفہ ہوئے تو بلال سے کہا تم نے آنحضرت سے
طويلة قطعها وان رسول الله لم يكن	ایک طویل وعریض زمین حاصل کی ہے اور حضرت
يمنع شيئا يسأله فانك لا تطيق	کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی کچھ مانگتا تھا تو آپ
ما فى يديك فقال اجل قال	انکار نہین فرماتے تھے۔ تیری یہ حالت کہ پوری مین

فانظر ما قویت علیہ منہا فامسکہ	آباد نہین کر سکتا لہذا جس قدر آباد کر سکتا ہے
وما لم تطق علیہ فادفعہ الینا نقسمہ	اُتنی رکھے اور باقی ہم کو دیدے کہ ہم مسلمانون
بین المسلمین فقال لا افعل واللہ	مین تقسیم کردین اُس نے کہا واللہ مین اُس
شئ اقطعنیہ رسول اللہ فقال	مین سے کچھ نہ دون گا کیونکہ وہ مجھے آنحضرت
عمر واللہ لتفعلن فاخذ ما عجز	سے معافی مین ملی ہے عمر نے کہا دینی پڑے گی
عن عمارتہ فقسمہ بین المسلمین ۔	آخر تھوڑی زمین چھوڑ کر باقی سب لے لی اور
(کنز العمال)	مسلمانون مین تقسیم کردی ۔

آنحضرت سے حضرت عمر کا مخالفت کرنا

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین :۔

کتب سیر اور احادیث مین تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع پیش آئے کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اُسکے خلاف رائے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری مین ہے کہ جب آنحضرت نے عبداللہ بن اُبی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین ۔

قیدیان بدر کے معاملے مین انکی راے بالکل آنحضرتؐ کی تجویز سے الگ تھی ۔

صلح حدیبیہ مین انھون نے آنحضرت کی خدمت مین عرض کی کہ اس طرح دبکر کیون صلح کی جائے ۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۱)

آنحضرت نے جنگ تبوک مین جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکون مین مختلف شرحین مقرر کین ۔

آنحضرتؐ نے حسان کو شعر کی بہ ترکی جواب دینے کی اجازت دی تھی حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین حکم دیدیا کہ وہ پڑھے پڑھائے نہ جائین کیونکہ اُنسے پُرانی رنجشین تازہ ہوتی ہین

یعنی اشعار حسان ۱۲ منہ

حج کے ارکان مین (رمل) ایک رکن ہے یعنی طواف کرتے وقت پہلے دو تین دورن مین آہستہ آہستہ دوڑتے ہین اسکی ابتدا یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو کافرون نے شورہ کیا کہ سلمان ایسے نحیف اور کمزور ہوگئے ہین کہ کعبہ کا طواف بھی نہین کر سکتے آنحضرت صلعم نے سنکر رمل کا حکم دیدیا اس کے بعد یہ معمول ہوگیا چنانچہ ائمہ اربعہ اسکو حج کی ایک ضروری سنت سمجھتے ہین لیکن حضرت عمر نے صاف کہا کہ اب ہم کو رمل سے کیا غرض اس سے مشرکون کو رعب دلانا مقصود تھا سو ان کو خدا نے ہلاک کردیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر وہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمر نے اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔

ایک دفعہ سفر حج سے واپس آرہے تھے راستہ مین ایک مسجد تھی جس مین ایک دفعہ آنحضرت نے نماز پڑھی تھی اس خیال سے لوگ اسکی طرف دوڑے حضرت عمر نے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اہل کتاب انھین باتون کی بدولت تباہ ہوے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی یادگارون کو عبادتگاہ بنالیا (صفحہ ۱۶۹)

آیات محکمات مین اپنے مقام پر جناب شمس العلمار کا وہ کلام نقل ہوچکا ہے جس مین جناب ممدوح نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال مین تفریق کی ہے یعنی ایک منصب رسالت سے اور دوسرا انسانی حیثیت سے جناب موصوف اُسکی تصریح اسطرح کرتے ہین کہ

نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین اور اسلام کے زمانے مین بھی یہ سلسلہ بند نہین ہوا اکثرون کا خیال ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتا ہے وہ بے شبہہ خدا کی طرف سے

منصب رسالت کے اقوال حیثیت انسانی کی تفریق کی

ہوتا ہے باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتے ہین۔ تشریعی اور مذہبی نہین ہوتے اس مسئلہ کو جس قدر حضرت عمر نے صاف اور واضح کردیا کسی نے نہین کیا۔ اس مین بڑا نکتہ یہ تھا کہ آنحضرت کے وہ اقوال جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین اور وہ جو تشریعی حیثیت سے ہین باہم مختلط نہ ہونے پائین (الفاروق جلد دوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۰۰)

اس بنا پر جناب ممدوح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتون کو منصب رسالت سے خارج کرکے حضرت عمرؓ کو مخالفت کے الزام سے یہ فرماکر بری کرتے ہین :-

"ان تمام مثالون سے تم خود اندازہ کرسکتے ہو کہ حضرت عمر رسول اللہ کی ان باتون کو منصب رسالت سے الگ سمجھتے تھے"

رسول خداؐ کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی ہے وہ خلاف آیات الٰہی ہے

جناب شمس العلماء کے اس بیان پر دو امر قابل توجہ ناظرین ہین۔

اول یہ کہ صاحب وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے یا نہین۔

دوم نماز جنازہ عبداللہ بن ابی صلح حدیبیہ۔ فدیہ قیدیان بدر یہ امور منصب رسالت سے متعلق ہین یا انسانی حیثیت سے۔ یہ امر تو اہل علم پر مخفی نہین ہے کہ اللہ جل شانہ نے جابجا قرآن مجید مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے دیکھو آیہ کریمہ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

اسیطرح متعدد آیات ہین۔ اُن آیات پاک کا مطلب یہ ہے اے لوگو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اُسنے خدا کی اطاعت کی۔

رسول خداؐ کل افعال و اقوال مین معصوم ہین

اس جگہ دو چار آیات کی تفسیر بین جناب امام فخر الدین رازی کی مشہور و مستند تفسیر کبیر سے نقل کیجاتی ہین جن سے ظاہر ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کا

اطلاق کس صورت میں ہوسکتا ہے۔

پہلی | تفسیر آیہ شریفہ:۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ خدا کا دربارۂ متابعت رسول حکم دینا۔

سورہ منافقون

من اقوی الدلیل ان الرسول معصوم — اس امر پر قوی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کل

فی جمیع الاوامر والنواھی کل ما — اوامر ونواہی میں معصوم ہیں کیونکہ جو کچھ خدا آپ پر

یبلغہ لانہ لو اخطاء فی شیئ منھا — تبلیغ فرماتا ہے اگر ان میں آنحضرت کچھ خطا کرتے

لم یکن طاعتہ طاعۃ اللہ — تو طاعت رسول طاعت خدا نہیں ہے۔

ایضا وجب ان یکون معصوما — اور واجب ہے کہ رسول اپنے کل افعال

فی جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ — واقوال واحوال میں معصوم ہو۔

پس ثابت ہوا کہ کل افعال واقوال میں رسول کی فرمانبرداری خدائے پاک کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

دوم | وقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول — اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔

یوجب الاقتداء بالرسول فی کل — یعنی تمام اقوال وافعال میں رسول اکرم

افعالہ وقولہ اطیعوا الرسول یوجب — صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب

الاقتداء بہ فی جمیع اقوالہ لاشک — ہے۔اور بلاشبہہ یہی اصل شریعت

انھما اصلان معتبران فی الشریعۃ — ہے۔

سوم | ان کنتم تحبون اللہ وبالجملۃ — غرض جتنے عقلا تھے وہ اس کے

فکل احد من فرق العقلاء ویدعی — مدعی تھے کہ ہم خدا سے محبت رکھتے ہیں

انہ یحب اللہ ویطلب رضاہ وطاعتہ — اور اس کی رضا کے طالب ہیں۔

فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قل ان کنتم صادقین فی ادعاء محبة الله فکونوا منقادین لاوامره محترزین عن مخالفته وتقدیر الکلام ان من کان محبا لله تعالی لابد ان یکون فی غایة الحذر مما یوجب سخطه واذا قامت الدلایل القاطعة علی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم وجبت متابعته فان لم تحصل هذه المتابعة دل ذلک علی ان تلک المحبة ما حصلت

تو خدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ان سے کہو اگر دعوے محبت خدا میں صادق ہو تو ہمارے اوامر و نواہی کا امتثال اور مخالفت سے پرہیز کرو۔ اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ پورے طور پر اُن باتوں سے پرہیز کرے جن سے اسکی مخالفت لازم آئے اور چونکہ دلائل قاطعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت ہو چکی۔ لہذا حضرت کی متابعت واجب ہوئی اگر متابعت نہو تو سمجھنا چاہیے کہ خدا کی محبت ہی نہیں ہے

چہارم

ان اتبع الا ما یوحی الی (پ ۱۱ س یونس) معناه الا یوحی اتبع الی فهذا یدل علی انه لا یحکم الا بالوحی وهذا یدل علی انه لا یحکم قط بالاجتهاد

میں تو اُسی کا پابند ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت نے کوئی حکم بغیر وحی نہیں دیا یہ اس امر کی صاف دلیل ہے کہ کوئی حکم آپ کا اجتہاد سے نہ تھا۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت نے کوئی عمل نہیں کیا مگر وحی سے

اس آیہ شریفہ کی توثیق آیہ کریمہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ سے ہوتی ہے یعنی

خدا فرماتا ہے کہ رسول اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتے بلکہ جو وحی کی جاتی ہے۔

اِن تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع اقوال و افعال و احوال مطابق وحی تھے۔

رسول اللہ ص طبقہ انبیا و مرسلین مین افضل ہین

جناب شمس العلما، اس تفریق مراتب کی بابت یہ تحریر کرتے ہین کہ خود رسول اللہ ص نے فرمایا ہو کہ

"مین بشر ہون اسلئے جب دین کی بابت کوئی حکم دون تو اسکو لو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون"

لہذا ممدوح حضرت عمر کے ولولۂ محبت مین جناب محمد مصطفےٰ اشرف الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عامۃ الناس مین شامل کرکے حضرت کے اقوال و افعال کی قدر و منزلت عوام الناس کے اقوال و افعال کی برابر سمجھتے ہین حالانکہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے ایک بشر کو بھی دوسرے بشر پر فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے "فضلنا بعضکم علی بعض" اسی طرح طبقۂ انبیا و مرسلین مین بھی حسب آیۂ کریمہ:-

تلك الرسل فضلنا بعضهم	ہم نے رسولون مین سے بعض کو بعض پر
على بعض منهم من كلم الله	فضیلت دی ہے اُن مین سے بعض سے خدا نے
ورفع بعضهم درجات	کلام کیا۔ اور اُن مین سے بعضون کے درجات
(پ ۳۔ س بقرہ۔ ع ۱)	بلند کئے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طبقہ انبیا و مرسلین مین بھی افضل و اشرف ہین سب انبیا علیہم السلام عاشقان خدا تھے لیکن خاتم الانبیا شاہ دوسرا معشوق خدا ہین ؎

نبی سب بجا ہین، بجا ہین، بجا ہین ہمارے نبی اشرف الانبیا ہین

آپ کے اقوال کی عظمت و منزلت مین خداوند عالم فرماتا ہے:-

قل انما انا بشر مثلکم — اے رسول انسے کہدو اگرچہ مین بھی مثل تمہارے

یوحیٰ الیّ۔ — بشر ہون مگر مجھ پر وحی خدا نازل ہوتی ہے

پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمرؓ کو بحیثیت بشر برابر جاننا آپ کے اقوال وافعال کو اُن کے اقوال وافعال کے مساوی سمجھنا۔ یا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راے اور تجویز پر اُن کی راے کو فوقیت دینا جیسا کہ شبلی صاحب فرماتے ہین :۔

"بعض امور مین وحی الٰہی نے حضرت عمرؓ کی راے کی تائید کی یا ان کی راے کے مطابق وحی نازل ہوئی"

کمال بے ادبی وگستاخی بلکہ درپردہ انکار نبوت وعصمت ہے ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

قال اللہ تعالیٰ

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا — اے ایمان والو خدا اور اُسکے رسول کے

بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ — سامنے کسی بات مین آگے نہ بڑھ جایا کرو اور خدا

ان اللہ سمیع علیم — سے ڈرتے رہو بیشک خدا بڑا سننے والا اور

(پ ۲۶ س حجرات) — جاننے والا ہے۔

مرحبا سید مکی، مدنی العربی — دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را — برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم — زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

سید الاصفیا۔ خاتم الانبیا۔ سید المرسلین۔ رحمۃ للعالمین۔ ایسے بشر ہین جن کو اسلامی دنیا نے خیر البشر مانا۔ جن کا وجود مسعود باعث ایجاد عالم قرار دیا گیا جیسے حدیث قدسی "لولاک

لما خلقت الافلاک شاہد ہے اللھم صل علی محمد وآل محمد ؐ

خرد گشت در ذات یک کس تمام — کہ باشد محمد علیہ السلام

محمدؐ کہ ایزد ثنا خوان اوست — محمد کہ لولاک در شان اوست

محمدؐ کہ مقصود اگر آن نہ بود — ملائک نہ کردے بر آدم سجود

محمد حبیب خدائے جہان — محمد سر جملہ پیغمبران

محمد مسلم در ارض و سما — منزہ چو ایزد ز چون و چرا

حبیب خدا سید المرسلین — کہ شد بہر ایجاد دنیا و دین

بسی سال از عرش بر طور اوست — مہ و مہر یک ذرہ از نور اوست

اگر او نہ بودے جہانے نہ بود — زمین و سپہر و زمانے نہ بود

ز آدم نگر تا مسیح و کلیم — کہ ہر یک ز پیغمبران عظیم

چو حاجت بدرگاہ حق بردہ اند — بحق محمد طلب کردہ اند

توسل نہ جستند تا با نبیؐ — نہ شد مشکل انبیا منجلی

جہان جملہ محتاج اشفاق اوست — رضامندی خلق زاخلاق اوست

ہم اسکو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ حبیب خدا بشر ہین لیکن معمولی بشر نہین۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ ہم اُن کو افضل البشر کہتے ہین۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تبارک وتعالی اپنے بندون کو اُن کے جملہ افعال واقوال وغیرہ کی تقلید کرنے کی بابت حکم فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول — اے لوگو! بیشک تمھارے لئے پیروی کرنے کو اچھا نمونہ خو
اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا — رسول اللہ موجود ہین یعنی اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت
اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا — کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہو۔

یہ آیہ وافی ہدایہ بطلان تفریق اقوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے پس اس نور کبریا اور محبت خدا کو عام اشخاص سے نسبت دینا مساوات قرار دینا نقص ایمان کی بین دلیل ہے ؎

نسبتت با سائر خلقت خطا باشد خطا — گوہر پاکیزہ جوہر را چہ نسبت با رخام

قولہ تعالیٰ

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم	بندون کے حال پر کیا افسوس ہے کہ کوئی بھی
من رسول الا کانوا بہ یستھزءُون ۝	رسول ان کے پاس ایسا نہین آتا جس کی ہنسی
(پ۲۳ ۔ س یسین ع ۲)	نہ اڑاتے ہون ۔

غرض جو آیات آلہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کے بارے مین نازل ہوئی ہین اور مفسرین نے جو تفسیر کی ہے اُن کا مفہوم یہی ہے کہ محبت و اطاعت خداے پاک کی یہی ہے کہ کل افعال و اقوال و احوال مین آنحضرت صلعم کی پیروی اور اطاعت کیجاے اور ان باتون سے جن سے آپ کی مخالفت ہو اجتناب کیا جاے مگر حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کے آخری وقت تک مخالفت ہی کرتے رہے اور اس تفریق کلام کی بنیاد بھی انھین حضرت نے ڈالی ہے ۔ اس صورت مین جو تفریق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پاک مین کی گئی ہے وہ بروے آیات آلہی اور تفاسیر مفسرین اہلسنت باطل و نامعتبر ثابت ہوئی ۔ اور ظاہر ہوا کہ جناب خلافت مآب جو اس فرق مراتب کے موجد ہین رسالت و نبوت کی اُنکے نزدیک کچھ شان و منزلت ہی نہین تھی اور نہ عدم اطاعت و مخالفت رسول اللہ صلعم کی وجہ سے مومنین کے مرتبے و درجے کو پہونچے نیز جناب شمس العلما بھی جنھون نے اس تفریق کلام پر جناب خلیفہ صاحب موصوف کے ہمرنگ ہوکر الفاروق کو اس جملہ سے :-

"نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہیں۔"

زینت دے کر اپنے اہل مذہب کو یہ ہدایت کی ہے کہ رسول اللہ بھی مثل تمھارے ایک بشر ہیں لہذا حضرت کے کل افعال و اقوال کو مذہبی و تشریعی نہ سمجھو۔

حضرت عمر کا آنحضرت کو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا

اب ہم عبداللہ بن اُبیّ کی نماز جنازہ سے بحث کرتے ہیں۔ اگرچہ جب مسئلہ تفریق اقوال باطل ثابت ہوا تو پھر ان امور کو منصب رسالت سے ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی مگر بہ لحاظ رفع حجت ان کو بھی ثابت کرتے ہیں کتب صحاح وغیرہ میں مذکور ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عبداللہ بن اُبیّ کی نماز جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن مبارک پکڑ کر کھینچا اور کہا آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ خدا نے منع کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے برہم ہو کر فرمایا "ہٹو اے عمر! خداوند تعالیٰ نے مجھے مختار کیا ہے کہ میں منافقوں کے لئے استغفار کروں یا نہ کروں۔ آخر آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھی اور حسب خواہش فرزند عبداللہ بن اُبیّ کو اپنا قمیص بھی کفن کے لئے عطا فرمایا۔ نماز جنازہ اور قمیص مبارک کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم کے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور حضرت عمرؓ اپنی حرکت پر نادم و خجل ہوئے بلکہ کنز العمال میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ

"مجھے اسلام میں لغزش کبھی نہیں ہوئی جو اس وقت ہوئی۔"

چونکہ جناب شبلی صاحب نے ان تمام باتوں پر پردہ ڈالا ہے۔ لہذا ہم ان کے ثبوت میں خاص بخاری شریف کی روایتیں ترجمہ بخاری شریف سے جس کے مترجم مولوی وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر ہیں نقل کرتے ہیں:-

حدثنا عبید بن اسمعیل عن ابی اسامۃ	عبید بن اسمعیل نے بسلسلہ عبداللہ
عن عبید اللہ عن نافع عن عمر قال	بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ

لما توفی عبد الله جاء ابنه
عبد الله الی رسول الله صلعم
فسأله یعطیه قمیصه یکفن فیه
اباه فاعطاه ثم سأله یصلی
علیه فقام رسول الله یصلی
فقام عمر فاخذ بثوب رسول
الله صلعم فقال یا رسول الله
تصلی علیه و قد نهاك ربك
ان تصلی علیه فقال رسول الله
انما خیرنی الله فقال استغفر
لهم سبعین مرة سازید من
السبعین قال انه منافق قال
فصلی علیه رسول الله صلعم
فانزل ولا تصل علی احد منهم
مات ابدا ولا تقم علی قبره

بخاری
کتاب التفسیر پاره ١٩
صفحہ ۹

ابن ابی بن سلول منافق مر گیا اس کے فرزند
عبد اللہ ابن عبد اللہ نے جو سچا مسلمان تھا
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض
کی کہ اپنا کرتا عنایت فرمائیے کہ مین اپنے باپ
کو اس سے کفن دون آپ نے کرتا دیدیا پھر
اس نے درخواست کی کہ نماز جنازہ بھی پڑھئے
آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے حضرت عمرؓ نے
کھڑے ہو کر آپ کا دامن کھینچا اور عرض کرنے
لگے یا رسول اللہ آپ اسپر نماز پڑھتے ہین حالانکہ
اللہ تعالی نے ایسے منافق لوگون پر نماز پڑھنے
سے آپ کو منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالے
نے مجھ کو منع نہیں کیا بلکہ مجکو اختیار دیا ہے
اللہ تعالی نے فرمایا ہے تو ان کے لئے دعا کرے
یا نہ کرے اگر تو ستر بار انکے لئے دعا کریگا جب بھی اللہ
انکو بخشنے والا نہین ہین ستر بار سے زیادہ دعا کرونگا
حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ وہ تو منافق تھا خیر
آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کا کہنا نہ سنا اسپر نماز پڑھی
اسوقت یہ آیت اتری کہ ان منافقین سے کوئی
مرجائے تو اسپر نماز نہ پڑھو اسکی قبر پر کھڑے بھی نہو۔

اس حال کی مسلسل تین حدیثین ہین :۔

حضرت عمر کہتے ہین اس کے بعد مجکو خود تعجب ہوا کہ تونے اللہ کے رسول پر ایسی جرأت ودلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔

قال عمر یعجب بعدی جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ترجمہ بخاری شریف پارہ ۱۹ صفحہ ۱۱۹)

مولوی صاحب موصوف ان روایتون کی نسبت صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہین :۔

روایت مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرا کرتا کچھ اسکی کام آنے والا نہین مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہوجائینگے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم کے لوگ یہ حال دیکھکر بہت سے مسلمان ہوگئے ایک روایت مین یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی ابھی زندہ تھا اس نے آنحضرت صلعم کو بلا بھیجا اور آپ کا کرتا مانگا اور دعا کی درخواست کی

کنز العمال کی جس روایت کا ذکر ہم نے کیا ہے اسکی نقل یہ ہے :۔

عن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال	شعبی سے منقول ہے کہ عمر بن الخطابؓ
لقد اصبت فی اسلام ھفوۃ ما اصبت	نے کہا کہ مجھے اسلام مین کبھی لغزش نہین ہوئی
مثلھا قط اذا اراد رسول اللہ صلعم ان	تھی جیسی کہ اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ نے
یصلی علی عبداللہ بن ابی فاخذت بثوبہ	ارادہ فرمایا کہ عبداللہ بن ابی کعب کے جنازے
فقلت اللہ ما امرک اللہ بھذا لقد استغفر	کی نماز پڑھین مین نے آپ کا کپڑا کھینچ لیا اور
لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ	عرض کی خدا نے آپ کو اسکا حکم نہین دیا ہے۔
فلن یغفر اللہ لھم فقال رسول اللہ قد خیرنی	رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے

ربی فقال استغفر لھم او لا تستغفر لھم الخ ۔ مجھے اختیار دیا ہے کہ مین ان کے لئے دُعا کرون یا نہ کرون۔ (کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد اول ص۲۴۷)

اس روایت کو خود جناب شبلی صاحب نے بھی سیرۃ النبی مین اس طرح لکھا ہے :۔

۵ھ مین قریش نے مکہ سے لیکر مدینہ تک آگ لگا دی اور مدینہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردین آنحضرت صلعم مدینہ سے چار سو صحابی کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تشریف لیگئے آپ کی آمد سنکر وہ پہاڑون مین بھاگ گئے۔ اس جنگ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ غنیمت کے لالچ سے منافقین بھی داخل ہو گئے تھے اور فتنہ گری کی کوشش کر رہے تھے ایک دن چشمے پر پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری مین جھگڑا ہو گیا قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے مگر لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ عبد اللہ ابن ابی نے جو رئیس المنافقین تھا انصار سے کہا تم نے یہ بلا خود مول لی مہاجرین کو تم نے بلا کر اتنا کردیا کہ اب وہ خود تم سے برابری کا مقابلہ کرتے ہین اب بھی موقع ہاتھ سے نہین گیا تم ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہان سے نکل جائینگے یہ واقعہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے آکر کہا حضرت عمرؓ بھی موجود تھے غصہ سے بیتاب ہو گئے عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اڑادے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد اپنے ساتھ والون کو قتل کرتے ہین یہ عجیب بات ہے کہ عبد اللہ ابن ابی جیسا منافق اور دشمن اسلام تھا اسکے صاحبزادے کہ اُن کا نام بھی عبد اللہ تھا۔ اسیقدر اسلام کے جان نثار تھے۔ آنحضرت صلعم کی ناراضی کی بنا پر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ کہ آپ عبد اللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہین۔ یہ سنکر وہ خدمت اقدس مین حاضر ہوے

له یہ ایجاد شمس العلماء کی ہے حدیث مین تو لفظ اصحاب ہے ۱۲

اور عرض کی کہ دنیا جانتی ہے کہ مین باپ کا کسقدر خدمت گذار ہون لیکن یہ مرضی ہے تو مجھے حکم ہو مین ابھی اسکا سر کاٹ لاتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو حکم دین اور مین غیرت اور محبت کے جوش مین آکر قاتل کو قتل کرون آپ نے اطمینان دلایا کہ قتل کے بجائے مین اسپر مہربانی کرونگا۔ یہ ارشاد اسطرح پورا ہوا کہ جب وہ مرا تو کفن کے لیے آپ نے خود پیراہن مبارک عنایت فرمایا۔ جنازہ کی نماز پڑھی حضرت عمر نے دامن تھام لیا کہ آپ منافق کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہین لیکن دریائے کرم کا بہاؤ کون روک سکتا تھا۔

ان روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ اس معاملے کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے چنانچہ ان کا عبداللہ بن ابی کے نفاق پر غصہ سے بیتاب ہونا۔ آنحضرت صلعم سے اسکی گردن اڑانے کی اجازت چاہنا۔ آنحضرت صلعم کا حالت نماز مین دامن پکڑ کر کھینچنا۔ اسکا اعتراف کرنا کہ تو نے اللہ کے رسول پر اتنی جرأت و دلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اُسکا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔ اسکا بھی اقبال کرنا کہ مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین ہوئی جیسی کہ اسوقت ہوئی جب کہ رسول اللہ عبداللہ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوے یہ باتین اُن کے علم پر شاہد ہین اور یہ عین مخالفت ہے اور مخالفت رسول کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حضرت عمرؓ نماز جنازہ عبداللہ صلعم حدیبیہ اور فدیہ قیدیان کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے

کیف یھدی اللہ قوما کفروا	خدا ایسے لوگون کو کیونکر ہدایت کرے
بعد ایمانھم وشھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچے ہین اور انکے
واللہ لا یھدی القوم الظلمین ٥	پاس کھلی نشانیان آچکی ہین اور اللہ ظالم
(پ ۴ - س - آل عمران ع ۹)	لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

دوسری | ان الذین یحادون اللہ ورسولہ | بیشک جو اللہ اور رسول سے مخالفت کرتے ہین

کبتوا کما کبت الذین من قبلھم	وہ اسیطرح ذلیل کیے جائینگے جو ان سے پہلے تھے
وقد انزلنا آیات بینات ط وللکافرین	اور ہم نے کھلی نشانیاں اُتاری ہین اور نہ ماننے
عذاب مھین (پ ۲۸۔ س۔ مجادلہ)	والون کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔

جناب شمس العلماء نے صلح حدیبیہ کو بھی منصب رسالت سے جدا بتایا ہے حالانکہ یہ صلح بموجب حکم خداوندتعالی کے ہوئی تھی اِس صلح سے اصحاب مومنین تو خوش ہوے مگر اصحاب منافقین ناراض ہوے اور خدا ورسول سے بدظن ہو گئے حضرت عمر فاروق رض اتنے بگڑے کہ خود اُن کا قول ہے کہ مجھے کبھی رسول کی رسالت مین ایسا شبہہ نہین ہوا جیسا کہ آج ہوا" صلح حدیبیہ کا ذکر خود قرآن مجید مین ہے اور سورۂ انا فتحنا اِس بارہ مین نازل فرمایا ہے جس مین مومنین پر اظہار خوشنودی اور جنت کی بشارت۔ اور اصحاب منافقین پر عتاب فرمایا ہے بلکہ اور کچھ بھی۔ دیکھو آیہ

المنفقین والمنافقات والمشرکین	اور منافق مرد اور منافق عورتون اور
والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء	مشرک مرد اور مشرک عورتون پر جو خدا کے حق
علیھم دائرۃ السوء ط وغضب اللہ	مین برے بُرے خیال رکھتے ہین عذاب نازل
علیھم ولعنھم واعد لھم جھنم	کرے ان پر مصیبت کی بری گردش ہے اور خدا
وساءت مصیرا ۵	اُن پر غضبناک ہے۔

(پ ۲۶ س فتح ع ۱)

یہ واقعہ اسلام مین بہت عظیم الشان ہے اس سے بیعت رضوان کا تعلق ہے اس صلح مین اصحاب نے بہت کچھ خدا اور رسول پر بدگمانیان کی ہین یہ صلح اصحاب مومنین کے ایمان اور منافقین کے نفاق پر بین دلیل ہے چونکہ آیات بینات مین آیۂ کریمہ :۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

سے اصحاب ثلثہ رض کی فضیلت کا استدلال کیا ہے اور بہت کچھ خداے پاک کی طرف سے انکی مدح وثنا کی ہے جو قرآن اور واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا اس جگہ ہم نے اسکا ذکر صرف اشارۃً کردیا ہے اور مفصل حال جلد دوم مین لکھا ہے جو انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا۔

جناب شمس العلماء ان مخالفتون کا ذکر کرنے کے بعد یہ توجیہ کرتے ہین۔

رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ کی مخالفت پر ناپسندیدگی ظاہر نہین فرمائی

"حضرت عمر کو اس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب انھون نے دخل دیا تو آنحضرت صلعم نے اسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی"

تردید قول مذکورہ بالا

سبحان اللہ! این گل دیگر شگفت حالانکہ انھین کے مذہب کی کتابون سے منکشف ہوتا ہے کہ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مخالفتون پر برہم ہوا کرتے تھے چنانچہ تقسیم غنیمت کے بارہ مین یہ روایتین نقل ہوچکی ہین جنمین یہ جملہ ہے کہ آنحضرتؐ نے برہم ہوکر فرمایا:-

"اے عمر اس بارہ مین ہم سے فحش اور بدگوئی نہ کرو"

جب حضرت عمر توریت سُنانے لگے تو آنحضرتؐ کا چہرۂ مبارک غصہ سے سُرخ ہوگیا۔ نماز جنازہ عبداللہ بن اُبی کے معاملہ مین فرمایا

"ہٹو اے عمر!"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:-

"عمر بن الخطاب از جائے برجست وگفت نماز می گذاری بروئے چنانکہ دے منافق بود حضرت گفت دست از من بدار" صفحہ ۷۰۷

لشکر اسامہ سے تخلف کیا تو حسب منشاء رجہ ملل ونحل شہرستانی مجمع اصحاب مین بالاے ممبر "لعن اللہ من تخلف عنھا"[1]

---

[1] یہ جملہ شرح مواقف اور مجلد سادس ابن ابی الحدید مین بھی ہے۔

فرمایا۔ قلم دوات کی مخالفت پر آزردہ و برہم ہو کر حسب بیان امام بخاری صاحب حجرۂ مبارک سے اُٹھوا دیا دیکھو بخاری شریف مین یہ ارشاد

"قوموا لاینبغی عندی التنازع"

قصہ مختصر اصحاب ثلثہ رض پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حیات و ممات مین اختلاف و انحراف ہی کرتے رہے اور جب خود زیب دہ مسند خلافت ہوے تو اپنی سلطنت و حکومت کے استحکام کی غرض سے بفحوائے آیہ کریمہ :-

ویفسدون فی الارض اولئک	وہ دنیا مین فتنہ و فساد پھیلاتے ہین اور
ھم الخسرون (پ۱۔ ع ۲۵)	وہی نقصان اُٹھانے والون مین سے ہین۔

مفسدین کو تقویت دی اور ظالمون کی رعایت کی مظلومون پر انواع و اقسام کے ظلم کیے جن مسلمانون نے ان کی خلافت تسلیم نہین کی اور زکوٰۃ نہ دی ان کو مرتد ٹھہرا کر قتل کرا دیا مسائل میراث خمس درفئی متروکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین احکام خدا و رسول سے انحراف کر کے اپنی راے اور مصلحت ملکی پر عمل کیا۔ بیت المال کی تقسیم مین خلاف عمل اپنے پیغمبر کے اقربا و اشراف کو زیادہ اور ضعفا کو تھوڑا حصہ دیا۔ سنت رسول اللہ کو بالاے طاق رکھ کر امور شریعت مین اپنی راے اور مرضی سے احکام دیے جیسا کہ ماہ رمضان مین تراویح اور اذان فجر مین کلمہ حی علے خیر العمل کے بجاے الصلوٰۃ خیر من النوم۔ متعۃ النساء و متعۃ الحج کا حرام ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عمر نے مخالفت رسول پر صرف اپنی حیات ہی تک قناعت نہین کی بلکہ اپنے بعد بھی تا حشر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ یعنی مجلس شورےٰ جو آپ نے اپنی وفات کے وقت انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کی تھی اور اپنے رفیق خاص عبد الرحمن بن عوف کو اس مجلس کا میر مجلس کیا تھا چنانچہ جب ان کے دفن و کفن کے بعد وہ مجلس منعقد ہوئی جس مین ایک رکن جناب امیر علیہ السلام بھی تھے تو خلیفہ کے انتخاب مین منجملہ دیگر شرائط کے سیرت شیخین

کی بھی شرط لگائی گئی ۔ چنانچہ میر مجلس نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ

"میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت شیخین پر چلنے کا اقرار کریں ۔

آپ نے سیرت شیخین کی شرط قبول کرنے سے انکار فرمایا ۔ اس لئے حضرت عبدالرحمن نے آپکا ہاتھ چھوڑ دیا ۔ پھر حضرت عثمانؓ سے کہا گیا تو انھوں نے بطیب خاطر یہ شرطیں منظور فرمائیں ۔ اور تاج خلافت حضرت ذی النورین کے فرق مبارک پر رکھا گیا ۔

آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب خدا و سنت رسول کو تو پس پشت ڈالدیا اور سیرت شیخین کی مطابق خلافت سرانجام پاتی رہی ۔

حضرت عثمان کی مخالفت اور صحابہ کبار پر تشدد

حضرت عثمانؓ ذوالنورین تو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلنے میں اپنے بڑے بھائیوں سے بھی دس قدم آگے ہی رہے آپ کی بدعتوں اور مخالفت رسول کی وجہ سے جو حشر ہوا اس سے کتب خانہ اہلسنت کے بھرے پڑے ہیں ۔ اس جگہ چند سطریں رسالہ محرم نامہ سے جسکے مؤلف کٹر سنی یعنی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب ہیں نقل کیجاتی ہیں وہ یہ ہیں :۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا حج کو جاتے تو منا کے مقام میں قصر کر دیتے ۔ حضرت عثمان حج کو گئے اور منا میں اقامت اختیار کی تو چار رکعت نماز پڑھی اسپر اصحاب برہم ہوکر بولے یہ کیا بدعت ہے رسول اللہ نے تو یہاں چار رکعتیں نہیں پڑھیں ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف تو اسقدر تیز ہوئے کہ بھرے مجمع میں کہا تیرا کیا اقرار تھا کیا تو بھول گیا کیا یہ عہد نہیں کیا تھا ۔ کہ کتاب خدا و سنت رسول صلعم پر عمل کروں گا اب تو سنت نبی سے انحراف کرتا ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیوں ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے میں مقیم ہوں مجھے قصر نماز جائز نہیں ہے صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہ ہوا اور چند روز میں سارے ملکوں میں

دھوم مچ گئی کہ امیر المومنین سنت رسول اللہ کے خلاف کام کرتے ہین !!

اپنے چچا حکم بن عاص کو جسے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے خارج البلد کیا تھا۔ باحترام واکرام پھر مدینہ مین بلا لیا اور ایک لاکھ درہم بیت المال سے عطا کیے۔ مروان بن حکم جو آپکا چچازاد بھائی تھا جس پر آنحضرت صلعم نے لعنت کی تھی اور مدینہ سے نکلوا دیا تھا اسکو اپنا وزیر و مشیر بنایا اور افریقہ کا پورا خمس بخشدیا اپنے بھانجے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک بڑے صوبہ مصر کا گورنر بنا دیا حالانکہ یہ وہ مرتد تھا جس کے قتل کا آنحضرت صلعم نے حکم دیا تھا حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر حضرت عبد اللہ ابن مسعود وغیرہ جو جلیل القدر اصحاب رسول اللہ سے تھے جنکے فضائل مین خود بخاری وغیرہ مین متعدد حدیثین ہین اُن کو اس بنا پر کہ یہ لوگ آپکے نائبون کے احکام مین بوجہ مخالفت سنت رسول معترض ہوا کرتے تھے اور سنت نبوی پر چلنے کی نصیحتین کرتے تھے خارج البلد کیا اور اپنے غلامون سے پٹوایا۔

اب فرمائیے کیا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے معنی یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہین کہ میدان جنگ مین جاؤ اور خدا کی راہ مین تکلیفین برداشت کرکے کفار ومشرکین سے لڑو یہ مجاہد وغازی بجائے قاتلوا وقتلوا کے میدان جنگ سے ایسے فرار ہوتے ہین کہ مدینے کی ادھر رخ نہین لیتے اور بعض تو تین تین دن تک غائب رہتے ہین۔ جناب رسول خدا صلعم حکم صادر فرماتے ہین کہ اُسامہ کے ساتھ جہاد کو جاؤ اطاعت گذار مشورہ کرتے ہین کہ ہم غلام کے ماتحت نجائینگے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کو مکہ جانے کا حکم دیتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ کفار مشرکین میرے دشمن ہین مجھے قتل کر ڈالینگے محبوب خدا اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہین کہ ہے کوئی خدا کا دوست کہ عمرو بن عبد وُد سے مقابلہ کو میدان جنگ مین جائے اشداء علی الکفار حضرت عمر کہتے ہین کہ وہ ایسا شجاع اور بہادر ہے جس نے ایک شتر بچے کو

احکام رسول میں اصحاب کی مخالفتیں

بجائے سپر ہاتھ مین لیکر ہزار ڈاکون کو بھگا دیا فوج اسلام سے کوئی اسکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین مین اصحاب مفرورین کو باین الفاظ مبارک پکارتے مین

انا رسول اللہ انا نبی اللہ فارجعوا

لیکن وہ جان نثار پلٹ کر بھی نہین دیکھتے۔ جناب رسالت مآب قرآن مجید اور اپنی عترت کو اُمت کا ہادی اور امام بنا کر ان کی اطاعت اور پیروی کا حکم دے کر ارشاد فرماتے ہین کہ اگر ان دونون کو پکڑے رہو گے تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ یہ فرمان بردار اہلبیت کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ابتدائے بعثت کے وقت اپنی رسالت و نبوت کے اعلان کے ساتھ اپنے بھائی علیؑ کی امامت کا بھی باین الفاظ مبارک

ھذا اخی ووصیّی ووارثی	یہ میرا بھائی میرا وارث میرا وزیر اور
وخلیفتی فیکم فاسمعوا	میرا خلیفہ تم لوگون مین ہے اسکا حکم سنو اُس کی
واطیعوا۔	اطاعت کرو۔

اظہار کرتے ہین یہ اُنکی اخوت اور اطاعت سے منھ موڑتے ہین۔ رسول ثقلین حسب ارشاد رب العزت حضرت علیؑ کو بالائے منبر اپنے ہاتھون پر اُٹھا کر

من کنت مولاہ فعلی مولاہ	مین جس کا سردار ہون علی بھی اُسکا سردار ہے

فرما کر اپنا جانشین کرتے ہین۔ یہ جان نثار واطاعت گذار ایسے برہم ہوتے ہین کہ خود محبوب خدا کو ہلاک[1] کرنے کا سامان کرتے ہین

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت رحلت ارشاد فرماتے ہین کہ مجھے دوات و کاغذ دو

---

[1] یہ واقعہ لیلۃ العقبہ کا ہے جو دوسری جلد مین درج ہوا ہے۔

تاکہ مین تم کو ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ یہ حکم کی تعمیل نہین کرتے۔ بلکہ اِس حکم کو ہذیان بتاتے ہین اور کہتے ہین :۔

اصحاب کی آل سول سے بدسلوکیان

”کچھ ضرورت نہین ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے“

المختصر ان خلفا کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنے اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینے کے حالات اور واقعات ہم نے جلد سوم مین مفصل لکھے ہین۔ اُسکے ملاحظہ سے ان کی حرص و ہوا بخوبی منکشف ہوگی کہ اپنے پیغمبر کے جنازہ کو بے غسل و کفن و بے تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ مین پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کر کے مسند خلافت پر متمکن ہو گئے اور اپنے پیغمبر کی وصایا کو عموما اور انی تارک فیکم الثقلین کو خصوصا فراموش کر گئے۔

یوم غدیر جس ولی خدا کو خلافت کی مبارکباد دیچکے تھے اُس سے اپنے عہد کو توڑ کر منحرف ہو گئے بلکہ اس ولی خدا اور وصی رسول اللہ کو اپنی بیعت کیلئے طلب کیا جب نفس رسول نے آنے سے انکار کیا تو بیت الشرف بنت رسول اللہ کو آگ لگانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس نفس رسول کو بجبر و تشدد دربار خلافت مین لے گئے اور کہنے لگے اگر ہماری بیعت نہ کروگے تو تمہاری گردن کاٹی جائے گی جب وہ جناب ان کی بیعت سے انکار کر کے دولتسرا پر واپس تشریف لے گئے تو آل رسول کی تباہی کے مشورے کرنے لگے۔ آخرکار بنت رسول اللہ سے فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار تھی ضبط کر لیا اور بنی ہاشم پر خمس بند کر دیا۔ بعد ضبطی فدک جب بنت رسول اللہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے خلیفہ اول صاحب سے ناجائز حکم کی شکایت کی تو خلیفہ صاحب نے ہبہ فدک کے متعلق شہادت طلب کی۔ جناب امیر المومنین اور حسنین علیہم السلام اور ام ایمن نے ان معصومہ کے دعوی کی تصدیق مین شہادت دی اُس شہادت کو نہ مانا کہ

ام ایمن زن عجمیہ ہے اور حسنین کم سن ہین۔ رہے علی علیہ السلام وہ خود فریق مقدمہ ہیں ان کی

شہادت قابل قبول نہین"

دعوے خارج کردیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ وراثتاً بھی مجھے فدک ملنا چاہئے اس لئے کہ وہ میرے باپ کی ملک ہے اسپر باوجود دعوائے حسبنا کتاب اللہ آیۂ شریفہ (یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ) کو پس پشت ڈالکر فرمایا کہ

"آنحضرت سے ہم نے یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ سنی ہے ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو مال ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے"۔

نیز خمس کا حصہ بھی اقربائے رسول سے ساقط کرلیا جس کی نسبت قرآن شریف مین صاف حکم ہے کہ جو کچھ تم کو جہاد کی لوٹ مین ہاتھ آئے اسمین پانچوان حصہ خدا اور پیغمبر اور رشتہ دارون اور یتیمون اور غریبون اور مسافرون کے لئے ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ اسی طرح ذوی القربیٰ کو حصہ تقسیم فرمایا کرتے تھے آخر کار جناب سیدہ علیہا السلام بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چھہتر دن زندہ رہ کر ان صدمات سے رحلت فرما گئین اور تا وقت وفات ان حضرات سے ناراض رہین۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بہ حیلہ خونبہائے حضرت عثمان رض اپنی شفقت مادرانہ کا اظہار علے رؤس الاشہاد اس طرح کیا کہ نفس رسول پر جس کی شان مین رسول اللہؐ نے "لحمک لحمی ودمک دمی" ارشاد فرمایا تھا ایک لشکر بغاوت اثر وضلالت نشان کی سپہ سالار بنکر چڑھائی کی اور بنفس نفیس خاص معرکۂ جنگ کے وقت ایک شاندار شتر پر سوار اور قلب لشکر مین رونق افروز ہوکر اہل لشکر کو جوش دلا رہی تھین۔ حالانکہ حضرت عثمان رضی ہلاکت کا باعث آپ ہی تھین اور ان پر اسقدر غیظ وغضب کیا کرتی تھین کہ ایک یہودی سے تشبیہ دیکر طعن فرمایا کرتی تھین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ مین ہے :۔

"عائشہ تا در مدینہ بود در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل نعثلا

اسی طرح نواسۂ رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کی نعش مبارک اُن کے نانا کے حجرے میں دفن ہونے دی بلکہ ایک جمعیت ہمراہ لیکر اور خچر پرسوار ہوکر جنازہ پر تیرون کا مینھ برسوایا۔ صحابۂ ثلثہؓ نے اپنے استحکام خلافت کے لئے خاندان بنی اُمیہ کو ہر طرح کی تقویت اور عروج دیا حالانکہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین شجرۂ ملعونہ جو فرمایا ہے اُس سے مُراد بنی امیہ ہین اور اپنے حبیب کو رویاے صادقہ مین دکھا دیا کہ بنی امیہ منبر رسالت پر مثل بندرون کے کود رہے ہین اس خواب سے آنحضرتؐ پر اسقدر غم و ملال طاری ہوا کہ پھر اسکے بعد آپنے تبسم نہین فرمایا۔ ہر چند کہ آیۂ شریفہ اصحاب کے سامنے نازل ہو چکی تھی۔ اس خواب سے آپنے اُنھین آگاہ بھی کر دیا تھا۔ با این ہمہ اپنے عہد خلافت مین محض خاندان رسالت کے مٹانے اور برباد کرنے کی غرض سے نہ صرف اس قوم کو رسوخ و عروج دیا بلکہ خلیفہ دوم صاحب اپنے جیتے جی خلافت بھی بنی امیہ مین منتقل کر گئے آخر ان کا مقصد حاصل ہوا کہ جناب امیر المومنینؑ کے مسند نشین خلافت ہوتے ہی امیر معاویہ نے علانیہ جنگ وجدل کی اور اپنے عہد خلافت مین ان جناب پر سب وشتم کے بارے مین احکام صادر کیے جس پر اسی سال تک علانیہ خاص مسجد الحرام و دیگر کل مساجد مین بالاے منبر جناب امیر و جناب حسنین علیہم السلام پر تبرا ہوتا رہا۔ یہ تبرا خطبہ مین پڑھا جاتا تھا۔ اسکو عمر بن عبد العزیز نے خطبے سے خارج کردیا اور بجاے اس کے آیت قرآنی شامل کی۔

اُنکے فرزند رشید یزید جب تخت نشین ہوے ان کے دست خزان سے تو گلستان مصطفوی و بوستان مرتضوی ایسا پامال ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا تاراج ہوگیا۔

غرضکہ آل رسول کی تباہی و بربادی کا وہ مستحکم سنگ بنیاد رکھا کہ ان کے جانشین یکے بعد دیگر

بمصداق الشعر "خشت اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج"

اپنے پیشواؤن و آبا ر کے نقش قدم پر چل کر آل نبیؐ و اولاد علیؑ کا استیصال کرتے رہے ۔

رسولؐ و فاطمہ زہراؑ کا گھر تباہ کیا ۔ نہ پاس حرمت پیغمبر آہ کیا

خدا کا خوف یہ سنگین دلون نے آہ کیا ۔ شہید گیارہ امامون کو بے گناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا اک اک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا، کسی کا سر کاٹا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔

چونکہ یہ حالات اور واقعات مزید توضیح و تصریح طلب ہین اور علما رالسنت نے ان واقعات کی طرح طرح سے پردہ پوشی کی ہے اور جناب شاہ صاحب نے تو ان بدعتون کو اصحاب ثلثہؓ کی خاطر مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ لہذا یہ سب واقعات مفصل آگے بیان کیے جائینگے اس کے ملاحظہ سے ناظرین با تمکین پر روشن ہوگا کہ حسب روایات مندرجہ کتب معتبرہ اہلسنت رسول اللہ کی دولت اسی خلافت کی بدولت تاراج ہوئی جس کو اہل سنت خلافت راشدہ کہتے ہین۔ ان حادثات دردانگیز اور سانحات رستخیز کا سنگ بنیاد انھین لوگون کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا جنکو وہ مہر و ماہ فلک اسلام بتاتے ہین اور ان کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ۔

نہ گھبراؤ بتو کل حشر مین کھل جائینگے عقدے ۔ تمھارے ظلم سب اللہ کے آگے بیان ہونگے

قولہ تعالی

یومئذ تعرضون لاتخفی منکم خافیہ	اسدن تم پیش کردیے جاؤ گے اور کوئی بھید تمھارا چھپا نہ رہے گا۔

قال

قولہ
صحابہ نے اسلام کے
پھیلانے میں تکالیف
اٹھائیں اور اپنا مال
نثار کیا

مین حضرات شیعہ سے پوچھتا ہون کہ صحابہ کرام ومہاجرین وانصار مصیبت اور رنج کے وقت مین شریک آنحضرت ہوئے یا نہین اور مال وجان وعزت وآبرو آپ پر نثار کیا یا نہین اسلام کے پھیلانے مین انھون نے تکلیفین اور ایذائین پائین یا نہین پس ایسے بدیہیات سے انکار کیجئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اُن کی محنتون اور کوششون کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف کرین کہ جسکے پیچھے اُنھون نے تکلیفین گوارا کی ہونگی اُسکی نگاہ مین کیا کچھ قدر ومنزلت اُن کی نہ ہوگی اور جس کی خاطر اُنھون نے اپنے گھر بار کو چھوڑا ہوگا اسکے دل مین کیا کچھ اُن کی محبت نہ ہوگی۔ اے یارو تم کو علی مرتضیٰ ہی کی قسم ہے کہ اگر مصیبت کے وقت مین کوئی تمھارا شریک ہو اور درد دکھ کی حالت مین کوئی تمھارا ساتھ دے اور بھائی بندون کو چھوڑکر تمھارے ہمراہ ہو اور اپنی جان ومال کو تمھارے پیچھے ضایع کرے تو تمھاری نگاہ مین اُسکی کچھ عزت اور تمھارے دل مین اُسکی کچھ محبت ہوگی یا نہین اگر ہو تو وہی مہاجرین وانصار کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جس وقت لوگ چارون طرف سے یا ساحر یا مجنون کہکر آپ کا دل دُکھاتے ہونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سینہ سپر کرکے حضرت کو بچاتے ہونگے اُن کی اِس اعانت کی کیا کچھ قدر ومنزلت آپکے نزدیک ہوتی ہوگی۔

اقول

بلا شبہہ صحابۂ کرام اور مہاجرین و انصار جو مومنین سے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شریک حال رہے اُن بزرگون کے صدق ایمان اور اسلام مین کس کو کلام ہے ان خالص مخلصون کی وفاداری اور جان نثاری کی جسقدر ثنا کی جائے کم ہے ؎ تردید قول ۱۵

از وطنہا مہاجرت کردند | بر المہا مصابرت کردند
در سفر ہم رکاب او بودند | در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو | ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
بانبی در شداید و اہوال | بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوئے حق | بہر ایشان بشارت مطلق

یہ حالات تو اصحاب مومنین کے ہم نے بیان کیئے اور اصحاب ممدوحین اہلسنت کے حالات جناب شاہ عبدالحق دہلوی سے پوچھیئے جو صاف الفاظ مین اصحاب مغرورین کی شان مین فرماتے ہین کہ

"علی گفت آیا کافر شوم بعد از ایمان مرا تو کار است با یاران و برادران کہ در پی غنیمت رفتند و ہزیمت خوردند چہ کار دارم"

اُن جان نثارون کا اپنے پیغمبر پر جان نثار کرنے اور سینہ سپر رہنے کا حال جناب شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی سے پوچھیئے جو ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

ان کو مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی غنیمت اسقدر محبوب تھی کہ ان کو کفار کے مسلمان ہو جانے پر رنج ہوتا تھا کہ اسکا مال نہ ملے گا۔ آنحضرت کی خبر شہادت سُنکر اصحاب ایسے

بھاگ گئے کہ بعضوں نے تو مدینہ سے ادھر دم نہ لیا۔ حضرت عمر و طلحہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے مایوس ہو کر سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ اور علیحدہ جا کر بیٹھ گئے"

اب فرمائیے کیا وفادار اور جان نثار ایسے ہی ہوتے ہین۔ پس یہ اقوال اس پر شاہد ہین کہ خدائی بظاہر اپنے کو جان نثار بتاتے تھے اور باطناً اپنے مطلب کی غرض سے سفر اور حضر مین آنحضرت کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے ؎

این دغل دوستان کہ می بینی مگسانند گرد شیرینی

افسوس کہ اسپر آپ انھین لوگون کی نسبت یہ ارشاد فرمائین کہ

"یاران وے در مقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند و چہ غمہا کہ نہ کشیدید"

آیۂ نجویٰ پر صرف جناب امیر ہی نے عمل کیا

اگرچہ خلفائے ثلثہ رض کا آنحضرت پر مال نثار کرنا بڑھ بڑھ کر بیان کیا جاتا ہے مگر جب ان باتون کی تصدیق خود ان کی کتابون سے کیجاتی ہے تو اُسکے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریغ کرتے تھے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ مذہب اہلسنت مین ہے کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلعم سے بہت دیر تک تخلیہ کیا کرتے تھے جس سے آپ کو تکلیف و زحمت ہوتی تھی مگر آپ بسبب اپنے حسن اخلاق ان لوگون سے کچھ نہ فرماتے تھے آخر خود حق سبحانہ تعالی نے اصحاب کے ایمان و خلوص کا امتحان لینے کی غرض سے حکم دیا

"ہمارے پیغمبر سے تخلیہ مین راز کی باتین کرنا چاہین تو تخلیے سے پہلے صدقہ دیا کرین"

جب یہ حکم سُنایا گیا تو بجز جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ کے ان جان نثارون مین سے کسی نے بھی صدقہ نہ دیا وہ آیۂ شریفہ یہ ہے :-

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا	اے گروہ مومنین! جس وقت تم خدا
ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی	کے رسول سے راز کہو تو کہنے سے پہلے

نجویکم صدقۃ (پ۲۸۔ س مجادلہ۔ ع ۲) کچھ تصدق کرو

تفسیر بیضاوی اور دیگر تفاسیر مین ہے کہ اصحاب نے اس آیت کو سنکر دس دن تک بجز حضرت علیؑ کے کسی نے انحضرتؐ سے راز کی باتین نہ کین یہانتک کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۱۸۵ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل	مقاتل سے روایت ہے کہ اغنیار
قال ان الاغنیاء کانوا یاتون النبیؐ	یعنی مالدار صحابہ انحضرتؐ کے پاس آیا کرتے تھے
فیکثرون مناجاتھم ویغلبون	اور دیر تک مشورہ کیا کرتے تھے جس سے غربا
الفقراء علی المجالس حتی کرہ النبیؐ	تنگ آجاتے تھے حضرت کو انکی یہ حالت اور
طول جلوسھم ومناجاتھم فامر	دیر تک بیٹھنا نہایت ناگوار گذرتا تھا اسپر
اللہ بالصدقۃ عند المناجاۃ	یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین یہ حکم ہوا کہ راز
فاما اھل العسرۃ فلم یجدوا شیئا	کی باتین سننے کے قبل ان سے کچھ صدقہ
وکان ذلک عشر لیال واما اھل	لیا جائے نادار فقرا کو کچھ نہ ملا اور دس شب
المیسرۃ فمنع بعضھم مالہ وحبس	تک اس سے محروم رہے لیکن جو مالدار تھے
نفسہ الا طوائف منھم جعلوا	انھون نے اپنا مال روکا اور بعض نے اپنے نفس کو مگر
یقدمون الصدقۃ بین یدی نجوے	بعض نے صدقہ دیا اور وہ ایک ہی شخص تھا مہاجرین اور
ویزعمون انہ لم یفعل ذلک غیر رجل من	اہل بدر سے جبکہ آیہ أاشفقتم نازل ہوئی
المھاجرین من اھل بدر فانزل اللہ أاشفقتم الآیۃ	

اس ایک شخص کی تصریح جس کو راوی نے مہاجرین واہل بدر سے بتلایا ہے دوسری روایت مین اسم مبارک مولائے کونین علی مرتضےٰؑ سے کی گئی ہے۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے:-

واخرج سعید بن منصور وابن راہویہ
وابن شیبہ وعبد بن حمید وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم و
صححہ عن علی ان فی کتاب اللہ لآیۃ ما عمل
بہا احد قبلی ولا یعمل بہا احد بعدی
آیۃ النجوی یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم
الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ
کان عندی دینار فبعتہ بعشرۃ دراہم فکنت
کلما ناجیت النبی قدمت بین یدی
درہما ثم نسخت فلم یعمل بہا احد فنزلت
ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم
صدقات الآیۃ

سعید بن منصور ابن راہویہ ابن ابی شیبہ
عبد بن حمید المنذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ
امام حاکم نے بصحت حضرت علی سے روایت
کی ہے کہ کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت
ہے کہ مجھ سے قبل کسی نے اس پر عمل نہیں کیا اور
نہ میرے بعد کرے گا اور وہ آیۂ نجوی ہے
کہ میرے پاس ایک دینار تھا جس کو خورد
کر کے دس درہم کیے اور جب مجھے رسول اللہ
سے مشورہ کرنا ہوتا تو ایک درہم پیش کرتا
تھا اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی اور
کسی نے اس پر عمل نہ کیا

یہی حال تفسیر حسینی میں بھی ہے :-

در خبر است کہ این منع دہ شبانہ روز
بودہ است مرتضی علی را دینارے از زر
بود آنرا بہ دہ درم صرف کرد و ہر روز یکدرم
صدقہ دادی و با رسول اللہ راز گفتی
امام زاہد فرمودہ کہ حکمے نازل شد و جز
مرتضی علی کسے بدان کار نہ کرد این ہم از

حدیث میں ہے کہ یہ ممانعت دس روز
تک قائم رہی حضرت علی مرتضیٰ کے پاس ایک
دینار تھا اس کو خورد کیے ایک درہم صدقہ
دیا کرتے تھے اور رسول اللہ سے راز کہتے تھے
امام زاہد کا قول ہے کہ ایک حکم ایسا نازل
ہوا کہ اس کی تعمیل بجز علی مرتضیٰ کے

جملہ مناقب بدست و گویند این حکم یک ساعت — کسی نے نہین کی اور یہ امر حضرت علی کے خاص
از روز بیش نہ بود مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ دران — مناقب مین سے ہی منقول ہے کہ یہ حکم ایک دن
ہر ساعت این کار کرد پس آیت ءاشفقتم الخ — مین ایک گھنٹہ سے زیادہ نہین رہا اور علی مرتضےٰ
نازل شد — نے اُس گھنٹہ مین اُس پر عمل کیا پس آیت ءاشفقتم
(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۸۷) — نازل ہوئی

غرض مصیبت و رنج کے وقت اوّل تو آپ کے عزیز واقربا ہی نے آپکا ساتھ دیا جنکے سردار ابوطالب تھے اور جب آپ نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو حضرت علیؑ جعفرؓ حمزہ ابوذر غفاریؓ عمار یاسرؓ وغیرہ وغیرہ نے آپ کی تصدیق کی اور راہ خدا مین نہ صرف مصیبتین اور تکلیفین اُٹھائین بلکہ اپنی جانین اپنے پیغمبر کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کین۔ ان انصار خدا کے سردار صاحب ذوالفقار قاتل کفار حیدر کرار غیر فرار تھے جن کا راہ خدا مین مصائب جھیلنا خلق خدا سے پوشیدہ نہین ہے۔ شعر

گر نہ بودے دست حیدر ذوالفقار — کے شدی اللہ اکبر آشکار

(۵)

کس جنگ مین سینہ کو سپر کرکے نہ آئے — کس مرحلہ صعب کو سر کرکے نہ آئے
کس فوج کی صف زیر و زبر کرکے نہ آئے — تھی کونسی شب جسکو سحر کرکے نہ آئے

تھا کون جو ایمان تہ صمصام نہ لایا
اُس شخص کا سر لائے جو اسلام نہ لایا

اصحاب خدا و رسول کی مخالفت کی یا نہیں

افسوس کہ جناب بھائی صاحب رحلت فرما گئے ورنہ مین دست بستہ پوچھتا کہ وہ اصحاب جنکو آپ خون لگا کے شہیدون مین داخل کرتے ہین اور زبردستی اشداء علی الکفار کا مصداق بتانا چاہتے ہین

احد- بدر- حنین- خندق اور خیبر وغیرہ سے ہمیشہ فرار ہوتے رہے یا نہیں ؟ بیعت رضوان میں جب ان سے اس امر پر بیعت لی گئی تھی کہ آیندہ جہاد سے نہ بھاگیں اور اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو یہ حضرت نکث بیعت کر کے فرار ہوئے تھے یا نہیں۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو مکہ جانے کا حکم دیا تھا تو اُن اشداء علی الکفار نے یہ عذر کہ

"کفار قریش میرے دشمن ہیں مجھے مار ڈالیں گے"

پیش کیا تھا یا نہیں۔ اور مہر و ماہ فلک اسلام (حضرت عمرؓ) نے صلح حدیبیہ پر اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت میں شبہہ عظیم کیا تھا یا نہیں۔ جناب رسول اللہؐ کو ابی بن کعب کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے دامن پکڑ کر کھینچا تھا یا نہیں ؟

اے بھائیو ! سچ کہو کہ پیغمبر خدا نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی استخلاف شاہ ولایت کا بھی اظہار ان الفاظ پاک میں کہ

"یہی میرا خلیفہ اور میرا وزیر اور میرا وصی ہے اس کی اطاعت کرو"

کیا اور قریب زمانہ رحلت مقام غدیر خم حسب فرمان الٰہی (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرما کر امیر المومنینؑ کی خلافت اور اطاعت و پیروی کا حکم دیا تھا یا نہیں ؟ اور اس امامت پر آیہ کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی ہے یا نہیں ؟ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ ارشاد

"تم لوگوں کی طرف سے مجھے اس امر کا تو خوف نہیں ہے کہ بعد میرے شرک اختیار کرو گے لیکن اس کا اندیشہ ضرور ہے کہ دنیا کی رغبت کرو گے اور اس کے پیچھے باہم جدال و قتال کرو گے"

فرمایا تھا یا نہیں ؟ آنحضرت صلعم نے شہدائے احد کے لئے مغفرت کی دعا کی تو حضرت ابوبکرؓ نے اس التماس پر کہ یا رسول اللہ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے تھے اسی طرح ہم بھی ایمان لائے ہیں یہ لوگ گئے

وہین ہم کو بھی جانا ہے، پھر ان کو ہم پر کیا فضیلت ہے" تو آنحضرت صلعم نے یہ جواب "یہ لوگ میرے سامنے باایمان دنیا سے اُٹھ گئے تم لوگ میرے بعد احداث کرو گے" دیا تھا یا نہین آنحضرت صلعم نے اپنی وفات سے تین چار دن قبل اصحاب ثلٰثہؓ وغیرہ کو لشکر اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو ان حضرات نے تعمیل امر مین یہ کہکر کہ

"ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا"

اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی تھی یا نہین؟ جب رسول مقبولؐ نے وقت رحلت اپنی عزیز امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک وصیت نامہ لکھنے کو دوات و قلم طلب کیا تو حضرت عمرؓ گستاخانہ ھذا الرجل لیھجر کہکر مانع و مزاحم ہوے تھے یا نہین؟ اور بخلاف وصیت رسول صلعم صرف "حسبنا کتاب اللہ" کہکر عترت رسول کو چھوڑ چکے تھے یا نہین جب نور آلٰہی سے دُنیا تاریک ہوگئی تو اصحابِ وفادار و جان نثار دفن و کفن چھوڑ کے خلافت پر قبضہ کرنے کیلئے سقیفہ چلے گئے تھے یا نہین۔

اے یارو! سچ کہو کہ خانہ زہرا کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑیان لے جانا۔ وصی رسول کو دربارِ خلافت مین لیجا کر کھڑا کرنا۔ بنت رسول اللہؐ کو میراث سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کرنا۔ اپنے بیٹیون کو بارہ بارہ ہزار دینار دینا اور قرابا پیغمبر خداؐ پر خمس بند کرنا وغیرہ وغیرہ مظالم آل رسولؐ انھین لوگون کے ہاتھ سے جن کو تم مہر و ماہ فلک اسلام سمجھتے ہو پہونچے تھے یا نہین حضرت عثمانؓ جامع القرآن نے اصحاب رسول اللہؐ سے قرآن مجید کے نسخے لیکر جلوائے تھے یا نہین؟

ام المومنین حضرت عائشہؓ بخلاف فرمان آلٰہی "وقرن فی بیوتکن" بنفس نفیس سپہ سالاری اہل بغاوت و شقاوت کر کے نفس رسول سے لڑی تھین یا نہین۔ اور جناب امام حسن علیہ السلام کی لاش پر تیر چلائے گئے یا نہین۔ سورہ احزاب و سورہ تحریم مین جو آیات در بارۂ افشاء راز رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ و حفصہ کی مذمت و عتاب مین ہین اُن مین اللہ جل شانہ نے ان کی نسبت یہ ارشاد

(اے پیغمبر کی دونوں بیبیو! اس حرکت سے خدا کی جناب میں توبہ کرو تو تمھارے حق میں بہتر ہے کیونکہ تم دونوں نے کج رائی اختیار کی ہے اور اگر پیغمبر کے خلاف سازشیں کروگی تو اُن کا حامی و مددگار اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے پیغمبر کے حامی و مددگار ہیں)

فرمایا ہے یا نہیں۔ آنحضرت صلعم نے بالائے منبر حضرت عائشہؓ کے مسکن کی طرف اشارہ کرکے

الا ان الفتنۃ ھھنا ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان

اسکو جائے فتنہ بتایا ہے یا نہیں۔

مجلس شوریٰ سے جب امیر المومنین، وصی ختم المرسلین اُٹھ کر چلے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے

"کہاں چلے آیئے عثمان کی بیعت کیجئے ورنہ حسب وصیت عمرؓ تم قتل کیے جاؤ گے"

کہا تھا یا نہیں؟

پس ایسی بدیہیات سے انکار کیجئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہیں سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کریں اور اگر ان کے ظلم و جور اور کفر و نفاق کا اقرار کریں تو پھر ذرا انصاف بھی کریں کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلعم کو تکلیفیں اور اذیتیں پہونچائیں اور آپ کی آل پاک کا قلع و قمع کیا ان سے آنحضرت صلعم کو کیسا صدمہ و غم پہونچا ہوگا۔

اے بھائیو! تم کو اپنے حضرت عمرؓ ہی کی قسم ہے کہ اگر کوئی تمھارے نقابے تم کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر فرار کر جائے اور جب تم اپنے دشمنوں سے بچنے کی غرض سے کسی غار میں جاکر اپنے یار غار کے ساتھ مخفی ہو جاؤ اور تمھارے دشمن تلوار تولے ہوئے تمھارے سر پر آکھڑے ہوں تو اُن کو دیکھکر وہ یار غار زور زور سے چلانا اور رونا شروع کرے تو تم اُسکو اپنا دوست سمجھوگے یا دشمن؟

اے یارو! جن لوگوں پر تمھارے انعامات و احسانات کثیر ہوں وہی لوگ تمھارے آل و اولاد کو طرح طرح کی ایذائیں و تکلیفیں دیں اور اُن کے قتل و ہلاکت کا سامان کریں تو تم کو اُن یاران دغا شعار

سے عداوت و نفرت ہوگی یا نہیں اگر ہو تو وہی تم اپنے اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت جناب رسول مقبول صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جب اصحاب منع تحریر وصیت نامہ ہوئے ہونگے اور حضرت عمر نے "ھذا الرجل لیھجر" کہا ہوگا اور آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی آپ کی دختر کو محروم کیا ہوگا اور جب آپ کی دختر کا گھر جلانے آئے ہونگے۔ اور دربار خلافت سے پہلی پہل ضبطی فدک اور منع خمس و میراث کے فرمان جاری کیے ہونگے اور جب بنت رسولؐ اُن کے جور و ستم سے متاذی ہو کر اپنے باپ کی لحد مبارک پر سر رکھ کر بصد نالہ و آہ با چشم گریان و سینہ بریان اس طرح نوحہ خوان ہوئی ہوں گی

چو زہرا بہ نزدیک مرقد رسید — شد از آب دیدہ رخش ناپدید
بیفتاد در پاے قبر پدر — ہمی گفت گریان ز سوز جگر
کجائی تو اے دین و ایمانِ ما — کجائی ز اعدا نگہبانِ ما
کجائی تو اے شمع شبہاے تار — کجائی بروز سیہ غمگسار
تو در شانِ ما گفتہ از کرم — بود فاطمہ بضعہ از تنم
کسے کو اذیت رساند باو — در ایذاے ما کردہ باشد غلو
کہ حق را رسد جور و ایذاے او — جہنم بود جاے ماواے او
کنون دار دایں بضعت اے پدر — دل پارہ پارہ ز دست عمر
پسر عم تو آن کہ با تیغ کین — جہان را بپرداخت از مشرکین
تو دستش گرفتی بہ خمِ غدیر — بحکم خداے علیم و قدیر
نمودی امیرش بر امت تمام — کہ دانند بعد از تو او را امام
کنون امت دشمنانِ وے اند — ہمہ تشنہ خون و جانِ وے اند

نه رحمے بر احوال سبطین تو که بودند انوار عینین تو
نظر کن بر احوال ریحانتین بحالِ حسن بین و حال حسین
همین ست منظور این بیردان که از ما نماند به گیتی نشان
بعالم نماند ز آلِ تو کس باصحابِ اُمّت شناسد و بس
بجز ما همه وارثِ حق شدند چه وارث که مختارِ مطلق شدند
نمودند هم خمس بر ما حرام که نه چاشت یابند اینان نه شام
بگفتند دعواے تو بهرِ چیست حقِ مسلمین ست حق تو نیست
الم ریخت برجان ما تا حدے که بر روز اگر ریختے شب شدے
یکے از پدر از فراقت دگر ز جورِ ابوبکر و ظلم عمر
طلب کن مرا نزدِ خود اے پدر که طاقت نه دارم ازین بیشتر
چو در پیش قبرِ رسولِ خدا باین درد نالید خیر النسا
دران دم شده وحشتے آشکار که دارد ز شرحش قلم اعتذار
چه محراب و ممبر چه مسجد تمام چه آن مرقدِ پاک خیر الانام
چه دیوار و چه صحن و چه آستان بلرزید آمد ز دورش چنان
که از پاے دیوار برخاست گرد ز بس هول شد رنگ خورشید زرد
برآن حال سلمان نظر چون فگند خروشے کشید از دل دردمند
که اے بضعه مصطفی الحذر کنون می شود دهر زیر و زبر
بدانسان که فرمود خیر البشر بجز صبر نبود علاج دگر
چو زهرا نمود آن سخن استماع چنان خسته دل از پدر شد وداع

تو اس وقت رُوح اقدس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کچھ صدمہ گذرا ہوگا اور جب کہ اس نوحۂ جان گداز کی صدا گوش مبارک مین پہونچی ہوگی تو کیسا رنج و ملال آپ پر طاری ہوا ہوگا اور قدسیان ملاء اعلےٰ مین حشر مچا ہوگا اور عرش و کرسی کو کیسا زلزلہ ہوا ہوگا شعر

گذر کنی چو صبا بر بنفشہ زار ببین　　که از تطاول زُلفت چہ سوگوارانند

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ

مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

قال

قول اصحاب کے مرتبون کی انتہا نہین ہے

اے یارو؟ اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو صحابہ کرام کے مرتبون کی کوئی انتہا نہین ہے؟ کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون پر پہونچے اور اُن کا سا درجہ پا سکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور اُن کے قبیلے کے لوگ اُن کو جھٹلا وین اور ہم مین سے کوئی سامنے آکر صدقت یا رسول اللہ کہکر آپکے دل کو خوش کرے کہان ہے وہ وقت جو پیغمبر خدا ہجرت کرین اور غار مین جاکر چھپین اور کوئی ہم مین سے اُسوقت ساتھ ہووے اور یار غار کہلا وے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراء مہاجرین کو لے کر حضرت مدینہ کو پہونچین اور مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت کو گوارا کر کے اُن کو اپنے گھرون مین ٹھیرائین اور انصار کہلائین۔

کیا وہ دن پھر آسکتے ہین کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہوین اور ہماری مدد کیلئے خدا تعالیٰ ملائکہ کو بھیجے۔ اور لقد رضی اللہ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی اُن کو مل گئی جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی ہو چکی جو مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین مین داخل ہوگئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہو چکے۔ اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے "السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ" کی فضیلت پا نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹاوے مگر اصحاب بدر و یاران بیعت الرضوان مین داخل نہین ہوسکتا اُن دولتون کو لینے والے لیگئے ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے۔ شعر

حریفان بادہا خوردند و رفتند   تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

اقول

تائید مراتب اصحاب وجین

پہلی دلیل کے جواب مین ہم بخوبی ثابت کر آئے ہین کہ اُس نازک وقت مین سچے دوست اور حقیقی جان نثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز واقربا ہی تھے نہ کہ وہ حضرات جو جناب رسول اللہ صلعم کا فرق مبارک تن سے جدا کرنے کیلیے تلوار گلے مین حمائل کرکے چلے تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ حقیقتہً صدقت یا رسول اللہ کہتے تو غزوۂ احد سے فرار کرتے ہوے

قد قتل محمد فارجعوا الی دیانکم — اے قوم! محمد قتل ہوگئے تم اپنے دین پر پلٹ جاؤ

فرماتے جاتے تھے۔ پس اُن کا صدقت یا رسول اللہ کہنا" یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم مین داخل ہے اصحاب منافقین جناب رسول اللہ کے سامنے تو بہت کچھ اپنے ایمان اور خلوص کا اظہار کرتے تھے لیکن پیچھے آنحضرت صلعم کے خلاف سازشین کرتے تھے جیساکہ حق سبحانہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اُن کی چالون سے آگاہ فرماتا ہے۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منھ سے تو کہہ دیتے ہین کہ آپ کا ارشاد
من عندک بیّت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمہارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول ط واللہ یکتب	جاتے ہین تو بعض لوگ راتون کو تمہاری باتون
مایبیتون ج فاعرض عنھم وتوکل	کے خلاف مشورے کرتے ہین خدا اُن کے نامۂ
علی اللہ ط وکفی باللہ وکیلا	اعمال مین لکھ لیتا ہے تم اسکا کچھ خیال نہ کرو اور
پ ۵ - س نساء (قریب نصف)	خدا پر توکل کرو خدا ہی تمہارا وکیل ہے

اور یار غار کی رفاقت اور ایمان تو اسی سے ظاہر ہے کہ باوجود علامات نصرت الٰہی یعنی خشک درخت کے سرسبز ہوجانے درخت کا غار کے مُنھ کو گھیر لینے کبوتر کے جوڑے کا آشیانہ بنانے۔ اسی وقت

ایذا دینے۔ اور مکڑی کا دہن غار پر جالا تننے پر بھی ان یار غار نے خدا ے پاک کی اعانت[1] حفاظت پر بھروسہ نہ کیا بلکہ جب اعداء دین بر سر غار آ پہونچے تو ان کو دیکھکر غار کے اندر زور زور سے رونے اور چلانے لگے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو طفل مکتب تک کی زبان پر ہے[1]۔ اور اصحاب بدر مین شریک ہونے سے بھی ان کو کچھ فضیلت نہین ملی اس لئے کہ اصحاب بدر سے مراد وہ غازی ہین کہ جو کفار و مشرکین سے لڑکر قاتلوا و قتلوا کے مصداق اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارت سے مستفیض ہوے حضرات ثلثہ مین سے حضرت عثمان ذوالنورین تو اس جہاد مین اپنی بیوی کی علالت کا عذر کر کے غیر حاضر تھے۔

اب رہے شیخین ان کی شجاعت و مردانگی کا یہ حال تھا کہ جب یلان مشرکین و کفار نے میدان جنگ مین آکر آواز دی کہ یا محمد! ہمارے بھائی بندون کو ہمارے مقابلے مین بھیجو تو ایسے شجاعون نے قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور طعن آمیز باتین کین۔ پس یہ حضرات بوجہ اس مشورہ کے جو اس سفر مین انھون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیا تھا خدا و رسول کے عتاب مین داخل ہین (یہ واقعہ تیسری جلد مین ہم نے لکھا ہے جو بفضلہ قابل ملاحظہ ہے) اور بیعت الرضوان کی شرکت تو ان کی عدم فضیلت کی دلیل بین ہے۔ اس لئے کہ یہ بیعت کل اصحاب سے اس اقرار پر لی گئی تھی کہ آیندہ لڑائی سے نہ بھاگین مگر اس کے بعد جنگ خیبر و حنین پیش آئی تو وہان بھی میدان جنگ مین نہ ٹکے بلکہ حنین کے جہاد سے ایسے ہوا ہوے کہ آنحضرت صلعم بنفس نفیس پیغمبر ہوکر (یا انصار اللہ یا انصار رسول اللہ انا عبد اللہ و انا النبی) پکارتے تھے لیکن بقول صاحب روضتہ الصفا بھاگنے والون کا یہ حال تھا۔

ہر چند حضرت اشارت بصبر و ثبات میفرمود مگر از غایت دہشت کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود

---

[1] ترا از دہا گر بود یار غار ✣ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار (سعدی)

ہیچکس ردے باز پس نہ میکرد۔

اور یہی صورت والسابقون کی فضیلت مین ہے اس لئے کہ ہجرت کے لئے ایمان کی شرط ہے جس کی ان حضرات کو ہوا بھی نہین لگی تھی اور نہ پہلے ایمان لانے والون اور پہلے ہجرت کرنے والون مین ان کا شمار ہے۔ اس لئے کہ حضرت افضل الصحابہ تو بپاس اشخاص کے مسلمان ہونے کے بعد سلام لائے تھے اور حضرت عمر چھہ برس کے بعد جیسا کہ دلیل اول مین بخوبی ثابت کر آئے ہین۔ چونکہ آپ نے پانچ آیات الٰہی سے استدلال فضیلت صحابہ ثلثہ کیا ہے اس لئے ہم نے بھی دوسری اور چوتھی جلد آیات محکمات مین ان فضیلتون اور علماء اہل سنت کی تحریفات اور توجیہات کی قلعی کھولی ہے وہ مجلدات انشاء اللہ نظر سے گذرین گی۔

صحابۂ مومنین کے مراتب

اے بھائیو! اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو صحاب مومنین کے مرتبون کی کوئی انتہا نہین ہے کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب ان کے مرتبون کو پہونچے اور اُن کا سا درجہ پاسکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور مشرکین و کفار اُن کو ستائین اور ایذائین دین اور ہم مین سے کوئی حضرت ابو طالب جیسا مربی و شفیق چچا کی طرح آپ کی اعانت اور حفاظت اور اعلائے کلمۃ اللہ مین آپ کی حمایت و نصرت کرے۔ کہان ہین رسول خدا کہ کوئی دشمن ابو جہل سا آپ کو دشنام دے اور ہم مین سے کوئی مثل حضرت حمزہؓ اُس کے سر پر اس زور سے کمان مارے کہ اُس کا سر پھٹ جائے۔ کہان ہین محبوب خدا کہ کوئی عدو حضرت عمرؓ کی طرح تلوار گلے مین حمائل کر کے آپ کا فرق مبارک کاٹنے کو چلے اور ہم مین سے کوئی حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ کی طرح یہ کہکر اُٹھے کہ

"اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر"

کیا وہ دن پھر اب مل سکتے ہین کہ جب اعدائے دین رسول اللہ صلعم کو آپ کے فرش پر قتل کرنے کے ارادہ سے آئین تو ہم مین سے کوئی علی مرتضیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے فرش مبارک پر سو کر

اپنی جان آنحضرت پر نثار کرے اور خداوند متعال آیہ کریمہ :-

"من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ"

نازل فرما کر خاص توقیر و منزلت عطا فرمائے۔ کیا وہ وقت پھر آسکتا ہے کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی میں جائیں اور ہم لوگ مثل حضرات مقدادؓ و عمارؓ وغیرہ وغیرہ ہمراہ رکاب ہوں اور ہماری مدد کے لئے خدا ملائکہ بھیجے اور لقد رضی اللہ کہہ کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ مبارک زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہیں رہا جنکو وہ نعمتیں ملنے والی تھیں مل گئیں جن کو یہ دولتیں حاصل ہونے والی تھیں حاصل ہو چکیں جو لوگ سچے مہاجرین میں داخل ہونے والے تھے وہ خدا کی راہ میں ہجرت کر کے اور اپنے ایمان پر قائم رہکر داخل مہاجرین ہو گئے۔ اور جو لوگ انصار میں شامل ہونے والے تھے خدا کی خوشنودی کے لئے رسول اللہ کی نصرت کر کے اور اعدل یا محمد کہنے والوں کے گروہ کو چھوڑ کر انصار میں شامل ہو گئے اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے مگر مثل نفس رسول علی مرتضےٰ و دیگر اصحاب حضرت جعفرؓ عمارؓ۔ مقدادؓ وغیرہ کی طرح والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار کی فضیلت نہیں پا سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹا دے لیکن اصحاب مومنین بدر اور مومنین بیعت الرضوان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے خدا سے لقد رضی اللہ عن المومنین کی سند پا نہیں سکتا۔ خوشا نصیب کہاں وہ نعمتوں کو لینے والے نیکلے اور ان نعمتوں کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے ؎

حریفاں بادہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

مرحبا ان اصحاب مومنین پر جو خدا اور رسول کی اطاعت اور حمایت کر کے ایمان کے ساتھ اس دار فانی سے اُٹھ گئے اور وائے ان اصحاب منافقین پر جو بحالت کفر و نفاق خدا کے سامنے گئے اور جس روز یہ دونوں خدا کے سامنے حاضر کیے جائینگے تو اصحاب مومنین کے چہرے بفحوائے آیہ شریفہ

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ — اور بہت سے چہرے اسدن خندان و شادان و

مستبشرۃ — درخشان ہونگے۔

رنگ فق ہونگے۔ اور منافقین کے چہرے حسب آیہ کریمہ

وجوہ یومئذ علیھا غبرۃ — اور کتنے لوگون کے منھ اسدن ایسے ہونگے کہ

ترھقھا قترۃ اولئك ھم الکفرۃ — اُن پر گرد پڑی ہوگی اور گرد کے علاوہ سیاہی چھائی

الفجرۃ — ہوگی وہی لوگ بدکار منکرین ہین۔

سیاہ اور گرد آلود ہونگے۔ انجام کار حسب فرمان ذوالجلال والاکرام

فریق فی الجنۃ وفریق فی — ایک گروہ اسدن جنت مین اور ایک گروہ بھڑکتی

السعیر — آگ مین ہوگا۔

مومنین بہشت مین داخل ہونگے اور منافقین دوزخ مین جھونکے جائینگے اور مومنین اپنی کامیابی

پر منافقین سے یہ سوال کرینگے

ونادی اصحب الجنۃ اصحب — اور جنتی لوگ جہنم والون سے پکار کر کہینگے

النار ان قد وجدنا ما وعدنا — بیشک جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا

ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم — ہمنے ٹھیک ٹھیک پالیا۔ کیا تمنے بھی جو تم سے تمہارے

حقا قالوا نعم فاذن موذن — پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ پالیا وہ جواب دینگے

بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین — کہ ہان پالیا تب ایک منادی انکے درمیان ندا کریگا

الذین یصدون عن سبیل اللہ — کہ ان ظالمون پر خدا کی لعنت ہو جو خدا کی راہ سے

ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ — لوگون کو روکتے تھے اور اسمین کجی پیدا کرنا چاہتے

کافرون — تھے اور روز آخرت کے منکر تھے۔

قال

قوله صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا نبوت پر داغ لگانا ہے

اے یارو! جن لوگون نے پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اُن کی محبت اور تمھاری نظر مین اُنکی قدر و منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اِس کو قبول کرتی ہے کہ ان ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو برسون پیغمبر صاحب کی صحبت مین رہے کسی کے دل پر ایمان کا اثر نہ ہوا اور اُن بے شمار آدمیون مین جو نمازون مین حضرت کے شریک رہے کوئی اسلام پر ثابت نہ رہا باوجودیکہ حضر و سفر مین آپکے ہمراہ رہتے شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی کالانا دیکھتے لیکن اپنے کفر و نفاق سے عیاذاً باللہ باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُنکو دکھلائے اور انواع و اقسام کی دعائین اُنکے حق مین فرمائین لیکن نہ معجزے کا اثر اُن پر ہوا نہ کوئی دعا اُن کے حق مین مقبول ہوئی. بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور اپنے پیغمبر کی شان مین داغ لگاے گا اور اُس کے شاگردون اور کل مریدون کو کافر و مرتد کہے گا۔ ذرا تو سوچو اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل رہین اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون اور کسی ولی کے مرید کلھم اجمعین فاسق و فاجر ہون تو کیا اُس سے کچھ بدظنی اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولی کی نسبت لوگون کو نہو گی بیشک ضرور ہو گی پس تمام صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا دربردہ حضرت کی نبوت مین داغ لگانا ہے

نعوذ باللہ من ذالک

اقول

تردید قول روایات نسبت اصحاب از علم قرآن حدیث

جو اصحاب کبار صدق دل سے ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھ گئے اُنکی منزلت و مرتبت ہماری آنکھون مین اور اُن کی محبت و مودت ہمارے دل مین بہت کچھ ہے جیسا کہ علمائے کرام امامیہ کے اقوال اوپر نقل کر آئے ہین کہ (امامیہ جمیع اصحاب را مجروح و مقدوح نمی دانند بلکہ بسیارے را از اولیائے کرام و مستحق رضوان آلہی می پندارند) البتہ اُن اصحاب کی محبت شیعون کے دلون مین نہین ہے جو رسول اللہ اور آل رسول اللہ کے مخالف و دشمن تھے اور دنیا حاصل کرنے کے لئے بظاہر اسلام لائے تھے اور اپنے مقاصد حاصل ہونے کی غرض سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے انھون نے نہ تو پیغمبر خدا سے تعلیم حاصل کی اور نہ صاحب شریعت سے ہدایت ہی پائی بلکہ حرص دنیا اور لہو و لعب مین مصروف رہا کرتے تھے اور اسی سبب سے وہ علم قرآن اور علم حدیث سے کورے رہے چنانچہ خلفائے ثلثہ رض کے علم و فضل کی نسبت دو چار روایات کتب اہلسنت سے اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

اول

عن ابی جریج عن عمرو بن	ایک لڑکے کو عمر ابن الخطاب نے دیکھا کہ
دینار قال سمعت بجالة التمیمی	اُس کی گود مین قرآن ہے اور اس مین آیت
قال وجد عمر ابن الخطاب مصحفا	لکھی ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم
فی حجر غلام فیہ النبی اولی	وھو ابو ھم (یعنی لفظ ابو ھم قرآن متداول سے
بالمومنین من انفسہم وھو ابوھم	زیادہ ہے) عمر نے اس لڑکے سے کہا کہ اس لفظ
فقال حکھا یا غلام فقال واللہ لا احکھا	کو چھیل ڈال اُس نے جواب دیا واللہ مین چھیلونگا
وھی فی مصحف ابی ابن کعب	اس لئے کہ آیت ابی بن کعب کے قرآن مین
فانطلقوا الی ابی بن کعب فقال	اسی طرح سے ہے پس عمر ابی ابن کعب کے پاس آئے

فقال انی شغلنی القرآن و شغلك الصفق بالاسواق اذا تعرض رداءك علی عنقك بباب ابن العجماء

(کنز العمال صفحہ ۲۰۵)

تو اُسنے کہا میں تو قرآن کے پڑھنے میں مصروف رہتا تھا اور تم بازار کی سیر کیا کرتے تھے اور چادر کاندھے پر رکھ کر ابن عجما کے دروازہ پر جایا کرتے تھے اسوجہ سے تم قرآن سے جاہل ہے۔

دوم قال اراد عمر بن الخطاب ان یجمع القرآن فقام فی الناس فقال من تلقی من رسول الله شیئا عن القرآن فلیا تنا به (الی ان قال) وکان لا یقبل من احد شیئا حتی یشهد شهیدان فقتل

(تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۵۶)

روایت ہے کہ جب عمر ابن الخطاب نے جمع قرآن کا قصد کیا تو کھڑے ہو کر تمام لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کسی نے رسول اللہ سے جسقدر قرآن لیا ہے وہ ہمارے پاس لیکر آئے اور جب تک دو گواہ گواہی نہ دیتے تھے تو وہ آیت نہ لی جاتی تھی اتنے میں حضرت عمرؓ قتل ہو گئے۔

سوم اس روایت کو شمس العلماء شبلی صاحب نے بھی الفاروق حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے :-

عمر نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا کوئی حصہ رسول اللہؐ سے سیکھا ہو میرے پاس لے کر آئے اس بات کا التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اُسپر دو شخصوں کی شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اُس کو آنحضرت کے عہد میں قلمبند کیا تھا غرض اسطرح جب تمام سورتیں جمع ہو گئیں تو چند آدمی مامور ہوے کہ ان کی نگرانی میں پورا قرآن ایک مجموعہ میں لکھا جائے۔
(الفاروق)

ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ علم قرآن کے فیض سے محروم تھے اور اسپر اُن کو حسبنا کتاب اللہ کا دعوے بھی تھا اور یہی سبب ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی یاد سے کوئی آیت قرآن مین نہین لکھی گئی۔

چہارم علم قرآن کے بعد علم حدیث کا مرتبہ اور درجہ ہے اس مین بھی آپ اور آپکے احباب کورے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے:۔

عن ابی هريرة ان اخواننا من	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے
المهاجرين يشغلهم الصفق	برادر مہاجرین بازار کے کاروبار مین مشغول رہا
بالاسواق وان اخواننا من الانصار	کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے
كان يشغلهم العمل في اموالهم	تھے اور ابوہریرہ صحبت رسول کو ایکدم نہ چھوڑتے
وان اباهريرة كان يلزم رسول	تھے اور اپنے پیٹ کو بھرتے تھے جو حدیثین مہاجرین
الله يشبع بطنه ويحضر مالا يحضرون	وانصار کو معلوم نہ ہوتی تھین وہ سب ابوہریرہ
ويحفظ مالا يحفظون (ازالۃ الخفاء)	کے پاس محفوظ رہتی تھین۔

پنجم اسی طرح شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۲۳۶) مین تحریر فرماتے ہین:۔

صحیح بخاری مین ہے کہ حدیث استیذان کی لاعلمی کا حضرت عمرؓ نے بھی عذر کیا کہ مین خرید و فروخت مین مشغول رہنے کی وجہ سے آنحضرت کی خدمت مین کم حاضر ہوتا تھا۔

ششم علامہ جلال الدین سیوطی "اتقان فی علم القرآن" مین تحریر فرماتے ہین:۔

فاما الخلفاء فاكثر من روي عنه	خلفاء مین سب سے زیادہ روایات دربارہ تفسیر
منهم علي بن ابي طالب كرم الله وجهه	علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے منقول ہین
والرواية عن الثلاثة نزرة	اور اصحاب ثلثہ سے تو بہت ہی کم ہین۔

ولا احفظ عن ابی بکر فی التفسیر الا — اور ابوبکر سے تو ہمارے خیال میں دس حدیثوں
آثارا قلیلۃ جدا لا تکاد تجاوز — سے زیادہ نہیں ہیں۔
العشرۃ (ایضاً صفحہ ۱۰۳)

چنانچہ ان حضرات کا قرآن و حدیث سے لاعلم رہنا اسی سے ثابت ہے کہ بقول شبلی صاحب :۔

حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثیں قلم بند کیں لیکن پھر انکو آگ میں جلا دیا اور کہا ممکن ہے کہ میں نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو۔ اور حضرت عمر خود فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کے روایت کرنے میں مجھ سے کمی بیشی ہو جائے گی تو میں حدیث بیان کرتا (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)

اسپر شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۱۸۴) یہ تحریر فرما کر ان کو عرش پر چڑھاتے ہیں کہ :۔

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ میں رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا"

ع " ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا "

اور پھر اپنی بگڑی بات یوں بناتے ہیں کہ :۔

" اس موقع پر ایک دقیق نکتہ خیال رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ عام خیال یہ ہے کہ حضرت عمر نے حدیث کی اشاعت میں گو بہت کچھ اہتمام کیا لیکن خود بہت کم حدیثیں روایت کیں چنانچہ کل احادیث جو ان سے بروایت صحیح مروی ہیں ستر سے زیادہ نہیں ہیں یہ خیال بظاہر صحیح ہے لیکن واقع میں یہاں ایک غلط فہمی ہے محدثین کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے کہ صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جس میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں تو گو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی ہوگا کہ اُسنے رسول اللہ سے سُنا ہے"

شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین

مضمون احادیث در خطبہ خود ارشاد	مضمون احادیث اپنے خطبہ مین بیان فرمایا
فرمایند تا اصل حدیث بان موقوف خلیفہ قوت	ہے کہ اصل احادیث جو کہ موقوف خلیفہ ہین انکو
باید یا اینکہ بغور سخن نمیرسند در بن آنکہ در متفق علیہ	تقویت حاصل ہو جو ابوبکر سے احادیث مروی
از حضرت صدیق صحیح نشد مگر شش حدیث و	ہین وہ چھہ سے زیادہ نہین ہین اور فاروق اعظم
از فاروق اعظم بصحت نرسید مگر قریب ہفتاد حدیث	سے ستر سے زیادہ نہین ہین لوگ اُس کو نہین
این رانمی فہمند ونمی دانند کہ حضرت فاروق تمام	سمجھتے اور نہین جانتے کہ حضرت فاروق نے
علم حدیث را اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ	تمام علم حدیث کو تقویت دی ہے اور اعلان

کیا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۰۶)

ہر چند کہ روایات مذکورہ اور نیز شمس العلما شبلی صاحب کے بیان سے حضرت عمر کا علم قرآن و حدیث سے لاعلم و ناواقف ہونا بخوبی ثابت ہے لیکن اسپر بھی شبلی صاحب حضرت عمر کو علم قرآن و حدیث مین سارے عرب پر جو ترجیح و فوقیت دیتے ہین تو اس سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے پس اس مدح و ثنا سے ممدوح کی فضیلت و قابلیت تو مطلقاً ظاہر نہین ہوتی ہان البتہ مداح کا راسخ الاعتقاد ہونا منکشف ہوتا ہے۔

خرقۂ زہد و جام مے گرچہ نہ درخور من است ۔۔۔ این ہمہ نقش میزنم در طلب رضاے تو

غرض اصحاب ثلثہ کا صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کرنے اور تعلیم پانے کا یہ حال ہے کہ گو ہمیشہ سفر و حضر مین رسول مقبول صلعم کے ہمراہ رہے اور شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے لیکن جیسے تھے ویسے ہی رہے اور جب اپنے مطلب حاصل ہونے کا وقت دیکھا تو وحی آلہی کو صاف ہذیان کہکر اُڑا دیا اور بقول امام غزالی صاحب اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے پس اگر یہ بھی مثل

دیگر مومنین صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو ایسے گستاخانہ اور بے ادبانہ کلام زبان سے نہ نکالتے اور ان مظالم کے مرتکب ہوتے جو آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ ہی آل رسول پر کئے اس لئے کہ تعلیم و ہدایت کے یہ اثرات نہیں ہوتے کہ جس کی بدولت عزت و توقیر پائیں جسکی بدولت سلطنت پائیں اسی کی آل پر ہاتھ صاف کریں ؂

کس نیاموخت علم تیر از من　　　　که مرا عاقبت نشانه نکرد

اگر وہ حضرات سزاوار عزت و منزلت ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مخالفت کرتے اور انصار آمادہ جدال و قتال نہ ہوتے۔ اگر حضرت عمرؓ کی وقعت اصحاب کرام کی نظر میں ہوتی تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرتے وقت اُن کے منہ پر یہ نہ کہتے کہ

"آپ خدا کے پاس جا رہے ہیں اتنا سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا"

اسی طرح حضرت عثمانؓ کی توقیر اصحاب رسول اللہ کی نظروں میں یہ تھی کہ جب ممبر نبوی پر خطبہ پڑھنے کو بیٹھے تو لوگ کہنے لگے کہ (عثمان) تو بہ کر و سب لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی بھی نہ کہتا تھا۔

اور جناب ام المومنین عائشہ رضؓ نے تو خاص خطاب (نعثل) دیا تھا۔

پس آپ پہلے کتب صحاح و دیگر کتب اہل سنت سے وہ تمام روایتیں اور حدیثیں جو ان حضرات کے ایمان اور منزلت کے خلاف میں ہیں نکال ڈالیں تب شیعوں سے اُن کے اچھا نہ سمجھنے کا گلہ کریں۔ بہر حال شاگرد وہی رشید اور مرید وہی سعید تسلیم کیا جا سکتا ہے جو اپنے استاد اور پیر کے قدم بقدم چلے اور اُن کی جانشینی کے لئے اپنے کو اس کا اہل ثابت کر دے۔ شعر

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف　　　　مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

"مشک آنست که خود ببوید نه که عطار گوید"

پس جن لوگون نے پیغمبر خدا صلعم سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی وہ خاص لوگ تھے جن کے سردار غالب کل غالب علی بن ابیطالبؑ تھے جنکے حق مین خود صاحب شریعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا — مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اسکا دروازہ ہے

اور جس کی شان مین

علی مع القرآن والقرآن مع علی — علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے

فرمایا۔ پس اُس کی اور دیگر صحابہ مومنین کی عزت و منزلت اور اُن کی الفت و محبت جو شیعون کو ہے وہ اہل سنت سے پوشیدہ نہین ہے البتہ اہل سنت کی نگاہون مین اس باب علوم کی یہ قدر و منزلت ہے کہ بقول شبلی صاحب

"حضرت علی سے جن لوگون نے روایتین کین اُنپر اعتبار نہین کیا جاتا تھا"

اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول ہے کہ

"در ہیچ فنے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضوی لظہور نیامدہ"

چنانچہ مسئلہ فضیلت صحابہ مین ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہین کہ جن کو پیغمبر خدا صلعم کل امت پر ہادی و پیشوا کر گئے تھے اہل سنت ان سے منحرف ہین۔ اور اپنے خلفاء کی پیروی کر کے آل رسولؐ کی توہین و تہجین کو عین ایمان سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ پر انکے مٹائے سے کیا ہوتا ہے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ — اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے

اب رہا یہ امر کہ ان ہزارون اور لاکھون آدمیون مین سے جو دن رات آنحضرت صلعم کی

اصحاب کی عدم ہدایت سے نبوت پر داغ نہین لگتا

صحبت مین رہے اور نمازون اور جہادون مین شریک ہوے اگران مین سے اکثر پر عموماً اور اصحاب ثلثہ پر خصوصاً آپ کی ہدایت اور وعظ کا اثر نہوا تو اس سے رسالت و نبوت پر کوئی داغ نہین آتا کیونکہ انبیا و مرسلین کا فرض صرف امت کو ہدایت اور نصیحت کرنے کا ہے جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے:۔

فذکر انما انت مذکر لست — (اے رسول) تم اُن لوگون کو سمجھاتے
علیھم بمصیطر — اور ہدایت کرتے رہو کہ تمھارا کام سمجھانے ہی کا
(پارہ عم سورۃ الغاشیہ) — ہے تم ان پر داروغہ تو نہین ہو

نیز اور ارشاد فرماتا ہے :۔

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر — پس جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو
من یخشی و یتجنبھا الاشقی الذی — خوف رکھتا ہو وہ فوری سمجھ جائیگا۔ اور بدبخت اُس سے
یصلی النار الکبری — پہلوتہی کریگا جو (قیامت مین) بڑی تیز آگ مین داخل ہوگا

چونکہ اصحاب مین روشن ضمیر بھی تھے اور سیاہ قلب بھی لہذا جنکے دل صاف تھے اُنھون نے تو آپ کی تعلیم وعظ و نصیحت سے ہدایت پائی اور خاتمہ ایمان پر ہوا۔ جو سیاہ قلب تھے زبان سے تو توحید و رسالت کا اقرار کرتے رہے لیکن دل سے منکر رہے۔ انھین کو منافق کہتے ہین اور وہی آنحضرت صلعم کے دشمن تھے جیسا کہ خداے پاک سورۂ منافقون مین فرماتا ہے۔

ھم العدو فاحذرھم قاتلھم اللہ — وہی تمھارے دشمن ہین اُنسے پرہیز کرو خدا
انی یوفکون — اُن کو قتل کریگا کدھر بہکے جاتے ہین۔

غرض ع

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست — تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد ست

پس صاحب شریعت کی تعلیم و ہدایت تو فی نفسہٖ ایک ہی سی تھی مگر جس کا جیسا مادہ تھا

سیہ بخت پر ہدایت و تعلیم کا اثر نہیں ہوتا

اُسنے ویسا ہی اُس سے فیض پایا یعنی جو متقی تھے اُن کے دل تعلیم و ہدایت سے روشن ہو گئے اور جو خبیث باطن تھے بمصداق مصرع " سیاہی زمو رفت واز رو نرفت " ایمان و اسلام لانے کے بعد بھی وہ سیاہی نہ گئی قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے   ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست   در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

والبلد الطیب یخرج نباتہ   عمدہ زمین مین پروردگار کے حکم سے سبزہ

باذن ربہ والذی خبث لا یخرج   اچھا ہوتا ہے اور جو زمین بری ہے اسکی پیداوار

الا نکدا۔   بھی خراب ہوتی ہے۔

ہدایت اور وعظ و نصیحت کا اثر اُس دل پر نہین ہوتا جو زنگ آلود ہو ع

درختے کہ تلخ ست ویرا سرشت   ورش گر نشانی بباغ بہشت،

ور از جوے خلدش بہنگام آب   بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب

ہمان میوۂ تلخ بار آورد   سرانجام گوہر بکار آورد

اسی مضمون کو ایک اور لائق شاعر نے بھی خوب نظم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

اگر بیضہ زاغ ظلمت سرشت،   نہی زیر طاؤس باغ بہشت

اگر وقت ان بیضہ پرور دنش   ز انجیر جنت دہی ارزنش

دہی آبش از چشمہ سلسبیل،   دران بیضہ گردم دمد جبرئیل

شود عاقبت بیضۂ زاغ زاغ   برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

جو لوگ متاع دنیا کے والہ و شیدا ہین اُن پر نہ واعظ کے وعظ و پند کا کوئی اثر ہوتا ہے اور

نہ ہادی کی ہدایت کا ۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

یہی سبب تھا کہ جو سعید و رشید تھے وہ تو دولت ایمان سے متمتع ہوئے اور جو شقی ازلی تھے پیغمبر خدا کی ہدایت و نصیحت پر بھی کورے کے کورے ہی رہے۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض ، ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود

بلکہ اُس تعلیم و ہدایت پر مثل استہزائے سلف کے تمسخر کرتے رہے قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من یعنی حسرت ہے ان بندوں پر کہ وہ کون سا

رسول الا کانوا بہ یستھزءون رسول ہے جس سے انھوں نے ٹھٹھا اور تمسخر نہیں کیا

حضرت نوح و حضرت ہود کی ہدایت پر بجز معدودے چند ایمان نہیں لائے

اگر کوئی غور و تعمق سے خدا کی کتاب دیکھے تو معلوم ہو گا کہ اگرچہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے اپنی امتوں کو ہر طرح سے ہدایت و نصیحت کی اور وعظ و پند سنایا مگر اس پر بھی مخصوص لوگ اُن پر ایمان لائے ورنہ عام طور پر اُن کی تکذیب اور نافرمانی ہی کرتے رہے چنانچہ جب حضرت نوح و صالح و لوط و شعیب و دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو اپنی نبوت کی نشانیاں دکھلا کر پند و نصیحت کی اور فرمایا :۔

وما اسئلکم علیہ من اجر ان اور میں تم سے اپنی پیغمبری کا کچھ اجر نہیں

اجری الا علی رب العالمین فاتقوا چاہتا میرا اجر تو اللہ پر ہے مگر تم اللہ سے ڈرو

اللہ واطیعون ۞ اور میری اطاعت کرو۔

اس ہدایت پر بجز معدودے چند کے ایمان نہ لائے جس پر خدا کا یہ کلام شاہد ہے :۔

وما کان اکثرھم مومنین ہ سوا چند لوگوں کے اور لوگ ایمان

(سورہ شعراء رکوع ۱۵) نہ لائے ۔

بلکہ ان کا مضحکہ کرتے رہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اُمت نے جواب دیا:۔

قالوا انومن لك واتبعك الارذلون — اُنھون نے کہا کہ جب کمینون نے تمھاری پیروی کرلی ہی تو ہم تم پر کیا ایمان لائین۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا حال تھا کہ سیکڑون اور ہزارون گھر مین سے صرف ایک ہی گھر کے لوگ ایمان لائے جیسا کہ پروردگار عالم قرآن مجید مین خبر دیتا ہے:۔

قال فما خطبکم ایھا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیھم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربك للمسرفین فاخرجنا من کان فیھا من المومنین فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین (پ ۲۷ ۔ س ذاریات)

حضرت ابراہیم نے پوچھا اے خدا کے بھیجے ہوے فرشتو آخر تمھین کیا مہم در پیش ہے وہ بولے ہم تو گنہگاران (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہین تاکہ ان پر مٹی کے پتھر یلے کھرنجے برسائین جن پر حد سے بڑھ جانے والون کے لئے تمھارے پروردگار کیطرف سے نشان لگا دیے گئے ہین غرض وہان جتنے لوگ مومنین سے تھے اُنکو ہمنے نکال لیا اور وہان تو ہم نے بجز مسلمانون کے ایک گھر کے کوئی گھر پایا ہی نہین

اس آیہ وافی ہدایہ مین جس ایک گھر کے ایمان لانے والون کا ذکر ہے وہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کے گھر والے تھے حاصل کلام یہ کہ خود بعثت ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا پچھلی امتون کے شرک وکفر اور غوایت وضلالت کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

اب اہل سنت یا تو ان امتون کے کفر وشرک سے انکار کرین یا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین گذرے ہین سب پر داغ لگائین نعوذ باللہ من ذلك۔

الحاصل شیعون کے اس اعتقاد سے جو اصحاب ثلثہؓ کی خلافت اور فضیلت کے بارہ مین ہے آنحضرت صلعم کی نبوت پر تو کوئی دھبہ نہین لگتا۔ ہان حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلعم کے فرمان مبارک کو ہذیان کہنا اور ان کی خاطر سے علماے اہلسنت کا یہ فیصلہ کرنا کہ (نبی و رسول سے بھی ہذیان ہو سکتا ہے) اور وحی خدا کی یہ تفسیر کرنی کہ (جمیع اقوال پیغمبر وحی ست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی) اور شبلی صاحب کا یہ کلام کہ (اگر کوئی صاحب شریعت ایسا حکم دے کہ خمس قیامت تک اُسکی آل و اولاد کو ملتا رہے تو اسمین اور ایک خودغرض برہمن مین کیا فرق ہے) وغیرہ وغیرہ اقوال سے البتہ رسالت و نبوت پر طرح طرح کے داغ لگے ہین اور بعد کتاب الباری صحیح بخاری کی فرضی حدیثون سے جو خلاف شان رسالت و نبوت ہین مخالفین و منکرین اسلام کو آپ کی نبوت اور رسالت تسلیم کرنے مین عذر و انکار ہوا۔ شعر

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بینی
کہ دیہین و یسارت چہ بیقرارانند

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد و من یہدی اللہ فما لہ من مضل

پ ۲۳۔ س ۳۹

(تمت)

قال

تیسری دلیل

قولہ کمالات ومعجزات رسالت اور فصاحت قرآن مجید ودیگر ذرائع سے لوگ ایمان لائے

اسکا کوئی انکار نہین کر سکتا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین مبعوث ہوے کہ لوگ توحید سے منکر ہو گئے تھے عبادت اور استعانت مین شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رکھتے تھے عبادت کے طریقون کو بھول گئے تھے دین ابراہیم مین تحریفین کرنے لگے تھے جانورون کیطرح آپس مین لڑتے اور وحشیون کے مانند باہم جھگڑتے تھے علم وحکمت سے بے بہرہ ہو گئے تھے اخلاق حسنہ کو چھوڑ کر جاہلانہ رسمون کے پابند ہو گئے تھے چنانچہ اللہ جل شانہ نے توحید کے پھیلانے شرک کے چھڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراہیم کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لیے حضرت صلعم کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ دیا اور تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا اور چونکہ بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبی بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپکی ذات پر ختم کرنا منظور تھا۔ اسلیے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جداجدا اور انبیا علیہم السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت کو دیے گئے تھے اور جو طریقے ہدایت وتعلیم کے علحدہ علحدہ اور پیغمبرون کو سکھلائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اس نظر سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپکے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپکی ہدایت وتعلیم مثل بعض اور نبیون کے بے اثر نہ ہو جائے اور کسی کو کوئی عذر ایمان واسلام لانے پر باقی نہ رہے اور کسی کو موقع آپ کی نبوت کے انکار کرنے کا نہ ملے وہ معجزات حضرت کو دیے گئے جو اور کسی نبی کو نہین دیے گئے اور اُن باتون کی اجازت آپکو دیگئی کہ کسی اور پیغمبر کو نہین دیگئی اسیواسطے آپ کی ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھ ایک ہی ذریعے سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان کو قبول کیا جو فصحا وبلغا مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہو گئے اور جو لوگ علم وحکمت کا دعوے کرتے تھے وہ آپکی حکیمانہ تعلیم دیکھکر معتقد ہو گئے جو شخص معجزے کے طالب تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت مردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب نہ لاسکے آخر مغلوب ہو کر مطیع بنگئے

اقول

آنحضرت کی وجہ اور قرآن مجید کی فصاحت پر بھی ایمان لائے جو متقی تھے

یہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اس سے تو صفات ختم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا ظاہر ہوتے ہیں اور اس کے اظہار کی ضرورت اس وقت تھی اگر معاذ اللہ کوئی شیعہ آنحضرت صلعم کے فضائل و کمالات کا منکر ہوتا۔ حالانکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے:۔

"آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری"

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

لیکن کمالات رسالت و نبوت مستلزم افضلیت صحابہ کرام نہیں ہیں

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع فصحا اور بلغا اس کی فصاحت پر ایمان لائیں کیونکہ قرآن مجید سے صرف انھیں لوگوں نے ہدایت پائی جو متقی تھے۔ جیسا کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

الٓمٓ ۝ ذلک الکتاب لاریب	اس کتاب میں شبہ نہیں ہے کہ ہدایت کرتی
فیہ ھدی للمتقین الذین	ہے متقیوں کو متقی وہی اشخاص ہیں جو ایمان لائے
یومنون بالغیب	غیب پر یعنی بغیر دیکھے ہوئے
ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰھم	اور جو لوگ قائم کرتے ہیں نماز کو اور ہمارا (۱)
ینفقون ۝ والذین یومنون بما انزل	دیا ہوا خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں
الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ	اس پر جو کچھ تمھارے رسول پر نازل کیا تم پر اور
ھم یوقنون ۝ اولٓئک	جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا اور آخرت کا بھی یقین
علیٰ ھدًی من ربھم	رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھوں نے بفضل الٰہی ہدایت پائی

واولٓئك هم المفلحون ٥ ان الذين — اور یہی لوگ ہین جو مراد کو پہونچے اور وہ لوگ جو کافر

کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم — ہو گئے اُن کے لئے برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ

تنذرھم لا یؤمنون ٥ — وہ ایمان نہ لائینگے۔

(۲) ھذا بیان للناس وھدی و — یہ ہے بیان آدمیون کے لئے اور ہدایت و

موعظة للمتقین — نصیحت متقیون کے لئے۔

چنانچہ مومنین کے قلوب مین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ آیات الٰہی کے پڑھنے اور سننے سے اُنکے ایمان کو اور ترقی ہوتی تھی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۳) انما المؤمنون الذین اذا ذکر — ایمان والے وہی ہین کہ جب اُن کے سامنے

اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت — اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے قلوب خوف زدہ

علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی — ہو جاتے ہین اور جب اُن پر آیات پڑھے جاتے ہین

ربھم یتوکلون — تو اُن کا ایمان ترقی کرتا ہے اور وہ اپنے رب پر

(سورہ انفال رکوع اول) توکل رکھتے ہین۔

(۴) فاما الذین امنوا فزادتھم — جو لوگ ایمان لائے ہین اُن کے ایمان کو بڑھا دیتا

ایمانا وھم یستبشرون — ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہین

اور جو لوگ سیاہ قلب تھے اُن پر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا کچھ بھی اثر نہوا جیسا کہ آیہ کریمہ

ان الذین کفروا سواء علیھم — اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے اُن کے لئے برابر ہے

ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون — ان کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر ان پر جو ہوتا تھا اُس پر یہ آیت شاہد ہے:۔

واما الذین فی قلوبھم مرض — لیکن جن لوگون کے دلون مین بیماری ہے

فزادتهم رجساالی رجسهم وماتوا — اُن کی خباثت پر اور خباثت بڑھ جاتی ہے۔ لوگ

وهم کافرون (پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۱) کفر کی حالت مین مرگئے۔

اور وہ لوگ اسکی فصاحت وبلاغت سُنکر ہنستے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسکو تو خود پیغمبر نے بنالیا ہے

جیساکہ خداوند تعالی فرماتا ہے :۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی — جو کچھ ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا اگر تم کو ہین

عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ — شبہ ہے تو مثل اُسکے کوئی سورہ بنالاؤ۔

بلکہ خدائے پاک نے ایسے لوگون کے سامنے اُسکے پڑھنے سے بھی اپنے پیغمبر کو منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو آیہ کریمہ

واذا رأیت الذین یخوضون فی — (اے نبی) جب تم دیکھو یہ لوگ ہماری آیتون مین

ایٰتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی — بیہودہ بکتے ہین تو اُن سے کنارہ کرو جب تک کہ

حدیث غیرہ وامّا ینسینک الشیطن — وہ کسی اور بات مین مشغول ہون اور اگر کبھی شیطان

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم — تم کو بھلادے تو بعد نصیحت کے بے انصاف قوم

الظلمین (سورۂ انعام رکوع ۸) — کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور اگر ہم سب کا اسلام لانا فصاحت قرآن پر تسلیم بھی کرلین تب بھی کچھ فائدہ نہین اس لئے کہ جس

قرآن پر اسلام لائے تھے اکثر لوگ پھر کفر وارتداد کی طرف عود کرگئے جیساکہ اُسی قرآن سے ظاہر ہے۔

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم — یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر کافر رہے

اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا — اور پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے اور کفر مین

کفرا — ترقی کرتے رہے

اور آنحضرتؐ کی تعلیم حکیمانہ کا ذکر تو ہم دلیل دوم مین تفصیل کے ساتھ کرآئے ہین کہ اپنے پیغمبر

کی اس تعلیم سے انھین لوگون نے ہدایت وتعلیم پائی جو متقین وصالحین سے تھے اور جو طالحین وضالین

سے تھے وہ گمراہ کے گمراہ ہی رہے

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ورنہ ہر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

معجزات کا اثر صرف رد شخصیر اشخاص پر ہوا

یہی معجزات کی تاثیر کا بھی حال ہے کہ اسپر بھی وہی لوگ ایمان لائے جو اسکو معجزہ سمجھے اور جنھون نے اسکو سحر جانا وہ ہرگز ایمان نہ لائے۔ دیکھیے ؎

جاہل و منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

اگر مطالب قرآن مجید پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر بارہ ہزار ساحر جن کو فرعون و ہامان نے تمام ممالک سے طلب کر کے جمع کیا تھا وہ تو سب ایمان لے آئے مگر فرعون و ہامان وغیرہ اس معجزہ کو جادو ہی سمجھتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ یہی حال ان لوگون کا ہے چنانچہ آپ خود پہلی دلیل مین اس صفت کے اثر کو صرف چالیس سے کم آدمیون پر بایں الفاظ

"باوجود اظہار معجزات حضرت چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوئے"

محدود کر آئے ہین۔

اصحاب کا خوف عمرو عبدود سے

اصحاب ثلثہ کو شجاعان عرب مین شمار کرنا خلاف واقعہ ہے اور باعث ننگ و عار انکی شجاعت کا حال ذرا اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ کر لین کہ جنگ خندق مین جب مشرکین و کفار کے لشکر سے عمرو بن عبدود میدان جنگ مین آیا اور فوج اسلام سے مبارز طلب ہوا تو اصحاب ممدوح اسکی آمد سنکر ایسے سراسیمہ و خائف ہوگئے کہ گویا کسی کے تن مین روح باقی ہی نہ تھی۔ جناب رسول اللہ صلعم نے اصحاب کے خوف و دہشت کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ آیا تم مین ایسا کوئی خدا کا دوست ہے جو اس دشمن خدا سے مقابلہ کرے اس فرمان پر حضرت عمرؓ جو اہلسنت مین اشداء علی الکفار کہلائے جاتے ہین اٹھے اور عرض کی یارسول اللہ! ایک دفعہ مین طائفہ قریش کے ہمراہ مال تجارت لیکر ملک شام کو گیا تھا اس وقت عمرو بن عبدود ہمارے طائفہ مین تھا ایک مقام پر اثنا راہ مین ہزار ڈاکون نے ہم کو گھیر لیا

ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ دھوئے عمرو ابن عبد وُد نے جب ہم لوگون کا یہ خوف وہراس دیکھا تو فوراً اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور شل سیل دمان دشیر ژیان ڈاکوؤن پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ وہ سب فرار ہو گئے اور ہمارا قافلہ اُس کی بدولت صحیح وسلامت رہا۔ بھلا ایسے شجاع و دلاور کے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے"

جناب امیر کا عمرو بن عبد ود کو قتل کرنا

آخر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب ؑ آنحضرت صلعم سے اذن لیکر اُسکے مقابل آئے اور ایک ہی وار مین اُسکو داخل جہنم کیا ؎

خندق کی دغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم ۔۔۔ رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم
تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب و روم ۔۔۔ جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم

اک ضرب مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سر نحس ادھر تھا

اس فتحیابی پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

ضربۃ علی یوم الخندق	علیؑ کا ایک وار روز خندق کا دونون
افضل من عبادۃ الثقلین الی	جہان کی عبادت سے بہتر ہے جو قیامت تک
یوم القیٰمۃ	کی جائے گی۔

یہ حال تو ہم نے تذکرۃً بیان کیا ہے ان مجاہدون کے حالات قاتلوا وقتلوا کے جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ قابل ملاحظہ ہونگے کہ ان شجاعون نے جو کچھ غزوات احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ مین اپنی شجاعت ظاہر کی ہے۔ اور خداے پاک نے کیسی کیسی آیتین مذمت وعتاب کی ان لوگون کی نسبت نازل فرمائی ہین۔

اب رہے وہ لوگ کہ جو مقابلہ کی تاب لاکر اسلام لائے تھے ان کا اسلام قابل شمار نہین ہے

اسلئے کہ جب جان کے خوف کا وقت نکل گیا تو پھر اپنے دین پر پلٹ گئے۔

الغرض کمالات آنحضرت صلعم کسی طرح صحابہ کی فضیلت کی دلیل نہین ہو سکتے کیونکہ کلام تو شاگرد کے جہل سے ہے اور صفت و ثنا استاد کے علم و فضل کی بیان کی جاتی ہے۔ آپ جو مختلف ذرائع سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کا ایمان قبول کرنا بتاتے ہین وہ ایمان نہ تھا بلکہ اسلام تھا اور ایمان اور اسلام مین جو فرق خدائے پاک نے بتا دیا ہے اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ ایمان شے دیگر ہے اور اسلام چیزے دیگر۔ اوران دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت ہے ہمین نشہ اور وہ رکھتا ہے اثر اور

چنانچہ انھین سچے اسلام لانے والون مین سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کربلا مین اپنے رسول کے نواسہ کے قتل مین شریک تھی جن کی تعداد کم از کم تیس ہزار مورخین اہلسنت نے بتائی ہے

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون

(اے رسول) کہدے کہ ناپاک اور پاک برابر نہین ہو سکتا۔ اگرچہ تمھین ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو! خداسے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔

پ ۷، س مائدہ

قال

قولہ خدا کی غرض بعثت نبوی سے بروئے اصول اہلسنت حاصل ہوئی

جو غرض اللہ جل شانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ حاصل ہو گئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی سے ہوا صرف اہل سنت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے۔ اور موافق مذہب شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اسلئے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اُن کی نسبت یہ اعتقاد کیا جائے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی مگر جب کہ اُن لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین عیاذاً باللہ کافر یا حضرت کے بعد مرتد ہو گئے۔ تو کس کے منھ سے یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا۔

اقول

خدا کی غرض اماموں ہی کے حصول سے حاصل ہوئی

اللہ جل شانہ نے بعثت انبیا و مرسلین و تنزیل کتب و تقرر اوصیا سے اپنی حجت پوری کی چنانچہ یہ بعثت ختمی مآب ہی کا طفیل تھا کہ جو تاریکی شرک و کفر کی کل عالم پر چھائی ہوئی تھی وہ نور ایمان کی شعاعوں سے کافور ہو گئی اور یہ بڑا احسان ہے خداے پاک کا جس کو امتناناً خود فرماتا ہے:۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث — بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان
فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم — کیا جبکہ ایک رسول انھیں میں سے مبعوث کیا جو
ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب — انپر خدا کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی — ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
ضلال مبین (پارہ ۴ سورہ آل عمران ع) — بلا شبہ اس سے پہلے وہ گمراہ تھے۔

اگرچہ اللہ جل شانہ نے نبوت آپکی ذات پاک پر ختم کردی ہے۔ مگر اُس نے اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ صلعم کے بعد بھی دین کی حفاظت کا انتظام فرما دیا یعنے جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرتؐ کا وصی اور خلیفہ کیا۔ اور آپ کی اولاد سے گیارہ اوصیا رجانشین کئے۔ تاکہ جو ہدایت و تعلیم رسول خدا صلعم نے کی ہے وہ بعد آپ کے بے اثر نہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ہی امیر المومنین علیہ السلام کی وصایت کا بھی اعلان صاف الفاظ میں فرما دیا تھا کہ "یہی میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ تم سب اسکی اطاعت کرو" اور قبل رحلت بمقام غدیر خم اپنا جانشین بھی کر دیا (یہ حال تیسری جلد میں ملاحظہ ہو) نیز وقت مرض الموت بھی عام و خاص کو ہدایت فرمائی تھی کہ

"میں اپنے بعد تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی آل ان دونوں کو پکڑے رہو اگر چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔"

چنانچہ اصحاب مومنین حسب احکام خدا و رسولؐ وصی رسول کو اپنا ہادی اور امام سمجھ کر قرآن وآل سے متمسک رہے۔ الحمدللہ کہ باتباع اصحاب مومنین شیعیان علی ابن ابیطالبؑ بھی حدیث حوض اور حدیث سفینہ سے متمسک ہین اور اپنے کو ناجی سمجھتے ہین۔ لاریب فیہ

کشتی آل محمد مین جو بیٹھے ہین وُہی لینگے پروانے جنان کے مصطفےٰ کے ہاتھ سے

گو قلیل ہین مگر بفحوائے آیۂ کریمہ :-

وقلیل من عبادی الشکور اور میرے بندون مین سے شکر گذار بہت تھوڑے ہین

کل فرقون پر غالب ہین۔ قولہ تعالیٰ

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے

یشآء واللہ ذوالفضل العظیم عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک

(پ۲۸ سورہ جمعہ) ہے۔

ہرچند کہ پیغمبر خدا صلعم کی رحلت کے ساتھ ہی اصحاب اپنے پیغمبر کی ہدایت اور وصیت کے خلاف وصی رسول سے منحرف ہوگئے۔ اور خود ہادی و پیشوائے اُمت بن بیٹھے۔ سنت رسول اللہ کے خلاف عمل کیا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اُمور شریعت مین اپنے گمان اور قیاس کو دخل دیا اُس وصی رسول کے مرتبہ قرآن کے لینے سے انکار کیا۔ جس کی شان مین رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ

"علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ"

دیگر اصحاب کے ذریعہ سے قرآن مرتب کرایا گیا اس کو رکھ کر باقی اور اصحاب سے لیکر جلوا دیئے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔ کتاب خدا مین تحریفات کی گئین۔ رسول اللہ کی حدیثین جلائی گئین، رسول پاک کی تعلیم مٹائی گئی۔ احادیث رسولؐ کے مٹانے مین اس درجہ اہتمام و انصرام کیا گیا کہ جو صحابی قال الرسول کہتا تھا وہ درے کھاتا تھا۔ قید کیا جاتا تھا۔ اگرچہ ان بدعتون سے

دین خدا مین بہت کچھ زوال آیا مگر پھر بھی وصی رسول کی وجہ سے آفتاب اسلام بالکل منکسف نہونے پایا
جیساکہ خود جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے۔

لولا انت یاعلی لما عرف المومنون بعدی — اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو ہمارے بعد مومن کی شناخت نہ ہوتی۔

چنانچہ اسکے تو خود علمائے اہلسنت بھی معترف ہین کہ :-

"جن امور مین خلفائے ثلثہ خطا کر جاتے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اصلاح فرماتے تھے"

منجملہ دیگر اسباب تنزل اسلام قوی سبب اُس کے ضعف کا یہ ہوا کہ بنی امیہ جن کو جناب رسول اللہ صلعم نے مسلسل دس سال کی کوششون سے سرنگون کیا تھا جن کو خدائے پاک نے شجرۂ ملعونہ اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ جیساکہ بحوالہ تفسیر ابن جریر و تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف تاریخ الخلفا مین ہے کہ

"آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر بندر ناچ رہے ہین۔ جب حضرت بیدار ہوئے تو اس خواب سے بہت ہی محزون و مغموم ہوئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔"

ماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن — (اے رسول!) جو خواب ہم نے تمکو دکھلایا ہے وہ لوگون کے لئے امتحان ہے اور شجرۂ ملعونہ کو قرآن مین ہمنے لوگون کے واسطے محل امتحان قرار دیا ہے۔

جسوقت حضرت جبرئیل امین یہ آیت لیکر نازل ہوئے تو یہ عرض کی "یارسول اللہ! آپ کی امت مین فتنہ برپا ہوگا اور وہ شجرۂ ملعونہ بنی امیہ ہین۔ جو آپ کے منبر پر جائینگے اور لوگون کو دین حق سے پھرا دینگے"۔ اس خواب کے بعد تا وقت رحلت آنحضرت کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا۔"

اگرچہ اصحاب ان حالات سے بخوبی واقف و آگاہ تھے۔ ابوسفیان وغیرہ نے جو مزاحمتین اعلاء کلمۃ اللہ مین کی تھین اور رسول اللہ صلعم کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی تھین۔ وہ سب کچھ اپنی

آنکھ سے دیکھ چکے تھے۔ بااین ہمہ خلافت اول ہی سے بنی اُمیہ کو فروغ ہونے لگا۔ ملک شام مین اعلیٰ عہدون پر مامور کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وفات کے وقت مجلس شورے قائم کرکے جو باعث فتنہ وفساد ثابت ہوئی۔

چنانچہ حسب رائے مجلس شورے حضرت عثمانؓ کے سر پر جو بنی امیہ کے معزز رکن تھے تاج خلافت رکھا گیا جناب خواجہ حسن نظامی صاحب رسالہ محرم نامہ مین مجلس شوریٰ کی کارروائیون پر یہ جملہ تحریر فرماتے ہین کہ

جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہو گئے تو حضرت علیؑ کھڑے کے کھڑے رہ گئے ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے "مکر، مکر! فریب فریب"!

دور خلافت حضرت عثمانؓ مین تو بنی امیہ کے تارے ایسے چمکے کہ حضرت معاویہ اور اُن کے فرزند رشید یزید مالک تخت وتاج بنگئے۔ حالانکہ ابوسفیان کو جو عداوت اسلام سے اور حضرت معاویہ کو جو دشمنی علیؑ اور اولاد علیؑ سے تھی وہ کسی پر مخفی نہین ہے۔

داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی　　　که از او وز سه کس او به پیمبر چه رسید

پدر او درِ دندان پیمبر بشکست　　　مادر او جگر عم پیمبر بمکید

خود بناحق حق داماد پیمبر بگرفت　　　پسر او سر فرزند پیمبر ببرید

اس دور مین حیلہ وتزویر اور مکر و فریب۔ فتنہ وفساد اور آل محمد سے بغض وعناد اس حد کو پہونچا کہ مسجدون مین بالائے منبر علیؑ اور اولاد علیؑ پر بالاعلان تبرے ہوتے رہے۔ اسکو اصل ایمان سمجھ کر خطبہ مین داخل کیا معاویہ صاحب کے عہد خلافت مین بیشمار شیعیان علیؑ نہایت بیرحمی سے ہلاک کئے گئے کسی کی زبانین کھنچوائی گیئن۔ کسی کی آنکھین نکلوائی گیئن۔ بہتیرے سولی چڑھائے گئے۔ اور بہتیرے جلاوطن کئے گئے۔ عہد خلافت یزید بن معاویہ مین تو اسلام کی یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ عام طور پر شرک وکفر فسق وفجور پھیل گیا تھا۔ چنانچہ خود یزید کے افعال قبیحہ واعمال شنیعہ سے

اس کا کفر و شرک۔ نفاق و شقاق اور فسق و فجور ظاہر ہوتا ہے۔ اس نے جمیع منہیات شرعیہ کو بالاعلان رواج دیدیا تھا۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے سر الشہادتین میں ان خلیفہ صاحب کا ایمان و اسلام ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔

لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر ظالما — وہ فاسق۔ فاجر۔ اور ظالم۔ شرابی تھا

مکہ و مدینہ جو مقدس مقامات اور خدا اور رسول کے گھر ہین جن کو خدائے پاک نے عرش و کرسی کے برابر درجہ و مرتبہ دیا انھین پاک مقامات کے اصحاب بلکہ کل عرب کے مسلمانون نے یزید جیسے فاسق و فاجر کو خلیفہ رسول مانا۔ اور اسکی بیعت کی حضرت عبداللہؓ بن عمر تو اسقدر اُسکے حامی اور معین تھے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے انتخاب الحدیث مین لکھا ہے کہ :۔

"جب لوگون نے عبدالملک بن مروان کی بیعت کی تو عبداللہ بن عمر نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون نے تمھاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے مین بھی اس خیر مین داخل ہوتا ہون جس مین مسلمان داخل ہوئے ہین اور یزید بن معاویہ کی جب خبر پہونچی تو اُنھون نے لکھا کہ اگر خیر ہے تو ہم اسپر راضی ہین۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہین "

غرض ایسے نازک وقت مین جبکہ جہاز اسلام سخت طوفان مین آگیا تھا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے اور اپنے بھائی بھتیجون اور بیٹون حتی کہ ایک چھ مہینے کے معصوم بچے کی بھی قربانی کر کے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ بلاشبہہ ؎

تباہی مین سفینہ آچکا تھا اُمت جد کا — یہ کشتی بحر خون مین ڈوبکر شہ نے نکالی ہے

المختصر جو چشم بینا و گوش شنوا رکھتا ہے وہ اِن روایتون کو دیکھ کر انصاف سے کہے گا کہ اسلام پھیلانے مین شیر خدا علے مرتضی و دیگر بنی ہاشم مثل حضرت حمزہ وغیرہ اور دیگر اصحاب مومنین نے خدا و رسول کی زندگی۔ بعد رسول مقبول صلعم ایسے پرآشوب زمانہ مین اصحاب نبوی نے دین اسلام قائم رکھا یا

یا سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے چنانچہ ایک بزرگ فرما گئے ہین کہ۔

سر در سر راہِ حق نثارے کردی ۔۔۔۔ تنہا بہ لکوک کار زارے کردی

اے فدیۂ اُمتی! دلم بر تو فدا ۔۔۔۔ واللہ کہ اے حسین ! کارے کردی

پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام اس مظلومیت اور مصیبت سے شہید نہ ہوتے تو اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو چکا تھا۔ چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہین:۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین ۔۔۔۔ دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد و نداد دست۔ در دست یزید ۔۔۔۔ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

یہ بھی واضح ہو کہ آخر زمانہ مین اسی دین کو حسب ارشاد جناب سرور کائنات صلعم بعہد جناب حضرت صاحب العصر علیہ السلام وہ عروج ہوگا کہ تمام عالم مین از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال ایک ہی مذہب رہے گا۔ اور یہ عروج دین حق کا محض بنا بر عقائد مذہب اہل تشیع ہی نہین ہے بلکہ اکابر اہل سنت بھی اِسکے قائل و معتقد ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب "حجج الکرامہ" کے صفحہ ۳۶۴ مین یہ قمطراز ہین:۔

مقابلہ کند بر سنت و ترک نہ دہیچ سنت را ۔۔۔۔ وہ سنت پر جہاد کرے گا اور کسی سنت کو

مگر آنکہ قائم سازد آنرا و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ ۔۔۔۔ متروک نہ ہونے دے گا۔ مگر یہ کہ اسکو قائم

برآرد آن را و قائم شود دین اسلام در آخر زمان ۔۔۔۔ کرے گا۔ اور کسی بدعت کو باقی نہ رکھے گا۔

بزمان او۔ چنانکہ بود در اول زمان بعہد ۔۔۔۔ جو حالت اسلام کی آنحضرتؐ کے عہد مبارک

سعادت آنحضرتؐ ۔۔۔۔ مین تھی پھر وہی قائم ہو جائے گی۔

پس حسب عقیدۂ امامیہ اللہ جل شانہ کا مقصود بعثت نبوی سے بخوبی حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ع:۔

"عالم ہمہ پر نور ز انوار محمدؐ"

اور اُسکا یہ وعدہ:۔

هوالذی ارسل رسولہ بالهدیٰ | "وہی (خدا) تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
ودین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ و | اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اُس کو تمام ادیان پر
لوکرہ المشرکون | (پ ۱۰ س توبہ ع ۵) غالب کردے گو مشرکون کو برا لگے"

آیات و تفاسیر وغیرہ دربارۂ کفر و ارتداد اصحاب

پورا ہوگیا۔ اگر حسب عقیدہ اہلسنت خدا کی غرض بعثت نبوی سے یہ تھی کہ جو لوگ پیغمبر خداؐ کے سامنے ایمان و اسلام لا چکے تھے وہ سب کے سب اپنی حیات تک اُسپر قائم رہتے تو مطلق حاصل نہین ہوئی اس لئے کہ کتب اہلسنت کے مطالعے سے منکشف ہوتا ہے کہ ان مین سے گروہ کے گروہ اور فوج کی فوج پھر کافر و مرتد ہوگئی جیسا کہ پہلی دلیل مین ہم ثابت کر آئے ہین کہ ابتداء عہد بعثت آنحضرت صلعم مین جو لوگ اسلام لے آئے تھے انہین سے اکثر لوگ آنحضرت صلعم کی معراج سے منکر ہو کر اُسیوقت اپنے پچھلے دین پر پلٹ گئے تھے اور بعد وفات آنحضرتؐ ان کے کفر و ارتداد پر خود کلام آلہی اور اقوال علماء اہلسنت شاہد ہین چنانچہ دو چار آیات و روایات پیش کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

پہلی

ذلك بانهم امنوا ثم کفروا | ایمان لائے پھر اسلام سے پھر گئے یہان تک
فطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون | کہ ان لوگون کے دلون پر مہر کردی گئی ہے جسکی وجہ
(پارہ (۲۸) سورہ منافقون) | سے وہ سمجھتے نہین ہین۔

دوسری

إن الذین کفروا بعد ایمانهم | جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کافر ہوبیٹھے پھر کفر مین
ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم | ترقی کرتے گئے۔ توان کی توبہ ہرگز نہ قبول
واولٰئك هم الضالون | کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہین

ب ۳۔ س آل عمران۔ ع ۹

تیسری

یا ایها الذین امنوا من یرتد | اے ایمان لانے والو! تم مین سے جو اپنے
منکم عن دینه فسوف یاتی الله | دین سے پھر جائے گا تو خدا عنقریب

بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی	ایسے لوگون کو لائے گا جن کو دوست رکھتا ہے اور
المؤمنین اعزۃ علی الکافرین	اُس کو وہ دوست رکھتے ہین مومنون کے لئے وہ
یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون	رحمدل ہین اور کافرون کے لئے سخت اور راہ خدا
لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ	مین جہاد کرتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے
من یشآء واللہ واسع علیم	کی ملامت سے نہین ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو
پارہ ۶ سورۃ مائدہ	چاہے عطا فرمائے اور خدا تعالی صاحب وسعت
ع ۸	وعلیم ہے۔

مفسرین اہلسنت اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین :۔

"حضرت کی وفات کے بعد عرب دین سے پھر گئے تھے حضرت صدیق نے یمن سے لوگ بلائے اور اُن سے جہاد کرایا پھر تمام عرب مسلمان ہوئے یہ اُن کے حق مین بشارت ہے"

(دیکھو قرآن مجید صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ میرٹھ بخط حقانی)

اور تفسیر حسینی مین ہے :۔

"بعد از رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ" ......صفحہ ۱۴۹

چوتھی

وما محمد الا رسول قد خلت	اور محمد تو صرف رسول ہین ان سے پہلے
من قبلہ الرسل افائن مات او قتل	اور بھی بہت پیغمبر گذر چکے ہین پھر کیا اگر محمد
انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب	مرجائین یا مارڈالے جائین تو تم اُلٹے پاؤن اپنے
علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا	کفر کی طرف پلٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤن پھرے گا
وسیجزی اللہ الشٰکرین	تو سمجھ لو ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب
(پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۵)	خدا شکر کرنے والون کو اچھا بدلہ دیگا۔

اس آیہ شریفہ کی تفسیر یہ ہے :-

" اس سے بشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد لوگ پھر جائین گے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ آنحضرتؐ کے بعد مرتد ہوگئے حضرت صدیق نے پھر اُن کو مسلمان کیا اور بعضون کو مارا "

پانچوین

تفسیر نیشاپوری مین ہے :-

" زمانہ خلیفہ اوّل مین ساٹھ قبیلے مرتد ہو گئے تھے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم مین "

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ :-

" سوائے مسجد مکہ و مدینہ و قریہ جواسا کے سب لوگ مرتد ہو گئے تھے "

چھٹے

شمس العلما شبلی نعمانی فرماتے ہین کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات ہی مین تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا وہ یہ ہے :-

ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو آسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبوقت وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ صلعم کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین (الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ مطبوعہ دہلی)

ساتوین

جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر کرتے ہین کہ :-

" ما انکار نمی کنیم کہ در عصر اول مسلمانان خوئے فتنہ نداشتند نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت بسیارے مرتد گشتند (قرۃ العینین صفحہ ۱۶۳)

آٹھوین

" درحقیقت مدینہ مین منافقون کا بیج جو پہلے سے عبد اللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیر دن کو بلا کر اور شہر مین بسا کر اپنے سر پر ڈالی ہے (دیکھو لائف آف محمد مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۰ منقول از ارجح المطالب صفحہ ۵۴۰)

| نوین | مولوی عبید اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ :۔ |

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی اب باہر کی حالت سنو کہ عرب مین جوش ارتداد و الحاد پیدا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کی ابتدا ہی سے مزاحم تھے۔ دوسری طرف مدعیان نبوت بر سر پرخاش تھے چنانچہ جنکی تنبیہ کیلئے آنحضرت صلعم بسرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ چونکہ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام برگشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور مین گرفتار رہتے تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہ تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۳۰ و ۵۲۹)

| دسوین | مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء تحریر فرماتے ہین کہ :۔ |

"حکومت اسلام کے بغل گیر نسے روم و فارس دو سرحدی زبردست سلطنتین تھیں جو ہر وقت آنکھین دکھاتی رہتی تھین کہ پیغمبر صاحب کی آنکھ بند ہو جائے تو اسلام کو پامال کر دین"

| گیارھوین | تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم صفحہ ۱۴۱ ۵ مین ہے کہ :۔ |

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر نے اسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تو تمام عرب مرتد ہو گئے اور ملک مین فساد کی آگ چارون طرف پھیل گئی اور قریش کے سوا ہر ایک قبیلہ بالکل مرتد ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کے پاس ہر طرف سے نبی صلعم کے امیرون کے خطوط آئے کہ عرب مرتد ہو گئے اور عموماً سب قبیلون مین بغاوت پھیل گئی۔

| بارھوین | ان تمام روایتون کے ساتھ صحاح کی یہ حدیث بھی ملاحظہ ہو :۔ |

وانہ یجاء رجال من امتی آنحضرت ارشاد فرماتے ہین کہ آگاہ ہو میری امت سے کچھ لوگ

فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح كنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی كنت انت الرقیب علیهم فیقال اما هؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم

(میرے سامنے قیامت کے دن) لائے جائینگے پھر انکو شمال کی جانب لیجائینگے مین کہونگا کہ اے پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہین تو کہا جائیگا کہ کیا تم نہین جانتے کہ جو انہونے تمہارے بعد کیا کیا بدعتین حادث کین پس مین کہونگا جس طرح عبد صالح (عیسیٰ) نے کہا تھا کہ اے پروردگار جبتک مین ان مین رہا ان کا نگران رہا پھر جب تو نے مجھے دنیا سے اُٹھا لیا تو تو خود ہی نگہبان تھا پس خدا فرمائیگا کہ یہ لوگ جب سے تم انسے جدا ہوئے برابر مرتد ہوتے رہے۔

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۳۴۵)

اب فرمایئے کہ جو غرض حسب عقیدۂ اہلسنت اللہ جل شانہ کی آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہو جائے وہ بروئے اصول مذہب اہلسنت کہان حاصل ہوئی۔ اس لئے کہ اُنکے اصول سے تو اسوقت حاصل ہوتی کہ جس قدر مخلوق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ایمان لاچکی تھی ان کی نسبت اگر اہلسنت یہ اعتقاد رکھتے کہ وہ کلھم اجمعین اپنے ایمان و اسلام مین قائم اور دل سے آنحضرتؐ کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض خدا کی تھی وہ حاصل ہو گئی تھی مگر جب کہ ان پیچھے اسلام لانیوالون پر اور پکے ایمان والون کی نسبت اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جب کہ اُن کے کفر و ارتداد کو ان الفاظ مین تشہیر کرتے ہین کہ

"نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بسیارے مرتد گشتند"

تو پھر اہلسنت کے منہ سے کیونکر یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا ؎

نازم کہ با رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

قال

حقیقت یہ ہے کہ جو اعتقاد صحابہ کی نسبت شیعون کا ہے اس سے الزام آپ کی نبوت پر آتا ہے اور سننے والے کو مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اُن کے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا وہ صرف ظاہر مین مسلمان اور عیاذاً باللہ باطن مین کافر تھے یا حضرت کے انتقال کرتے ہی اس سے پھر گئے وہ حضرت کے نبوت کی تصدیق کر نہین سکتا اور کہہ سکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی تھے تو کچھ نہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور کوئی نہ کوئی دل سے ان پر ایمان لایا ہوتا اور منجملہ ہزارون لاکھون آدمیون کے جو ان پر ایمان لائے سو دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہتے۔

شیعون کے اصول سے رسالت پر الزام آتا ہے۔

اقول

شیعون کے عتقاد سے تو رسالت اور نبوت پر مطلق کوئی داغ نہین آتا اسلئے کہ جو لوگ صدق دل سے ایمان لائے تھے اُن کے دلون پر آنحضرت کی ہدایت کا یہ اثر ہوا کہ آخر عمر تک اپنے ایمان پر قائم رہے ہان جو لوگ بظاہر رسالت اور نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور دل مین اُس کی تکذیب ان مین سے بہت خود آنحضرت کے سامنے ہی ایمان سے پھر گئے اور گروہ کے گروہ اور جماعت کی جماعت بعد وفات آنحضرت صلعم کے مرتد ہو گئی جیسا کہ ہم آیات آلہی و احادیث و مفسرین و محدثین اہلسنت کے اقوال سے ثابت کر آئے ہین۔ پس انبیا و مرسلین کا کام ہدایت و نصیحت اور وعظ و پند کا ہے نہ کہ کل امت کو صراط مستقیم پر چلنے کیلئے مجبور کرنے کا۔ اگر بعد ایمان لانیکے کوئی اُس سے پھر جائے تو ان پر کیون الزام آنے لگا جیسا کہ خداوند تعالٰی ارشاد فرماتا ہے

اوّل	قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل پ سورہ یونس ع ۱۲	تم کہدو، اے لوگو، بیشک تمھارے رب کیطرف سے حق تمھارے پاس آیا ہے اب جو شخص راہ راست اختیار کریگا اپنی ذات کے نفع کے لیے اختیار کرے گا جو گمراہی اختیار کرے گا سوائے اسکے نہین ہے کہ اُسکا وبال اُسی پر رہے گا اور مین کچھ تمھارا نگران نہین ہون۔
دوم	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین پ سورہ تغابن ع	اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو ہمارے رسول پر صرف پیام پہونچا دینا واجب ہے۔

سوم | فذکر انما انت مذکر | پس نصیحت کرو تم تو فقط نصیحت کرنے والے ہو
لست علیھم بمصیطر (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ) | ان پر کوئی داروغہ نہیں ہو۔

چہارم | افانت تکرہ الناس حتی یکونوا | پھر کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور
مؤمنین (پ۱۱ سورہ یونس ع۱۰) | کردوگے۔

پنجم | فعلک باخع نفسک علی آثارھم | پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو
ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا | شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان
(پ۱۵ سورۃ الکھف ع۱) | ہلاک کر ڈالوگے

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں کے عقائد صحابہ کی نسبت میں ان کی فضیلت و خلافت راشدہ دونوں رخصت ہوتے ہیں چنانچہ آیۃ ان کے امنوا وعملوا الصلحت کی صفات میں اس طرح رطب اللسان ہیں کہ:۔

آنحضرت صلعم کی ہدایت سے عرب کی حالت میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگئی قرآن مجید میں لوگوں کے دلوں کی تسخیر اور روحانی اور اخلاقی تعلیم کی وہ قوت تھی جس نے حیرت انگیز زبانی کرشمہ دکھائے اور دائم الاثر حقانی نتیجہ پیدا کئے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جس کلام کے ایسے عظیم الشان اور قوی اور قائم نتیجہ ہوں وہ بلاشبہ خدا کا کلام ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کی نسبت یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جب کہ دنیا ایک عجیب روحانی سکتہ کی حالت میں تھی۔ اور آپ ایسے ملک میں مبعوث ہوئے جہاں اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا۔ ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کی گئی جو سوائے اوہام اور فاسد عقیدوں اور باطل خیالات اور غلط رایوں اور وحشیانہ اعمال اور بداخلاقی نفاق و جنگجوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے مگر آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے ایسی عجیب غریب

تاثیر کی کہ اُس سے اُن کی تمام ظاہری و باطنی حالتین بدل گیئن برسون کے بھٹکے ہوے خدا کی راہ پر چل نکلے اور مدتون کے سوئے ہوے غفلت کی نیند سے چونک پڑے۔ جو مشرک تھے وہ موحد ہو گئے۔ جو کافر تھے وہ ایمان لے آئے۔ جو بت پرست تھے وہی بت شکن بنگئے۔ جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھلانے لگے۔ جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا اُن مین نام نہ رہا۔ خاندانی جھگڑے اور پشتینی عداوتین جاتی رہین۔ دماغ غرور اور نخوت سے خالی ہو گئے اور اُن کے دل صبر و توکل حلم و بردباری۔ تقویٰ و پرہیزگاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے۔ آپ کی تعلیم اور ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست، پاک طبیعت۔ راستباز، نیکدل۔ لوگون کا قائم کر دیا جن کی کوششون سے شرک اور بت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نمائے عرب مین گونج رہی تھین بند ہو گیئن اور اُسکے بدلے ایک بیچون و بیچگون۔ بے شبہ و بے نمو۔ خدا کی منادی پھر گئی۔ بتون نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانون کا نشان مٹ گیا۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا اوہام پرستی کا باطل خیال باطل ہو گیا

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع۹)

آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہی نکل بھاگنے والا ہے۔

اور اس سے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ حقیقت مین سچے رسول اور خدا ہی کی طرف سے مؤید تھے۔ ورنہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی اور اخلاقی حالت مین پیدا کر دیتا اور اپنے جنگجو ستم پیشہ لوگون کو جو بات بات پر لڑتے اور جھگڑتے تھے۔ اخوت کے ایک رشتہ مین باندھ دیتا اور ان کی پشتینی عداوتون اور کینون سے اُن کے دلون کو ایسا صاف کر دیتا کہ اُس کا کچھ اثر باقی نہ رہتا بلکہ دنیا مین اُن کو اخلاق اور انسانیت کا نمونہ بنا دیتا

(آیات بینات جلد دوسری مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ صفحہ ۶۰)

پس آپ تو اس شد و مد سے اصحاب ثلثہ وغیرہ کے صفات بیان فرما رہے ہین لیکن کتب اہلسنت کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے انتقال فرماتے ہی مہاجرین وانصار نے اپنی حرص وہوا کو دخل دیکر ایک طوفان بے تمیزی مچا دیا تھا۔ چنانچہ جوکچھ واقعات کتاب ارجح المطالب مین درج ہین ہم اسکا اقتباس اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتین گذری تھین اور صحابہ کرام تجہیز وتکفین کی فکر کر رہے تھے کہ اُن کے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو امیر وخلیفہ بنا لین۔ درحقیقت مدینہ مین منافقانہ جو بیج پہلے سے عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار سے ایک خفیف سی تکرار ہوجانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلا کر اور شہر مین بسا کر اپنے سر پر ڈالی ہے (الف آف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰۰)

انصار کو جلدی نے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ مین نہ جاتی رہے۔ چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والون کے زیر حکومت رہنا کیسقدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یہ خیال تھا کہ اُن کے وطن سے بھاگے ہوئے لوگون کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور اُن کی اعانت کی ہے ہمارے انپر احسان ہین یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئین نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بنجائین وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکت ہی ایسی تھی جنکی غلامی ہم دل وجان سے کرتے تھے اب اُن کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگون پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہین ہے۔ نہایت الامر ہم ایک کو اپنے مین سے جداگانہ امیر بنا لین چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کیلئے نامزد بھی کر لیا تھا۔

غرضکہ بقول (سر ولیم میور) وقت نہایت نازک ہوگیا تھا اور اسلام کا آیندہ اتفاق

معرض خطر مین تھا۔ (دیکھو کتاب ٹائمس آف عرب صفحہ ۴۰)

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے حضرت ابوعبیدہ راستہ مین اُن کے ساتھ ہو لئے۔ یہ تینوں اصحاب انصار کے مجمع مین جا پہنچے اور دقت کے بعد اُن کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے مین کامیاب ہوے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابوعبیدہ مین سے جو اس وقت حاضر ہین ایک کو منتخب کیجئے تو حضرت عمر نے عجلت کر کے کہ مبادا انصار مین سے کوئی برگشتہ نہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس جو کہ انصار مین سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب ہو سکا۔

(دیکھو لائف آف محمد مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴)

حضرت علی علیہ السلام اُسوقت موجود نہین تھے اور نہ اُن سے راے لینے کی مہلت ملی جب حضرت ابوبکر وہان سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دفن ہو چکے تھے اس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق اُن کو مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اور باہر کی حالت یہ کہ عرب مین جوش ارتداد و الحاد پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاری مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اُسکی اشاعت کے پہلے ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت برسر پرخاش تھے جن کی تنبیہ کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ سرداری اُسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔

خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور جنکے دل پر خدا نے

سکینہ اُتارا تھا۔ اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے جبکہ ان تھوڑے سے لوگون مین بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہی تھی اگر عجالۃً حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہو جاتی اور مہاجرین و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر و انصار ہی مین تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آیندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابو بکر سقیفہ بنی ساعدہ مین نہ پہونچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے انتظار مین بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچکر بیعت کو تھوڑی دیر کیلئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ اُمت محمدی مین پیدا ہو جاتا پھر جس کی اصلاح غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہو جاتی۔

(دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالبؑ صفحہ ۵۳۸)

اسی طرح شمس العلماء شبلی نعمانی مہاجرین کی کدورت و مخالفت کا حال جو انصار سے ان کو تھی اس طرح لکھتے مین کہ

ایسے نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری مین مصروف رہین یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ انصار نے اپنی طرف سے خلافت کی بحث چھیڑ کر حالت کو اور نازک کر دیا تھا۔ کیونکہ قریش جو انصار کو اسقدر حقیر سمجھتے تھے کہ جنگ بدر مین جب انصار اُن کے مقابلہ کو نکلے تو عتبہ نے آنحضرت م کو مخاطب کرکے کہا کہ محمدؐ ہم ناجنسون سے نہین لڑ سکتے کسی طرح انصار کے آگے سر تسلیم خم نہین کر سکتے تھے۔ قریش پر کیا موقوف ہے تمام عرب کو انصار کی متابعت سے انکار ہوتا۔

چنانچہ حضرت ابو بکر نے سقیفہ مین جو خطبہ دیا اُس مین صاف اس خیال کو ظاہر کیا اور کہا

وان العرب لا تعرف هذا الامر الا لهذا الحي من قريش۔ اسکے علاوہ انصار مین دو گروہ

اوس اور خزرج ان مین باہم اتفاق نہ تھا۔ اس حالت مین ضرور تھا کہ انصار کے دعوی خلافت کو دبا دیا جائے اور کوئی لائق شخص فوراً انتخاب کرلیا جائے۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ و ۵۶)

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ

"اگر کہین خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوتی کہ ایک تختہ کا بھی پتہ نہ ملتا"

پس ان اقوال سے ظاہر ہے کہ جن صحابہ کے ایمان اور اسلام کی تعریف شدومد سے آیات بینات مین کی گئی ہے انجام کار ان کے ایمان و اسلام کے یہ جوہر کھلے۔ اور تیئیس برس تک جو ہدایت اور تعلیم آنحضرت صلعم سے حاصل کی اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کرتے ہی اُس سے پھر گئے۔ ان کے دلون سے اخلاقی تعلیم بالکل محو ہوگئی۔ لوگ اوہام فاسد عقیدون۔ باطل خیالات۔ غلط رایون۔ وحشیانہ اعمال۔ بداخلاقی جنگجوئی اور نفاق و شقاق کی طرف پھر پلیٹ گئے۔ پس اگر صحابہ کے ارتداد و کفر کا اعتقاد رکھنے سے رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے تو اہلسنت ہی کے عقاید سے الزام آتا ہے معاذاللہ اور انھین کو ہادی اسلام کی ہدایت پر شبہہ ہوسکتا ہے اور وہی لوگ نبوت کی تصدیق کرنہین سکتے اور کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر سچے نبی تھے تو آپ کی ہدایت و نبوت کے یہ نتیجے نہ نکلتے کہ:۔

"جس وقت حضرت نے وفات پائی تو تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا اور مہاجرین انصار کے اور انصار مہاجرین کی عداوت و مخالفت پر تلے ہوے تھے اگر ایسے نازک وقت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ مسند نشین خلافت نہ کردیے جاتے جہاز اسلام کا جو ایک سخت طوفان کے تلاطم مین آگیا تھا غرق ہوجاتا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

الغرض شیعون کے عقائد سے مطلق الزام آنحضرت صلعم کی رسالت پرنہین آتا۔ البتہ اہلسنت کے

ان عقیدوں سے کہ :۔

"نزول وحی حضرت عمرؓ کی راے کے موافق ہوتا تھا"

اور جناب شاہ صاحب کے اس کلام سے کہ :۔

صد ہزار تحسین و آفرین بر دقت نظر عمر	عمرؓ کی اس باریک بینی پر ہزار تحسین و آفرین ہے کہ
است کہ اگر آنحضرت در ین حالت کہ چیزے جدید	اگر آنحضرت صلعم ایسی حالت مین کوئی ایسی نئی بات لکھواتے
کہ سابق در کتاب و شریعت نبا شد بنویسانند موجب	کہ اس سے قبل کتاب و شریعت مین نہو تو حضرت کی تحریر
تکذیب آیہ خواہد بود	باعث تکذیب آیت ہوتی

البتہ رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے معاذ اللہ

علی ہذا القیاس بخاری شریف مین تو ایسی ایسی رکیک و بے بنیاد احادیث منافی شان رسالت درج ہین جن سے سراسر خاتم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کی توہین ہوتی ہے چنانچہ انھین شرمناک حدیثون اور روایتون سے جن کی نقل کرنے سے ہم کو حیا اور شرم آتی ہے منکرین و مخالفین اسلام کو رسالت و نبوت کی تکذیب اور مضحکہ کرنے کا موقع ملا اور یہی سبب ہے کہ نصارا وغیرہ اسلام اور ہادی اسلام کی رسالت و نبوت ہی سے منکر ہو گئے۔

فائدہ

کسنے ہدایت پائی اور کسنے ایمان پھیلایا

اگر صحابۂ کرام تمہارے عقائد باطلہ کے موافق اسلام اور ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر وہ لوگ کون سے تھے جن پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا اور وہ لوگ کتنے تھے جن کو حضرت کی نبوت سے فائدہ ہوا اگر اصحاب نبیؐ سوائے معدودے چند بقول تمہارے سب کے سب عیاذا باللہ منافق و مرتد تھے تو دین اسلام کو کس نے قبول کیا اور پیغمبر صاحب کی تعلیم و تلقین سے کس کو نفع پہونچا اور کن لوگون نے حضرت کے کہنے سے شرک چھوڑکر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقون کو سیکھا اور کس گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور کس فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔

اقول

افضل رسول و اصحاب نیکین نے

جولوگ صحابۂ کرام سے تھے وہ کُلّھُم اجمعین اپنے اسلام وایان مین کامل تھے اور وہ معدودے چند نہ تھے جیساکہ "نزہہ اثنا عشریہ" مین ہے:-

ابن بابویہ بسند حسن از حضرت جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ اصحاب رسول صلعم دوازدہ ہزار نفر بودند در دین خدا بجز سخن حق نمی گفتند و شب و روز گریہ می کردند و می گفتند خدایا روحہاے ما را قبض کن پیش از آنکہ نان میدہ بخوریم	ابن بابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول بارہ ہزار تھے جو بجز سخن حق دین خدا مین کلام نہین کرتے تھے (خوف خداسے) رات دن روتے رہتے تھے۔ اور مناجات کرتے تھے خداوندا قبل اسکے کہ ہم میدہ کی روٹی کھائین ہم کو موت دے۔

انھین برگزیدگان خدا پر حضرت کی ہدایت و وعظ کا اثر ہوا اُن لوگون نے خود بھی ہدایت حاصل کی اور گمراہون کو بھی راہ ہدایت دکھائی۔ نفوس پاک ایسے ہادی اور واعظ تھے کہ ہدایت کے پیچھے اپنا جان و مال کیا اپنے خدا اور رسول کے عشق مین ایسے دیوانے اور اپنے دین مین ایسے متوالے تھے کہ جب خلفائے ثلثہ خدا ورسول کے خلاف اپنی حرص و ہوائے اور دین رسولؐ مین احکام صادر فرماتے تھے تو یہ عاشقان خدا و رسول اُن کو سر دربار ٹوک دیا کرتے تھے اپنے مالک کے اس فرمان کو:-

"فلا تخشوا الناس واخشون" "آدمیون سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو"

پیش نظر رکھ کر امر بالمعروف ونھی عن المنکر کی ہدایت کرتے تھے اس ہدایت کی خاطر انکو خلافت و حکومت کا ہرگز کبھی برابر خوف نہ ہوتا تھا۔

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی　　بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی

فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی　　شریعت کے قبضہ مین تھی باگ اُن کی

جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ

جہان کر دیا گرم گرما گئے وُہ

کفایت جہان چاہیئے وان کفایت　　سخاوت جہان چاہیئے وان سخاوت

بَجی اور تُلی دشمنی اور محبت　　نہ بیوجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت

جُھکا حق سے جو۔ جُھک گئے اُس سے وہ بھی

رُکا حق سے جو رُک گئے اُس سے وہ بھی

اوران خلفاے وقت کا یہ حال تھا کہ ان کی ہدایت و نصیحت پر شعلہ بھبوکا ہوتے تھے ان عاشقان خدا ورسول کو انواع واقسام کی تکلیفین اور ایذا مین پہونچاتے تھے۔ از انجملہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ جو بڑے پایۂ مرتبہ کے صحابی تھے اسی ہدایت و نصیحت کے پیچھے جناب خلیفہ صاحب سوم نے جو سلوک کئے، وہ اہلسنت کی کل کتب عربی و فارسی و اُردو مین درج ہین چنانچہ اس جگہ چند سطرین" محرم نامہ" خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے صفحہ (۲۰) سے نقل کی جاتی ہین ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ کیا تحریر فرماتے ہین:۔

حضرت عثمان نے کیا سلوک حضرت ابوذر غفاری کو کیا شام ملک کیا کرتا امیر معاویہ پر شریعت کی ہدایت کرتے تھے

حضرت ابوذر غفاری ایک بڑے مرتبے کے صحابی تھے حضرت رسول خدا سے اُن کو عشق تھا اور حضرت صلعم بھی ان کے ناز اُٹھایا کرتے تھے۔ حدیثوں اور تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوذر بہت کھرے اور منہ پر صاف بات کہنے والے آدمی تھے۔ خدا کے حکم کے بموجب حق بات کہنے مین کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے چھوٹا ہو یا بڑا۔ برا کام کرتے ہوئے دیکھتے تو کھلم کھلا ٹوک دیتے تھے ایک جہاد مین فوج کی برکت کے خیال سے خدمت ابوذر کے نام سے کی گئی یہ ستانے اور تنگ رسول اللہ کے پروانے تھے۔ اللہ اللہ کرنے کے سواے لڑائی کی تدبیرون سے انھین کچھ سروکار نہ تھا اسواسطے ان کے ساتھ معاویہ کو کر دیا گیا کہ فوج کو لڑا مین تو معاویہ مگر نام افسری مین

حضرت ابوذر کا رہے کہ بزرگ کی برکت اور تقرب رسول کی عزت سے فتح نصیب ہو معاویہ حکمرانی اور عیش زندگانی کے آدمی تھے ممکن ہے کہ ان میں وہ کچھ کمزوریاں ہوں جو دنیاوی امراء میں عموماً ہوا کرتی ہے حضرت ابوذر نے ان کو نصیحت کرنی شروع کی۔ امیر معاویہ کی عزت ملک شام میں بہت زیادہ تھی بڑی بڑی لڑائیوں میں اور مجمع عام میں حضرت ابوذر معاویہ کو ٹوک دیتے تھے اور لوگوں کی نگاہوں میں معاویہ کی خفت ہوتی تھی کہ ایک معمولی سا آدمی اتنے بڑے افسر کو مذہبی مسائل کی نصیحت کرتا ہے مگر معاویہ بے بس تھے فوج کی سرداری ابوذر کے نام تھی اور معاویہ پر ان کی اطاعت فرض تھی منھ سے تو کچھ نہ کہتے مگر دل ہی دل میں جز مراتے حضرت ابوذر کا یہ عالم تھا کہ معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے جہاں کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے کیا کرتا ہے؟ شرم نہیں آتی! اسلام کے حکم کو بھول گیا۔ توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز ہو گئے اور ان کا ناک میں دم آگیا تو انھوں نے حضرت عثمان کی خدمت میں عرضی بھیجی کہ یہ ملک شام ہے، یہاں میری بڑی عزت ہے۔ ابوذر اس کا خیال نہیں کرتے۔ حضرت عثمان بجائے اسکے کہ ایک طرف تو ابوذر کو نصیحت لکھتے کہ عام لوگوں کے سامنے نہ کہا کرو تخلیہ میں سمجھا دیا کرو اور دوسری طرف معاویہ کو سمجھاتے کہ ابوذر کی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا صلعم کے روبرو بھی انکا یہی حال تھا کہ وہ کوئی بات جو دین و مذہب کے خلاف ہو دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے صبر برداشت نہیں کر سکتا تم ایسا کام ہی کیوں کرو کہ جو ابوذر کو موقع ملے مگر حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ حضرت ابوذر یہ سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول صلعم کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑوں گا تو میری دلداری کی جائے گی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر میں جا لیے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج داری کرتے ہو۔ امیر معاویہ نے چاہا کہ حضرت ابوذر کو مدینہ جانے کے لئے سواری اور خرچ راہ دیں مگر ابوذر ایسے خفا تھے کہ پیدل

چل کھڑے ہوے اور بات کے ایسے پورے کہ پیدل ہی مدینہ پہونچے یہ سمجھ کر کہ حضرت عثمان نے میرے اور رسول اللہ کے راز و نیاز دیکھے ہین اگر سامنے جاؤن گا میرے پیدل آنے پر افسوس ہوگا اور وہ مجھ سے عذر کرینگے مگر وہ جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو اُلٹا شکوہ سُنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی اور عرض کیا کہ حضرت رسول خدا ص سے مین نے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا۔ لہذا مجکو اجازت دیجیے کہ مین کسی تنہا مقام مین جاکر رہون حضرت عثمان نے فرمایا اچھا جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے ایک معمولی بستی مین جاکر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول مقبول کے اصحاب کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ تو رسول کی محبت کے دیوانے تھے جس سے آنحضرت ص کو محبت کرتے دیکھا تھا اُسکے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے جب ابوذر کے ساتھ یہ سرمہری دیکھی حضرت عثمان سے بگڑ گئے انتہی

اگرچہ یہ بیان مطابق روایات مندرجہ کتب اہل سنت ہے مگر اسپر بھی خواجہ صاحب نے حضرت عثمان کی خاطر بچا بچا کر لکھا ہے اور ان مظالم کا ذکر نہین کیا جو خلیفہ صاحب نے حضرت ابوذر پر کیے تھے یعنی

"خلیفہ صاحب نے معاویہ کو یہ حکم دیا تھا کہ ابوذر کو ایک شتر بد رفتار بلا کجاوہ پر سوار کرا کے ایک درشت مزاج رہبر کے ساتھ جو اونٹ کو رات دن بھگاتا لائے مدینہ بھیجدو۔"

معاویہ صاحب نے حسبِ تعمیل کی ابوذر ضعیف العمر ہو چکے تھے ان تکلیفون اور صدمون سے زانوؤن کا گوشت چھیل چھیلکر جدا ہو گیا تھا۔ جب وہ دربار خلافت مین حاضر کیے گئے تو جناب خلیفہ صاحب کلمات سخت و درشت حضرت ابوذر کی شان مین زبان مبارک پر لائے اور مدینہ سے اخراج کرا دیا اور مروان کو حکم دیا کہ اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکالدے اور کسی کو اُن کے ساتھ جانیکی اجازت نہ دے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اعثم کوفی وغیرہ)

اس جگہ چند جملے حضرت ابوذر رض کی نسبت تاریخ "روضۃ الاحباب صفحہ ۲۵۲" سے نقل کیے جاتے ہین

اور وہ یہ ہین :-

ذوالنورین بعد از وقوف بر مضمون
مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابوذر در شام ندید
وے را بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت و بعد از
ردو قدح بسیار و قیل و قال بسیار ابوذر را از
افتا منع کرد و حکم باخراج نمود ابوذر گفت مرا دستوری
دہ تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میفرستادم
چرا از انجا می طلبیدم صبح اشتہار تو دیگر از افق
شام طالع نشود. و گفت پس بگذار تا بعراق روم
فرمود میخواہی کہ در عراق فرقہ خبیث را متحرک
گردانیدہ اہل آن مملکت را در اضرار بر من
غریق سازی ابوذر گفت پس ہر جا فرمائی بروم
امیر المومنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کدام موضع
بتو ابغض ست گفت ربذہ و آن موضعے ست
قریب بمدینہ عثمان گفت بآن موضع می باید رفت ابوذر
گفت خوش باشید اما بدانکہ اگر شمشیر تیز بر رقبہ
من نہید امر معروف و نہی منکر در رسانیدن انچہ از
پیغمبر صلعم شنیدہ ام از خود ممتنع نخواہم گردانید و
کلمہ حق را ہر جا کہ باشم خواہم رسانید

معاویہ کی تحریر پر عثمان نے ابوذر کا شام میں
رکھنا خلاف مصلحت خیال کیا اور مدینے مین بلا لیا
اور غصہ کیا اور بہت تحقیر کے بعد ابوذر کو
فتویٰ دینے سے منع کیا اور مدینہ سے اخراج کا حکم
دیا۔ ابوذر نے کہا مجھے شام مین رہنے کی اجازت دیجائے
جواب ملا کہ اگر شام مین تم کو جانے کا اذن دون تو
وہان سے مین تم کو بلاتا ہی کیون تیری اشتہار کی
صبح شام کے افق سے طلوع نہ ہو۔ انھون نے کہا
اچھا عراق جانے دو فرمایا کہ عراق کے فرقہ خبیث
کو ورغلا کر وہان کے لوگون کو مجھ سے باغی
کردوگے ابوذر نے کہا اچھا جہان کیلیے حکم ہو وہین
جاؤن عثمان نے کہا کہ حجاز کے اطراف مین کونسا
مقام تمھین ناپسند ہو کہا ربذہ عثمان نے کہا اچھا وہان جا سکتے ہو
ابوذر نے کہا آپ خوش رہین مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ اگر میری
گردن پر تلوار بھی رکھ دیگے تب بھی مین بری باتون کو منع کرنے اور اچھی
باتون کی تعلیم سے خاموش نہ بیٹھونگا جیسا کہ مین نے رسول صلعم
سے سنا ہے۔

مثل اسکے انواع واقسام کی اذیتین دیگر اصحاب مومنین کو دین۔ جن کا ذکر ہم نے دوسری جابین کیا ہے۔ اب اگر حضرات اہلسنت تعصب چھوڑ کر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اس نکتہ پر کہ (حضرت ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول اللہ کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی مگر یہ نجانتے تھے کہ تمھارے ناز اُٹھانے والے تو قبر مین جا بسے اب کس کے بل پر مزاجداری کرتے ہو) تو یہی نکتہ اُن کے اصلاح مذہب کے لئے کافی و وافی ہے۔

اے یارو! چشم انصاف سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت عثمان غنی رضہ کے ایمان و اسلام میں تقابل کرو کہ پیغمبر صاحب کی تعلیم اور تلقین سے کس نے فائدہ اُٹھایا۔ کس نے خدا و رسول کے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا۔ کس نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت و تعلیم سے انحراف کرکے امور دین مین اپنی حرص و ہوا کو دخل دیا۔ کس پر اللہ جل شانہ کا فرمان:۔

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر ط — حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور منع کرتے ہو بری باتون سے

صادق آتا ہے اور کس پر

یأمرون بالمنکر وینهون عن المعروف ط — حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے

کا اطلاق ہوتا ہے

اے حضرات جن اصحاب پر تم شیفتہ و فریفتہ ہو۔ جن کو تم مرتبہ مین افضل و اعلے سمجھے ہوے ہو اور جنکی نسبت تم نے اچھے خیالات قائم کرلئے ہین ذرا اُن کے کارنامون پر تو غور کرو تا کہ تم کو معلوم ہو کہ وہ کیسے قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے۔ اور حرص و ہوا کو ہر کام مین کیسا دخل دیتے تھے آفرین ہے تمھاری اس عقیدت و مودت پر ع

بوے بنفشہ می دہد طرہ مشک سائے تو — پردہ غنچہ می درد خندہ دلکشائے تو

اس ذات مقدس کے علاوہ اور بہت سے اصحاب کبار ایسے ہین جو دین خدا مین امر بالمعروف نہی عن المنکر کیا کرتے تھے جو شب و روز خوف خدا سے گریہ و بکا کرتے تھے اور اپنے خدا کی خوشنودی و رضا کے لئے نفس کشی اُن کا شعار تھا۔

جناب امیر حضرت رسول صلعم کی مدد کیلئے خلق ہوئے ہین

پس اسی گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور اسی فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔ انھین مومنین کے راس و رئیس جناب امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے جن کو خدا نے اپنے رسول کی تائید و نصرت کیلئے خلق فرمایا تھا جس پر یہ حدیث شاہد ہے

عن ابی حمراء رضی اللہ عنہ قال قال	ابو حمراء سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا
رسول اللہ صلعم لیلۃ الاسری بی الی السماء	نے فرمایا کہ شب معراج مجکو آسمانون کی طرف لے گئے
نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت	مین نے عرش مجید کے داہنے ساق پر یہ لکھا ہوا دیکھا
کتابا فہمتہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی	کہ محمد خدا کے رسول ہین اور اُن کی مدد کے واسطے
ونصرتہ بہ۔ اخرجہ الاعلاقی۔	مین نے علی کو خلق کیا ہے۔ (ارجح المطالب صفحہ ۲۹۶)

اُسی کتاب کے صفحہ ۷۴ مین یہ حدیث بھی قابل ملاحظہ ہے :-

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول	کعب بن عجرہ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم
اللہ صلعم لا تسبوا علیا فانہ ممسوس فی	نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو تحقیق کہ وہ خدا
ذات اللہ۔	کی ذات مین ممسوس ہے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

حضرت علی نے بیت اللہ سے بت نکالا

چنانچہ جناب حیدر کرار غیر فرار نے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو اعانت و نصرت کی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش رہے۔ کونسا جہاد رسول اللہ صلعم کے زمانے مین ایسا ہوا جو ید اللہ کے ہاتھ پر فتح نہ ہوا ہو جس خانہ خدا مین تین سو ساٹھ بتون کی پرستش ہوتی تھی اور ہر قبیلہ کا بت جدا جدا ایک رب سمجھا جاتا تھا۔ اُس گھر کو مولا سے کونین ہی نے

پاک و صاف کیا تھا اور یہ فضیلت و منزلت خدائے پاک نے اپنے ولی ہی کو عطا کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر سوار کرکے خانہ خدا کو اصنام سے پاک کرایا اور جبرئیل علیہ السلام نے بازو تھام کے آثار اجس کا ذکر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ) مین باین الفاظ کرتے ہین :-

بتے چند در موقع بلند نہادہ بودند کہ دست علے بآنہا نمی رسید و در بعضی روایات آمدہ بتی چند بلند ایشان ہبل نام می داشت علی کرم اللہ وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ پاے مبارک برکتف من بنہ و این اصنام را فرود آر۔ آن سرور فرمود یا علی تو پاے خود بر کتف من بنہ و این کار کن علیؑ امتثال پاے برکتف رسول اللہ صلعم نہادہ بتہا را فرو گرفت دران حالت حضرت از وے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان بینم کہ حجب مکشوف شدہ و گویا سر من بساق عرش رسیدہ است و ہر چہ دست دراز می کنم بدست من آید حضرت فرمود اے علی خوشا وقت کہ کار حق می کنی چون علے بتان را برزمین انداخت و قطعہ قطعہ ساخت و خود را از دوش آنحضرت برزمین زد و تبسم فرمود رسول اللہ صلعم از وے پرسید چہ چیز ترا بخندانید گفت آنکہ خود را ازچنین جاے بلند انداختم

چند بت ایک بلند مقام پر رکھے ہوے تھے کہ وہان حضرت علی کا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا اور بموجب بعضے روایات کے سب سے بڑا بت جس کا نام ہبل تھا وہ ایک اونچے مقام پر رکھا تھا حضرت علی نے جناب رسول اللہ صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قدم مبارک میرے کاندھے پر رکھکر ان بتون کو نیچے گرا دیجیے رسول اللہ نے فرمایا کہ یا علی تم اپنے قدم میرے کاندھے پر رکھکر کام کرو حضرت علی نے بتعمیل فرمان مبارک اپنے قدم انکے دوش اور پر رکھ کر ان بتونکو گرادیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا کہ تم اپنے آپکو کیسا پاتے ہو علی نے کہا یا رسول اللہ ایسا دیکھتا ہون کہ پردے حجاب کے کھلگئے اور گویا کہ میرا سر ساق عرش پر ہے اور جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہون میرے ہاتھ مین آجاتی ہے حضرت نے فرمایا یا علی بڑی خوشی کا وقت ہے کہ تم کار نیک کررہے ہو جب علی نے بتون کو گرادیا اور انکو توڑ ڈالا اور دوش مبارک رسول اللہ سے کود کر زمین پر آگئے تو مسکرائے رسول اللہ نے مسکرانے کا سبب پوچھا علی نے عرض کی مین اتنی بلند جگہ سے کودا

ہیچ الم نہ رسید آنحضرت فرمود چگونہ بتو الم رسد حالانکہ مگر کچھ بھی مجھے تکلیف نہیں ہونچی حضرت نے فرمایا
بردارندہ تو رسول اللہ باشد و فرود آرندہ تو کیونکر ہونچتی جب کہ تم کو اُٹھانے والا خدا کا رسول
جبرئیل۔ اور اُتارنے والا جبرئیل ہو۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

چنانچہ ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

علی بر دوش احمد چشم بد دور — عیاں شد معنی نورٌ علیٰ نور

اس حدیث کے مضمون کو میر انیس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جس لطف سے نظم کیا ہے اُس کو بھی ملاحظہ فرمائیے ؎

زنار گردنوں پہ تمھارے سوار تھی، — شرکِ جلی پہ تھا کہ پرستش میں نار تھی
اسلام کے چمن میں کبھی یہ بہار تھی — حق حق کی مسجدوں میں یہ کس دن پکار تھی
چرچا تھا کفر و فسق و فجور و گناہ کا
یہ شور کب تھا "اشھد ان لا الٰہ" کا

خالی کیا علی نے بتوں سے خدا کا گھر — عزیٰ کہاں ہے لات و ہبل آج ہیں کدھر
غل تھا علی ہیں دوشِ محمد پہ جلوہ گر — مصحف پہ مصحف آج ہے اور نور نور پر
سب سے علی کا مرتبہ اعلیٰ ہے دیکھ لو
شیر خدا کی شان دوبالا ہے دیکھ لو"

جب جنگ احد میں اصحاب ممدوحین اشداء علی الکفار اپنے پیغمبر کو زخمی چھوڑ کر فرار ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے بعد افاقہ غشی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! گروہ مشرکین کفار پر حملہ کرو

اس حدیث پر محدث موصوف کراہ غیر فرار ضرغام الٰہی بازوئے نبی کے حملوں کو ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں

غزوۂ احد سے صحابہ کا فرار اور جناب امیر کا ثبات

"حیدر کرار بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکان را کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ و متفرق گردانید درین حالت جبرئیل با رسول اللہ گفت کہ این کمال مواساۃ ست کہ علی بدان قیام نمود رسول اللہ فرمود انہ منی وانا منہ ای بدرستیکہ او از من است و من از وی جبرئیل گفت کہ "انا منکما" یعنی من از شما ہر دو ہستیم"

"مشرکین کی فوجوں کو جو ثریا کی طرح جمع تھیں حیدر کرار نے مثل بنات النعش متفرق اور پریشان کر دیا۔ اسی حالت میں جبرئیل نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یہ کمال یاری و غمخواری ہے جو علی نے کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بتحقیق کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ جبرئیل نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں۔"

چنانچہ جنگ خیبر میں جب سپر دست ید اللہ سے گر گئی اُسوقت کرار غیر فرار نے بکمال جوش ایمان در قلعہ کو جسکا وزن تین ہزار من کا تھا اُکھاڑ کر بجائے سپر دست مبارک میں لیا اُسوقت ؎

یوں معرکہ آرا وہ شہ جن و بشر تھا ایک ہاتھ میں تلوار تھی ایک ہاتھ میں در تھا

اللہ اکبر حیدر کرار، اشداء علے الکفار کی بہادری و دلاوری کی توصیف کوئی کیا کر سکتا ہے جسکی ثنا خود خدا اور رسول نے کی ہو جیسا کہ "مدارج النبوۃ" میں ہے:-

حین کارزار شمشیر آبدار امیر المومنین شکست رسول خدا صلعم ذوالفقار خود بوے ارزانی فرمود ہرگاہ شیر بیشہ ہیجا علے مرتضی بدفع مشرکان مشغول شد رسول اللہ فرمود اے علی می شنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید:-

علی کی تلوار قتل کفار سے ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلعم نے اپنی ذوالفقار عنایت کی۔ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضٰے نے مشرکین پر ایسے حملے کئے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علی تم نے سنا کہ تمہاری صفت و ثنا فرشتہ رضوان آسمان پر اس طرح کرتا ہے:-

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

کوئی تلوار بجز ذوالفقار، اور کوئی شجاع سوائے علی کے نہیں ہے

واضح ہو کہ جناب امیر المومنین خیر الوصیین علی مرتضٰے علیہ السلام نے دین محمدی کو جاری کرنے میں دو طرح

جہاد کیا۔ ایک جہاد بالدعوت اور ایک جہاد بالسیف۔ جہاد بالدعوت وہ ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات اور شبہات کو ذریعہ وعظ و نصیحت اور حسن طلاقت لسانی سے اسطرح دُور کئے جائیں کہ ان کے دل اسلام کیطرف مائل ہو جائیں۔ اور یہ جہاد منشار خدا و رسولؐ کے مطابق ہونے کی وجہ سے افضل و اعلےٰ ہے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے وعظ کی تاثیر سے اہل یمن مشرف باسلام ہو گئے۔ جیسا کہ کتب اہلسنت میں ہے از انجملہ دو چار روایتیں اس جگہ نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں :-

پہلی

عن البراء بن عازب قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوهم الی الاسلام فکنت فیمن سار معه فاقام علیه ستة اشهر لا یجیبونه الی شئ فبعث النبی صلی الله علیه وسلم الیهم علی بن ابی طالب فلما وصل الی اوائل الیمن بلغ الخبر فجمعوا له فصلی بنا فلما فرغنا صففنا صفا واحدا ثم تقدم بین ایدینا فحمد الله واثنی علیه ثم قرء علیهم کتاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فاسلمت همدان کلها فی یوم واحد وکتب بذلک الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما قرء کتابه

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید کو یمن کیطرف بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت کریں میں بھی انہیں کے ہمراہ تھا وہ چھ مہینے تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگوں نے کوئی بات قبول نہ کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف علی بن ابیطالب کو روانہ کیا جب آپ حدود یمن پر پہونچے سب لوگ آپ کی خدمت میں جمع ہو گئے حضرت علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد جناب رسول اللہ صلعم کا خط پڑھ کر سنایا ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے یہ خبر آنحضرت صلعم کے حضور میں لکھ بھیجی گئی تو

خر ساجدا (اخرجہ ابو عمرو الحافظ ابن عبدالبر فی الاستیعاب) آپ سجدۂ شکر بجالائے

(ارجح المطالب ص۱۲۳)

دوسری رسالہ موسومہ ذکر مبارک متذکرہ دلیل اول کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے کہ :۔

"ہجرت کے دسوین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے حضرت علی کو اسلام کا وعظ کرنے کیلئے یمن کے صوبہ میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اے علی! اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ پر ایمان لائے تو یہ اُن تمام چیزون سے بہتر ہے کہ جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے حضرت علی کے وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ یمن کے ہزارون آدمی ایک ساتھ مسلمان ہوگئے۔

تیسری روضۃ الاحباب مین ہے کہ :۔

از علی کرم اللہ وجہہ مروی ست کہ مرا پیغمبر صلعم	حضرت علی سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم
بجانب یمن فرستاد گفتم یا رسول اللہ مرا بہ یا جماعتے	نے مجھے یمن بھیجا مین نے عرض کی آپ مجھے
از اہل کتاب میفرستی و حالانکہ من جوانم و علم قضایا	اہل کتاب کی طرف بھیجتے ہین حالانکہ مین جوان
نیکو نمی دانم حضرت دست مبارک را بر سینہ من نہاد	ہون اور علم قضایا اچھی طرح نہین جانتا حضرت نے
و فرمود اللہم ثبت لسانہ واہد قلبہ فرمود زود باشد	اپنا دست مبارک میرے سینہ پہ رکھا اور فرمایا اللہ تعالے
کہ اللہ تعالی قلب ترا کمال بخشد و زبان ترا راست بر راستی گرداند	تمہارے دل کو کمال ہدایت بخشے اور تیری زبان کو راست ثابت کرے
علی گوید کہ دیگر ہرگز در ہیچ قضیہ مرا شک واقع نشد	حضرت علی کا بیان ہے کہ پھر مجھے کسی فیصلہ مین شک واقع
لاجرم در علم قضایا چنان ماہر گشتم کہ زبان معجز بیان	نہین ہوا علی الخصوص علم قضایا مین تو مجھ کو یہانتک فضیلت
محمدی در وصف او فرمود کہ اقضاکم علی	ہوئی جسکی صفت مین آنحضرت نے فرمایا کہ بہترین فیصلہ کرنیوالا تم مین علی ہے
از براء ابن عازب مرویست کہ گفت من در آن	براء ابن عازب سے روایت ہے کہ مین اُس لشکر مین
لشکر ہمراہ علی بودم چون نزدیک باہل یمن رسیدیم	حضرت علی کے ہمراہ تھا جب ہم اہل یمن کے قریب پہونچے

بیرون آمد علی ما را امام شد و نماز گذارد و آنگاہ صف	تو وہ لوگ باہر آئے حضرت علیؑ کی امامت کے ساتھ ہمنے
لشکر خویش بیاراست و در میدان آمد و کتاب	نماز ادا کی بعد نماز آپ لشکر کی صف بندی کر کے میدان
رسول اللہ صلعم بر ایشان خواند و ایشان را با سلام	میں تشریف لائے اور اُنہیں پیغام رسول خدا کا پہنچایا
دعوت نمود قبیلہ ہمدان از اہل یمن یکبار مسلمان شد	اور اسلام کی دعوت دی کل قبیلہ ہمدان اہل یمن
علی مکتوبے بہ پیغمبر صلعم نوشت واز اسلام آن قبیلہ	دفعۃً مسلمان ہو گیا حضرت علی نے آنحضرت صلعم کو
آن سرور را اعلام کرد چون حضرت بر مضمون مکتوب	کو بذریعہ عریضہ اُنکے مشرف باسلام ہونے پر اطلاع دی
علی وقوف یافت خوش وقت شد و سجدہ شکر	جب آنحضرت صلعم مضمون عریضہ پر مطلع ہوئے تو سجدہ
بجا آورد و آنگاہ سر برداشت و گفت السلام	شکر بجا لائے اور سر مبارک سجدے سے اٹھا کر فرمایا کہ
علی ہمدان (جلد اول صفحہ ۴۳۵)	ہمدان پر بزیر اسلام ہو۔

غرض بدر۔ اُحد۔ حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ وغیرہ کونسا جہاد ہے جو بغیر امیر المومنین علیہ السلام کے فتحیاب ہوا اور وہ کونسا سر الٰہی ہے جو اُس محرم اسرار خفی و جلی سے پنہان رہا ہو

امین سرِ الٰہی معین ختم رُسل شگفتہ گلشن عدل و نہیب و داد کا گل

شجاع وہ کہ ہے غزوون کا جسکی ہر مین غل کہ جس نے کفر کے جلتے چراغ کر ڈیئے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے

وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرت النبی میں آیہ شریف

وانذر عشیرتك الاقربين اپنے خاندان والون کو خدا سے ڈراؤ

کے حال مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا کہ تمام خاندان عبدالمطلب جمع کیا گیا۔ حمزہ۔ ابوطالب۔ عباس

سب شریک تھے آنحضرت نے کھانے کے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے اس بارگران کے اٹھانے مین کون میرا ساتھ دے گا تمام مجلس مین سناٹا تھا دفعۃً حضرت علی نے اٹھ کر کہا گو مجھکو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگین پتلی ہین۔ اور گو مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دون گا۔ قریش کیلئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص "محمد و علی" دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانہ نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا...... (صفحہ ۱۵۲)

اصحاب مدوحین پر لفظ مومن صادق نہین آتی

جس طرح شیر خدا، شاہ لافتٰی ہر غزوہ مین ثابت قدم رہے اوسی طرح اصحاب ممدوحین جن کو اشداء علی الکفار بتاتے ہین ہر جنگ سے فرار ہوئے اے یار و اذرا تو خدا لگتی بات کہو کہ اشداء علی الکفار حضرت علی علیہ السلام ہین یا حضرت عمر جن کی کفار پر شدت و صلابت کا اظہار جناب شبلی صاحب نے ان الفاظ مین کیا ہے۔

"علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر ان لوگون مین تھے جو جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے۔"

پس یہ فرار ان کے عدم ایمان پر شاہد ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے مومن اوسکو بتایا ہے جو خدا و رسول پر صدق دل سے ایمان لائے یعنی اس ایمان مین کبھی کسی طرح کا شک و شبہہ نہ ہو اور خدا کی راہ مین جہاد کرتا ہو ملاحظہ ہو آیہ کریمہ:۔

انما المومنون الذین آمنوا باللہ	یعنی ایسے مومنین جو اللہ و رسول پر ایمان لائے
ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم	ہین پھر انھون نے شک و شبہہ نہین کیا۔ اور خدا
وانفسھم فی سبیل اللہ اولٓئک ھم	کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا وہی لوگ
الصادقون	سچے (ایمان والے) ہین۔

اب فرمائیے کیا خدائے پاک نے یہ تعریف اُن لوگون کی کی ہے جو ہمیشہ جہاد سے فرار ہوتے رہے۔ جو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے اور صلح حدیبیہ مین اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت مین شبہ عظیم کرتے رہے حالانکہ مجاہدین کو خداوند عالم نے یہانتک تاکید فرمائی ہے کہ

یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایمان والو جو وقت کافرون سے جنگ
کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ۝ ومن	مین آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اُس دن
یولھم یومئذ دبرہ الا متحیزا لقتال	جو پیٹھ دکھائے گا سوا اسکے کہ لڑائی کے لئے کترا کے
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من	جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو
اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر	وہ یقینا غضب خدا مین گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا
(پارہ (۹) سورہ انفال ۔ ع۲)	جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

غرض ان حضرات نے اپنے پیغمبر سے ایسی تعلیم وتلقین حاصل کی کہ ہمیشہ اپنے ایمان مین مذبذبین بین ذلک لاالی ھؤلاء ولاالی ھولاء " ڈانواڈول رہے مواعظ ونصائح کا اثر اُن کے دلون پر نقش برآب کی طرح ہوتا تھا کہ ادھر مجلس وعظ سے اُٹھے اور اُدھر اپنے گھرون مین پہونچنے تک سناسنایا سب بھول جاتے تھے یہ حال آیات محکمات کی دوسری جلد مین لکھا ہے دیکھو (شواہد نقلیہ صحابہ کی فضیلت مین) جو قابل ملاحظہ ہے۔

احادیث واقوال درباره نقص ایمان اصحاب حضرت رسول — اب ان حضرات کے صدق ایمان کے بارے مین ایک دو حدیث ہدیہ ناظرین کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

پہلی	عن حذیفۃ بن الیمان عن	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ خود ابوبکر نے
	ابی بکر عن النبی قال لشرک فیکم	مجھے بیان کیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شرک تم لوگون
	اخفی من دبیب النمل قال ابو بکر	مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے مین نے
	یارسول اللہ ھل الشرک الاما عبد	عرض کیا یارسول اللہ شرک تو وہ ہے کہ غیر معبود کی
	من دون اللہ اوما دعی مع اللہ	پرستش کی جائے یا خدا کے ساتھ دوسرا شریک گردانا جائے

قال ثکلتك امك الشرك فیکم اخفی من دبیب النمل — آپ نے فرمایا تمہاری ماں تمہارے غم میں روئے شرک تم لوگوں میں چیونٹی کی چال سے زیادہ تر خفی ہے۔ (ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۹)

اسی طرح جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت عائشہ سے یہی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۴ میں ہے :-

عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول لا یذھب اللیل والنھار حتی تعبد اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ انکنت لاظن حین انزل اللہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق الی قولہ ولو کرہ المشرکون ان ذلك تاما قال انہ سیکون من ذلك ماشاء ثم یبعث اللہ ریحا طیبۃ فتوفی کل من فی قلبہ مثقال من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیھم فیرجعون الی دین اباۂم — حضرت عائشہ سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ سنا میں نے کہ فرمایا رسول اللہ نے دنیا ختم نہ ہوگی جبتک کہ تم لات و عزیٰ کو نہ پوجو ام المومنین نے کہا یا رسول اللہ جبکہ آیہ ھو الذی ارسل رسولہ الخ نازل فرمائے پس گمان تھا کہ جو شرت با اسلام ہوا وہ ضرور رہیگا ہوگا۔ فرمایا حضرت نے عنقریب میرے کہنے کے موافق واقع ہوگا پھر اللہ ریح طیبہ کو بھیجے گا پس مرے گا وہ شخص کہ جسکے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے اور باقی رہ جائے گا وہ شخص کہ جس میں الکل خیر نہیں پس لوگ لوٹ جائیں گے اپنے آبا کے دین کی طرف۔ (ازجمع الجوامع صفحہ ۳۰۵)

صحابہ کا حالت نماز میں مستورات پر نظر ڈالنا

پس یہ شہادتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت صحابہ بظاہر اسلام لائے تھے ایمان کی جھلک تو ان پر پڑی ہی نہ تھی اب ان صحابہ کی عبادت اور زہد و تقویٰ کی حالت بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ایسے زاہد و متقی تھے کہ قبل از ہجرت عین نماز جماعت میں مستورات کو گھورا کرتے تھے جیسا کہ صاحب جامع الاصول نے محدث ترمذی نے امام نسائی

اور محدث طیالسی سعد بن منصور امام احمد۔ ترمذی۔ امام ابوعبدالرحمن نسائی ابن ماجہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابن خزیمہ۔ ابن مردویہ۔ اور بیہقی سے اورحافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے۔

عن ابن عباس قال كانت امرأة تصلي خلف رسول الله حسناء من احسن الناس فكان بعض القوم يتقدم حتى يكون في الصف الاول لئلا يراها ويستاخر حتى يكون في الصف المؤخر فاذا ركع نظر من تحت ابطه فانزل الله تع ولقد علمنا المستقدمين منكم ولقد علمنا المستاخرين

یعنی ایک دن زن حسینہ جناب رسول اللہ صلعم کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی کچھ صحابہ اُس کی وجہ سے پہلی صف مین کھڑے ہوگئے۔ تاکہ اُس پر نظر نہ پڑے لیکن بعض صحابہ پچھلی صف مین قصداً کھڑے ہوے اور جب رکوع کرتے تھے تو اُسپر نظر ڈالتے تھے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۲۰)

صحابہ کا نماز جمعہ مین قائم نہ رہنا

اور نماز جمعہ مین اصحاب کا نماز توڑ کر اشغال دنیا مین مشغول ہونا تو خود کلام مجید سے ثابت ہے چنانچہ علمائے اہلسنت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ مین جمعہ کے دن جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین مع اصحاب نماز پڑھ رہے تھے کہ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر آیا اور لوگون کو خبر کرنے کیلئے دف اور تالیان بجاتا ہوا مسجد سے گذرا اوسکی آواز پر بجز بارہ اصحاب کے سب نماز توڑ کر غلہ خریدنے اور تماشہ دیکھنے چلے گئے۔ جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:-

واذا رأو تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائما قل ما عند الله خير من اللهو ومن التجارة والله خير الرازقين (سورۂ جمعہ۔ پ ۲۸)

اور انکی حالت یہ ہو کہ جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا دیکھیں تو اسکی طرف لوٹ پڑیں اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین اے رسول تم کہدو جو چیز خدا کے یہان ہے وہ تماشہ اور سودے کہین بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد نے اس آیہ کی یہ تفسیر کی ہے :-

پیغمبر صاحب کے عہد میں ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ملک شام کا ٹانڈا تجارت کا غلہ لیکر آیا اور اُسنے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے نقارہ بجایا جو لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے تھے اُس ٹانڈے کی سیر دیکھنے اور کچھ خرید و فروخت کیسلئے کھسک گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے اُسپر یہ عتاب نازل ہوا (ترجمہ قرآن مجید نذیر احمد صفحہ ۷۷۰)

اور یہی ذکر سب تفسیرون مین ہے -

واضح ہو کہ مفسرین نے بجاے نماز خطبہ کا لفظ محض صحابہ کی خاطر لکھا ہے ورنہ امام بخاری صاحب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نماز پڑھا رہے تھے جیسا کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہے :-

قال بینما نحن نصلی مع النبی صلعم	یعنی جب کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز
اذا اقبلت عیر تحمل طعام فالتفتوا	پڑھ رہے تھے کہ قافلہ تجارت غلہ کا آیا سب لوگ اسکی
الیھا حتی ما بقی مع النبی صلعم الا	طرف دوڑے اور آنحضرت کے پاس سوا بارہ آدمی
اثنا عشر رجلا واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا	کے کوئی نہین رہا اُسپر یہ آیت نازل ہوئی واذا
الیھا و ترکوک قائما	راوا تجارۃ تا آخر

اگرچہ بارہ اصحاب کا نماز مین حاضر رہنا تبلایا ہے مگر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ

لم یبق مع النبی صلعم الا رجلان	یعنی رسول اللہ کے ساتھ صحابہ مین سے صرف
وامرأۃ -	دو مرد اور ایک عورت نماز مین باقی رہ گئے تھے -

الحاصل جو لوگ نماز چھوڑ کر چلے گئے یہ وہی اصحاب ہون گے جن کا پیشہ تجارت تھا جیسا کہ کتب اہلسنت مین حضرت ابو بکر کا واسطے تجارت غلہ کے ملک شام مین جانا اور حضرت عثمان کا خرید و فروخت

کے لئے بازار مین گشت لگانا اور اسوجہ سے قرآن واحادیث سے بیخبر رہنا درج ہے

اور سنیے کہ جناب شاہ صاحب صحابہ کے اس فعل کی توجیہ کرتے ہین کہ قحط کے دن تھے اس لئے اصحاب مضطربانہ خطبہ چھوڑ کر غلہ خریدنے کو چلے گئے اور صحاب سے ایسے فعل کا سرزد ہونا کچھ بعید نہین ہے جب کہ خود انبیا و مرسلین سے بھی یہ امور سرزد ہوے ہین اور اُنپر خدا نے عتاب شدید کیا ہے۔ ہم اس عبارت کی نقل تحفہ سے ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے :۔

این قصہ در ابتداے زمان ہجرت واقع شدہ	یہ قصہ ہجرت کے ابتدائے زمانہ کا ہے ہنوز
ہنوز از آداب شریعت واقف نشدہ بودند و	تک آداب شریعت سے لوگ واقف نہ تھے اور قحط
ایام قحط بود و رغبت مردم بخرید غلہ زیادہ از حد می داشتند	کے دن تھے اس وجہ سے لوگون کو غلہ خریدنے کی
کہ اگر کاروان بگذرد و باز نرخ گران خواہد شد	طرف رغبت زیادہ تھی اور جانتے تھے کہ اگر کاروان
باین جہات اضطرارا از مسجد بر آمدند و صدور زلت	نکل گیا تو نرخ گران ہوجائے گا ان وجوہ سے
از صحابہ و تابعیان چہ بعید ست جائیکہ از انبیاء و	مضطربانہ مسجد سے نکل کر چلے گئے اور صحابہ اور تابعین
رسل زلات صادر شدہ باشد و بر آنہا عتاب شدید	سے اس قسم کی لغزشین صادر ہونا بعید نہین ہے
از حضور الٰہی رسیدہ باشد۔	جبکہ انبیاء اور مرسلین سے بھی صادر ہوئی ہین اور خدا
(از تحفہ اثنا عشری صفحہ ۳۴۴)	کی طرف سے انپر عتاب شدید نازل ہوا ہے

خیر شاہ صاحب نے صحابہ کی خاطر انبیا و مرسلین پر جو چاہین اتہام رکھین خدا کا عتاب و عذاب بھی انبیاء علیہم السلام اور خوشنودی و رضامندی خدا صحابہ کے لئے تجویز کرین مگر صحابہ کے فرار سے تو انکار نہین ہے اور ہمارا مطلب اسی سے حاصل ہے اس لئے کہ وہ لوگ زمرہ مومنین میں شمار نہین کیے جاسکتے جو لہو و لعب یا مال و منال کے پیچھے نماز اور عبادت الٰہی ترک کر دین جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :۔

یاایھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم — اے ایمان والو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارا مال

واولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک — اور تمھاری اولاد اللہ کے ذکر سے تم کو غافل کر دے

فاولئک ھم الخاسرون (سورۂ منافقون پ) — اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

اور یہ تو خود حضرت عمرؓ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ حالت نماز میں میرا خیال لشکر کے انتظام میں رہتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عمر حالت نماز میں انتظام ملک سوچتے تھے

قال عمر انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوٰۃ

چنانچہ شبلی صاحب نے بھی الفاروق میں منجملہ اور اوصاف کے یہ صفت بھی لکھی ہے کہ:۔

"یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ حضرت عمر سے پہلے جن مضامین پر لوگ خطبے دیتے تھے وہ پند و موعظت فخر و ادعا قدرتی واقعات کا بیان رنج و خوشی کا اظہار ہوتا تھا ملکی پر پیچ معاملات خطبے میں نہیں ادا ہو سکتے تھے حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے پولٹیکل خطبے دیئے (الفاروق ص)

اس سے ظاہر ہے کہ جو مقام وحی خدا کی تفسیر کا تھا وہ اور کچھ قرار دیا گیا۔ پس یہ روایتیں اصحاب کی دنیا طلبی پر شاہد ہیں حالانکہ اللہ جل شانہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا دنیا کی مذمت کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا — اور زندگانی دنیا کی جن جن چیزوں سے ہم نے

بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ — کفار کے مختلف گروہ کو اس غرض سے نفع پہونچایا ہے

الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک — کہ ہم ان کی آزمائش کریں تم اے رسول ان کی طرف

خیر وابقی — آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور تمھارے پروردگار کا

(پارہ ۱۶ - سورہ طٰہٰ - ع) — عطیہ سب سے اچھا اور پائدار ہے۔

لیکن ان اصحاب کے زہد و تقوی اور عبادت و اطاعت میں خضوع و خشوع کی یہ حالت تھی جس کو

کسی شاعر نے اس طرح نظم کیا ہے رباعی

آنکہ بالقلب باخدا باشد	از سوی اللہ نہ آشنا باشد
ہر کہ با ملک و زر ہوس دارد	بالیقین از خدا جدا باشد

حالانکہ مومن وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم رہے نماز رجوع قلب کے ساتھ یعنی خضوع وخشوع سے ادا کرے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون○ والذین ھم عن اللغو معرضون (سورہ مومنون پ۱۸)

بیشک اُن مومنین نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ پھرانے والے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ:۔

"تمہارا خشوع نماز میں یہ ہے کہ سب باتوں سے آنکھ بند کر لو اور پوری توجہ افعال نماز کیطرف رکھو جس وقت تم نماز شروع کرو تو تم کو پورے خضوع وخشوع سے ختم کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو جوارح پر بھی اسکا اثر ہوتا۔

اے بھائیو! اب تمہیں انصاف کرو کہ آیہ شریفہ متذکرہ بالا کے مصداق وہ اصحاب ہیں جو نماز جمعہ میں مال دنیا کے لئے دوڑیں یا یہ کہ وہ خاصان خدا ہیں جن کی نسبت صاحب وما ینطق الھوی ارشاد فرمائیں کہ اے لوگو! علیؑ کے پیر سے اُسوقت تیر نکالنا کہ وہ جب نماز میں مشغول ہوجائیں جیسا کہ ثقاقب نعمانیہ میں ہے۔

ان علی بن ابی طالب ضرب فی بعض الغزوات بسھم فبقی نصلہ فی بدنہ

کسی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے ایسا تیر لگا کہ اس کی پیکان آپکے بدن مبارک میں رہ گئی

فجزع عند قصد اخراجه فصبروا	جب اُسکے نکالنے کا قصد کیا تو آپ بہت بیقرار ہوے جب
حتی اشتغل فی الصلوۃ فاخرجوہ و	یہ حالت دیکھی تو اپنے قصدے باز رہے پس جب حضرت نماز
لم یحس بذلک ۔	مین مشغول ہوے تو موقع پاکر آپکے جسم مبارک سے اُس پیکان کو
(شقائق نعمانیہ)	نکال لیا اور آنجناب کو مطلق خبر نہوئی ۔

علاوہ اِسکے صدہا روایتین اسی قسم کی کتب اہلسنت مین درج ہین ۔ صد حیف کہ جن اصحاب کے زہد و تقوی اور ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ تو فلک اسلام کے مہر و ماہ ٹھہرائے جائین اور جو وصی نبی اور نفس رسول ہو جس کی شان مین اللہ جل شانہ

ان الذین امنوا و عملوا الصلحت	جو لوگ ایمان لائے ہین اور اعمال شائستہ
اولئک ھم خیر البریہ (پارہ ۳۰)	کیے ہین وہ بہترین خلائق ہین

اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

انا مدینۃ العلم و علی بابھا	مین علم کا شہر ہون اور اُس شہر کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین اُس بزرگوار سے جو احادیث وارد ہون اہلسنت بغیر تایید دیگر اصحاب کے اُنپر اعتبار نہ کرین فاعتبروا یا اولی الابصار

واضح ہو کہ اصحاب جس طرح احکام دین و شریعت سے ناواقف تھے اسی طرح آداب رسالت سے بھی بیخبر تھے چنانچہ جب آنحضرت صلعم کی خدمت مین آتے تھے تو جہلا کی طرح حجرے کے باہر ہی سے آنحضرت صلعم کو زور سے پکارتے تھے جسپر یہ آیت نازل ہوئی :-

حضرت ابوبکر و عمر کا آنحضرت صلعم کے آگے آواز بلند کرنا

ان الذین ینادونک من ورآء	اے رسول جو لوگ تم کو حجرون کے باہر سے آواز
الحجرات اکثرھم لا یعقلون (پ ۲۶ س حجرات)	دیتے ہین اُن مین اکثر بے عقل ہین ۔

اسی طرح آنحضرت سے گفتگو مین بھی ادب و لحاظ بالاے طاق رکھتے تھے جسپر آیۂ کریمہ

یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا	اے ایمان لانے والو مت بلند کرو اپنی آوازوں کو
اصواتکم فوق صوت النبی الخ	نبی کی آواز پر الخ

شاہد ہے جو مسئلہ تفضیلت صحابہ کے ذکر میں درج ہے۔ اس جگہ ہم ایک روایت اس آیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں جسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ آیۂ مذکورہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ابن منذر سے وابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابوبکر نے آنحضرت سے کہا کہ ان لوگوں کا حاکم قعقاع بن معبد کو بنائیے اس پر حضرت عمر بولے اسکو نہیں بلکہ اقرع بن حابس کو انکا امیر کیا جائے یہ سنکر حضرت ابوبکر نے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے تمھاری مخالفت منظور نہیں ہے ان باتوں میں جب دونوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں تب اللہ جل شانہ نے انکی تنبیہ کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔
(ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور جلد ششم صفحہ ۸۴)

اسی طرح نسائی و ترمذی و بخاری میں ہے:-

فقال ابوبکر لعمر ما اردت	ابوبکر نے عمر سے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو
الا خلافی قال ما اردت خلافك	انھوں نے کہا کہ میں نے آپکے خلاف نہیں کیا۔
فارتفعت اصواتھما فی ذلك فانزل	پس دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں اللہ جل شانہٗ نے
اللہ تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا	یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو اپنی آواز
اصواتکم فوق صوت النبی (بخاری ۶۰)	نبی کی آواز سے مت بلند کرو۔

(منقول از معیار الفضائل صفحہ ۱۶۱)

مگر اس تاکیدی اور امتناعی حکم پر بھی اپنے پیغمبر سے بے ادبانہ اور گستاخانہ کلام اور شور و غل ہی کرتے رہے جیسے وقت وصیت ھذا الرجل لیھجر کہنا اور حضرت کا فرمانا کہ

"اٹھ جاؤ میرے پاس سے خدا کے رسول کے سامنے شور و غل اور لڑائی جھگڑا جائز نہیں ہے"

شاہد ہے۔ غرض بہتیرے خدا کے خالص و مخلص بندے ایسے تھے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ اپنے پیغمبر کی یاری و مددگاری میں سرگرم رہے اور راہِ خدا مین اپنی جانین نثار کر گئے جو زندہ رہے وہ حسب وصیت رسولؐ قرآن اور آل رسول سے متمسک رہے اور با ایمان اس جہان فانی سے اُٹھ گئے اور لقد رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی رہنے کی بشارت حاصل کر کے روضۂ جنان مین داخل ہو گئے۔ ہر چند کہ اصحاب ممدوحین اہلسنت آنحضرت صلعم کے ساتھ برابر بظاہر نماز دن اور جہاد دن مین شریک رہے اور سفر و حضر مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب اور ہمیشہ وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ مگر بقول امام غزالی صاحب بعد رحلت آنحضرت صلعم اپنی حالت اصلی پر عود کر گئے اور جیسے رسول اللہ صلعم کے پہلے مخالف تھے بفحوائے آیۂ شریفہ

فنبذوہ وراء ظھورھم — پھر انھون نے اُس عہد خدا کو پس پشت ڈالا

واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس — اور اُسکے بدلے مین تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پس یہ

مایشترون (پ س آل عمران ع) — کیا بُرا (سودا ہے) جو یہ لوگ خرید رہے ہین۔

پھر مخالف ہو گئے ؎

ہزارون عاشق لگا کے پرنے ہولے دنیا سے ہو گئے پار
مگر یہ کشتی ہے بیوفا کی ہنوز لنگر لٹک رہا ہے

قال

اے یارو تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب کے ایمان لانے والون مین سے سو دو سو ہزار یا نسو کو تم کافر کہتے یا اُن لوگون کو جو بعد غلبہ اسلام مسلمان ہوے منافق جانتے تو بھی صبر آتا مگر افسوس تو اِس بات پر آتا ہے کہ تم اُنھین کو منافق بتاتے ہو جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ان ہزارون لاکھون آدمیون سے جو حضرت پر ایمان لائے سوائے چار چھ شخصون کے کسی کو اچھا نہین سمجھتے بھلا کیون کر ایسے عقیدے پر تعجب نہ آئے اور کیونکر تمھاری اِس گمراہی پر افسوس نہ ہو۔

اقول

شیعہ چار چھہ چند اصحاب کو اسلئے زیادہ اچھا سمجھتے ہین کہ بعد وصی رسول مقبول صلعم کل صحابہ کبار مین یہی افضل تھے جن کی فضیلت مین مخصوص آیات واحادیث نبوی وارد ہین جو جلد دوم مین ناظرین کے ملاحظہ سے گذرینگے چونکہ بوجہ اوس منزلت کے جو پیش خدا اور رسولؐ ان بزرگون کی تھی اصحاب ممدوحین ان سے کدورت وعناد رکھتے تھے علی الخصوص حضرت عثمان غنی نے محض اظہار امر حق پر ان بزرگون کے ساتھ طرح طرح کے ظلم وستم وجور کئے کہ کسی کو شتر بے کجاوہ پر سوار کرا کے شہر بدر کیا۔ کسی کو اپنے غلامون سے پٹوایا کسی کا حق تلف کیا۔ لہذا اصحاب اہلسنت کی نگاہون مین بھی کھٹکتے ہین جیسا کہ جناب شاہ صاحب ان بزرگون کی شان مین فرماتے ہین کہ (خوشبہ کہ بنزاے خود رسیدند) ماوراء ان کے دیگر اصحاب جو صدق دل سے ایمان لائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت کے موافق کتاب خدا اور عترت رسولؐ خدا کا ساتھ دیکر باایمان اُٹھ گئے امامیہ انکی بزرگیون اور فضیلتون کی دل سے معتقد ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا ان سے راضی رسول اُن سے خوش — علیؑ اُن سے راضی بتول اُن سے خوش

پس خداے پاک نے جو تعریفین اصحاب کی اپنے کلام پاک مین کی ہین اور اپنی خوشنودی ومغفرت کی بشارت دی ہے وہ اصحاب مومنین کی شان مین ہین نہ کہ منافقین کی جن کی مذمت مین یہ قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔

اے بھائیو! آپ جیسا جن کو البتہ سلام کا نام لینا اور پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی کرنا چاہئے کاش اگر پیغمبر خدا صلعم کے اصحاب مین سے آپ کسی اور کو اچھا سمجھتے تب بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ جنھون نے اپنے پیغمبر کے حکم کو ہذیان سمجھا جنھون نے حرص دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کی نماز جنازہ تک

بڑھی۔ جنھون نے آل رسولؐ کے حقوق برباد کیئے اور اُن کو تباہ وتاراج کیا۔ تم انھین حضرات کو کل اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ وافضل اور ایمان واسلام مین بہتر وکامل سمجھتے ہو اور فلک اسلام کا مہر وماہ بتاتے ہو اور باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ اصحاب نے رسول بقول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی اور اور یہ مخالفت کفر ہے مگر تم ان کی محبت مین آیہ کریمہ :۔

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ جس شخص نے خدا
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا	اور رسول کی مخالفت کی تو اسمین شک نہین کہ اسکے لئے
ذلک الخزی العظیم	جہنم کی آگ تیار رکھی ہے جسمین وہ ہمیشہ جلتا بھنتا
(سورہ توبہ رکوع ۸)	رہیگا۔ یہی تو بڑی رسوائی ہے۔

کو پس پشت ڈالتے ہو۔ اُن کی خاطر ان کلمات سے "(صد ہزار آفرین وتحسین بر وقت نظر عمر است اگر آنحضرت درین حالت چیزے جدید کہ سابق در کتاب وشریعت نیامدہ بیان موجب تکذیب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم خواہد بود" رسالت ونبوت پر داغ لگاتے ہو پھر بھلا کیونکر تمھارے اس عقیدے پر تعجب اور کیونکر آپ کی اس فہم وفراست در ایمان واسلام کے دعوے پر تاسف نہو قولہ تعالیٰ

ومن یعش عن ذکر الرحمان	اور جو شخص خدائے رحمٰن کی نصیحت سے آنکھین
نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین و	بند کریگا ہم اُن کیلئے شیطان مقرر کر دینگے پس وہی
انھم لیصدونھم عن السبیل	اُنکا ساتھی رہیگا اور یقیناً وہی شیاطین تو راہ راست سے
ویحسبون انھم مھتدون	روکتے رہینگے اور وہ لوگ یہ گمان کرتے رہین گے
(پ ۲۵ س الزخرف ع)	کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

فائدہ

چوتھی دلیل

ہم لوگ کیا شیعہ کیا سُنّی پیغمبر صاحب کی زیارت کو افضل ترین سعادات اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور چونکہ اب مانہ آپ کی حیات کا نہین ہے اِس لئے آپ کی قبر مبارک دیکھنے اور آپکے روضہ اور کی خاک آنکھون سے لگانے کو غنیمت جانتے ہین اور اُس کو بہترین عبادت سمجھتے ہین اگر کوئی شخص خواب مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے تو وہ بڑے بزرگون مین شمار کیا جاتا ہے اور درحقیقت جبتک نہایت نیک و پرہیزگار نہو وہ خواب مین بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہین ہو سکتا پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اُن لوگون کی بزرگی اور فضیلت کا کچھ بھی اعتقاد نہ کرین جو بر سون حضرت کی زیارت کرتے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آپکے دیدار سے مشرف اور ہمکلام ہوتے رہے

قولہ
اصحاب آنحضرت
کی زیارت کے شرف
ہوتے ہے

اقول

شاہ عبدالحق کا بھی یہی قول ہے

جس طرح آپ نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے اصحاب کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ اسی طرح دیگر علمائے اہلسنت بھی نغمہ سرا ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وجود کدام دلیل در فضیلت صحابہ واضح ترین	اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل صحابہ کی
ازین باشد کہ بیواسطہ جمال مصطفےٰ را دیدہ دباوے	فضیلت میں کیا ہو سکتی ہے کہ بلاواسطہ انھوں نے
صحبت داشتہ ودین وقرآن از زبان وے شنیدہ	آنحضرت کا جمال پاک دیکھا اور آپ کی صحبت
وباوجود ہیچ فضل وہیچ کرامتے بہ فضیلت نظر	میں رہے اور دین وقرآن زبان مبارک سے سُنا
بر جمال مصطفےٰ صلعم نرسد	پس آنحضرت کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسا شرف
(مدارج النبوۃ)	ہے جس کو کوئی مرتبہ اور درجہ نہیں پہونچتا

لیکن بوجوہ چند اس دلیل سے نہ تو اصحاب ثلثہ رض کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہے نہ افضلیت

اوّل — اگر شرف زیارت ہی افضل ترین سعادت اور بہترین تقربات سے ہے تو اس فضیلت میں جمیع اصحاب اور ان کے ساتھ منافقین بھی شامل ہیں اس صورت میں اہل سنت صحابہ ثلثہ رض ہی کو کس لئے تمام اصحاب سے مرتبہ میں اعلےٰ اور افضل سمجھتے ہیں۔

جو لوگ بغیر زیارت کے ایمان لائے وہ اصحاب سے افضل ہیں

دوسری — اگرچہ شرف زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علمائے اہلسنت صحابہ کو افضل ٹھہراتے ہیں لیکن خود ہی اس شرف سے اپنے اصحاب ممدوحین پر اُن لوگوں کو فضیلت دیتے ہیں جو آنحضرت پر بغیر دیکھے ایمان لائے تھے چنانچہ تفسیر درِ منثور علامہ سیوطی جلد اول صفحہ ۲۶ میں ہے:۔

پہلی — اخرج البزار وابو یعلی والذہبی فی فضل العلم والحاکم وصححہ عن عمر

بزار اور ذہبی بسند صحیح عمر رض

بن الخطاب قال کنت جالساً مع النبی فقال	ابن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز
انبئونی بافضل اهل الایمان ایماناً قالوا یا	حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت
رسول الله الملئکة قال هم کذلک ویحق	نے اصحاب سے پوچھا سب سے بڑھ کر افضل ایمان
لهم وما یمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة	میں کون ہے لوگوں نے بہ ترتیب ملائکہ انبیا
التی انزلهم بها قالوا یا رسول الله الانبیاء	و شہداء کے نام لئے آنحضرت نے فرمایا وہ کیوں
الذی اکرمهم الله برسالاته والنبوة قال	ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ سب باتیں خود مشاہدہ
هم کذلک ویحق لهم وما یمنعهم قد	کرتے ہیں اور خدا نے ان کو یہ مدارج دیے ہیں
انزلهم الله المنزلة التی انزلهم بها قالوا	سب نے عرض کیا پھر آپ ہی فرمائیں حضرت نے
یا رسول الله الشهداء الذین استشهدوا مع	فرمایا وہ لوگ جو کہ اصلاب الرجال میں ہیں
الانبیاء قال هم کذلک ویحق لهم وما یمنعهم و	ابھی پیدا نہیں ہوئے ہمارے بعد آئیں گے اور
قد اکرمهم الله بالشهادة مع الانبیاء بل	ہم پر بے دیکھے ایمان لائیں گے۔ وہ ایک ورق
غیرهم قالوا فمن یا رسول الله قال اقوام فی	لٹکا ہوا پائیں گے۔
اصلاب الرجال یاتون من بعدی یومنون	اور جو کچھ اوس میں ہوگا اُس پر
بی ولم یرونی ویصدقونی ولم یرونی	عمل کریں گے پس یہ لوگ بلحاظ ایمان کل اہل ایمان
یجدون الورق المعلق فیعملون بما فیه فهؤلاء	سے افضل ہیں۔
افضل اهل الایمان ایماناً	

یہی دوسری روایت میں ہے کہ جب صحابہ نے اپنی افضیلت کا دعوی کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الا ان اعجب الخلق الی ایماناً یکونون	سب سے زیادہ تعجب خیز ایمان اُن لوگوں کا ہے

من بعدکم یجدون صحیفا فیہا کتاب | جو ہمارے بعد پیدا ہوں گے وہ ایک صحیفہ پائینگے
یومنون بما فیہ | اور اُسکے لکھے ہوئے پر ایمان لائیں گے

تیسری روایت طبرانی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر زیارت ایمان لانے والوں کو اپنا بھائی فرمایا ہے:۔

اعجب الناس ایمانا قوم یجیئون | تعجب خیز ایمان اُن لوگوں کا ہے جو ہمارے بعد
بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی | ہوں گے وہ بغیر ہم کو دیکھے ایمان لائیں گے اور ہماری
ولم یرونی اولئک اخوانی (۱۵ ایضا) | تصدیق کرینگے اور وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے

چوتھی روایت اسماعیلی کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

اولئک اخوانی وانتم اصحابی (ایضا) | وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے اور تم ہمارے صحاب ہو۔

پانچویں روایت ابن شیبہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یالیتنی قد لقد لقیت اخوانی | کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے

چھٹے ابن عساکر سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون | تم ہمارے صحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ
من بعدی یومنون بی ولم یرونی ثم | قوم ہیں جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائیں گے پھر
قرء الذین یومنون بالغیب ویقیمون | آیہ "یومنون بالغیب" الخ کی تلاوت
الصلوٰۃ الخ | فرمائی۔

ساتویں یہ حدیث صواعق محرقہ کی صفحہ ۱۲۸ سے پیش کی جاتی ہے جو خاص افضل الصحابہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے:۔

واخرج الانصاری عن انس ان رسول اللہ صلعم | انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائینگے

قال یا ابابکر لیت انی لقیت اخوانی — حضرت ابی بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کاش کہ مین اپنے

فقال ابوبکر یارسول اللہ صلعم نحن — بھائیون سے ملاقات کرتا ابوبکرؓ نے کہا ہم لوگ ہی تو

اخوانک قال لا انتم صحابی اخوانی — آپ کے بھائی ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا نہین تم لوگ

الذین لم یرونی وصد قونی واحبونی — بھائی نہین ہو بلکہ اصحاب ہو ہمارے بھائی وہ لوگ

حتی لانی احب الی احدھم من ولدہٖ — ہونگے جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائینگے اور تصدیق کرینگے

ووالدیہ قالوا یارسول اللہ نحن — اور ہماری محبت اُن کے دلون مین اولاد اور والدین سے

اخوانک قال لا انتم صحابی — زیادہ ہوگی پھر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم لوگ

تو آپکے بھائی ہین فرمایا نہین تم اصحاب ہو

اگرچہ اہلسنت نے جو اپنے حسن عقیدت باطلہ سے اپنے اصحاب کو فضیلت دے رکھی ہے وہ ان روایتون سے ہوا ہوگئی لیکن بقول شاعر؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے — جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اس فضیلت کو جس پر جناب محدث دہلوی ان الفاظ مین :۔

"ہیچ فضل و ہیچ کرامتے بہ فضیلت نظر بر جمال مصطفےٰ صلعم نرسد"

ناز فرماتے ہین خود ان ہی کے قول مندرجہ مدارج النبوۃ سے ہباً منثوراً کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ :۔

درحدیث آمدہ کہ پرسیدند یا رسول اللہ — صحابہ نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ ہم سے جو آپ پر

ہیچ کسے از ما کہ بتو ایمان آوردیم و ہمراہ تو جہاد کردیم — ایمان لائے اور آپکے ساتھ جہاد کرتے رہے کوئی اور

بہتر از ما باشد رسول اللہؐ فرمود نعم قومیکہ بعد از — بہتر ہے جو ہم سے بہتر ہے حضرت نے فرمایا ہاں وہ لوگ تم سے بہتر ہین

شما بیایند و نادیدہ بمن ایمان آرند بہتر از شما باشند — جو کہ بعد تمھارے آئینگے اور بغیر دیکھے ایمان لائینگے۔

بعض مفسرین یومنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند — بعض مفسرین نے یومنون بالغیب کی یہی تفسیر کی ہے۔

اسمار بنت عمیس کو حضرت عمر پر فضیلت

صحاب ثلثہ کی عدم فضیلت پر وہ روایت بھی شاہد ہے جو انہی معنی میں ہو جس کا حاصل مطلب یہ ہو

"ایک دن اسمار بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر بن ابی طالبؑ ام المومنین حضرت حفصہ سے ملنے آئین۔ اسمار نے حضرت جعفر کے ہمراہ حبش کو ہجرت کی تھی اُسوقت حضرت عمرؓ بھی وہان موجود تھے اور حضرت حفصہ سے پوچھا یہ عورت کون ہے اُنھون نے کہا اسمار بنت عمیس ہے یہ سنکر حضرت عمرؓ بولے زن حبشیہ یہی ہے۔ یہ کہہ کر اسمار سے فرمایا ہم کو ہجرت مین تم پر فضیلت ہے اسمار نے جواب دیا کیونکر تم سے افضل ہو سکتے ہو اس لیے کہ ہم نے بجز نجاشی کے کفار حبش کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھائی ہین اور تم یہان امن و امان مین رہے یہ کہکر اسمار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ان باتون کا تذکرہ کیا۔ آنحضرتؐ نے سنکر فرمایا کہ تم پر عمر اور اُنکے اصحاب کو میرے پاس ہرگز مرتبہ نہین ہے۔ ان کو ایک ہجرت ہے مکہ سے مدینہ اور تم کو دو ہجرت ہین ایک مکہ سے حبش اور دوسرے حبش سے مدینہ (جلد دوم صفحہ ۲۰۵)

سبحان اللہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صحاب پر ان لوگون کو جو نادیدہ ایمان لائینگے مرتبہ دین۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمائین کہ تم لوگ تو میرے صحاب ہو بھائی نہین ہو میرے بھائی وہ لوگ ہین جو بغیر دیکھے مجھپر ایمان لائین گے اور میری رسالت و نبوت کی تصدیق کرینگے اور مجھ کو اپنے والدین سے بڑھ کر عزیز رکھین گے۔

حضرت ابوبکر آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک نہ بتاسکے

بخلاف اسکے اہلسنت اپنے اصحاب کو فضیلت دین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین تحریف کر کے اپنے مذہب کا رنگ جمائین۔ کیا خوب! ہر چند کہ اہلسنت اصحاب کو زیارت کے شرف سے فضیلت دیتے ہین مگر افسوس کہ اُن کے صحاب اس شرف مین بھی پورے نہ اُترے کہ باوجود شرف زیارت و قربت رسول ان حضرات کو اپنے پیغمبر کا حلیہ مبارک بھی معلوم نہ تھا۔ جیساکہ ذخائر العقبیٰ مین ہے۔

عن ابن عمر قال ان الیهود حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ یہود

جاؤا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبک — حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رسول کا حلیہ

فقال یا معشر الیہود لقد کنت معہ فی — بیان کرو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ یہود اگرچہ

الغار کاصبعی ھاتین ولقد صورت معہ — بیشک مین غار مین حضرت سے مثل دو انگلیون کے متصل رہا

جبل حراء وان خنصری لفی خنصرہ و — اور مین اُنکے ساتھ کوہ حرا پر بھی چڑھا کہ میری چھوٹی انگلی

لکن الحدیث عنہ شدید وھذا — آپ کی چھوٹی انگلی مین تھی مگر حضرت رسول اللہ کا حلیہ

علی ابن ابی طالب فاتوا علیا فقالوا — بیان کرنا مشکل ہے یہ علیؑ موجود مین اُنسے پوچھ لو وہ لوگ

یا ابا الحسن صف لنا ابن عمک — حضرت علیؑ کے پاس آئے کہا کہ اپنے بھائی کا حلیہ بیان کرو

فوصفہ لھم — اُنھون نے بیان کر دیا۔

الحاصل خداے پاک کے نزدیک وہی لوگ افضل و اعلےٰ ہین جو سب مین زیادہ زاہد و ابرار ہون

جیساکہ خود ارشاد فرماتا ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم — آمین بیشک نہین کہ خدا کے نزدیک تم سب مین بڑا عزت والا وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو

اور یہ جامہ خیاط ازل نے آل رسول ہی کے اجسام پاک پر روز ازل سے قطع کیا تھا۔ اصحاب ممدوحین کو تو اسکی ہوا

بھی نہین لگی تھی لہذا اُن کو نہ تو قربت اور صحبت نبوی سے کچھ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے نہ جمال مصطفویؐ کی

زیارت سے سعادت و منزلت ؎

ہر کہ او روے بہ بہبود نداشت — دیدن روے نبیؐ سود نداشت

خار گل کے پہلو مین رہتا ہے مگر باوجود قربت و صحبت پھر بھی خار کا خار ہی رہا۔ گل کی صحبت سے اُسکو

کچھ بھی توقیر نہ ملی کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہر آب جہان مین آبِ حیوان نہ ہوا — بیشک خرِ علیٰ کبھی انسان نہ ہوا

نااہل جو نیکون مین رہے کیا حاصل — دیکھو کہ ابوجہل مسلمان نہ ہوا

فائدہ

اور نہ صرف صحبت اور زیارت پائی سعادت پائی بلکہ حضرت کے غم وخوشی مین شریک ہے اور آپکی یاری ومددگاری اعلاء کلمۃ اللہ مین کرتے رہے ؎

قولہ اصحاب نبی تھے کی غم وخوشی مین شریک ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ مین معین

از وطنہا مہاجرت کردند　　برالمہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو　　ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
با نبی در شدائد واہوال　　بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوے حق　　بہر ایشان بشارت مطلق

غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اس کو نہین پاتی نہ کہ جب اُسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ مین موجود ہون تو اُنکے مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔

اقول

تردید قول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے توان کو کچھ فضیلت حاصل نہین ہوئی۔ ہان اہلسنت اپنی طرف سے دے رہے ہین اور یہ صریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کچھ اپنے پیغمبر کی رفاقت وحمایت ان رفقا نے کی ہے وہ ظاہر ہے عیان راچہ بیان، جس کا کچھ ذکر پچھلے صفحات مین آچکا ہے کہ وقت نصرت ؎

بگر کس نہ بد زان دلیران بجا | رسول خدا ماند و شیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند | علیؑ ماند یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ زید و چہ عمر و ولید | شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بطول | نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول

یہی حال خدا کی راہ مین ایذائین اٹھانے اور ہجرت کرنے کا ہے جیسا کہ حسب بیان مفسرین ومحدثین ومورخین ومجتہدین اہلسنت اور حضرت اسمٰعیل بخاری شعب ابو طالب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین سال تک تکلیفین اٹھانا اور ان رفقا کا اپنی قوم مین امن وامان سے رہنا اوپر بیان ہوچکا ہے۔ وہ اور ہی جان نثار تھے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ مین مشرکین وکفار کے خون کے دریا بہائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت پر عمل کرکے باایمان دنیا سے اٹھ گئے وہی بزرگوار ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد

کے مصداق ہین۔ اس لشکر خدا کے سردار شاہ ذوالفقار کرار غیر فرار غالب کل غالب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ جن کی شجاعت وصلابت کا مخالفین بھی لوہا مانے ہوے ہین ؎

شجاع حیدر صفدر سا تھا نہ کوئی اب | کہ جسکی تیغ سے دہشت زدہ تھے کافر سب

ظفر جہاد مین تھی تابع امیر عرب　　شکست دیکے پھر اجب بڑھا وہ ضیغم رب

شمار جس کا نہین کافر اتنے مارے ہین

پڑے ہین رنیہ تو لاکھون کے سر اتارے ہین

وہ عمر جس کا نہ ثانی تھا کافرون کیطرف　　زمین بھی ہلنے لگی جب بڑھا وہ تیغ بکف

پڑی جو دیو پہ اک ضربت خدیو نجف　　تو لا امان کا اٹھا غلغلہ میان دو صف

علیؑ کے زور پہ حیران تمام لشکر تھا

فرس پہ جسم تھا۔ خراک کے تلے سر تھا

یہی انصار اللہ اعلاء کلمۃ اللہ مین خدا و رسولؐ کی یاری و مددگاری کرتے رہے۔ انھین خاصان خدا کی شان مین ہے ؎

رضی اللہ عنھم از سوے حق　　بہر ایشان بشارت مطلق

نہ کہ ان لوگون کی شان مین ہے جو ثم ولیتم مدبرین کے مصداق ہین۔

غرض ان رفقا کا اپنے پیغمبر کو دشمنون مین چھوڑ کر فرار ہونا ہی ایک ایسی معصیت ہے کہ کوئی برائی اسکو نہین پہونچ سکتی۔ نہ کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عدل نہ کرنے کا الزام لگانا حدیث ثقلین سے انحراف کرنا لشکر اسامہ سے تخلف اور تحریر وصیت مین مزاحمت کرنا حکم رسول اللہ کو ہذیان بتانا۔ جگر گوشہ رسول اللہ کو ایذا ئین دینا۔ آل رسول کے حقوق ضبط کرنا رسول اللہ صلعم کی وصیت کو پس پشت ڈالنا۔ حرص و ہوا کو دخل دے کر احکام خدا و رسول مین دخل دینا اور مورد شریعت مین آیات و احادیث کے بجاے اپنے قیاس سے کام لینا۔ وغیرہ وغیرہ ذاتی صفات موجود ہون تو پھر ان کے مطاعن کی کیا انتہا ہوسکتی ہے۔ اور مداحون کی فرضی مدح سرائیان ان مداحین کے کام کب آسکتی ہین ؎ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد

حضرت امیرؑ کو اصحاب پر فضیلت

اس موقع پر مین اپنے بھائیون سے داد انصاف چاہتا ہون کہ جب وہ اپنے اصحاب ممدوحین کو محض جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و زیارت کی وجہ سے تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل سمجھتے ہین تو کیا اسی دلیل سے اصدق الصادقین۔ سید المسلمین امیر المومنین۔ امام المتقین نفس رسول۔ زوج بتول علی بن ابیطالب علیہ السلام کی افضلیت اصحاب پر ثابت نہین ہوتی جو سید الوصیین نہ صرف اصحاب بلکہ نفس رسولؐ اور برادر رسولؐ بھی تھے جو شفقت و محبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن جناب سے تھی اُسکے متعلق دو چار حدیثین اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین:۔

پہلی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ
ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ	جناب امیرؑ آنحضرت صلعم کی خدمت مین تشریف لائے
وسلم فقام الیہ وقبل ما بین عینیہ	حضرت اُن کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پیشانی پر
فقال العباس تحب ھذا یا رسول اللہ	بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
فقال یا عم واللہ للہ اشد حبا منی	یہ آپ کو پیارے ہین حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ
ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ	خدا کے لئے یہ مجھے نہایت پیارے ہین پروردگار
وجعل ذریتی فی صلبہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی)	نے ہر ایک نبی کی اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے
(ارجح المطالب صفحہ ۵۰۵)	اور میری اولاد اسکے صلب سے پیدا کی۔

دوسری

عن ام عطیہ قالت بعث النبی صلی	ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت
اللہ علیہ وسلم جیشا وامر علیا علیھم فسمعت	صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع	بھیجا تھا مین سن رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا۔	ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے تھے کہ الٰہی تو جب تک مجھے
اخرجہ الترمذی ایضاً صفحہ ۵۰۵)	علی کو نہ دکھاوے تب تک مجھے نہ مار

تیسری

عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوالی حبیبی فدعوت لہ ابابکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوالی حبیبی فدعوت لہ عمر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوالی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا لہ علیا فواللہ مایرید غیرہ فلما راہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض ویدہ علیہ (اخرجہ الدارقطنی)

(ایضا صفحہ ۵۰۵)

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے انتقال کا وقت آگیا تو حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے عمرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے انکو بھی دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تم پر علی کو بلاؤ واللہ حضرت انکے سوا کسی دوسرے کو طلب نہیں کرتے ہیں جب حضرت نے علی کو دیکھا تو اس چادر کو جو حضرت اوڑھے ہوے تھے اٹھایا اور علی کو اسکے اندر لے لیا انتقال فرمانے تک انکو اپنے سینہ سے لگائے ہوے تھے اور آپکا ہاتھ علی پر تھا

چوتھی

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم وعظ وخوف وحذر ثم بکی وقال این علی بن ابی طالب فوثب علیؑ قائما علی قدمیہ فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ وضمہ الی صدرہ و قبل بین عینیہ ثم بکی حتی سالت دموعہ علی خدہ فقال یا علی صوتہ

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہوکر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد وثنا کے بعد وعظ فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابیطالب کہاں ہیں جناب امیر جلدی سے اچھلکر اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت نے ان کو اپنے نزدیک بلایا جب نزدیک گئے تو آپنے انکو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہانتک کہ رخسار مبارک پر آنسو جاری ہوگئے پھر آواز بلند فرما کر کہا

یامعشر المسلمین هذا علی بن ابیطالب	اے گروہ اسلام یہ علی ابن ابیطالب شیخ المہاجرین
هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا	وانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا داماد
اخی وابن عمی ولحمی ودمی هذا ابو السبطین	اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ ابو السبطین یعنی امام حسن
الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة هذا	اور امام حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے
مفرج الکرب عنی هذا اسد الله فی ارضه	سردار ہیں یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے یہ
وسیفه المسلول علی اعدائه فعلی	خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اُسکے دشمنوں کیلئے
مبغضیه لعنة الله ولعنة اللاعنین	اس کی برہنہ شمشیر ہے اُسکے دشمنوں پر خدا اور لعنت
والله منه بری وانا منه بری فمن احب	کرنے والے لعنت کرتے ہیں اللہ ان سے بیزار ہے
ان یبرأ من الله ومنی فلیتبراء منه	میں اُن سے بیزار ہوں پس اگر کوئی خدا کی اور میری
فلیبلغ الشاهد منکم الغائب	بیزاری کو چاہتا ہو اُس سے بیزاری اختیار کرے۔ تم
(اخرجه ابو سعید عبد الملک بن ابی عثمان	حاضرین میں سے ہر اک کو چاہیئے کہ غائبوں کو اس سے
محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف النبوة)	آگاہ کردیں۔ (ارجح المطالب صفحہ ۴۲۹)

پانچویں | جناب شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ان کے حق میں پیغمبر صاحب نے دمک دمی لحمک لحمی وانت منی بمنزلة هارون من موسٰی فرمایا یعنی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور یہ بھی فرماتے تو ان کا اور پیغمبر صاحب کا گوشت پوست اور خون ایک تھا وہ پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ ان کو پیغمبر صاحب نے بچپن سے بیٹوں کی طرح پالا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ علی طفل نوزائیدہ دودھ کے لئے روتے تھے وہ کسی عورت کی چھاتی منہ میں نہ لیتے تھے پیغمبر صاحب اپنی زبان اُن کو چوساتے اور وہ سیر ہو کر سو جاتے تھے ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بھی کہ پیغمبر صاحب نے اپنی لخت جگر فاطمہ زہراء کو ان سے بیاہ دیا تھا اور ان سے پیغمبر صاحب کی

نسل علی تھی وہ اپنی ذات سے بڑے لائق تھے کہ پیغمبر صاحب نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا سے انکی لیاقت کی تصدیق و توثیق کی تھی وہ شجاعت اور سخاوت اور خطابت اور زورمندی مین بےمثل تھے انکی اصابت راے پر پیغمبر صاحب کو کلی اعتماد تھا کہ نو عمری مین ان کو یاسہ کا قاضی بنا کر بھیجا تھا جس رات کو کفار مکہ پیغمبر صاحب کو مار ڈالنے کے ارادہ سے رات بھر پیغمبر صاحب کا گھر گھیرے پڑے رہے پیغمبر صاحب انکو اپنی جگہ لٹا کر چپکے سے باہر نکل آئے ع

"این کار از تو آید و مردان چنین کنند" (امہات الامۃ)

اصحاب خلفۃ آل رسول کی غلامی پر فخر کرتے تھے

چھٹی طرفہ تر یہ امر ہے کہ اہلسنت تو اس شد و مد سے اپنے اصحاب ممدوحین کو آل رسول سے افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود اصحاب آل رسول کی غلامی پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے اور اس کو اپنی عزت و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے چنانچہ جناب راجا راجایان سر کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنتہ جی سی۔ اے۔ آئی۔ پیشکار و سابق مدارالمہام بہادر سرکار نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنی تالیف رسالہ "دین حسین" صفحہ ۱۸ مین یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ

ایک واقعہ یاد آیا جسکا تذکرہ ایک مرتبہ وعظ کی محفل مین سنا تھا جسمین اصحاب کبار کے اتحاد کا ذکر بھی آیا تھا وہ یہ ہے کہ کسی موقع پر حضرت عمرؓ کے فرزند، حضرت امام حسین سید الشہدا کے ساتھ کھیل کود مین شریک تھے ہمسنون کا مجمع تھا کسی بات پر جناب سید الشہدا نے حضرت عمرؓ کے فرزند کو "غلام" کے لفظ سے منسوب کیا وہ روتے ہوے اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوے اتفاق سے تینون اصحاب مسجد مین جمع تھے وجہ آزردگی دریافت کی حضرت عمرؓ کے فرزند نے واقعہ بیان کیا ہر سہ صاحبین نے حضرت عمرؓ کے فرزند کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ رونے کی بات نہین ہے بلکہ نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے زہے نصیب ہمارے کہ حضرت امام حسین نے تجھ کو اپنے غلامون مین شریک کیا بلکہ یہ ایک سند ہمارے سب کیلئے ہے تو جا کر حضرت سے لکھوا لے کہین ایسا نہو کہ اس خطاب کے دوسرے

مستحق ہو جاتے ہیں۔ (یہ واقعہ ضرور صحیح ہوگا کیونکہ واعظ ایک نہایت معتبر صاحب تھے جنکے مستند و موثق ہونیکے ڈنکے بجے ہوئے تھے یعنی مولوی احمد خیر المبین صاحب)

ساتویں ازالۃ الخفا۔ کنز العمال۔ تہذیب الکمال لاسماء الرجال۔ اور ضیاء العین میں ہے جسکی نقل یہ ہے کہ۔

عن حسين بن علي قال	امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں جسکا ماحصل یہ ہے کہ ایکروز
صعدت الى عمر ابن الخطاب المنبر	میں عمر بن خطاب کے پاس گیا دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے میں بھی منبر
فقلت انزل عن منبر ابی واصعد منبر	پر چڑھ گیا اور ان سے کہا کہ میرے والد کے منبر سے اترو اور اپنے
ابيك فقال ان ابی لم يكن له منبر فاقعدني	باپ کے منبر پر جاؤ انھوں نے کہا کہ میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں ہے
معه فلما نزل ذهب بي الى منزله فقال لي من	یہ کہکر مجھے اٹھا لیا اور اپنے پاس مجھے بٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد وہ منبر
علمك هذا فقلت ما علمنيه احد قال اي بني	سے اترے اور مجھے وہ اپنے گھر لیگئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات آپکو کسنے
لو جعلت تاتينا وتغشينا قال فجئت	سکھائی میں نے کہا مجھے یہ بات کسی نے نہیں سکھائی یہ سنکر انھوں نے
يوما وهو خال بمعوية وابن عمر	کہا اے صاحبزادے آپ اگر میرے پاس آیا کریں تو خوب تھا حضرت فرماتے
بالباب لم يوذن له فرجعت فلقيني	ہیں کہ پھر میں ایکدن انکے پاس گیا اسوقت معاویہ سے خلوت کئے
بعد فقال لم ارك اتيتنا فقلت اني	ہوئے تھے انکے فرزند عبد اللہ دروازے پر کھڑے تھے انکو اندر جانیکی
جئت وانت خال بمعوية فرأيت	اجازت نہ ملی جب میں نے یہ حال دیکھا تو واپس چلا گیا اسکے بعد
ابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت	ایک مرتبہ انھوں نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ پھر میرے پاس نہیں آئے
فقال انت احق بالاذن من عبد الله	میں نے کہا آیا تو تھا مگر آپ معاویہ سے خلوت میں تھے اور آپکے فرزند
بن عمر انما انبت في رؤسنا ما ترى	عبد اللہ دروازے پر سے لوٹ گئے میں بھی چلا گیا یہ سنکر حضرت عمر
الله عز وجل ثم انتم	نے کہا آپ اجازت پانیکے ابن عمر سے زیادہ مستحق ہیں یہ بال جو ہمارے
(ضیاء العین صفحہ ۱۹۱)	سر میں ہیں انکو خدا تعالیٰ اور آپ لوگوں نے ہی اگایا ہے

آٹھویں

عن ابن عباس قال لما افتتح المدائن على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام عمر امر عمر بالانطاع فبسطت في المسجد فاول من بدء اليه الحسن فقال يا امير المؤمنين اعطني حقي بما افتتح الله على المسلمين فقال عمر بالرحب و الكرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف فبدء اليه الحسين فامر له بالف درهم ثم انصرف فبدء اليه عبدالله بن عمر فامر له بخمس مائة درهم فقال يا امير المؤمنين انا رجل مشتد اضرب بالسيف بين يدي رسول الله صلعم والحسن والحسين طفلان يدرجان في سكك المدينة تعطيهما الف درهم و تعطيني خمس مائة قال عمر نعم اذهب فائتني باب كابيهما و ام كامهما و جد كجدهما وجدة كجدتهما وعم كعمهما وعمة كعمتهما وخال كخالهما

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی خلافت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے اصحاب پر دائن کو فتح کیا حضرت عمرؓ نے مال غنیمت تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے جناب امام حسن علیہ السلام انکے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا حق دیجئے اس چیز سے جو کہ اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کے لئے فتح دی ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ بزرگی ہے اور کرامت ہے پس حضرت عمرؓ نے ان کے لئے ہزار درہم کا حکم دیا۔ انکے بعد جناب امام حسین علیہ السلام تشریف لائے حضرت عمرؓ نے انکے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا۔ انکے بعد عبداللہ بن عمرؓ آئے حضرت عمرؓ نے انکے لئے پانسو درہم کا حکم دیا۔ عبداللہ کہنے لگے کہ یا امیر المؤمنین میں مضبوط آدمی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تلوارے لڑتا تھا اور حسنینؑ لڑکے تھے اور مدینے کے بازاروں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے ان دونوں کو تو ہزار ہزار درہم دیئے اور مجھے پانسو درہم دیئے پس حضرت عمرؓ نے کہا ہاں جا اور میرے پاس ان کے باپ سا باپ اور انکی ماں سی ماں اور ان کے نانا سا نانا اور انکی نانی سی نانی اور ان کے چچا سا چچا اور انکی پھوپھی سی پھوپھی اور انکے ماموں سا ماموں اور انکی خالہ سی خالہ لیکر آ یا

فانك لاتاتينى بدابوهما فعلى المرتضى	مگر تو ہرگز نہ لا سکیگا۔ انکا باپ علی مرتضے انکی ماں فاطمہ زہرا
وامهما فاطمة الزهراء وجدهما	ہیں ان کے جد امجد محمد مصطفے صلعم ان کی جدہ کریمہ
محمد المصطفى وجدتهما خديجة	جناب خدیجۃ الکبریٰ ان کے چچا جعفر طیار ان کی
الكبرىٰ وعمهما جعفر بن ابيطالب عمتهما	پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب ان کی خالہ رقیہ اور
امهانى بنت ابيطالب خالتهما رقية و	ام کلثوم آنحضرت صلعم کی بیٹیاں اور ابراہیم
ام كلثوم بنتا رسول الله صلى الله عليه	علیہ السلام ان کے ماموں ہیں۔

وسلم وخالهما ابراهيم (اخرجہ ابوسعید ان ارجح المطالب صفحہ ۳)

سبحان اللہ! زبان سے تو آل رسول کی عقیدت اور مودت اس طرح ظاہر کریں اور عملا یہ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر جلانے کو آگ اور لکڑی لے کر جائیں چنانچہ ابو محمد سعید اللہ بن مسلم ابن قتیبہ کتاب الامامۃ السیاسۃ میں اس واقعہ کا تفصیلی حال یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

عمر ابن خطاب نے فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا گھر میں سے نکلو ورنہ میں گھر کو آگ لگا دوں گا کسی نے کہا اے ابو حفص (حضرت عمر کی کنیت) اس گھر میں تو فاطمہؑ اور حسنینؑ ہیں۔ حضرت عمر نے کہا ہوا کریں (یہ پوری روایت آیات بینات جلد سوم بحث خلافت میں نقل کیگئی ہے)۔

اس جگہ روایتوں کے نقل کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرات آل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آقا اور سردار جانتے تھے اور آل رسول کی غلامی پر فخر اور اسکو وسیلہ نجات سمجھتے تھے تو پھر ہمارے سنی بھائی کس بنا پر اُن کو نفس رسولؐ پر خصوصاً اور آل نبیؐ پر عموماً فضیلت دیتے ہیں جو خود انہیں کے خلفاء کرام کے اقوال سے باطل ثابت ہوئی۔ واہ یہ خوب فضیلت ہے کہ خلفاء کرام تو اپنے آپ کو آل نبی کا غلام بتائیں اور اُن کے معتقدین ومقلدین بمصداق (مدعی سست گواہ چست) یہ خطاب افضل البشر بعد نبینا ابوبکر و عمر کو عطا کر کے اُن کو تمام اُمت سے درجے اور مرتبہ میں افضل اعلیٰ ٹھہرائیں۔

حالانکہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

قول حضرت عائشہؓ علیؑ کو کل خلقت سے بہتر نہ سمجھے وہ کافر ہے

(۱)	عن عطاء قال سئلت ام المؤمنین	عطار ناقل ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ
	عائشۃ رضی اللہ عنہا عن علیؑ فقالت	سے حضرت علیؑ کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں
	ذلک من خیر البریۃ ولا یشک فیہ	کہ علیؑ تمام خلقت سے بہتر ہیں اس میں بجز کافر
	الّا کافر (اخرجہ احمد فی المناقب و اخرجہ ابو بکر بن مردویہ)	کے کوئی شخص شک نہیں لا سکتا ۔
(۲)	عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال	حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
	قال رسول اللہ صلعم علی خیر البشر	رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ علیؑ تمام لوگوں سے
	من ابی فقد کفر (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ)	بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا ۔

کیا خوب اصحاب ثلٰثہ کو ان خاصان خدا پر فضیلت دیتے ہیں جن کی عظمت و فضیلت و بزرگی میں قرآن شاہد ہے اور جنکی توقیر اور منزلت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ ؎

از جملہ آفرینش کون و مکان	مقصود خدا محمدؐ و علیؑ و اولاد علیؑ است

یہ مفہوم اس حدیث کا ہے :-

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی	عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے
اللہ تعالیٰ آدم و نفخ فیہ من روحہ	آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی
عطس آدم فقال الحمد للہ اوحی	تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ کہا پروردگار نے
اللہ الیہ حمدنی عبدی بعزتی	فرمایا میرے بندہ نے میرا شکر کیا ہے مجھے اپنی عزت
لولا عبدان ارید ان اخلقھما	و بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو
فی دار الدنیا ما خلقتک	دنیا میں پیدا کرنے کا ارادہ نہ کرتا تو میں تجھے ہرگز نہ پیدا کرتا

قال الٰھی یکونان منی قال نعم — حضرت آدم نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھسے
یا آدم ارفع راسک وانظر فرفع — پیدا ہوں گے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے
راسہ فاذا مکتوب علی العرش — سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش
لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلی — پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے اور علی
مقیم الحجۃ (اخرجہ الاخطب فی المناقب) (ارجح المطالب صفحہ ۲۹) — حجۃ کا قائم کرنے والا ہے۔

مختصر آل رسول کو خداوند تعالیٰ جل شانہ نے جو فضائل و مناقب عطا فرمائے وہ نہ ان سے پہلے کسی کو دیے اور نہ اُن کے بعد کسی کو ملے چنانچہ ان کے فضائل پر خود کلام الٰہی شاہد ہے از انجملہ دو چار آیات بھی اس جگہ نقل کی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

آیات الٰہی تفاسیر آل سول کی شان میں

پہلی — فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب — پس آدم کو اپنے رب کی طرف سے جو کچھ
علیہ انہ ھو التواب الرحیم — کلمات ملے جن سے اُن کی توبہ خدا نے قبول
پارہ (۱) سورۂ بقر رکوع ۴ — کر لی بیشک وہ بڑا توبہ کرنے والا ہے

کتب تفاسیر فریقین میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ ہوا اور آپ نے اپنے خدا سے استغفار اور معذرت چاہی تو منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ تم ہم سے محمدؐ اور آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگو ہم تمہاری دعا قبول کر لینگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ بار الٰہا محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے واسطے سے میری توبہ قبول فرما۔ ایس خدا نے حضرت آدم کی دعا قبول فرمالی۔

تفسیر درمنثور سیوطی جلد اول صفحہ ۱۶ میں آیۂ متذکرہ بالا کی تفسیر ان الفاظ میں ہے۔

اخرج ابن النجار عن عباس — ابن نجار نے حضرت عباس سے روایت
قال سالت رسول اللہ صلعم عن — کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وہ کونسے
الکلمات التی تلقاھا آدم من ربہ — کلمات ہیں جن سے خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کی

فتاب علیہ قال سأل بحق محمد	توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے
وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین	بواسطہ محمدؐ و علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ دعا مانگی تھی اسلیے
فتاب علیہ	خدائے پاک نے اُن کی دعا قبول فرمائی

یہی ینابیع المودۃ باب ۲۴ مین بھی ہے:۔

عن الشیخ عبد القادر الجیلانی	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے
رحمہ اللہ علیہ مرفوعاً عن ابی ھریرۃ	کے اسناد کو بواسطہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہین
رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم انہ	کہ انھون نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ
قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر و نفخ	جب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا
فیہ من روحہ التفت آدم یمین العرش	کیا اور اُن کے جسم مین اپنی روح کو پھونکا تو جناب آدم
فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا	نے عرش کے داہنے طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اسمین
قال آدم یا رب ھل خلقت احداً من	پانچ تن پاک کے جسمون کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔
طین قبلی قال لا یا آدم قال	آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ
فمن ھؤلاء الخمسۃ الذین	سے بھی پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا
اراھم فی ھیئتی وصورتی قال	کہ نہین۔ آدم نے عرض کیا پھر یہ کون اشخاص ہین جنکو مین
ھؤلاء خمسۃ من ولدك ولا ھم ما خلقتك	اپنی ہیئت و صورت مین پاتا ہون خدا تعالیٰ نے
ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ	فرمایا کہ یہ تیری اولاد مین سے پانچ شخص ہین۔ اور
اسماء من اسمائی لولا ھم ما خلقت	جس چیز سے تجھے مین نے پیدا کیا ہے یا اس سے
الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی	نہین مین انکے لیے مین نے اپنے نامون مین سے پانچ نام مشتق کیے
ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ	ہین اگر یہ نہوتے تو مین جنت دوزخ اور عرش کرسی آسمان زمین اور فرشتے

ولا الانس ولا الجن فانا المحمود و
هذا محمد وانا العالی وهذا علی
وانا الفاطر وهذه فاطمة وانا
الاحسان وهذا الحسن وانا المحسن
وهذا الحسین آلیت بعزتی انه
لا یاتینی بمثقال حبة من خردل
من بغض احد هم الا ادخلته
ناری ولا ابالی یا آدم هولاء صفوتی
بهم انجیهم و بهم اهلکهم فاذا
کان لک حاجة فبهؤلاء توسل فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن
سفینة النجاة من تعلق بها نجی
ومن حاد عنها هلک فمن کان
له الی اللہ حاجة فلیسال بنا اهل
البیت (اخرجه ابوالقاسم عبدالکریم
بن محمد عبدالکریم الرافعی وابراهیم
بن الحموینی)

(ارجح المطالب صفحہ ۴۶)

اور انسان وجن وغیرہم کو ہرگز نہ پیدا کرتا پس میں
محمود ہوں اور یہ محمد ہیں ۔ میں عالی ہوں اور یہ علی
ہے میں فاطر ہوں اور یہ فاطمہ ہے میں احسان میں
اور یہ حسن ہے میں محسن ہوں اور یہ حسین ہے ۔ مجھے
اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ
کے برابر بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئے گا تو
میں اسکو ضرور دوزخ میں جھونکوں گا اور مجھے
اُس کی کچھ بھی پرواہ نہوگی ۔ اے آدم یہ میرے
برگزیدہ ہیں میں انکی وجہ سے بہت سے لوگوں کو
نجات بخشوں گا اور اُن کی وجہ سے بہتوں کو ہلاک
کروں گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو
اُن کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا کر پس آنحضرت صلعم
ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے
کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا
اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا ۔ پس جس
کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی
منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہلبیت کے واسطے
سے سوال کرے ۔

اس روایت کو ملا معین نے بھی معارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے اُس کی نقل یہ ہے :-

داستان ششم نیز بشارت۔ آدم صفی اللہ است
امام جعفر صادق علیہ السلام در تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی
ادم من ربہ کلمات می فرماید کہ آدم و حوا در حینیکہ
بر سریر جنت متمکن بودند و از زندگانی بر وفق کامرانی
غیر متشکی حق تعالی جبرئیل امین علیہ السلام را فرستاد
تا آدم علیہ السلام را بر منازل و قصور و درجات جنت
سیر دہد جبرئیل دست آدم را گرفتہ بمنزلی آورد کہ
بنائے خشتی از زر و خشتی از نقرہ بود کنگرہ ہائے ان
از زمرد اخضر و درین تختی بود از یاقوت احمر بنگاشتہ
و بر بالائے آن تخت قبہ از نور برافراشتہ و دران قبہ
بر بالائے آن تخت صورتے در غایت حسن و جمال
ترتیب دادہ تاجی از نور بر سرش نہادہ و دو گوشوارہ
از لولو در گوش در آوردہ و قلادہ از نور در گردن او
کردہ آدم از غایت صباحت و ملاحتش انگشت حیرت
در دندان گرفت و حسن و جمال حوا را در جنب آن
فراموش ساخت پرسید یارب ما ھذہ الصورۃ
خطاب آمد کہ این صورت فاطمہ زہرا است دختر محمد مصطفی
و آن تاج نور بر سر او نمودار پدر بزرگوار او ست علیہ الصلوٰۃ
افضلہا و آن قلادہ نور در گردن او مثال شوہر عالی قدر

چھٹا واقعہ بشارت آدم صفی اللہ کی ہے کہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی آدم من ربہ کلمات میں
فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت آدم و حوا تخت جنت پر
جلوہ افروز ہوئے اور اپنی کامیابی پر کچھ شکایت
نہ رکھتے تھے حق تعالی نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ انکو جنت کے منازل
و مکانات و قصور و درجات کی سیر کرائیں حضرت جبرئیل
حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کے ان کو ایک محل
میں لائے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تعمیر
ہوا تھا اور جسکے کنگرے طلائے خضر کے تھے اس محل میں
ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہوا تھا جس پر ایک نورانی قبہ استادہ
تھا قبہ کے اندر ایک تخت پر ایک صورت نہایت حسین
و جمیل جلوہ فرما تھی اسکے سر پر نورانی تاج تھا کانوں میں
موتیوں کے دو بندے تھے اور گلے میں ایک نورانی ہیکل تھی حضرت آدم
اس صباحت و ملاحت کو دیکھکر حیرت سے انگشت بدندان ہوئے
یہانتک کہ اسکے آگے حضرت حوا کا حسن و جمال بھی بھول گئے
عرض کیا بار الہا یہ صورت پاکیزہ کسکی ہے جواب آیا کہ
یہ صورت فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفی کی ہے اور نورانی تاج
جو انکے سر پر ہے وہ انکے پدر بزرگوار ہیں نورانی ہیکل سے مراد انکے شوہر عالیقدر

علی کرم اللہ وجہہ و آن دو گوشوارہ چون لآلی زاہرہ
کنایہ از دو فرزندان ارجمند فرمان بردار رضوان اللہ
علیہما بعد ازان بربالای سر نظر کرد پنج در دید گشادہ
برکتابہ یک کلمہ از نور ثبت ساختہ بربالای یک در
نوشتہ بود انا المحمود وھذا محمد و بر فرق دیگر
رقم زدہ بود انا العلی الاعلی وھذا علی و برکتابہ
منظر سیم این کتابت کردہ بود کہ انا الفاطر وھذہ
الفاطمہ و بر عصابہ روزن دیگر این کلمہ مرقوم
ساختہ بود کہ انا المحسن وھذا الحسن و برایوان
منفذ پنجم این ترکیب ثبت فرمود کہ انا الاحسان
وھذا الحسین جبرئیل علیہ السلام فرمود کہ اے آدم
این کلمات بابرکات واین اسامی گرامی را بخاطر
میدار کہ روزے شاید کہ کار این کلمات محتاج گردی
بعد ازانکہ سیصد سال بجہت ارتکاب زلت گریستہ
بود بمقتضائے ندائے ہاتف غیبی این کلمات مستفید
گشت تا گفت یا محمود یا علی الاعلی و یا فاطر
و یا محسن و یا منک الاحسان بحق محمد
وعلی و فاطمہ والحسن والحسین ان تغفرلی
وتقبل توبتی یا غفور از جانب خداوند قدس جل وعلی

علی ہیں اور دو گوشوارے جو خوش آب موتی کے
مانند ہیں ان سے اشارہ انکے دو فرزند ارجمند سے ہے
اسکے بعد حضرت آدم نے سر کے اوپر نظر کی تو پانچ
دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہر ایک پہ کلمات نورانی
تحریر تھے ایک دروازے پر لکھا تھا کہ میں محمود ہوں
اور یہ محمد ہیں اور دوسرے پر لکھا تھا کہ میں بزرگ و
برتر ہوں اور یہ علیؑ ہے تیسرے پر تھا کہ میں فاطر ہوں
اور یہ فاطمہؑ ہیں چوتھے پر تحریر تھا کہ میں محسن ہوں اور
یہ حسنؑ ہے اور ایوان پنجم پر ثبت تھا کہ میں احسان
ہوں اور یہ حسینؑ ہے۔
جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم یہ کلمات
بابرکات اور اسمار گرامی یاد رکھو کہ شاید اکیدن
تم کو ان کلمات کی حاجت پیش آئے چنانچہ جب بوجہ
ترک اولی تین سو سال تک حضرت گریہ بکا فرماتے
رہے تو حسب ندائے غیبی ان کلمات سے مستفید
ہوئے اور کہا یا علی الاعلی یا فاطر یا محسن
یا احسان بحق محمد وعلی وفاطمہ
والحسن والحسین مجھے بخش دے اور اے غفور الرحیم
میری توبہ قبول فرما خداوند جل وعلا کی جانب سے

وحی آمد کہ اے آدم اگر از من مجرمان تمامی ذریت خود را — وحی آئی اے آدم اگر مجھ سے اپنے تمام گنہگاروں کی
درخواست میکردی ببرکت این پنج ہمہ را مغفور — جو تمھاری ذریت سے ہیں درخواست کرتے تو میں
می ساختم فذلک قولہ فتلقی آدم من ربہ — ان پانچ ناموں کی برکت سے سب کو بخش دیتا یہ وہ
کلمات فتاب علیہ صفحہ ۱ جلد دوم — قول ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

دوسری آیت
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — اے اہلبیت (رسول) خدا یہی چاہتا ہے کہ
اہل البیت ویطہرکم تطہیرا — تم سے کل برائیاں دور کردے اور پورے طور پر
(سورۂ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۱) — تمکو پاک و پاکیزہ بنادے ۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر مفسرین عظام اہلسنت اس طرح کرتے ہیں :-

عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ — جناب عائشہ رض روایت فرماتی ہیں کہ
صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط — ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن — صبح کو ایک سیاہ بالوں کی گلیم منقش اوڑھے ہوے باہر
علی فادخل ثم جاء الحسین فادخل — تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے
معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء — ان کو اسمیں داخل کرلیا پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی
علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ الخ — آپنے داخل کرلیا پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے
(اخرجہ احمد والمسلم والترمذی وابن — ان کو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپنے
شیبۃ وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم — ان کو بھی اسمیں لے لیا پھر آپ نے آیہ انما
والسیوطی فی تفسیر الدر المنثور) ارجح المطالب صفحہ ۳۱۵ — یرید اللہ الی آخرہ تلاوت فرمائی ۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمہ قالت ان — ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
ہذہ الآیۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — تحقیق آیت کہ (نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے رجس کو

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نزلت فی
بیتی وانی جالسۃ عند الباب فی البیت
رسول الله صلعم وعلیؑ فاطمہ والحسن و
الحسین فجللهم بکساء وقال اللهم هولاء
اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس
وطهرهم تطهیرا فقالت وانا معهم یا رسول
الله قال انک علی الخیر (اخرجه لمسلم
والترمذی والدارمی والبیهقی وابن جریر و
ابن المنذر والحاکم وصححہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور ایضا)

اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا میرے
گھر مین نازل ہوئی ہے مین دروازے کے قریب
بیٹھی ہوئی تھی اور گھر مین جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم و علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام
تھے حضرت نے ان کو چادر اُڑھا کر فرمایا اے میرے
پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہین اے
نجاست کو دور کر اور ان کو خوب پاک کر پس مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ مین بھی ان کے ساتھ ہون
فرمایا تم بہتری پر ہو (یعنی انجام تمھارا نیک ہے)

(۳) وصاحب عین المعانی فرمود کہ ظاہر تفسیر
دلالت بران دارد کہ اہلبیت ازواج باشند اما
از عائشہ وام سلمہؓ ابو سعید خدری وانس بن مالک
نقل کردہ اند کہ اہلبیت فاطمہؓ وعلیؓ وحسنؓ وحسینؓ اند
ودر اسباب نزول آوردہ کہ ام سلمہ فرمود کہ پیغمبر صلعم
درخانۂ من بر گلیمے کہ برائے فرش نیز افگندہ بودیم
نشستہ بود۔ فاطمہؓ در آمدہ وجہت حضرت صلعم
سنبوسات با گوشت پختہ آوردہ بود حضرت
فرمود کہ اے فاطمہ علی وفرزندان مرا
بخوان تا درین خوان با ما ہمکاسہ شوند

صاحب عین المعانی تحریر فرماتے ہین کہ بظاہر مراد
اہلبیت سے ازواج رسول ہین لیکن حضرت عائشہ
وام سلمہؓ ابو سعید خدری وانس بن مالک سے روایت
ہے کہ مراد اہلبیت سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و
حسنین علیہم السلام ہین اور حضرت ام سلمہ نے اس
آیہ کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلعم میرے گھر مین اُس کمبل پر جو اُن کے واسطے بچھایا
گیا تھا رونق افروز تھے کہ ناگہان حضرت فاطمہؓ تشریف لائین
اور گوشت کے سنبوسے کہ جو حضرت کے واسطے لائی تھین پیش کیے حضرت نے فاطمہ
سے ارشاد فرمایا کہ اے پارۂ جگر علی و حسنین علیہم السلام کو بلا تاکہ ہمارے شریک طعام ہون

چون طعام خورد مصطفےٰ صلعم آن گلیم بر ایشان
پوشید و گفت خدایا این اہلبیت من اند رجس
را از ایشان بردار ایشان را پاکیزہ گردان این
آیت (انما یرید الله الخ) نازل شد من
سر خود در زیر گلیم کردم و گفتم یا رسول اللہؐ من از
اہلبیت تو ام فرمود کہ انک علی خیر
ازین جہت ست کہ آل عبا بریں پنج تن طلاق
می کنند. شعر

جب حضرت کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے
اس کمل میں انکو لے لیا اور فرمایا کہ بارالہا یہ میرے
اہلبیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کرکے پاک و
پاکیزہ فرما۔ اس اثنا میں آیۂ انما یرید اللہ
لیذھب الخ نازل ہوئی (ام سلمہؓ کہتی ہیں) کہ میں نے
بھی اپنا سر کمل میں داخل کرکے کہا یا رسول اللہؐ
میں تمہارے اہلبیت میں نہیں فرمایا کہ تم خیر پر ہو
اسی وجہ سے آل عبا کا اطلاق انھیں پانچ پر ہوتا ہے

آل عبا رسول اللہ و ابنتہ
والمرتضیٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا

شعر "آل عبا رسول خدا اور اُن کی بیٹی فاطمہ زہراؑ
اور علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام ہیں جبکہ جمع ہوئے"

و بعضی دیگر تفاسیر از انس بن مالک نقل کنند کہ
چون وقت نماز بر در خانہ فاطمہؑ بگذشتے و
الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا
فرمودی۔ (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۰۰)

اور دیگر تفاسیر میں انسؓ بن مالک سے نقل کرتے ہیں
کہ جب نماز کے وقت حضرت فاطمہؑ کے دروازے
پر گذر ہوتا تو آپ الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا
فرماتے تھے۔

صحیح مسلم۔ ینابیع المودۃ۔ تفسیر ثعلبی۔ جذب القلوب۔ جواہر العقدین۔ صواعق محرقہ۔ مودۃ القربےٰ۔ اور
تفسیر کبیر۔ ان سب میں ہے کہ آیت پنجتن پاک ہی کی شان میں ہے۔

(تیسری) فمن حآجک فیہ من بعد ما جاءک
من العلم فقل تعالوا ندع

پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا اسکے بعد اگر
تمسے کوئی (نصرانی عیسیٰ کے بارہ میں حجت کرے تو کہو کہ

ابنائنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(اچھا میدان مین آؤ) ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو (بلائین) تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنی جانون کو (بلائین) تم اپنی جانون کو پھر ہم سب ملکر خدا کی درگاہ مین اگڑ گڑائین اور جھوٹون پر خدا کی لعنت کرین۔

پارہ ۳ - سورۂ آل عمران ع ۱۴

شان نزول اس آیۂ وافی ہدایہ کا جو تحریر کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ :-

"حضرت عیسیٰ کے بارہ مین نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاکھ سمجھایا کہ عیسے کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدمؑ کی بھی مثال دی مگر ان لوگون نے ایک نہ سنی آخر اپنے حکم خدا سے قسا قسمی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ کہتے ہین اور یہ قول و قرار ہوا کہ فلان جگہ فلان وقت ہم اور تم دونون اپنے بیٹے عورتون اور جانون کو لیکر جمع ہون اور ایک دوسرے پر لعنت کرین اور خدا سے عذاب کے خواستگار ہون جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا آپ نے تڑکے حضرت سلمان کو ایک سُرخ کملی اور چار لکڑیان دیکر اُسمین ایک چھوٹا سا سایبان کھڑا کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو بغل مین لیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ تھاما۔ اور جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے پیچھے اور جناب امیر علیہ السلام کو انکے پیچھے لیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے بیٹون کی جگہ نواسون کو اور عورتون کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا۔ اور دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہین یہ میرے اہلبیت ہین ان کو ہر برائی سے پاک و پاکیزہ رکھ۔ الغرض جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے میدان مین پہونچے تو نصاریٰ کا سردار عاقب آپکی طرف دیکھکر اپنے لوگون سے کہنے لگا خدا کی قسم مین ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہون اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ

ہٹ جائے تو کہیں گے تو یقیناً ہٹ جائے گا خیریت اسی میں ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ سے ایک بچے گا آخر اُن لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر کی صورت میں مسخ کر دیتا۔

ہم بعض مفسرین اہلسنت کے اقوال و اسناد بھی پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے قول کی صداقت پورے طور سے ہو جائے گی ملاحظہ ہو :۔

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال	سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ
لما نزلت هذه الاية فقل تعالوا ندع	جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محمدؐ! نصاریٰ
ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم	نجران سے کہو آؤ! بلاویں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے
وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل	بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو
لعنة الله علی الکاذبین" دعا	اور ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو پھر بددعا
رسول الله صلی الله علیه وسلم	کریں پھر لعنت کریں جھوٹوں پر پھر جناب رسول اللہ
علیا وفاطمة وحسنا وحسینا و	صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام
قال اللهم هؤلاء اهل بیتی (اخرجه احمد	کو بلا کر کہا کہ اے میرے پروردگار یہی میرے اہلبیت
والمسلم والترمذی ونسائی فالخصائص)	ہیں (ارجح المطالب صفحہ ۵۵)
(۲) عن ابن عباس قال ان رهطا من	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ
نجران قدموا علی رسول الله صلی	چند آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر
الله علیه وسلم فقالوا ما شانك	کہنے لگے کہ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں آپ نے
تذکره صاحبنا قال من هو قالوا	فرمایا کہ وہ کون ہیں بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ یہ گمان کرتے
عیسیٰ تزعم انه عبد الله قال اجل	ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا گمان بجا ہے

فقالوا فهل رأيت مثل عيسى
وانبئت به ثم خرجوا من عنده
فجاء جبرئيل فقال له قل لهم
اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله
كمثل آدم وفي رواية ان
احدا منهم قال له المسيح ابن
الله لا اب له وقال الآخر هو الله
لانه احيى الموتى واخبر عن
الغيوب وابرء الاكمه والابرص
وخلق من الطين طيرا وتزعم
انه عبد الله فقال صلى الله
عليه وسلم هو عبد الله وكلمته
القاها الى مريم فغضبوا فقالوا
انما لا نرضى الا ان تقول هو
الله وقالوا ان كنت صادقا
فارنا عبد الله يحيى الموتى
ويشفى الاكمه والابرص
ويخلق من الطين طيرا فينفخ
فيه فيطير فسكت عنهم

وہ کہنے لگے کہ آپ عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں
یا آپ کو ان کے جیسے کا پتہ لگا ہے تو بتائیں یہ
کہکر وہ لوگ وہان سے چلے گئے۔ پس حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لائے اور کہنے
لگے کہ جب وہ لوگ آئین آپ ان سے کہدین کہ خدا
کے نزدیک عیسیٰ بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہین
ایک روایت مین ہے کہ نجران کے لوگون مین سے
ایک شخص نے حضرت کی جناب مین عرض کیا کہ مسیح
خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہین ہے اسکے ساتھ
والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے مردے
زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتین بیان کرتے تھے اور اندھے
اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ انکو
خدا کا بندہ کہتے ہین۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا
کا بندہ اور اس کا اک کلمہ تھے جو مریم کی طرف
القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہین
راضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہین کہ وہ خدا
تھے۔ اگر آپ صادق ہین تو آپ ہمین کوئی خدا
کا بندہ ایسا دکھا دین جو مردون کو زندہ کرے
اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے

فنزل الوحی یقول له تعالیٰ
لقد کفر الذین قالوا ان الله هو
المسیح ابن مریم وقوله تعالیٰ
فمن حاجك فیه من بعد
ما جاءك من العلم فقل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءکم و
نساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتهل فنجعل
لعنة الله علی الکاذبین
ثم قال لهم ان الله امرنی
ان لم تنقادوا الاسلام اباهلکم
ثم انهم وعدوا الی الغد لما
اصبح رسول الله صلی الله علیه
وسلم اقبل مع علی والحسن
والحسین وفاطمه وعند
ذلك قال لهم اسقف انی
لاری وجوها لو سئل الله ان
الله ان یزیل لهم الجبل
لازاله فلا تباهلوا فتهلکم

جانور بنائے اور پھر انہیں روح پھونکی اور وہ
اڑ جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہو گئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ
جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ
تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے
اس کے بعد کہ تجھے اسکا علم آگیا ہے پس کہہ دے
آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم
اپنی عورتوں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں
اور تم اپنی جانوں کو پھر بددعا کریں اور
اللہ کی لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے نصاریٰ
کے گروہ سے ارشاد کیا کہ اگر تم اسلام کے مطیع نہ ہو گے
تو خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے میں تم سے مباہلہ
کروں پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا
جب صبح ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو
ساتھ لیکر تشریف لائے اسقف نے ان سے کہا
واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے
یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو

ولا یبقی علی وجہ الارض نصرانی — خدائے تعالیٰ اُس کو اُسکی جگہ سے ٹلا دے گا۔ تم

فقالوا لہ صلعم لانباھلک — ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی

(اخرجہ ابو حاتم) — باقی نہ رہے گا۔ پس اسقف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

(ایضا صفحہ ۵۵) — وسلم سے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہین کرتے۔

(۳) ایک رسالہ موسومہ ذکر مبارک جو بتقریب سالگرہ علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند فرمان روائے بھوپال دام اقبالہا بغرض تعلیم دینیات طبقۂ نسوان بعد ملاحظہ و صلاح جناب مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شیروانی رئیس علی گڈھ و صدر الصدور المخاطب بہ نواب صدر یار جنگ بہادر امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن مطبوعہ علیگڈھ شائع ہوا ہے اُسکے صفحہ (۸۰) مین یہ واقعہ ان الفاظ مین لکھا ہے:۔

"نجران کے عیسائیون کے پاس جب رسول اللہ کا خط پہونچا تو اُنھون نے اپنی قوم کے چودہ آدمی مدینہ بھیجے رسول اللہ نے انکو سمجھایا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ماننا بہت بری بات ہے اگر حضرت عیسیٰ اسوجہ سے خدا کے بیٹے ہوے کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوے تھے تو حضرت آدم کو ضرور خدا کا بیٹا ہونا چاہیئے یہ دلیل انکے سمجھ مین آ گئی لیکن اپنے عقیدے پر قائم رہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا رسول اللہ نے خدا کے حکم سے ارشاد فرمایا اچھا یون نہین مانتے تو آؤ مباہلہ کرین یعنی ہم اپنے اپنے بال بچون کو لائین اور خدا سے دعا مانگین کہ جو جھوٹا ہو وہ دنیا سے نیست و نابود ہو جائے۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ مباہلہ کرنے تشریف لائے آپ امام حسن کی انگلی پکڑے ہوے تھے گود مین امام حسین تھے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا اور اُنکے عقب مین حضرت علی تھے ابو الحارث بن علقمہ ایک عالم بھی عیسائیون کے ساتھ تھا اُس نے آپکے اور آپکے اہلبیت کو دیکھکر اپنے لوگون سے کہا اے بھائیو! مین اسوقت ایسی صورت دیکھ رہا ہون کہ اگر وہ پہاڑ ٹل جانے کی دعا مانگین تو پہاڑ ٹل جائے خبردار تم مباہلہ نہ کرو ورنہ تمھاری خیر نہین عیسائی یہ بات سنکر ڈر گئے اور رسول اللہ سے کہا ہم جزیہ دیا کرینگے۔ رسول اللہ نے انکی درخواست منظور فرمائی اور رخصت کر دیا۔"

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھلبیتی یعنی یہی بزرگوار اہل کسا ہیں اور یہی بزرگوار مصداق آیۂ تطہیر ہیں پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی حضرات کل اہل عالم سے افضل و برتر ہیں اگر اور کوئی ان کے مساوی ہوتا تو وہ ضرور شریک کیا جاتا جیسا کہ مودۃ القربیٰ میں لکھا ہے۔

لو علم الله تعالیٰ ان فی	یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
الارض عبادا اکرم من علی و	ارشاد فرمایا اگر روئے زمین پر عالم الغیب کے نزدیک کوئی شخص
فاطمۃ والحسن والحسین	علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہتر ہوتا تو حق سبحانہ
لامرنی ان اباھل بھم و لکن	تعالیٰ اسی شخص کو ساتھ لیکر مباہلہ کرنے کیلئے مجھے حکم دیتا
امرنی بالمباھلۃ مع ھؤلاء	مگر چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل و اکرم ہیں اس لئے
وھم افضل الخلق فغلبت بھم	انکو لیکر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا حکم خدا نے مجھے دیا
النصاری	اور انکی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہو گئے۔

اس مباہلہ سے چند امور ظاہر ہوئے:۔

پہلے۔ حقیت حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوسرے۔ آل عبا علیہم السلام بزرگترین خلق تھے کہ ان کو حضرت نے اپنے ساتھ مباہلہ میں شریک کیا

تیسرے۔ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عزیز ترین خلق تھے کہ حضرت اظہار حقیت کیلئے انکو مقام دعا پر اپنے ہمراہ لائے۔

چوتھے یہ کہ حسنؑ و حسینؑ یقینی حضرت کے فرزند قرار پائے اور ان کا رتبہ باوجود صغر سنی سب صحابہ سے خدا و رسول کے نزدیک زیادہ تر ہوا۔

پانچویں یہ کہ حضرت فاطمہ زنان عالم سے بہترین و افضل اور سب عزیزوں اور بیبیوں سے آنحضرت صلعم

کے نزدیک مخصوص تر اور قریب تر تھین اور خدا کے نزدیک جملہ عورتون سے زیادہ عالی مرتبہ۔

چھٹے یہ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام باتفاق سنی و شیعہ داخل مباہلہ تھے اور ابناء و نسا کا مصداق نہ تھے بلکہ داخل انفسنا تھے یعنی بمنزلہ نفس و جان پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس جو کمالات کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مجتمع تھے چاہیئے کہ جناب امیر علیہ السلام مین بھی باستثناء پیغمبری وہی ہون

ملاحظہ ہو تحفہ احمدیہ صفحہ ۹۰ مصنفہ جناب شمس العلماء مولوی سید احمد حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ

الحاصل اللہ جل شانہ نے جناب امیر علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینے کے بعد اُنکی زبان مبارک مین یہ اثر عطا فرمایا کہ اگر وہ رسولخدا کی دعا کے وقت اپنی زبان مبارک سے آمین ارشاد فرمائین تو پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کرے۔ بخلاف اسکے جب صحابہ ثلثہ رض مسجد قبا کی تعمیر کیلئے رسول خدا کے ناقہ پر سوار ہون کہ جس جگہ ناقہ خود ٹھہر جائے اُسی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی جائے تو ناقہ اپنا قدم بھی نہ اُٹھائے جیسا کہ وفاء الوفا مین ہے۔

عن جابر بن سمرة قال لما سئل اهل القباء	جابر بن سمرہ راوی ہین کہ اہل قبا نے
النبی صلعم ان یبنی لهم مسجدا قال رسول اللہ	جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد ان لوگون
صلعم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام	کے لیے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم
ابوبکر رض فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد	مین سے ناقہ پر سوار ہو۔ ابوبکر اُٹھے اور سوار ہوے
فقام عمر رض فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد	مگر ناقہ نے قدم نہ اٹھایا وہ اتر پڑے پھر عمر سوار ہوے
فقال رسول اللہ صلعم لاصحابه لیقم	تب بھی ناقہ نے قدم نہ اُٹھایا یہ بھی اُتر پڑے پھر
بعضکم فیرکب الناقة فقام علی	حضرت نے فرمایا اور کوئی سوار ہو اسپر جناب علی
فلما وضع رجلیه فی غرز الرکاب تنبعث	اُٹھے اور جب سوار ہوے اور پاے مبارک کا ہین
به قال رسول اللہ ع ارخ زمامها وابتنوا	رکھا تو ناقہ چلنے لگا حضرت نے فرمایا اسکی مہار چھوڑ دو
علی مدارها فانها مامورة (ارجح المطالب صفحہ ۴۹۰)	اور اُسکے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ ماموره ہے۔

پس ہر عاقل و ذی فہم اُن کے فضائل کا تقابل کر کے اِس امر کا فیصلہ ضرور کریگا کہ انمین کون فاضل ہے اور کون مفضول اور کون عند العقل قابل پیروی و اقتدا ہے اور کون لائق عدم تمسک۔

چوتھی آیت

قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ	(اے رسول) کہدو کہ مین تبلیغ رسالت کا تم سے کوئی صلہ اپنے اقربا اہلبیت کی محبت کے سوا نہین چاہتا۔
(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۳)	

آیۂ مذکورۂ بالا کے متعلق جو روایات وتفاسیر اہلسنت مثل مدارک۔ بیضاوی۔ کشاف۔ ثعلبی۔ درمنثور سیوطی۔ تفسیر کبیر صحیح بخاری۔ صحیح مسلم احمد بن حنبل مین مندرج ہین وہ ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین :۔

(۱)	اخرج ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من قرابتك ھٰؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی و فاطمۃ وولدیھا	ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون آپ کے اہل قرابت ہین جن کی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے حضرت نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور اُن کے دونون بیٹے یعنی حسن و حسین ہین (علیہم السلام)
(۲)	قال ابو الحسن حدثنی ابی عن جدی عن امیر المومنین علی انہ اجتمع المہاجرن والانصار الی رسول اللہ فقالوا ان لك یا رسول اللہ مؤنۃ فی نفقتك وفیمن یاتیك من الوفود و ھذہ اموالنا	ایک مرتبہ تمام اصحاب مہاجرین و انصار نے حاضر ہو کر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ بہت لوگون کو نفقہ دیتے ہین اور اسوجہ سے آپ کو عسرت و تکلیف رہتی ہے آپ ہمارے جان و مال کے مالک ہین لہذا آپ ہمارے مال مین سے جسقدر

معدماءنا فاحکم فیها بارًا ما جورًا
اعط ماشئت وامسك ماشئت من
غیر حرج فانزل الله تعالی علیه الروح
الامین فقال یا محمد قل لا اسئلکم
علیه اجرًا الا المودة فی القربی فقال
المنافقون ماحمل رسول الله علی
ترك ما عرضنا علیه لیحثنا علی مودة
قرابته من بعده ان هؤلاء شیٔ افتراه
فی مجلسه فهذا بهتان عظیم فانزل
الله تعالی ام یقولون افتری علی الله
کذبا فان یشاء الله یختم علی قلبك
ویمحوا الله الباطل ویحق الحق بکلماته
انه علیم بذات الصدور فبعث الیهم
النبی فقال هل من حدیث قالوا لقد
قال بعضنا کلاما غلیظا کرهناه فتلا
علیهم هذه الایة فبکوا واشتد بکاءهم
فانزل الله تعالی وهو الذی یقبل التوبة
عن عبادہ ویعفوا عن السیئات و
یعلم ما تفعلون (ینابیع المودة)

چاہیں لے لیں اور جسقدر چاہیں چھوڑ دیں پس یہ
آیت نازل ہوئی کہ اُن لوگون سے کہدو کہ ہم
اپنی رسالت کا اجر تم سے نہین چاہتے بجز اسکے کہ
تم ہمارے قرابتداروں سے دوستی اور محبت کرو
جب رسول خدا نے یہ حکم مسلمانون کو سنایا اور اُنکے
پوچھنے پر حضور نے صراحت فرمائی کہ جن قرابتدارن
کی محبت اور دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علیؑ
اور فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ ہین تو جو لوگ منافق تھے
باہم کہنے لگے کہ اُنھون نے یہ حکم اپنی طرف سے
ہم کو دیا ہے تاکہ ہم اُن کے بعد بھی اہلبیت کی
اطاعت کرتے رہیں پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ
کو خبر کردی کہ یہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہین اور یہ
آیۂ کریمہ ام یقولون افتری علی الله کذبا نازل
فرمائی جب قوم نے آیۂ کریمہ کو سنا تو کہا یا رسول اللہ
آپ صادق ہین ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہین
اُسوقت یہ آیت نازل فرمائی هو الذی یقبل
التوبة یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندون کی
توبہ قبول فرماتا ہے اور اُن کے گناہون سے
درگذر کرتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ اُس سے واقف ہے

(۳) ان الله تعالی جعل اهل بیت نبیه
مساویا له فی اشیاء کثیرة عد
فخر الدین الرازی منها خمسة اشیاء
احدها فی السلام قال الله تعالی
السلام علیك ایها النبی ورحمة
الله وبرکاته وقال لاهلبیته سلام علی
آل یسین والثانیة فی الصلوة علی
النبی وعلی آله کما فی التشهد وغیره
حیث لاتکون الصلوة علیه صلعم
الصلوة البترا والثالثة فی الطهارة
قال الله عزوجل طه ای طاهر ما
انزلنا علیك القرآن لتشقی الا تذکرة
لمن یخشی وقال لاهلبیت نبیه
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا والرابعة
تحریم الصدقة قال صلعم لاتحل
الصدقة لمحمد ولا آل محمد
والخامسة فی المودة قال الله عزوجل
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی

یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب پیغمبر
محمد مصطفیٰ صلعم اور اُن کے اہلبیت کو بہت سے
فضائل مین مطابق و مساوی قرار دیا ہے ازانجملہ
پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت
کی ہے ایک تو سلام مین کہ خداوند کریم نے
اپنے نبی کی نسبت فرمایا "السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور
اُن کے اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام ہے
آل یسین پر دوسرے صلوٰۃ یعنی درود مین جیسا
کہ تشہد وغیرہ مین ہے کہ بغیر آل کے شامل کیے
درود ناقص ہو۔ تیسرے طہارت مین کہ اللہ تعالے
نے اپنے پیغمبر کو بخطاب طہٰ یعنی اے طاہر
یاد فرمایا اور اُن کے اہلبیت کے لیے آیۂ تطہیر
نازل فرمائی چوتھے تحریم صدقہ مین حضرت نے
فرمایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر صدقہ حرام ہے۔
پانچوین محبت و مودت مین اللہ تعالے
نے فرمایا "اے پیغمبر! کہدو امت
سے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو
میری اطاعت کرو خدا بھی تم سے

يحببكم الله وقال لاهل بيته
قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة
في القربى لما نزلت هذه الاية
قيل يا رسول الله من قرابتك
هولاء الذين وجبت علينا
مودتهم فقال علي وفاطمه
وابناهما فثبت هؤلاء الاربعة
اقارب النبي واذا ثبت هذا
وجب ان يكونوا مخصوصين بمزيد
التعظيم ويدل عليه وجوه
الاول قوله تعالى الا المودة
في القربى ووجه الاستدلال
به ما سبق الثاني لاشك
ان النبي كان يحب فاطمة
عليها السلام قال فاطمة
بضعة مني يؤذيني ما
يؤذيها وثبت بالنقل المتواتر
عن محمد صلى الله عليه
واله وسلم انه كان

محبت کرے گا۔ اہلبیت کے بارے میں فرمایا ہی
اے پیغمبر کہہ دو اُمت سے میں تم سے رسالت
کا اجر بجز اس کے اور کچھ نہیں چاہتا کہ میرے
قرابتداروں یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے
دوستی و محبت کرو یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی
تو رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابتدار
ہیں جن کی محبت اور دوستی ہم پر واجب کیگئی
آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور
اُن کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہیں
پس ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابتدار
ہیں جن کا ذکر اس آیہ میں ہے اور جب یہ
ثابت ہوا تو اُنکا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا
واجب ہوا اور اس امر پر چند وجوہ دلالت کرتے
ہیں اول یہ کہ اللہ تعالی کا قول المودة فی القربی
اور وجہ استدلال اس پر وہ ہے جو سابق میں بیان
ہو چکی ہے۔ دوسری یہ کہ اس میں شک نہیں ہے
کہ فاطمہ کو پیغمبر خدا دوست رکھتے تھے آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ فاطمہ میری پارۂ جگر ہے جو امر اوسکی اذیت کا
باعث ہو اس سے مجھکو اذیت ہوتی ہو پیغمبر خدا کی حدیث سے اور

يحب عليًّا وفاطمة والحسن
والحسين واذا ثبت ذلك وجب على
كل الامة مثله لقوله واتبعوه
لعلكم تهتدون ولقوله تعالى
فليحذر الذين يخالفون عن امره
ولقوله تعالى قل ان كنتم
تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله
ولقوله سبحانه لقد كان لكم
في رسول الله اسوة حسنة. الثالث
ان الدعاء للآل منصب عظيم
ولذلك جعل هذا الدعاء خاتمة
لتشهد في الصلوٰة وهو قوله ﷺ
اللهم صل على محمد وعلى آل
محمد وارحم محمدا وال محمد
وهذا التعظيم لم يوجد في حق
غير الال فكل ذلك يدل على
ان حب آل محمد واجب

تفسیر امام فخر الدین
رازی رح

ثابت ہوا کہ آپ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے
محبت رکھتے تھے اور جب یہ ثابت ہوا تو امت کو
اُن کی محبت واجب ہے جیسا کہ خدا تعالے
فرماتا ہے واتبعوہ لعلکم تفلحون یعنی
متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ تم ہدایت پاجاؤ
اور فلیحذر الذین یعنی پرہیز کرو اُن لوگوں
سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں قل ان
کنتم تحبون الخ یعنی اے پیغمبر ہمارے اُن
لوگوں سے کہدو کہ اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری
پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور لقد
کان لکم اسوۃ حسنۃ سے فرمایا اے لوگو
رسول اللہ کی پیروی کرو تمہارے لئے بہتر ہے
تیسرے یہ کہ آل محمد کے لئے دعا ایک مرتبہ عظیم
ہے اسی واسطے اس دعا کو نماز میں خاتمہ تشہد
قرار دیا ہے یعنی اللهم صل علی محمد و آل
محمد وارحم محمدا وآل محمد اور یہ عظمت
بجز آل محمد کے کسی اور میں پائی نہیں جاتی ۔ لہذا
یہ تمام اُمور اسپر دلالت کرتے ہیں کہ آل محمد کی محبت
واجب ہے ۔

شواہد التنزیل میں ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے پاک نے دیگر انبیاء کو متفرق اشجار سے پیدا کیا لیکن میں اور علیؑ ایک ہی درخت سے پیدا ہوئے ہیں میں اُس درخت کی جڑ ہوں اور علیؑ اسکی شاخ ہیں اور فاطمہؑ اسکے لئے شگوفہ ہیں اور حسنینؑ اُس کے ثمر ہیں اور شیعہ اُس کے پتے ہیں پس جو کوئی اُس کی کسی شاخ سے متعلق ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو اُس کو چھوڑ کر دوسری جانب میل کرے گا وہ جہنم میں ڈالدیا جائے گا اگر کوئی بندہ درمیان صفا و مروہ کے تین ہزار برس خدا کی عبادت کرے یہانتک کہ شل بوسیدہ مشک کے ہو جائے اور ہماری محبت نہ رکھتا ہو خدا اُسکو منھ کے بل جہنم میں ڈالے گا یہ فرما کر آیۂ قل لا اسئلکم پڑھی۔

اس جگہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ دیگر انبیاء و مرسلین اپنی اپنی امتوں سے طالب اجر رسالت نہیں ہوئے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت سے فرمایا۔

ویا قوم لا اسئلکم علیہ مالا — اور اے قوم میں اس نصیحت کے صلہ میں
ان اجری الا علی اللہ — تم سے کچھ مال طلب نہیں کرتا میری مزدوری تو
(پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۳) صرف اللہ پر ہے۔

اسیطرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت سے فرمایا:۔

یٰقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان — اے میری قوم اس نصیحت و ہدایت کے عوض
اجری الا علی الذی فطرنی — میں تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری اسکے
افلا تعقلون — (پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵) ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم نہیں سمجھتے۔

لیکن اصحاب رسولؐ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ یا رسول اللہ آپ ہم سے جس قدر مال چاہیں اجر رسالت میں لے لیں قبل اس کے کہ آپ اُن کے اس سوال کا جواب دیں۔ خود

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم الخ نازل فرمائی۔ پس اس ارشاد باریتعالیٰ سے آل رسولؐ کی اس عزت و منزلت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے جو مثل خدا ئے عز و جل ان خاصان خدا کی تھی لہٰذا جس طرح جمیع انبیا و مرسلین سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز و ممتاز ہیں اسی طرح آل رسول بھی کل انبیا و مرسلین کی آل و اولاد سے ممتاز ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے بجز آل محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور کسی نبیؐ و مرسلؐ کی آل و اولاد کو یہ درجہ اور مرتبہ عطا نہیں فرمایا کہ اُن کی مودت مثل مودت آل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت پر فرض کی گئی ہو۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

پانچویں اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین (پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع)

کیا تم گردانتے ہو حاجیوں کو پانی پلانا اور رہنا مسجد الحرام کا مثل اس شخص کے اعمال کے جو ایمان لایا ہے خدا اور روز قیامت پر اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا

مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عباسؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے اُن کا قول نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :۔

عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الاٰیۃ فی علی و عباس اخرجہ ابوداؤد وابوالشیخ عبدالرزاق وابن ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن مندہ والثعلبی فی تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابونعیم اخرجہ ابوبکر بن مردویہ

یہ آیت حسب بیان ابن عباس علیؑ اور عباسؓ کے حق میں نازل ہوئی ابو داؤد ابو حاتم ابو الشیخ عبدالرزاق ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن مندہ اور ثعلبی اپنی تفسیر میں۔ واحدی اسباب النزول میں اور قرطبی اور ابن اثیر جامع الاصول میں نسائی سنن میں اور سیوطی دُر منثور میں اور حافظ ابو نعیم

فی فضائل الصحابۃ قالوا ان علیا و العباس	فضائل صحابہ مین روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ
وطلحۃ ابن ابی شیبۃ افتخروا فقال طلحۃ	اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ باہم فخر و مباہات
انا صاحب البیت مفاتحہ بیدی و	کرنے لگے طلحہ نے کہا کہ مین خانہ کعبہ کا متولی ہون
لوشئت کنت فیہ فقال العباس	اگر مین چاہون تو اسی مین رہا کرون۔ عباس
انا صاحب السقایۃ والقایم علیھا	رضی اللہ عنہ نے کہا مین زمزم کا متولی ہون اور
فقال علی لا ادری لقد صلیت ستۃ	اُس پر کھڑا ہونے والا ہون۔ پس جناب امیرؑ
اشھر قبل الناس وانا صاحب الجھاد	نے فرمایا مین نہین جانتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے
فی سبیل اللہ فانزل اللہ تعالیٰ	چھ ماہ قبل تمام لوگون سے نماز پڑھی ہے اور
اجعلتم سقایۃ الحاج الخ	مین خدا کے راہ مین جہاد کرنے والا ہون پس
(ارجح المطالب صفحہ ۷۰)	خداوند تعالیٰ نے اِس آیت کو نازل فرمایا

اب چند احادیث نبوی بھی کتب اہلسنت سے نقل کی جاتی ہین ملاحظہ ہون

احادیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

پہلی حدیث

عن یحیی بن عوف قال انی	یحیٰی بن عوف کہتے ہین کہ مین ابن عباس
جالس الی ابن عباس فاتاہ تسعۃ	کے پاس بیٹھا تھا کہ نو قبیلون کے آدمی ان کے
رھط فقالوا اما ان تقوموا معنا	پاس آئے انھون نے کہا تم ہمارے ساتھ کھڑے
واما ان تخلو بھؤلاء وھو یومئذ	ہو جاؤ یا تخلیہ مین ہو جاؤ۔ ابن عباس اس زمانہ
صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم	تک نابینا نہ ہوے تھے تندرست تھے ابن عباس
معکم۔	نے کہا مین تمھارے ساتھ اُٹھتا ہون۔
فتحدثوا فلا ادری ما قالوا	پس ان لوگون نے کچھ ان سے کہا راوی کہتا ہو مین
فجاء وھو ینفض ثوبہ و	نہین جانتا کہ کیا باتین ہوئین ابن عوف پاس آئے

يقول اف وتف لبغون فى	آئے اور اپنے کپڑے جھٹک رہے تھے اور یہ کہتے
رجل له عز وقعوا فى	جاتے تھے کہ اُف اور تف ہے اُن لوگون پر جو
رجل قال رسول الله صلعم	اُس شخص کی نسبت کلام کرتے ہین (مراد علیؑ بن
لابعثن رجلا يحب الله	ابیطالب سے ہے) جس کے بارے مین رسول خداؐ
ورسوله ويحبه الله	نے فرمایا ہے کہ مین اس مرد کو بھیجون گا جس کو خدا
ورسوله لايخزيه الله ابدا	و رسول دوست رکھتا ہے اور وہ خدا و رسول کو
فاشرف من اشرف	دوست رکھتا ہے اور اس کو خدا رسوا نہ کرے گا آے
فقال اين علي قيل هو	سن کر جس جس کو گردن بڑھائی تھی اُس نے
فى الرحى يطحن قال وما	بڑھائی (یعنی طمع منصب مین) پس رسول خداؐ صلعم
كان احدكم يطحن	نے فرمایا کہان ہین علی لوگون نے کہا وہ چکی
من قبله فدعاه وهو	پیس رہے ہین پس رسول خدا نے فرمایا کہ تم مین
ارمد ماكان ان يبصر	سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان کے لئے پہلے ہی سے
فنفث فى عينيه ثم هز	پیس دیتا پس حضرت کو طلب کیا حضرت کی آنکھین
الراية ثلثا فدفعها اليه	ایسی آشوب کر آئی تھین کہ وہ دیکھ نہ سکتے تھے
فجاء بصفيه بنت حي و	آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُن کی
وبعث ابا بكر بسورة التوبة	آنکھون پر ملا۔ پس آنحضرتؐ نے تین مرتبہ علم کو
وبعث عليا خلفه	جنبش دی اور اُس کے بعد جناب امیرؑ کو
فاخذها منه وقال لا	مرحمت فرمایا پھر جناب امیرؑ وہان سے صفیہ
يذهب بها الارجل من	بنت حی بن اخطب کو لیکر آئے پھر آنحضرت صلعم کی

اهلبيتي وهو مني وانا
منه ودعا رسول الله الحسن
والحسين وعليا وفاطمة
ثم مد عليهم ثوبا. فقال
اللهم هولاء اهلبيتي وخاصتي
فاذهب عنهم الرجس وطهرهم
تطهيرا. وكان اول من امن
الناس بعد خديجة ولبس
ثوب النبي صلى الله عليه
وسلم وهم يحسبون انه
نبي الله فجاء ابوبكر رض
فقال يا نبي الله!
فقال علي رض ان النبي
قد ذهب نحو بير ميمون
فاتبعه فدخل معه
الغار فكان المشركون
يرمون عليا حتى اصبح
وخرج بالناس في غزوة
تبوك فقال علي رض

ازواج سے تھیں، اور آنحضرت نے ابوبکر کو سورۂ توبہ دیکر
بھیجا اور اُنکے عقب میں جناب امیر کو روانہ فرمایا اُنھوں
نے جاکر وہ سورۂ توبہ حضرت ابوبکر سے لیلیا آنحضرت نے
فرمایا اس سورہ کو کوئی نہیں لیجا سکتا مگر ان دو شخص
جو میرے اہلبیت سے ہو اور علی مجھ سے ہیں اور میں علی
سے ہوں حضرت رسول خدا نے امام حسن و حسین علی و فاطمہ
کو طلب فرمایا اور ان لوگوں کو اپنی چادر میں لے لیا
بعد اُسکے فرمایا خدایا یہ لوگ میری اہلبیت اور خواص
سے ہیں ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک
کر جیسا کہ پاک ہونا چاہیے علیؑ ان پہلے مردوں سے
ہیں کہ جو خدیجہ کبری کے بعد سب سے پہلے حضرت
رسول خدا پر ایمان لائے علی نے ردائے مبارک حضرت
رسول خدا اوڑھ لی اور کفار نے یہ کہا کہ یہ رسول خدا
ہیں پس حضرت ابوبکر آئے اور کہنے لگے کہ یا نبی اللہ
جناب امیر نے جواب یا رسول خدا چاہ میمون
کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر بھی انکے پیچھے
وہاں گئے اور اُنکے شریک غار رہے۔ کفار رات بھر
جناب امیر پر پتھر برسایا کیئے یہاں تک کہ سفیدی سحر
نمایاں ہوئی جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو جانے لگے

اخرج معك فقال لا فبکی قال | تو جناب امیر نے کہا کہ مین بھی آپکے ہمراہ چلون حضرت
اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ | نے فرمایا نہین علیؓ رونے لگے رسول خدا صلعم نے فرمایا
هارون من موسی الا انك | کیا تم راضی نہین ہو کہ تمھارا مرتبہ میرے ساتھ ویسا ہو
لست بنبی انت خلیفتی علی کل | جو حضرت ہارون کا حضرت موسی کے ساتھ تھا۔ مگر
مومن من بعدی قال و سد | فرق یہ ہو کہ وہ نبی تھے اور تم نبی نہین ہو بعد اسکے
ابواب المسجد غیر باب علی | ارشاد فرمایا کہ تمام مومنون پر تم حاکم ہو میرے بعد
قال کان یدخل المسجد و هو | حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول خدا نے مسجد
جنب وهو طریقه ولیس له | کے تمام دروازے بند کردئے سوائے دروازہ علی
طریق غیره و قال من کنت | کے کہ وہ کھلا رہا جناب امیر حالت جنابت مین مسجد
ولیه فعلی ولیه | مین تشریف لے جاتے تھے اور جناب امیر کے لئے مسجد
خصائص امام نسائی | نبوی سے رستہ تھا اس کے سوا اور کوئی راہ ان کے
صفحہ ۲۳ | آنے کی نہ تھی حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ مین جسکا
صحیح مسلم | حاکم ہون علی بھی اسکا حاکم ہے۔

یہ حدیث ازالۃ الخفا اور مفتاح النجاۃ وغیرہ مین بھی ہے۔

دوسری عن علی علیه السلام قال قال | یعنی خود حضرت علی علیہ السلام ناقل ہین کہ
رسول الله یوم فتحت خیبر لولا ان | جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تمھارے بارہ مین
تقول طائفة من امتی ما قالت | میری امت مین لوگ وہ باتین نہ کرنے لگتے جو
النصاری فی عیسی بن مریم لقلت | نصاری حضرت عیسی بن مریم کی نسبت کرتے ہین تو
فیك الیوم مقالا بحیث لا تمر علی ملاء | آج مین تمھاری شان مین وہ بات کہتا کہ تم جدھر

من المسلمين الا اخذ والتراب من
تحت رجليك وفضل طهورك ليستشفوا
بها ولاكن حسبك ان تكون مني و
انا منك ترثلني وانا وارثك وانت
مني بمنزلة هارون من موسى
الا انه لا نبي بعدي يا علي
انت تؤدي ديني وتقاتل
على سنتي وانت في الآخرة
اقرب الناس مني وانك غدا
على الحوض خليفتي تذود عنه
المنافقين وانت اول من يرد
على الحوض وانت اول داخل في
الجنة من امتي وشيعتك على
منابر من نور رواء مرويين مبيضة
وجوههم حولي شفع لهم فيكونون
غدا في الجنة جيراني وان اعدائك
غدا ظماء مظمئون مسودة وجوههم
مقمحون ومقمعون يضربون
بالمقامع وهي سياط من مقمحين

مسلمانون کی طرف سے ہو کر نکلتے لوگ تمہارے
قدم کی گرد تک نہ چھوڑتے اور بچے ہوئے آب طہارت
سے شفائے کلی حاصل کرتے تاہم اسی قدر کہنا
کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون تم میرے
وارث ہو مین تمہارا وارث ہون تم میرے بھائی
اور وزیر ایسے ہو کہ جیسے ہارون موسی کے تھے لیکن
بعد میرے نبی نہوگا۔ تم میرا قرض ادا کروگے تم
میری سنت پر جہاد کروگے تم روز آخرت سب
مین سے مجھ سے قریب ہوگے تم حوض کوثر پر سب سے
پہلے میرے پاس پہونچوگے اور وہان بھی میرے
خلیفہ ہوگے تم منافقون کو وہان سے دور کروگے
تم تمام امت سے پہلے حوض کوثر پر پہونچو گے
اور میری اُمت سے پہلے جنت مین جاؤگے تمہارے
شیعون کو نور کے ممبرون پر جگہ ملے گی وہ سیراب
ہون گے۔ ان کے چہرے نورانی ہون گے
وہ سب میرے گرد ہونگے مین اُن کی شفاعت
کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہون گے
اور تمہارے دشمن پیاسے ہون گے چہرے اُنکے
کالے ہونگے اور تکلیں کسی ہونگی جہنم مین آتشین

حربك حربي وسلمك سلمي و
سرك سري وعلانيتك علانيتي
وسريرة صدرك كسريرة صدري
وانت باب علمي وان ولدك
ولدي ولحمك لحمي ودمك
دمي وان الحق على لسانك و
في قلبك وبين عينيك و
ايمان مخالط لحمك ودمك
كما خالط لحمي ودمي ان الله
عزوجل امرني ان أبشرك
انك انت وعترتك في الجنة
وعدوك في النار لا يرد علي
الحوض مبغض لك ولا يغيب
عنه محب لك قال علي فخررت
ساجدا لله وحمدت على ما انعم
به علي من الاسلام والقرآن
واحبني الى خاتم النبيين وسيد
المرسلين (ارجح المطالب صفحہ نمبر [illegible])

تازیانون سے مارے جائیں گے تم سے جنگ مجھ سے
جنگ ہے تمہاری صلح میری صلح ہے تمہارا راز میرا
راز ہے تمہارا اعلان میرا اعلان ہے جو تمہارے
سینے مین ہے وہ میرے سینہ مین ہے تم میرے شہر
علم کے دروازے ہو تمہاری اولاد میری اولاد ہے
تمہارا گوشت میرا گوشت تمہارا خون میرا خون ہے
حق تمہاری زبان پر ہے حق تمہارے دل مین ہے
حق تمہاری آنکھون مین ہے اور ایمان تمہارے گوشت
وخون مین اس طرح مخلوط ہے جس طرح کہ میری گوشت
وخون مین ہے اے علی مین خدا کے حکم سے تمکو بشارت
دیتا ہون کہ تم اور تمہاری اولاد جنتی ہین اور
تمہارے دشمن دوزخی ہین اور وہ کبھی حوض کوثر
تک پہنچ نہین سکیتے کوئی دوست تمہارا حوض
کوثر سے محروم نہین رہ سکتا جناب علی مرتضےٰ
فرماتے ہین کہ یہ سن کر مین سجدہ مین گر گیا
اور اسپر حمد خدا کی بجالایا کہ اس نے اسلام و
قرآن کی نعمت مجھے عطا کی اور خاتم النبیین و
سید المرسلین کا مجھے محبوب قرار دیا۔

تیسری — قال رسول الله صلعم لعلی
جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت علی کے

وضرب بین کتفیہ یا علی لك سبع خصال لا یحاجك فیھن احد یوم القیمۃ انت اول المومنین باللہ ایمانا واوفا ھم بعھد اللہ واقوا ھم بامر اللہ وارفقھم بالرعیۃ واقسمھم بالسویۃ و اعلمھم بالقضیۃ واعظمھم رتبۃ یوم القیمۃ

دونون شانون کے درمیان دست مبارک پھیر کر ارشاد فرمایا کہ یا علی تم مین سات صفات ایسے ہین کہ بروز قیامت کوئی شخص ان مین تمھاری برابری نہین کرسکتا۔ تم جملہ مومنین سے پہلے خدا پر ایمان لائے سب مومنین سے زیادہ خدا کا کام بجا لانیوالے ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے احکام کی پابندی کرنے والے ہو اور سب سے بڑھ کر امت پر مہربان ہو اور سب سے سوا امت پر مساوی طور پر تقسیم کرنے والے ہو سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہو قیامت کے روز تمھارا درجہ اور مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا

چوتھی

قال رسول اللہ النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض

(مناقب امام احمد بن حنبل)

یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تارے اہل سماوات کے لئے باعث امن ہین جب وہ فنا ہوجائین گے تو اہل سموات بھی فنا ہوجائینگے اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امن ہین جب وہ ہلاک ہوجائینگے تو اہل زمین بھی ہلاک ہوجائینگے

پانچوین

عن ابی الزبیر المکی قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کان رسول اللہ صلعم بعرفات وعلی تجاہ

ابو زبیر مکی کہتے ہین کہ مین نے جابر سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم کوہ عرفات پر رونق افروز تھے کہ جناب امیر حضرت کے سامنے

فاومی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی علی وقال ادن منی فدنا علی
منہ فقال خمسك فی خمسی یعنی
کفك فی کفی یا علی خلقت انا وانت
من شجرة انا اصلها وانت فرعها
والحسن والحسین اغصانها من تعلق
بغصن منها ادخله الله الجنة یا علی
لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا
وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوك
لاکبهم الله تبارك وتعالی علی
وجوههم فی النار۔ اخرجہ عبداللہ بن احمد بن حنبل ابو نعیم
وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر (ایضاً صفحہ ۱۰۴)

آرہے تھے آنحضرت صلعم نے اُن کو اشارہ سے اپنے
پاس بلایا جب وہ حضور مین حاضر ہوے تو آپنے
ارشاد کیا کہ تیرا پنجہ میرے پنجہ مین یعنی تیرا ہاتھ
میرے ہاتھ مین یا علی مین اور تو ایک شجر سے پیدا
ہوے ہین مین اوسکی اصل ہون اور تو اوسکی فرع
ہے حسنؑ حسینؑ اسکی شاخین ہین جس نے کسی شاخ
کو پکڑا خدا نے اُسے جنت مین داخل کیا اے علی
اگر میری امت کے لوگ اسقدر روزے رکھین کہ
مثل کمان خمیدہ ہو جائین اور یہان تک نماز
پڑھین کہ مثل تار باریک ہو جائین پھر اگر تجھ سے
بغض رکھین تو خدائے تعالی اُن کو منہ کے بل دوزخ
کی آگ مین گرا دے گا۔

چھٹے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ تعالی
قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا
باربعین الف عام فجعله امام العرش
حتی کان اول شعبتی فشق منه
نصفه فخلق منه نبیکم فالنصف الاخر
علی بن ابی طالبؑ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے تھے
کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے
خدا تعالی نے ایک نور کی چھڑی پیدا کرکے عرش کے
سامنے گاڑ دی یہانتک کہ میری پیدائش کا آغاز
ہوا اُسمین سے آدھی توڑ کر تمھارے نبی کو پیدا کیا
اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابیطالبؑ کو

(اخرجہ الخطیب البغدادی فی تاریخہ و محمد یوسف الکنجی
الشافعی فی کفایۃ الطالب و الترمذی شہاب الدین احمد
والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول یا علی
خلقت انا و انت من نور اللہ تعالی (ایضاً صفحہ ۴۴)

کو پیدا کیا۔ حموینی ابن عباس سے ناقل ہین کہ وہ
کہتے تھے کہ مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت علی
سے فرماتے سُنا ہے کہ مین اور تم خدا کے نور سے
پیدا ہوئے ہین۔

ساتوین

عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ
صلعم یقول لیلۃ اسری بی الی
السماء قال لی الجلیل جل جلالہ
یا محمد من خلفت فی امتک
قلت خیرہا قال علی بن ابیطالب
قلت نعم یارب قال یا محمد
اطلعت الی اہل الارض اطلاعا
فاخترتک منہا فشققت لک اسما
من اسمائی فانا المحمود و انت محمد
ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منہا
علیا و شققت لہ اسما من اسمائی
فانا الاعلی و ہو علی یا محمد
انی خلقتک و علیا من سنخ نور
من نوری و عرضت ولایتکما
علی اہل السمٰوٰت والارض فمن

جناب رسول اللہ صلعم کے گلہ بان ابو سلیمان
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت
صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ شب معراج مین پروردگار
جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا محمدؐ تم اپنی
اُمت مین اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو مین نے
عرض کیا انکے بہتر و برتر کو فرمایا کیا علی بن ابیطالب
کو مین نے عرض کیا ہاں اے پروردگار نے فرمایا
یا محمد مین نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر
تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے نامون مین سے ایک نام
سے تمہارا نام مشتق کیا پس مین محمود ہون اور تم
محمدؐ ہو پھر مین نے دوبارہ زمین کے لوگون کو دیکھا
اور علیؑ ابن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اُسکے لئے
بھی ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا پس مین
اعلی ہون اور وہ علیؑ ہے یا محمد مین نے تم کو اور علیؑ
کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا اور تم دونون کی

قبلها كان عندي من
المؤمنين ومن جحدها كان من
الكافرين

آٹھوین

عن ابن عباس قال لما اخى رسول
الله صلعم من المهاجرين والانصار
وهو انه صلى الله عليه وسلم اخى
بين ابي بكر وعمر رضي الله عنهما
وبين عثمان وعبد الرحمن بن عوف
واخى بين طلحة وزبير واخى بين
ابي ذر الغفاري والمقداد رضوان
الله تعالى عليهم اجمعين ولم يواخ
بين علي بن ابي طالب وبين احد
منهم جزع علي مغضبا حتى اتى جدولا
من الارض وتوسد ذراعيه ونام
فيهما فسفى عليه الريح التراب
فطلبه النبي صلعم فوجده على
تلك الصفة فوكز برجله وقال له
قم فما صلحت الا ان تكون
ابا تراب اغضبت حين اخيت

ولایت کو اہل آسمان اور زمین کے سامنے پیش کیا پس جسنے اسکو
قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جسنے اس سے انکار کیا کفار
کے گروہ مین سے بنگیا۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۰

ابن عباس کہتے ہین کہ جب کہ جناب رسول خدا
صلعم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت
کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی
کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ
کو عبدالرحمنؓ بن عوف کا طلحہؓ کو زبیرؓ کا
اور ابوذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا
علیؑ بن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا
رشتہ اخوت نہ ملایا۔ جناب امیر نہایت
غصہ سے جاکر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے
بازو کو تکیہ بناکر زمین پر سو گئے۔
ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن مبارک کو
گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلعم انکو ڈھونڈھنے لگے
اور ان کو اس حالت مین پایا اور اپنے پاؤن
سے ٹھکرا کر فرمایا تونے ابوتراب بننے مین
اپنے لئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے۔ جب
مین نے مہاجرین اور انصار کے درمیان

بین المهاجرین والانصار ولم اواخ	بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بھائی
بینک وبین احد منھم اما ترضی ان	نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا۔ تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے
ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی	ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد
الّا انہ لا نبی بعدی الا من احبک	کوئی نبی نہیں ہوگا آگاہ ہو کہ جو کوئی تجھ سے محبت
فقد حف بالامن والایمان ومن	کرے گا وہ امن وایمان میں چھپا رہیگا اور جو شخص
ابغضک اماتہ اللہ میتۃ جاھلیۃ	کہ تجھ سے بغض رکھیگا خدا اُس کو کافروں کی موت
اخرجہ ابوبکر الخوارزمی)	مارے گا۔ (ارجح المطالب صفحہ ۱۲)

نویں

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ	ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک روز جناب سولخدا صلعم
صلعم فی صحن الدار نائما واذا راس	دحیۃ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے اپنے دولتخانہ کے
فی حجر دحیۃ الکلبی فدخل علی علیہ	صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام
السلام فقال السلام علیک کیف اصبح	تشریف لائے اور سلام علیک کہکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ صلعم فقال بخیر قال دحیۃ	کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تمسے
انی لاحبک وان لک مدحۃ ازفھا	محبت رکھتا ہوں کہ چند مناقب مجھے معلوم ہیں جنکو میں
الیک انت امیر المومنین وقائد الغر	آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید
المحجلین انت سید ولد ادم ماخلا النبیین	دست و پا والوں کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیا و مرسلین کے تمام بنی آدم
والمرسلین لواء الحمد بیدک یوم القیمۃ	کے سردار ہیں قیامت کے دن لواء الحمد آپکے ہاتھ میں ہوگا اور
تزف انت وحزبک مع محمد صلعم	آپکا گروہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اور اُنکے گروہ کے ساتھ
وحزبہ الی الجنان زفا وقد افلح من	جنت میں بھیجا ہوگا بتحقیق رستگار ہوا وہ شخص جس نے
تولاک وخسر من تخلاک محبّی	آپسے تولا رکھا اور نقصان اُٹھایا اُسنے جو آپ سے علحدہ ہو گیا

محمد صلی الله علیه وسلم محبوك ومبغضك لن ينالهم شفاعة محمد صلعم ادن منی یا صفوة الله تاخذ راس النبی صلی الله علیه وسلم فوضعہ فی حجرہ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما هذه الهمهمة فاخبره الحدیث قال لم يكن دحية الكلبی كان جبرئیل سماك باسم سماك الله به وهو الذی القی محبتك فی صدور المومنين ورهبتك فی صدور الكافرين۔ اخرجه ابوبكر بن مردويه

محمد صلعم کے دوست آپکے محب ہین اور آپکے دشمن جناب محمد صلعم کی شفاعت سے ہرگز بہرہ یاب نہونگے اے برگزیدہ خدا میرے قریب تشریف لاؤ جناب امیر جب اُن کے قریب گئے تو اُنھون نے سرورِ عالم صلعم کا سرِ اقدس اپنے آغوش سے لیکر ان کے آغوش مین رکھدیا اتنے مین سرکار نے خواب سے بیدار ہوکر پوچھا یہ آواز کیسی ہے۔ جناب امیر نے دحیہ کلبی کا نام ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ دحیہ نہین تھے بلکہ جبرئیل تشریف لائے تھے تاکہ جن القاب سے پروردگار نے تمھین ممتاز کیا ہے ان سے تمھین آگاہ کرین خدا نے تمھاری محبت کو مومنین کے سینے مین القا کیا ہے اور تمھارے خوف کو کافرون کے دل مین ڈالدیا ہے۔

ارجح المطالب

صفحہ ۱۲۱

دسوین

عن سالم مولی علی قال كنت مع علی فی ارض له وهو يحرثها حتی جاء ابوبكر و عمر رضی الله عنهما فقالا السلام عليك يا امير المومنين ورحمة الله وبركاته فقيل كنتم تقولون فی حيوة النبی صلی الله علیه وسلم

جناب امیر علیہ السلام کے غلام سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہین کہ مین جناب امیر کے ساتھ تھا اور وہ اپنی زمین کی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اُن کے ملنے کو آئے اور السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلعم کی زندگی

ذلك فقال عمر هو امرنا (اخرجه ابن مردویہ)	میں بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمر نے
ارجح المطالب	جواب دیا کہ حضرت ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔
گیارھویں عن حذیفة بن الیمان قال	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم	جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
لو علم الناس متی سمی علی	اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام
امیر المومنین ما انکروا فضله سمی	امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اُن کے فضائل سے
امیر المومنین وادم بین الروح	انکار نہ کرتے علی کا نام اُسوقت سے امیر المومنین
والجسد فقال الله تبارك وتعالی	ہوا ہے کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اسوقت
انا ربکم و محمد نبیکم و علی امیرکم	پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ میں تمہارا
(اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار)	خدا ہوں اور محمد صلعم تمہارا نبی ہے اور علے تمھارا
(ایضاً صفحہ ۱۶)	امیر ہے۔
بارھویں عن انس قال بینما انا عند رسول	انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں
الله صلی الله علیه وسلم اذ قال الان	ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
یدخل سید المرسلین وامیر المومنین	میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت
وخیر الوصیین اذ اطلع علی فقال	مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیاء کا
صلی الله علیه وسلم اللهم والی	بہتر یہاں آئیگا ناگہاں جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا
والی فجلس بین یدی رسول	اے میرے پروردگار تیرا نگہبان ہے علی میرے پاس آوے علی میرے
الله صلی الله علیه وسلم	پاس آؤ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔
یمسح العرق من جبهته و	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک و جبین کا

وجهه بوجه علي يمسح العرق من وجه علي ويمسح به وجهه فقال له علي يا رسول الله انزل فيّ شيئ قال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي انت اخي ووزيري وخير من اخلف بعدي تقضي ديني وتنجز عدي وتبين لهم ما اختلفوا من بعدي وتعلمهم تاويل القرآن ما لم يعلموا وتجاهدهم على التاويل كما جاهدتهم على التنزيل۔ (اخرجه الديلمي و ابن مردويه)

(ایضاً صفحہ ١٧)

عرق اُنکے چہرہ پر اور اُن کے چہرہ کا عرق اپنے چہرۂ اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے آپنے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی لیکن کوئی نبی میرے بعد نہیں ہونے والا ہے۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے جن کو کہ میں اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا اُن سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے بعد وعدہ کو پورا کرنے والا جن اُمور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کرینگے تو اسکو رفع کرنے والا ہے تو انھیں قرآن کی تاویل سکھلائے گا جو وہ نہیں جانتے ہیں، اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا جیسے کہ میں نے تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

تیرھویں

عن عبد الله بن سعد بن ضرارة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسري بي انتهيت الى ربي عز وجل فاوحى الي في علي ثلاث انه سيد المسلمين وامام المتقين وقائد الغر المحجلين اخرجه الحاكم وابو نعيم وابن مردويه وابن قانع

(ایضاً صفحہ ١٨)

عبداللہ بن سعد ضرارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج جب ہم اپنے پروردگار کے پاس پہونچے تو پروردگار نے میری طرف علی کے تین القاب وحی فرمائے کہ مسلمانوں کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید دست و پا والوں کا پیشوا ہے۔

چودھوین

عن ابی ذر قال کنت مع رسول الله
صلی الله علیه وسلم وهو نی البقیع
الغرقد قال والذی نفسی بیده
ان فیکم رجلا یقاتل الناس
بعدی علی تاویل القران کما
قاتلت المشرکین علی تنزیله
وهم یشهدون لا اله الا الله
فیکبر قتلهم علی الناس حتی
یطعنوا علی ولی الله ویسخطوا
علیه کما سخط موسی امر السفینة
وقتل الغلام وامر الجدار وکان
خرق السفینة وقتل الغلام و
اقامة الجدار لله رضی
(اخرجه الخوارزمی)
(ایضاً صفحه ۳۰)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد مین تشریف فرما تھے اور
مین خدمت اقدس مین حاضر تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا قسم
ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین میری جان
ہے کہ تم مین ایک ایسا شخص ہے جو قرآن کی تاویل پر لوگون
سے لڑیگا جس طرح سے مین نے قرآن کی تنزیل پر مشرکون
سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے
اسلئے اُن سے جہاد کرنا لوگون پر شاق گذرے گا یہانتک
کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اُسکے
کام سے ناراض ہوجائینگے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کشتی کے امر مین اور لڑکے کے قتل کرنے مین اور دیوار
کے بنانے مین حضرت خضر علیہ السلام پر ناراض ہوے
تھے حالانکہ کشتی مین سوراخ کرنا توڑنا اور لڑکے کا قتل
کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضامندی
کے لئے تھا۔

پندرھوین

وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله
صلعم ان الله عزوجل یباهی بعلی
کل یوم والملئکة المقربین حتی یقول
بخ بخ لك یا علی (اخرجه الدیلمی) (ایضاً صفحه ۵۰۰)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز مباہات کرتے ہین
یہان تک کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مرحبا یا علی

سولھوین عن عثمان بن عفان قال قال عمرؓ ان الله تعالیٰ خلق ملائکة من نور وجه علی بن ابی طالب — حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو علی کے منھ کے نور سے پیدا کیا ہے

(اخرجه الاخطب الخوارزمی فی المناقب (ایضاً صفحہ ۴۶۳)

سترھوین عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلعم وسئل بای لغت خاطبك ربك لیلة المعراج فقال خاطبنی ربی بلغة علی فقلت یارب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شئی لیس کالاشیاء ولا اقاس بالناس ولا اوصف بالاشباه خلقتك من نوری وخلقت علیا من نورك فاطلعت علی سرائر قلبك فلم اجد الی قلبك احب من علی بن ابی طالب فخاطبتك بلسانه کیما یطمئن قلبك (اخرجه الخوارزمی فی المناقب) — عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ لوگون نے حضرت سے پوچھا یارسول اللہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کسکی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز کے ساتھ مین نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے تو باتین کر رہا ہے یا علی فرمایا اے احمد! مین ایک ایسی چیز ہون کہ کسی چیز سے میرا قیاس نہین کیا جاسکتا اور نہ مین لوگون جیسا نہین اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے مین نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے مین تیرے دل کے بھید سے واقف ہون کہ تیرے قلب مین علی سے زیادہ کسی کی محبت نہین پس مین اسکی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

ایضاً صفحہ (۵۰۶)

اٹھارھوین عن علی قال قال رسول الله صلعم لما اسری بی رأیت علی باب — جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم فرماتے تھے شب معراج ہم نے

الجنة مكتوبًا بالذهب لا اله الا الله محمد حبيب الله وعلي ولي الله وفاطمة امة الله والحسن والحسين صفوة الله على باغضيهم لعنة الله (اخرجه الديلمي) ايضاً صفحه ۳۰

جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد خدا کا حبیب ہے علی خدا کا ولی ہے فاطمہ پروردگار کی کنیز ہے اور حسنینؑ خدا کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو

انیسویں

عن ابی الحمراء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمه والی نوح فی فهمه والی ابراهیم فی حلمه والی یحیی بن زکریا فی زهده والی موسی بن عمران فی بطشه فلینظر الی علی بن ابیطالب

ابی حمراؓ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم اور فہم میں حضرت نوح اور حلم میں جناب ابراہیم اور زہد میں حضرت یحییٰ ابن زکریا اور حملہ میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی ابن ابیطالب کو دیکھے۔

(اخرجه احمد والبوالخیر القزوینی والبیهقی فی فضائل الصحابه ارجح صفحه ۴۵۴

بیسویں

عن الحارث الاعور صاحب رایة علی قال بلغنا النبی صلی الله علیه وسلم کان جمع من اصحابه فقال اریکم ادم فی علمه ونوحا فی فهمه وابراهیم فی حکمته فلم یکن باسرع من ان اذ طلع علی فقال

حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ جو اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے۔ کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ اقست رجلا بثلثة من الرجل بخ بخ ھذا الرجل من ھو یارسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاتعرفہ یا ابابکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابوالحسن علی بن ابی طالب قال ابوبکر بخ بخ لک یا ابا الحسن

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ جو فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جاسکتا ہے مرحبا ہو ایسے شخص کو اچھا فرمایئے وہ کون ہے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہیں حضرت ابوبکر کہنے لگے مرحبا ہو تجھ کو اے ابوالحسن"

(ایضا صفحہ ایضا)

امام فخرالدین رازی کا قول علی افضل البشر ہیں

اس حدیث کے ذیل میں امام فخرالدین رازیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

ھذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویا لھولاء الانبیاء فی ھذہ الصفات ولاشک ان ھؤلاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابۃ والمساوی الافضل افضل فوجب ان یکون علی افضل منھم (اربعین فی اصول الدین)

یہ حدیث دال ہے کہ حضرت علیؑ ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے۔ اور ہمیں کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا کہ یہ انبیاء جمیع صحابہ سے افضل تھے اور افضل کا مساوی افضل ہوا کرتا ہے اس لئے حضرت علی بھی اُن صحابہ سے افضل ٹھہرے"

اسی طرح اسی کتاب میں رقم طراز ہیں۔

ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد من قولہ تعالی وانفسنا ھو علی و

اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیہ مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں اور یہ بات بھی

معلوم انه یمتنع ان یکون نفس علی
ھو نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ
فلا بد ان یکون المراد ھو المساواۃ
بین النفسین وھذا یفید ان کل
ما حصل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من
الفضائل والمناقب قد حصل مثلہ لعلی
ماوراء صفۃ النبوۃ ثم لاشک ان
محمدا صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق
فی سائر الفضائل فلما کان علیا متساویا
فی تلک الصفات وجب ان یکون افضل
الخلق (ارجح المطالب صفحہ ۴۵۲)

معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم بعینہ نفس جناب علی علیہ السلام نہین ہو سکتا
پس بالضرور یہان مساواۃ مراد ہے اور اس بات
سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت
مین تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب
علی کو بھی حاصل تھے پس اسمین شک نہین کہ آنحضرت
تمام فضائل مین تمام خلقت سے افضل تھے جبکہ
ان صفات مین جناب علی حضرت کے مساوی
ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب
علی بعد رسول خدا بھی افضل البشر ہین ۔

کیسوین

آیۂ وافی ہدایہ :-

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولٓئک
ھم خیر البریۃ ۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام
کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہین ۔

کی یہ تفسیر کی ہے :-

”ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیر سامنے سے نمودار ہوئے ۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ مین میری جان ہے یہ اور اسکے شیعہ یقینی قیامت کے دن فائز المراد ہون گے ۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔ اسی دن سے جب اصحاب رسول حضرت علی کو آتے دیکھتے تو کہتے خیر البریہ آیا

اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم اور تمھارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہین۔

(دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ مصر)

اس موقع پر ہم اُس مناظرہ کی بھی نقل ہدیہ ناظرین کرتے ہین جو حُرّہ بنت حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی سے دربارہ افضلیت حضرات خلفاء ثلثہ رضؓ اور جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام ہوا تھا اور وہ یہ ہے:۔

مُناظرہ حُرّہ اور حجّاج

مناظرہ حرہ و حجاج بن یوسف

اورد الصدوق طاب ثراه نقلا عن جماعة ثقاة قال لما وردت حرّة بنت حليمة السعدية رضی الله عنها علی الحجاج بن یوسف الثقفی وجلست بین یدیه فقال لها انت حرة بنت حلیمه قد قیل عنك انك تفضلین علیا علی ابی بکر وعمر وعثمان فقالت لقد کذب الذی قال انی افضله علی ادم ونوح ولوط وابراهیم وموسیٰ وداؤد وسلیمان وعیسی بن مریم فقال لها ویلك اقول لك انك تفضلینه علی الصحابة فتزیدین علیهم ثمانیة من الانبیاء فان لم تاتنی ببیان ما قلت الاضربت

صدوق علیہ الرحمہ ایک جماعت ثقات سے نقل کرتے ہین کہ جب حرہ بنت حلیمہ سعدیہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئین اور اسکے سامنے بیٹھین تو حجاج نے کہا اے حرہ تیری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ تو علیؑ کو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پر فضیلت دیتی ہے اسنے کہا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے مین تو فضیلت دیتی ہون علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسیٰ بن مریمؑ پر حجاج نے کہا تجھ پر وائے ہو مین تجھ سے صحابہ پر فضیلت دینے کی وجہ سے باز پرس کرتا ہون تو انکو آٹھ انبیا کو اور زیادہ کرتی ہے اگر تو نے اپنی حجت نہ بیان کی تو مین تیری گردن اڑا دون گا

عنقك فقالت ما انا فضلت على هؤلاء	حرہ نے کہا کہ میں نے انھیں ان انبیاء پر فضیلت نہیں
الانبياء بل الله عز وجل فضله فی	دی بلکہ خدا نے قرآن میں ان پر فضیلت دی ہے
القرآن عليهم فی قوله فی حق آدم	خداوند عالم آدم کے حق میں فرماتا ہے جس کا حاصل
فعصى آدم ربه فغوى وقال فی	یہ ہے پس آدم نے خدا کے خلاف کیا اور نقصان
حق علی وكان سعيهم مشكورا	اٹھایا اور علی کے حق میں فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
فقال احسنت يا حرة فبم تفضلينه	ان کی کوشش وسعی قابل شکریہ ہے حجاج نے کہا
على نوح ولوط قالت الله تعالى فضله	احسنت۔ مگر نوح اور لوط پر کس طرح فضیلت ہے اُس نے کہا
عليهما بقوله ضرب الله مثلا للذين	کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل
كفروا امرأة نوح وامرأة لوط كانتا	یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کفار کیلئے زوجۂ نوح ولوط کی مثال
تحت عبدين من عبادنا صالحين	بیان کرتا ہے کہ جو ہمارے دو نیک بندوں کی ماتحت
فخانتاهما وعلی بن ابی طالب	تھیں اور انھوں نے ان کی خیانت کی اور علی
كانت زوجته بنت محمد فاطمة	ابن ابیطالب کی زوجہ فاطمہ زہرا ہیں جنکی رضامندی
الزهرا التی يرضى الله لرضاها و	سے خدا رضامند اور غضب سے خدا غضبناک ہوتا
يسخط بسخطها فقال الحجاج احسنت	ہے۔ حجاج نے کہا احسنت۔ اب ابوالانبیاء ابراہیم
يا حرة فبم تفضلينه على ابو الانبياء	پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا انکے بارہ میں
ابراهيم خليل الله فقالت الله	ارشاد خدائے تعالیٰ ہے جسکا حاصل یہ ہے ابراہیم نے
يفضله بقوله قال ابراهيم رب	کہا اے پروردگار مجھے دکھائے تو کیونکر مردہ کو زندہ
ارنی كيف تحى الموتى قال اولم تومن	کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تو ایمان نہیں لایا عرض کیا کہ
قال بلى ولاكن ليطمئن قلبي	ہاں ایمان تو لایا ہوں لیکن اطمینان قلب چاہتا ہوں

وامير المومنين قال قولا لم يختلف
فيه احد من المسلمين لو كشف الغطاء
لما ازددت يقينا. وهذه كلمة
لم يقلها احد قبله ولا بعده قال احسنت
يا حرة فبم تفضلينه على موسى كليم الله
قالت يقول الله عز وجل فخرج منها
خائفا يترقب قال رب نجني من
القوم الظلمين وعلى بن ابى طالب
بات على فراش رسول الله صلى الله
عليه واله لم يخف حتى انزل الله
فى حقه ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء
مرضات الله والله رؤف بالعباد قال
احسنت يا حرة قال فبم تفضلينه على
داؤد قالت الله فضله عليه بقوله يا
داؤد انا جعلنك خليفة فى الارض
فاحكم بين الناس بالحق ولا
تتبع الهوىٰ قال لها فاى شيئ
كانت حكومته قالت فى رجلين
احدهما كان له كرم

اور امیر المومنین کا یہ ارشاد ہے جس میں کسی مسلمان نے
اختلاف نہیں کیا کہ اگر پردے اٹھا دئے جائیں پھر
بھی میرے یقین میں زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کلمہ
وہ ہے کہ نہ ان سے پہلے یہ کلمہ کسی نے کہا نہ ان کے بعد
حجاج نے کہا احسنت۔ مگر موسیٰ کلیم اللہ پر کس طرح فضیلت
دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ خداوند عالم موسیٰ کے بارے میں
بیان کرتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے شہر سے
خوف کھا کر نکلے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے
اور دعا کرتے تھے کہ خداوند مجھے ظالمین سے نجات دے
اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے فرش پر سوئے
اور خدا نے ان کے حق میں آیت نازل فرمائی
جسکا حاصل یہ ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو اپنے نفس کو خدا
کی خوشنودی کے لئے بیچتا ہو۔ حجاج نے کہا
احسنت یا حرہ اب داؤد پر کس طرح فضیلت دیتی ہو
اُسنے کہا خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ۔ اسے داؤد ہم نے تجھے زمین پر
خلیفہ مقرر کیا ہے لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کر
اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر حجاج نے کہا ان کا
فیصلہ کیا تھا۔ حرہ نے جواب دیا کہ دو شخص تھے ایک کا باغ

وللآخر غنم فعشت الغنم في كرم
فرعته فاحتكما الى داؤد فقال
تباع الغنم وينفق ثمنها على الكرم
حتى يعود على ما كان عليه فقال له
ولده يا ابت بل يأخذ من لبنها و
صوفها فقال الله عزوجل ففهمناها
سليمان وان مولانا امير المومنين
عليه السلام قال سلوني عما فوق
العرش سلوني عما تحت الارض
سلوني قبل ان تفقدوني وانه
عليه السلام دخل على النبي صلى الله
عليه واله وسلم يوم فتح خيبر
فقال النبي صلعم افضلكم
واعلمكم علي فقال لها احسنت
يا حرة فلم تفضلينه على سليمان
فقالت الله فضله بقوله رب
هب لي ملكا لا ينبغي لاحدٍ
من بعدي" ومولانا
عليه السلام قال يا دنيا

انگورون کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس بکریان
رات کو بکریان آکر انگور کی بیلین کھا گئین۔ یہ
دونون داؤد کے پاس فیصلہ کے لئے آئے انھون نے
کہا کہ بکریان بیچ کر ان کی قیمت انگورون پر خرچ
کی جائے تاکہ وہ اپنی پہلی حالت پر آجائین اسوقت
اُنکے بیٹے سلیمان نے کہا کہ اے پدر بزرگوار بلکہ انکے
دودھ کی قیمت خرچ کیجائے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ
جسکا حاصل یہ ہو کہ ہم نے سلیمان کو اس فیصلہ کو سمجھا دیا
اور مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ
پوچھو مجھ سے عرش کے اوپر کی چیزین سوال کرو مجھسے
زمین کے نیچے کی چیزون کا اور سوال کرو مجھ سے قبل
اسکے کہ تم مجھکو گم کرو اور جسوقت کہ آپ بروز فتح خیبر
خدمت رسول اللہ مین آئے تو رسول اللہ نے
فرمایا کہ تم مین سب سے افضل اور اعلم علی ہے حجاج
نے کہا احسنت۔ مگر سلیمان پر فضیلت کیونکر ہو سکتی ہے
اُنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
جسکا حاصل یہ ہے سلیمان نے دعا کی کہ خداوندا مجھے
ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو اور
مولانا امیر المومنین نے فرمایا کہ اے دنیا مین نے تجھے

طلقتك ثلثا لا رجعة لي فيك فعند ذلك انزل الله عليه تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين قال احسنت يا حرة فبم تفضلينه على عيسى بن مريم قالت الله فضله اذ قال الله يا عيسى انت قلت للناس اتخذوني و امي الهين من دون الله قال سبحانك الآية وعلي بن ابيطالب لما ادعوا النصيرية فيه ما ادعوا لم يعاتبه الله سبحانه۔ فقال احسنت يا حرة خرجت من جوابك ولولا ذلك لما كان ذلك۔

ثم اجازها واعطاها وسرحها سراحا جميلا۔

تین طلاق دیے ہین مین تجھ سے رجوع نہین کر سکتا اسوقت اُنکی شان مین خدا نے یہ آیت نازل فرمائی جسکا حاصل یہ ہے۔ یہ آخرت کا گھر اُن لوگون کیلئے ہے جو زمین مین بلندی نہین چاہتے اور نہ فساد چاہتے ہین اور حسن عاقبت متقین کے واسطے ہے۔ حجاج نے کہا احسنت مگر عیسیٰ پر فضیلت کی کیا دلیل ہے اسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے۔ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگون سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا بنا لینا عیسیٰ نے کہا خداوندا تیری ذات پاک ہے الخ اور علی بن ابی طالب کیلئے نصیریون کا دعوے معلوم ہے مگر خدا نے علی بن ابیطالب سے اسکی پرسش نہین کی۔ حجاج نے کہا احسنت یا حرہ تو اپنے جواب سے عہدہ برآ ہوئی اگر ایسا نہوتا (علی مین یہ صفات نہوتے) تو ایسا کلام نہ کرسکتی پھر اسے جائزہ دیا اور انعام دیا اور اچھی طرح سے رخصت کیا

خلفاء اُن رسول کے مرتبے اور درجے گھٹائے

صد حیف کہ جن خاصان الٰہی کے پیش خدا و رسول یہ مرتبے اور درجے۔ یہ عزت و منزلت ہو کہ اُن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جن کی مودت اجر رسالت قرار پائے اور جو باعث ایجاد عالم ہون جن پر صلوٰۃ کا بھیجنا ایسا لازمی اور ضروری ہو کہ نمازون مین تشہد کا خاتمہ قرار دیا جائے

افسوس کہ ہمارے بھائی احکام خدا و رسول کو پس پشت ڈالکر ان اصحاب کو وصی رسول اور آل رسول پر فضیلت دین۔ جنکے ایمان و اسلام اور اعمال و افعال پر خود طعنہ زن ہوتے ہین۔ واحسرتا کہ جو خاصان خدا حسب احکام خدا و رسول کل اُمت پر ہادی و پیشوا ہون اُن کی منزلت اور وقعت اصحاب کی بدولت ایسی گھٹے کہ عوام الناس اُنکو پہچان نہ سکین کہ یہ آل رسول سے ہین۔ چنانچہ صواعق محرقہ مین طبرانی سے روایت ہے۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام اسیر ہو کر ملک شام مین آئے تو دمشق کے رستے مین ایک شامی نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ قتل کئے گئے۔ آپنے فرمایا اے شخص کیا تونے آیہ کریمہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" نہین پڑھی۔ یہ سُنکر اُسنے بہت استعجاب سے عرض کیا کیا وہ لوگ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے آپ لوگ ہین حضرت نے فرمایا ہان وہ ہم ہی ہین۔

پس جبتک خلفا کا دور دورہ رہا آل محمدؐ کے نام و نشان اور عزت و منزلت مٹانے مین کوشان رہے اخبار کھے علماء اہلسنت کو جنھون نے باوجود اعتراف اس امر کے "باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلعم فرمود انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی۔ پس پیغمبر ما باین دو چیز عظیم القدر حوالہ فرمودہ است" خدا و رسول کے احکام کو پہیلی سمجھ کر دوسرون کو اپنا ہادی و پیشوا ٹھہرالیا اور باوجود اس اقرار کے "مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این دو بزرگ (قرآن و عترت) نماید گمراہ و خارج از دین ست" اپنے مذہب کو سچا اور اُس فرقے کے مذہب کو جو اپنے رسول کی وصیت کے بموجب قرآن و عترت کو اپنا امام اور مقتدا مانتا ہے جھوٹا بناتے ہین اور اپنے پیشواؤن کے نقش قدم پر چل کر آل محمدؐ کے درجے اور مرتبے گھٹانے مین ساعی رہتے ہین۔

المختصر ہمارے سنی بھائیون کا عمل اگر خدا و رسول کے احکام کے موافق ہوتا تو آل رسول سے منحرف ہو کر غیرون کو اپنا امام اور خلیفہ نہ بناتے اور اُن حضرات کو شاہ دوسرا خاتم الاوصیا غالب کل غالب

علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دیتے جن کی شان مین حسب اقوال مفسرین و محدثین اہلسنت مین ۳۰۰ سو آیات الٰہی نازل ہوئی ہین۔ جس کی شان مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ علی خدا کا ولی ہے۔ علی وہ ہے جس کو خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ علی وہ ہے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ علی کرار غیر فرار اور قسیم جنت و نار ہے۔ خدا نے مجھے اور علی کو اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ علی میری کل امت پر ایسا آقا اور امام ہے کہ جس کی امامت پر خدا نے دین اسلام کی تکمیل کی ہے۔ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون علی مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰ سے تھی علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے علی کا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ذکر خدا مین عبادت ہے۔ علی اور قرآن تا حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے۔ علی روز محشر ساقی کوثر ہے۔ علی میدان حشر مین لواء حمد کا حامل ہے علی کا دوست جنتی اور دشمن اُس کا دوزخی ہے نہین پہچانا کسی نے علی کو مگر مین نے اور خدا نے۔ اور نہین پہچانا مجھے اور خدا کو کسی نے مگر علی نے۔ علی وہ ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ

وہ دست حق اسد اللہ سرور غالب — سپہر اوج امامت کے اختر ثاقب
امام دہر مددگار حاضر و غائب — ابو الائمہ و لخت دل ابو طالب

ملے علیؑ کو وہ رتبے جو مصطفےٰ کو ملے
شرف انھین کے سبب اولاد مرتضےٰ کو ملے

دیگر

کس منہ سے کرین آل پیمبر کی ثنا ہم — مشکل ہے کہ اک کوزہ مین دریا ہو فراہم
جب معترف عجز ملائک ہین تو کیا ہم — وہ غیرت خورشید جہانتاب۔ سہا ہم

عاجز کی زبان اور ثنا حق کے ولی کی
ذرے کو کوئی گن سے تو کرے مدح علی کی

چنانچہ کتب اہلسنت مین یہ حدیث ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول	ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا
الله صلی الله علیه وسلم لوکان	صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا
البحر مدادا والاشجار اقلاما۔ و	سیاہی اور کل درخت قلم بنجائین اور سب انسان
الانس کتابا والجن حسابا ما احصوا	کاتب اور تمام جن محاسب ہون تب بھی اے علی تمھارے
فضائلك یا ابا الحسن	فضائل کا شمار نہ کرسکین گے (ارجح المطالب صفحہ ۱۱)

بعض شعرا امام شافعی رح کی ارادت وعقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہین :۔

لو ان المرتضی ابدی محله	لکان الخلق طرا سجدا له
اگر علی مرتضے اپنا محل ومقام ظاہر کرتے تو	عموما خلق آپ کو سجدہ کرتی
کفی فی فضل مولانا علی	وقوع الشك فیه انه الله
مولا علی کے لئے یہ فضیلت کافی ہے	انکے متعلق شک کیا جاتا ہے کہ وہ خدا ہین
ومات الشافعی ولیس یدری	علی ربه ام ربه الله
شافعی مرگیا مگر یہ نہ سمجھا کہ	اس کا رب اللہ ہے یا علے

اس موقع پر ہم اس مہتم بالشان مناظرہ کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتے جو خلیفہ مامون رشید اور اسحق وغیرہ چالیس علماء اکابر اہلسنت سے ایک ہی جلسہ مین ہوا تھا۔ اور یہ وہ مشہور مناظرہ ہے جو تمام وکمال کتاب العقد الفرید مطبوعہ مصر مین درج ہے۔ اس کتاب کا مصنف شہاب الدین احمد ہے۔

اور جناب مولانا السید حامد حسین صاحب اعلے اللہ مقامہ نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر کے صفحہ ۲۰۶ مین مامون کے اس مناظرہ کو کتاب مذکور سے نقل فرماکر مصنف کے اعتبار کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"شہاب الدین احمد کا عالم جلیل القدر ہونا اکابر اہلسنت نے مثل ابو نصر علی کے کتاب الاکمال میں اور علامہ ابن خلکان کے اپنی تاریخ وفیات الاعیان میں ابو الفدا کے تاریخ المختصر فی اخبار البشر میں اور علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ کے تسلیم کیا ہے۔

اگر جناب ممدوح کے بیان پر اس وجہ سے کہ وہ علماء امامیہ سے ہیں۔ اطمینان نہو تو شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی کی تحریر جو الفاروق میں ہے ملاحظہ فرمائیں کہ انھوں نے اس مناظرہ کی تصدیق اس شد و مد سے کی ہے کہ۔

"مامون کا ایک مشہور مناظرہ جس میں اسکا یہ دعوے تھا کہ تمام صحابہ میں حضرت علیؑ افضل ترین بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اس دعوے کے مخالف تھے اور ادھر مامون سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی اور محکومی کا پردہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو میں پوری آزادی حاصل تھی صبح سے تقریبا دوپہر تک دونوں فریق میں مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر انصاف یہ ہے کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔

اس مشہور مناظرہ کو جناب مولوی علی حیدر صاحب نے اپنے رسالہ "الکلام" ماہ شوال ۱۳۳۲ھ میں اصل کتاب سے نقل کرکے مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ ہم رسالہ مذکور سے اُس مناظرہ کا ترجمہ اس جگہ نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

فضیلت جناب امیرؑ میں مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(عالم جلیل القدر) اسحق بن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سلطنت مامون الرشید کے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے میرے اور میرے چند دوستوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ خلیفہ مامون الرشید نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل علی الصباح اپنے ہمراہ ایسے چالیس جلیل القدر اور متبحر علماء فقہ کو لیکر اُسکے دربار میں حاضر ہوں۔ جو

پختہ عقل و فہم کے ہون۔ اور اُن سے جو سوال کیا جائے اُس کا سمجھ کر معقول جواب دین۔

پس تم لوگ اُن علمار کے نام پیش کرو جو تمھارے خیال مین مامون الرشید کی خواہش کے مطابق ہون"۔ یحییٰ کے حکم کی تعمیل مین ہم لوگون نے چند علمار کے نام پیش کئے اور کچھ لوگون کو خود یحییٰ نے انتخاب کیا جب چالیس کی عدد پوری ہوگئی تو یحییٰ نے اُن علما کے نام لکھکر حکم دیا کہ کل صبح سویرے آپ حضرات میرے یہان تشریف لائین۔ چنانچہ دوسرے روز قبل طلوع صبح ہم لوگ یحییٰ کے یہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ درباری لباس پہن کر ہم لوگون کا انتظار کر رہا ہے۔ پس ہم سب لوگ سوار ہو کر قصرِ مامون الرشید کے دروازے پر پہونچے جہان ایک دربان کھڑا تھا جس نے ہم لوگون کو دیکھ کر کہا" ابو محمد! (یحییٰ) خلیفہ دیر سے آپ کے انتظار مین ہین" بعد ازان ہم لوگون کو مکان مین لے گیا اور کہا کہ آپ حضرات نماز سے فراغت کر لیجئے۔ پس ہم لوگ نماز مین مشغول ہوے۔ لیکن ابھی تمام نہین کرنے پائے تھے کہ خلیفہ کا آدمی پہونچا۔ اور کہا کہ کمرہ کے اندر آپ حضرات تشریف لیچلین۔ جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ خلیفہ مامون الرشید شاہی لباس پہنے۔ دوشالہ اوڑھے پٹکہ اور عمامہ باندھے ہوے اپنی مسند پر جلوہ فروز ہے۔ ہم لوگون نے وہان پہونچنے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ جسکا جواب دیکر اُسنے بیٹھنے کو کہا۔ اور جب ہم مطمئن ہو کر بیٹھ چکے تو اپنے مسند سے اُترا۔ اور اپنے عمامہ و دوشالہ کو اُتار کر معمولی ٹوپی پہن لی پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "مین نے ان چیزون کو اس لئے اُتارا ہے کہ آپ حضرات بھی اپنے بدن سے ان پر تکلف کپڑون کو اُتار دین۔ ہان مین نے موزہ نہین اُتارا کیونکہ اس کی وجہ آپ حضرات جانتے ہین اور جس کو نہ معلوم ہو اُسے مین ابھی بتا دون"۔

بعد ازان مامون نے اپنے پیرون کو پھیلا دیا (یعنی بے تکلف ہو بیٹھا) اور کہا" آپ حضرات بھی اپنی ٹوپی موزہ۔ اور دوشالہ اُتار کر رکھ دین اور بے تکلف ہو بیٹھین" لیکن اسمین ہم لوگون نے تامل کیا تو یحییٰ بن اکثم نے کہا" آپ حضرات کو سرکار جو حکم دیتے ہین اُسکے بجالانے مین آپ لوگ کچھ بھی پس و پیش

نہ کریں" تب ہم سب نے کنارہ جا کر اپنے موزے ٹوپیاں اور دوشالے اتار دیے۔ اور مامون کی خدمت میں پھر آ کر بیٹھ رہے۔ جب ہم سب مطمئن ہو گئے تو مامون نے کہا "حضرات علماء! میں نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ کیلئے زحمت دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات سے اُس مذہب کے متعلق مناظرہ کروں جس پر میں ہوں اور جسکے مطابق خدا کی عبادت بجالاتا ہوں"

ہم لوگوں نے یہ سنکر متفق اللفظ کہا "بہتر ہے حضور مناظرہ کریں۔ خدا حضور کو توفیق نیک عطا فرمائے بعد ازاں اس طرح مناظرہ شروع ہوا:۔

مامون "میرا مذہب تو یہ ہے کہ رسول خداؐ کے بعد علیؑ بن ابیطالب سارے خلفاء سے افضل۔ اور کل آدمیوں میں خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

اسحق "آپ نے حضرت علیؑ کے بارے میں جو کچھ فرمایا اس کی وجہ ہم لوگوں کو تو حضرت علیؑ کی ذات میں کچھ نہیں معلوم ہوتی۔ اور جب مناظرہ کے لئے بلایا ہے تو اس دعوے کی دلیل بھی مرحمت ہو۔

مامون "اسحق! اچھا، خواہ میں تم سے سوال کروں۔ خواہ تم مجھ سے سوال کرو (اسحق کہتا ہے کہ میں نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی خلیفہ سے سوال کروں)

اسحق "نہیں میں ہی حضور سے سوال کرتا ہوں"

مامون "اچھا۔ پوچھو"

اسحق "حضور نے کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت علیؑ بعد رسول خدا صلعم کے افضل ناس۔ اور ان سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے"؟

مامون "اسحق! پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضل میں بڑھ جاتے ہیں اور افضل کہلاتے ہیں"؟

اسحق "اعمال صالحہ کے سبب سے"

مامون۔ "ہان سچ ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ ایک شخص عہد رسولؐ مین سب سے افضل رہا ہو لیکن بعد رسول خدا صلعم کے دوسرے لوگ اُس سے زیادہ افضل اعمال بجالائین تو کیا شرف و فضل مین یہ لوگ اُس سے بڑھ جائینگے؟

اسحٰق۔ کہتا ہے کہ اس سوال کے جواب سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا تو مامون نے مجھ سے پھر کہا۔

مامون۔ "اسحٰق! تم جواب مین تو ہان کہہ ہی نہین سکتے کیونکہ پھر اِس زمانہ مین ایسے لوگون کو بتادونگا جن کو اُن سے زیادہ جہاد۔ حج۔ صوم و صلوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ اعمال صالحہ کے بجالانے کا موقع ملتا ہے تو چاہیئے کہ سب لوگ بھی اُنسے افضل ہوجائین!"

اسحٰق۔ "حضور! بیشک زمانہ رسولؐ خدا مین جو شخص افضل تھا اُسکے برابر پھر کوئی شخص کبھی بھی نہین ہوسکتا۔

مامون۔ "اسحٰق! اچھا۔ اب یہ کھو کہ تمہارے صحابہ کرام۔ تابعین۔ محدثین۔ اور وہ علما جن کو ہم لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہین حضرت علیؑ بن ابیطالب کے فضائل مین کتنی اور کیسی کیسی حدیثین روایت کرتے ہین۔ پھر اُن احادیث سے مقابلہ کرو۔ اُن احادیث کا جو فضائل ابوبکرؓ مین محدثین سے تم کو ملی ہین۔ اگر وہ فضائل علیؑ کے برابر ہی ہون تو بیشک تم یہ دعوے کرو کہ ابوبکرؓ افضل تھے علیؑ سے نہین خدا کی قسم! بلکہ فضائل ابوبکرؓ و عمرؓ دونون کو جمع کرو۔ اور پھر اس مجموعہ کا مقابلہ کرو فضائل علیؑ سے اب بھی اگر ابوبکر اور عمر کے فضائل زیادہ نہین۔ بلکہ صرف برابر ہی نکلین فضائل علیؑ سے جب بھی تم کو حق ہوگا ابوبکر اور عمر کو علیؑ سے افضل سمجھنے کا!

نہین خدا کی قسم!! بلکہ فضائل ابوبکر۔ و فضائل عمرؓ و فضائل عثمان کو جمع کرو۔ اور اگر ان سب کے فضائل کو تنہا علیؑ کے فضائل کے برابر بھی پاؤ تو بیشک کھو کہ یہ سب افضل تھے علیؑ سے!

نہین خدا کی قسم!!! بلکہ کل عشرہ مبشرہ کے فضائل کو (جنکے جنتی ہونے کی گواہی رسول خدا صلعم نے دی ہے) جمع کرو اگر ان سب کے فضائل ملکر بھی تنہا ذات علیؑ ابن ابیطالب کے فضائل سے زیادہ کہا،

اُن کے برابر بھی ہو جائین۔ اور اب علیؑ کے فضائل کا پلہ میزان نہ جھکے تو بیشک تمھارا اعتقاد صحیح ہے کہ یہ سب افضل تھے امیرالمومنین علیؑ سے (ورنہ اِس خیال باطل سے باز آؤ)

مامون: اسحق! اچھا ان سب کو جانے دو۔ یہ بتاؤ۔ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اُسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا"؟

اسحٰق "خلوص دل سے کلمہ شہادتین پڑھنا"

مامون "کیا اِسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا"؟

اسحٰق "بیشک تھا"

مامون "کلام مجید کے اِس آیہ والسابقون السابقون اولٓئك المقربون" پڑھو۔ اس مین "سابقون" سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اِسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا؟

اسحٰق "حضور! علیؑ تو کمسنی مین مسلمان ہوے تھے۔ جب کہ آنحضرت اِن کو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہین سکتے تھے اور ابو بکر سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے۔ جب اُن سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی"۔

مامون "اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرونگا"۔

اسحٰق "بیشک ابو بکر سے پہلے علیؑ نے اِسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ (کہ وہ کمسن تھے)۔

مامون "ہان ٹھیک ہے (کہ علیؑ کمسنی مین مسلمان ہوے) اب مجھے یہ بتاؤ کہ علیؑ آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے۔ یا ان کو الہام خدا ہوا تھا (اسحٰق کہتا ہے کہ مامون کے اِس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علیؑ کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین علیؑ کو آنحضرت سے بھی بڑھا دو گے اِسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا

بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اِسلام کو جانا۔

اسحٰق ": بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اِسلام کی طرف آپ کو دعوت دی۔

مامون ": تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرتؐ نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی (کہ علیؑ تم مسلمان ہو جاؤ) (اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے بھی پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) اسحٰق! رسول خدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کلام کرنے کا الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارے مین فرماتا ہے " وما انا من المتکلفین" (کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانے والا نہین ہون)۔

اسحٰق ": بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرتؐ نے علیؑ کو دعوت دی تھی۔

مامون ": تو کیا خدائے جبار کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جسپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہ ہو؟

اسحٰق ": معاذ اللہ ہرگز نہین "

مامون ": اسحٰق! تم نے جو کہا کہ علیؑ کمسنی مین اسلام لائے جب اُن پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دے کر ایسے امر کی تکلیف دی جو اُن کی طاقت سے باہر تھا۔ پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا اُن کے مرتد ہو جانے کی کوئی سزا نہین ہوتی؟ اور کیا آنحضرت کا اُن کو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا؟ کیا تم اس امر کو آنحضرتؐ کے بارے مین کہہ سکتے ہو؟

اسحٰق ": معاذ اللہ! ہرگز نہین "

مامون ": تو ثابت ہوا کہ تم اِس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علیؑ کو اسلام کی دعوت دے کر تمام مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی اور بہ سبب اس فضیلت کے علیؑ کو اُن سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے

فضائل کو سمجھیں ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچوں کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علیؑ کے دوسرے بچوں کو بھی آنحضرت نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق "بیشک"

مامون "تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنے اہل وعیال۔ اعزہ واقربا سے کسی اور بچہ کو بھی اسلام کی دعوت دی ہیں یہ سوال سلئے کرتا ہوں کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علیؑ چونکہ چچازاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونے کو کہدیا۔ علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی۔

اسحٰق "مجھ کو معلوم نہیں لہٰذا میں نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرتؐ نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہیں؟

مامون "اسحٰق! کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اُسکے بارے میں قیامت میں تم سے سوال کیا جائے گا؟

اسحٰق "نہیں"

مامون "تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیوں کرتے ہو (یعنی جب تم کو معلوم نہیں کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور بھی کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیوں کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہیں دی یہ فضیلت مخصوص تھی علیؑ سے) اچھا یہ بتاؤ کہ سبقت الی الاسلام کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا"؟

اسحٰق "خدا کی راہ میں جہاد کرنا"

مامون "ہاں سچ ہے۔ تو جہاد میں جو خدمات علیؑ نے کی ہیں کیا تم اُن کو اصحاب رسولؐ سے کسی اور میں بھی پاتے ہو"؟

اسحٰق "کس جنگ میں"؟

مامون "کسی جنگ میں"

اسحٰق "اچھا جنگ بدر کو لیجئے"۔

مامون "خیر یہی سہی۔ کیا اس جنگ مین بھی علیؑ کی خدمات کے مقابلہ مین دوسرون کی خدمات کو بہت کم اور ہیچ نہین پاتے؟ بتاؤ تو اسمین کتنے آدمی قتل ہوے تھے"؟

اسحٰق "کچھ اوپر ساٹھ مشرک"۔

مامون "اور انمین تنہا حضرت علیؑ کے مقتولین کسقدر تھے"؟

اسحٰق "یہ تو مین نہین جانتا"۔

مامون "مجھ سے سنو تیئیس یا کم از کم بائیس اور چالیس باقی کل لشکر اسلام کے"۔

اسحٰق "حضور! یہ بھی تو دیکھین کہ ابوبکر آنحضرتؐ کے ہمراہ عریشہ مین تھے"۔

مامون "ہان لیکن وہان بناتے کیا تھے"؟

اسحٰق "تدبیر سوچ رہے تھے"۔

مامون "وائے ہو تم پر۔ آنحضرتؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرتؐ کے ساتھ؟ اگر حضرت کے ساتھ تھے تو آیا حضرت نے ان کو اپنا شریک کر لیا تھا یا اُن کی راے کے محتاج تھے ان مین صورتون مین سے تم کس کو تجویز کرتے ہو۔

اسحٰق "معاذ اللہ! نہ حضرت سے علیحدہ سوچتے تھے نہ حضرت کے شریک ہو کر اور نہ آنحضرت ان کی راے کے محتاج تھے۔؟

مامون "بھائی! تو آخر عریشہ مین بیٹھنے کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر جو شخص آنحضرت کی حفاظت مین تلوار سے لڑ رہا ہو کیا وہ اس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی افضل نہو گا؟

اسحٰق "حضور! جہاد تو سارا ہی لشکر کر رہا تھا علیؑ کی خصوصیت کیا تھی؟

مامون "ہان یہ سچ ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہو آنحضرت اور آپکے ساتھ

جین سے بیٹھنے والون کی حفاظت کرتا ہو وہ بیٹھنے والے سے تو ضرور ہی افضل ہے۔ کیا تم نے کلام مجید مین نہین پڑھا ہے "لایستوی القاعدون من المؤمنین الخ" یعنی معذور لوگون کے سوا گھر مین بیٹھ رہنے والے اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہین ہو سکتے (بلکہ) جان و مال سے جہاد کرنے والون کو گھر مین بیٹھے رہنے والون پر درجہ مین خدا نے فضیلت دی ہے اور (اگرچہ) خدا نے سب ایماندارون سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنے والون کو خانہ نشینون پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔ (سورۂ نساء آیۂ ۹۵)

اسحٰق "۔ لیکن ابو بکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی ارادہ سے جنگ مین آئے تھے)

مامون "۔ تو جو لوگ اِس جنگ مین آئے ہی نہین اُن پر ابو بکر و عمر کو فضیلت تھی یا نہین؟

اسحٰق "۔ ضرور تھی"۔

مامون "۔ اسی طرح جس نے اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈال کر قتال کیا وہ بھی افضل ٹھہرا ابو بکر اور عمر سے (جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے)"۔

اسحٰق "۔ ہان یہ بھی درست ہے"۔

مامون "۔ اسحٰق! اچھا تم قرآن تو پڑھتے ہو گے؟

اسحٰق "۔ جی ہان"۔

مامون "۔ ذرا سورۂ ہل اتٰی" تو مجھے سناؤ"۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرًا" تک پہونچا تو مامون نے کہا:۔

مامون "۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ ہان یہ آیات کس کی شان مین نازل ہوئی ہین؟

اسحٰق "۔ علی ابن ابیطالب کی شان مین"۔

مامون "کیا تم کو اس امر کا علم ہے کہ علیؑ نے جب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو کہا تھا "انما نطعمکم لوجه الله" اور کیا تم نے سُنا ہے کہ جیسے خدا نے علیؑ کی مدح کی ہے ویسی اور بھی کسی کی مدح کی؟

اسحٰق "نہ علیؑ نے "انما نطعمکم لوجه الله" کہا تھا اور نہ کسی اور کی ایسی مدح قرآن مین نازل ہوئی۔"

مامون " ہان سچ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علیؑ کی سیرت سے واقف تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس امر کی گواہی دیتے ہو یا نہین کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہین۔"

اسحٰق "ہان گواہی دیتا ہون۔"

مامون "اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین یہ حدیث صحیح ہے یا نہین یا آنحضرت نے اس کو فرمایا یا نہین تو کیا اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا؟

اسحٰق "معاذ اللہ ہرگز نہین۔"

مامون " اچھا اب اگر وہی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین۔ سورہ ہل اتی خدا کا کلام ہے یا نہین۔ تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے یا نہین؟

اسحٰق "ہان ضرور ہو جائے گا۔"

مامون "تو دونون قولون مین فرق کی وجہ بتاؤ! اچھا اسحٰق! تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟"

اسحٰق "جی ہان۔"

مامون "تمھین حدیث طیر کا بھی پتہ ہے؟"

اسحٰق "جی ہان ہے۔"

مامون "بیان تو کرو۔"

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث طیر کو بیان کیا تو مامون نے کہا۔

مامون "اسحٰق! مین تم سے یہ سمجھ کر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہین ہو لیکن اب حق سے تمھاری

دشمنی واضح ہو گئی۔ تم کو یقین ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے؟

اسحٰق "ہاں یقین ہے کیونکہ اِس کی روایت اُن محدثین نے کی ہے جن کی حدیثیں رد نہیں ہو سکتیں۔

مامون" تو تمھاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر بھی وہ خیال کرے کہ امت رسولؐ میں علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اُسکو تین امر میں سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑے گا یا یہ کہ آنحضرت کی دعا خدا نے قبول نہیں کی (یعنے خدا نے اُس شخص کو نہیں بھیجا جس کو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا) یا یہ کہ افضل خلق کے رہتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا (کیونکہ اس نے علیؑ کو بھیجا اگر اُن سے افضل کوئی تھا تو اُسی کو بھیجنا چاہیئے تھا تاکہ معلوم ہوتا خدا اسی کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے) یا یہ کہ خدا کو افضل و مفضول میں تمیز نہیں تھی کیونکہ اس نے علیؑ ہی کو بھیجا۔ پس تم ان تینوں باتوں سے کس کے قائل ہوتے ہو (اسحٰق کہتا ہے کہ یہ سنکر میں پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا)۔

"اسحٰق! ان تین باتوں سے تو کسی کے تم قائل نہیں ہو سکتے ورنہ میں تم سے توبہ کراؤں گا۔ ہاں کوئی چوتھی صورت اسکی تاویل میں ہو تو بیان کرو۔

اسحٰق"۔ اس کے جواب سے میں عاجز ہوں لیکن ابوبکر کی بھی تو کوئی فضیلت ہے؟

مامون" بیشک کیونکہ اگر اُن میں کوئی بھی فضل نہ ہو تو یہ کہنا ہی لغو ہو جائے کہ ابوبکر سے علیؑ افضل ہیں اس لئے کہ افضل تو وہ ہوتا ہے جس میں دوسرے سے زیادہ فضل ہو یعنی مفضول میں کم اور افضل میں زیادہ فضل ہوتا ہے لیکن اسوقت تم کو اُن کی کون سی فضیلت سوجھی۔

اسحٰق"۔ آیۂ غار جس میں ارشاد ہے" ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا" اس میں خدا نے ابوبکر کو آنحضرت کا ساتھی کہا"

مامون:۔ "اسحق! میں تمہیں کسی مشکل راہ کی طرف نہیں لے چلوں گا۔ بیشک خدا نے ابو بکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا۔ لیکن خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش اور جو خدا سے خوش تھا۔ وہ خدا کا قول یہ ہے "فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ" یعنی اس کا ساتھی جو اس سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تو اس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے درست آدمی کر دیا۔ (سورۂ کہف آیۃ ۳۷ جزو ۱۵)

اسحق۔ لیکن یہ ساتھی تو کافر تھا اور ابو بکر مومن تھے۔

مامون:۔ "یہی تو مطلب ہے کہ جب خدا نے ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی قرار دیا جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبی کا ساتھی کسی مومن کو قرار دے لیکن اس سے وہ شخص افضل المومنین نہیں ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (افضل المومنین ہو سکتے ہیں)

اسحق "حضور! ابو بکر کی شان کا آیۂ غار نہایت جلیل القدر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے دو میں کے دوسرے (پیغمبر) اسوقت جبکہ یہ دونوں غار میں تھے اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ حزن و اندوہ نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مامون:۔ "اسحق! جبتک میں تمہاری پوری خبر نہ لوں گا تم مانو گے نہیں۔ اچھا بتاؤ ابو بکر کا حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"؟

اسحق "یہ حزن آنحضرت کے سبب سے تھا حضرت ہی کے بارے میں ابو بکر کو خوف و غم تھا کہ کوئی مصیبت نہ واقع ہو"

مامون:۔ "میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے بتاؤ کہ وہ حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"

اسحق "خدا کی رضا تھی"

مامون:۔ "تو معلوم ہوا کہ خدا نے ہم لوگوں کی طرف ایسا رسول بھیجا جو رضائے خدا سے لوگوں کو منع کرتا تھا"

اسحق "معاذ اللہ یہ کیونکر؟

مامون "کیا تم نے ابھی نہیں کہا کہ ابوبکر کا حزن و اندوہ کرنا خدا کی رضا تھی۔

اسحق "بیشک کہا ہے"

مامون "تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن میں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا "لاتحزن" حزن نہ کرو اس طرح حزن سے منع کیا حالانکہ اس حزن کو تم رضائے خدا قرار دیتے ہو تو آنحضرت مانع رضائے خدا ہوئے

اسحق "معاذ اللہ! مجھ سے کیا غلطی ہوگئی"

مامون "اسحق! میں تمہارے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتا ہوں شاید تم راہ حق دیکھ لو اس سبب سے کہ تم کثرت سے خدا کی پناہ چاہتے ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ "(خدا نے اُنپر اپنی تسلی نازل کی) اس سے مراد رسولؐ خدا ہیں یا ابوبکر؟

اسحق "نہیں رسول خدا صلعم مراد ہیں"

مامون "ٹھیک ہے۔ اب آیہ "ویوم حنین" (یعنی خدا نے تمہاری مدد حنین میں بھی کی جب تم اپنی کثرت پر بھولے تھے تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہوگیا پھر تم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو خدا نے اپنی تسلی اپنے رسولؐ اور مومنین پر نازل کی) کے متعلق بیان کرو کہ اسمیں مومنین سے کون لوگ مراد ہیں؟

اسحق "مجھے نہیں معلوم"

مامون "جنگ حنین میں کل مسلمان بھاگ گئے تھے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ بنی ہاشم سے سات آدمیوں کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا ان میں سے علیؑ تو تلوار لئے آنحضرتؐ کی حفاظت میں لڑ رہے تھے عباس حضرت کے خچر کی لگام تھامے تھے اور باقی پانچ شخص آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ کفار سے آپ کو کوئی زخم نہ لگنے پائے یہی حالت رہی یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو

ظفریاب کیا۔ پس مومنوں سے اِس آیہ مین خاصکر علیؑ اور وہ لوگ مراد ہین جو بنی ہاشم سے اُسوقت حاضرِ خدمت تھے۔ تو اب بتاؤ جو اُسوقت آنحضرتؐ کے پاس تھا وہ افضل ہے یا وہ لوگ جو جان بچاکر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ اُن کو پایا ہی نہین تاکہ اپنی تسلّی اُن پر بھی نازل کرے"؟

اسحٰق "نہین افضل وہی شخص ہے جسپر خدا نے اپنی تسلّی نازل کی"۔

مامون۔ "بتاؤ کہ جو شخص آنحضرتؐ کے ہمراہ غار مین تھا وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا اور جس نے اپنی جان ہلاکت مین ڈال کر حضرت کو بچا دیا جس کے سببسے آنحضرت ہجرت مین کامیاب ہوگئے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے بستر پر سونے کے لئے علیؑ سے کہو اور یہ کہ وہ اپنی جان سپر کرکے تم کو بچائین چنانچہ آنحضرت نے علیؑ سے اس کو کہا تو وہ رونے لگے۔ آنحضرت نے پوچھا "علیؑ کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو"؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اس سببسے مین نہین روتا بلکہ آپ کے سبب سے کہ کہین مصائب مین نہ مبتلا ہون۔ اچھا مین سورہون تو آپ کی جان بچ جائیگی؟ حضرت نے فرمایا "ہان ضرور بچ جائیگی"۔ تب علیؑ نے خوش ہوکر کہا "یا حضرت پھر کیا پروا ہے مین نہایت اطمینان سے سوؤن گا اور انتہاے مسرّت سے اپنی جان دونگا اور آپ کو بچاؤن گا"۔ بعد ازان آنحضرت کی خوابگاہ مین تشریف لائے اور حضرت کی چادر اوڑھ کر سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مشرکین قریش نے آکر آپ کو اِس خیال سے گھیر لیا کہ آپ ہی رسول خدا صلعم ہین اور سب نے یہ طے کرلیا تھا کہ قریش کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص تلوار کا ایک ایک وار آنحضرتؐ پر لگائے تاکہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکین اور باوجودیکہ علیؑ مشرکین کے اِن کل شوروں کو سُن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ سب انکی

جان لینے پر آمادہ ہین لیکن ان اُمور سے آپ کے ابرو پر ذرا بھی بل نہ آیا اور کچھ بھی خوف نہ کیا بلکہ اطمینان سے جان دینے کیلئے سوتے رہے حالانکہ ابو بکر (ذرا سی بات پر) غار مین ڈر کر رونے لگے تھے۔ اسیطرح علیؑ نہایت صبر اور اطمینان سے دیر تک سوتے رہے بعد ازان خداوندعالم نے اپنے ملائکہ مقربین کو آپ کے پاس بھیجدیا جو صبح تک آپ کی نگہبانی کرتے رہے صبح کو جب آپ اُٹھے تو مشرکین قریش نے آپ کی طرف دیکھکر کہا محمدؐ کہان ہین ؟ علیؑ نے جواب دیا کہ "مجھے کیا معلوم کہ آنحضرت کہان تشریف فرما ہین" تب اُن لوگون نے کہا علی معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی سے تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو" (یعنی رات ہی سے یہان سوئے ہوئے تھے) پس اسیطرح مرتے وقت تک ہر واقعہ مین علیؑ لوگون سے افضل ہی ثابت ہوتے رہے اور کسیوقت کسی فضیلت مین بھی کسی شخص سے کم نہین ہوئے۔ اچھا اسحٰق! تم حدیث غدیر بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق "حضور! ہان"

مامون "اُس کو بیان تو کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث غدیر بیان کی تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق! تم بھی دیکھتے ہو کہ اس حدیث نے علیؑ کے بارے مین ابو بکر اور عمر پر اُس چیز کو واجب کیا جو ابو بکر و عمر کے بارے مین علیؑ پر واجب نہین تھی (یعنی ابو بکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ علیؑ کو اپنا مولا سمجھین اور علی پر واجب کیا جائز بھی نہین ہوا کہ وہ ابو بکر اور عمر کو اپنا مولیٰ سمجھین"۔

اسحٰق "۔ لوگ بیان کرتے ہین کہ اس حدیث کا باعث زید بن حارث ہے کیونکہ اُس کے اور علی کے درمیان مین کچھ اختلاف ہو گیا تھا جس سے علیؑ کی ولایت کا وہ منکر ہو گیا ہے پس آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "مَنْ کُنْتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ اللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ"

مامون "۔ تو اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا" کیا حجۃ الوداع" سے لوٹتے وقت (خم غدیر) مین نہین فرمایا تھا" ؟

اسحٰق "۔ ہان اُسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا"

مامون:" تو اگر زید بن حارثہ اس واقعۂ غدیر کے قبل ہی شہید ہو چکے ہوں تو تم کیونکر اس سبب کو حدیث غدیر کا باعث قرار دو گے (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگ موتہ میں جو ۸ھ میں ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہو چکے تھے۔ اور حدیث غدیر کو آنحضرتؐ نے ۱۰ھ کے آخر میں بیان فرمایا ہے) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تمھارا کوئی لڑکا جو صرف ۱۵ سال کا ہو کہے" جو میرا مولا ہے وہ میرے ابن عم کا بھی مولا ہے۔ لوگو! اس بات کو یاد کر لو تو کیا تم کو یہ بُرا نہیں معلوم ہوگا کہ تمھارا لڑکا ایسی لغو بات لوگوں کو بتائے جس کو لوگ خود جانتے ہیں اور جس کا انکار بھی نہیں کرتے۔

اسحٰق:" ضرور بُرا معلوم ہوگا۔"

مامون:" تو کیا تم جس بات کو اپنے لڑکے تک کے لئے پسند نہیں کرتے اسکو رسول خدا صلعم کیلئے پسند کرتے ہو؟ وائے ہو تم لوگوں پر اپنے علماء کے بندے نہ ہو جاؤ۔ خداوند عالم نے کلام مجید میں فرمایا ہے" اتخذوا احبارھم الآیہ" یعنی ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور زاہدوں کو اپنا پروردگار بنا ڈالا (سورۂ توبہ آیہ ۳۲) حالانکہ اُن لوگوں نے نہ علماء و زہاد کی نماز پڑھی اور نہ اُن کا روزہ رکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ وہ لوگ پروردگار ہیں۔ چونکہ اُن علماء نے جو کہا اُسے مان لیا اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا، اچھا اسحٰق! تم اس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے یا علیؑ" انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے۔"

اسحٰق:" ہاں میں نے اس حدیث کو سُنا ہے اور اُن لوگوں کو بھی سنا ہے جو اس کو صحیح کہتے ہیں۔ اور جو اس کا انکار کرتے ہیں۔"

مامون:" تو ان دونوں میں کون لوگ زیادہ معتمد ہیں جنھوں نے اس کو صحیح کہا یا جنھوں نے اس سے

انکار کیا؟

اسحق " وہ لوگ جنھون نے صحیح کہا ہے "

مامون " تو کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسکو مزاح سے فرمایا ہو؟

اسحق " معاذ اللہ! ہرگز نہین "

مامون " تو پھر ایسی بات کہی جسکے کوئی معنی ہی نہین ہے۔ پس کسی کی سمجھ مین ہی نہین آئیگا؟

اسحق " معاذ اللہ! یہ بھی نہین "

مامون " کیا تم نہین جانتے کہ ہارون حضرت موسےؑ کے حقیقی بھائی تھے؟

اسحق " ہان جانتا ہون "

مامون " تو کیا علیؑ بھی آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے؟

اسحق " نہین "

مامون " اور یہ بات بھی ہے یا نہین کہ ہارون نبی تھے اور علیؑ غیر نبی تھے؟

اسحق " بیشک ہے "

مامون " پس علیؑ نہ تو آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے اور نہ نبی تھے حالانکہ ہارون مین دونون صفتین تھین (یعنی ان دونون صفتون مین تو علےؑ ہارون کے مشابہ ہین نہین) تو اب حضرتؐ کے قول "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" کے معنی کیا ہوئے؟

اسحق " آنحضرتؐ نے اس حدیث سے علیؑ کو صرف خوش کرنا چاہا تھا کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مدینہ مین اس سبب سے چھوڑ گئے کہ حضرتؐ ان سے دل مین کچھ ناراض تھے "

مامون " تو آنحضرتؐ نے ایک مہمل بات سے علی کو خوش کرنا چاہا؟ (اسحق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا تو پھر مامون نے کہا) اسحق! اس تشبیہ کا معنی تو کلام مجید مین صاحت سے موجود ہے

اسحٰق "حضور! وہ کیا"؟

مامون "حضرت موسیٰ کی زبانی خدانے جو فرمایا ہے" قال موسیٰ لاخیہ ھارون" الایہ یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم مین میرے جانشین ہو اور اُن کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والون کے طریقہ پر نہ چلنا (سورۂ اعراف آیہ ۱۴۲)

اسحٰق "حضور! موسےٰ ع نے ہارون کو اپنی قوم کا خلیفہ اُسوقت کیا تھا جب وہ زندہ تھے اور خدا کے حکم سے کوہ طور پر گئے تھے۔ اسیطرح رسول خدا صلعم نے جنگ تبوک مین جاتے وقت علی ع کو اپنا خلیفہ اپنی حیات مین کیا تھا"۔

مامون "نہین نہین تم جو کہتے ہو ایسا نہین ہے۔ بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰ ہارون کو خلیفہ کر کے طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب یا کل بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ساتھ گیا تھا؟

اسحٰق "نہین"

مامون "اور تمام اُمت پر اُن کو خلیفہ کیا تھا یا نہین؟

اسحٰق "ہان تمام اُمت پر کیا تھا۔

مامون "لیکن جب آنحضرت ع، وہ تبوک مین تشریف لیجانے لگے تو سوائے ضعفاء و عورات و اطفال کے اور بھی کسی کو مدینہ مین چھوڑا تھا؟ پھر یہ واقعہ حضرت موسیٰ کے مثل کیونکر ہوا؟ (کیونکہ کوہ طور پر تو موسیٰ تنہا گئے اور رسول خدا صلعم غزوۂ تبوک مین مع اصحاب و انصار کے تشریف لیگئے۔ دونون مین فرق واضح ہے پس یہ قیاس مع الفارق ہے) اور اس حدیث کا دوسرا مطلب بھی مجھے معلوم ہے جو کلام مجید ہی سے نکلتا ہے اور جو دلیل قوی ہے اس امر کی کہ آنحضرتؐ نے علی ع کو اپنا خلیفہ مطلق قرار دیا تھا۔ اِس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہین کر سکتا اور نہ مجھ سے پہلے کسی نے اس دلیل کو پیش کیا ہے بلکہ مین سمجھتا ہون کہ خدا نے اپنے فضل خاص سے مجھے عطا فرمایا ہے"۔

اسحٰق : یہ حضور زدہ کیا"؟

مامون : یہ حضرت موسیٰ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے ذکر کیا ہے کہ "واجعل لی وزیرًا الآیہ" یعنی خداوندا! تو میرے کنبہ والوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے اُن کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں اُسے میرا شریک بنا۔ تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اسی طرح رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ علیؑ! تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے تم میرے وزیر اور وہ بھائی ہو جس سے خدا نے میری پشت مضبوط کر دی اور جس کو میرے کام میں شریک کر دیا تاکہ ہم دونوں اسکی کثرت سے تسبیح کریں۔ اب کیا کسی شخص میں قدرت ہے کہ اس معنٰی کے علاوہ اور کوئی مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے نہ آنحضرت کا قول باطل ہو نہ وہ مُہمَل اور لغو قرار پائے"؟

اسحٰق کہتا ہے کہ اسیطرح مناظرہ ہوتا رہا یہانتک کہ بہت طول ہوگیا۔ اور دوپہر ہوگئی۔ پس یحیٰی بن اکثم نے کہا حضور نے طالبان خیر کیلئے حق کو واضح کرکے بیان کردیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعویٰ کو ثابت فرمایا جن کو کوئی رد نہیں کرسکتا ہے" اسحٰق کہتا ہے یہ سنکر مامون ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا" اور تم لوگ کیا کہتے ہو"؟ پس ہم سب لوگون نے کہا" ہم لوگ بھی حضور ہی کے ہم کلام ہیں" تب مامون نے کہا" خدا کی قسم اگر آنحضرت نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ لوگون کی باتون کو مان لیا کرو تو میں ہرگز تمھاری بات نہ مانتا کیونکہ تم دل سے اسکا اقرار نہیں کرتے ہو۔ خداوندا میں نے ان لوگون کو اچھی طرح نصیحت کردی اور امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کردیا۔ خداوندا! میں محبت و ولایت علیؑ کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا اور اسی دین کا پیرو ہوں" انتہی فقط

اب اس بحث کو ہم قصیدہ مصنفہ جناب شاہ علی حسن اشرفی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کے چند شعار پر

ختم کرتے ہین ہمین جناب امیر علیہ السلام کے مناقب اور اُن احادیث کا ترجمہ ہے جو مولائے کونین کی شان مین ہین

قصیدہ

قصیدہ عُروۃ الوثقیٰ

بہ حمد خالق بیچون بہ نعت صاحب لولا — کنم قرطاس انگلگون بوصف عروۃ الوثقیٰ

امیر المومنین حیدر سراج السالکین حیدر — امام المتقین حیدر وصیِ مصطفیٰ حقا

امام المومنین مولا علی بن ابیطالب — اخ و صہر حبیب کبریا و شوہر زہرا

امام المتقین یعسوب دین نام آور صفین — یداللہ شاہ مردان شیر یزدان افضل و اعلیٰ

علی کہف الوریٰ جان علی شمس الضحیٰ خامہ — علی بدر الدجیٰ نام علی صدر العلا امضا

علی شوق و علی ذوق و علی فوق و علی فائق — علی نجد و علی مجد و علی زہد و علی التقویٰ

علی فاضل علی افضل علی کامل علی اکمل — علی آخر علی اول علی دنیا علی عقبیٰ

علی خیر الوریٰ شوکت محمد مصطفیٰ صولت — شفیع المذنبین دولت امام المرسلین طغرا

علی و احمد حق گو بہ معنیٰ یک بظاہر دو — نبی در انبیا فرد و علی در اولیا یکتا

محمد رو محمد خو محمد بو محمد جو — محمد گیسو و ابرو محمد عارض و سیما

نبی عدل و نبی خصلت نبی فیض و نبی احسان — نبی اصل و نبی نسل و نبی صورت نبی معنیٰ

نبی سیرت نبی خصلت نبی رفعت نبی عظمت — نبی ہیبت نبی سطوت نبی قوت نبی یارا

نبوت را ازو نصرت ولایت را ازو رفعت — شہادت را ازو عزت امامت را ازو مبدا

عرب پرنور از رویت عجم مسرور از رویت — فروغ طور از رویت ہمہ یثرب ہمہ بطحا

زہے عشرت زہے شادی خوشا اعراس و امادی — نبی منذر علی ہادی نبی اولا علی مولا

روانش حق توانش حق سنانش حق زبانش حق — علی حق جسم و جانش حق علی یعلو و لا یعلیٰ

شہ دین و شہ مردان زیک نور اند نور افشان — زہی این زہی آن نبی فرد و علی یکتا

به یاران گفت پیغمبر که وحی خالق اکبر — رسانم من به یا حیدر ندارد دیگری یارا

نبی شهر علوم و در علی اش فاتح خیبر — اگر باشی تو خواهش گر ز باب شهر اندر آ

نبی از گفتهٔ داور همه مسدود کرده در — که وا می شد بمسجد در مگر باب علی مولا

محب ایزد و احمد محبش احمد و ایزد — بود کرارش بجد بود فرارش عنقی

پی هر انسی و جانی به نص خاص قرآنی — خدا اول ولی ثانی نبی ثالث علی مولا

اگر پرسی ز جاه او بخوان من کنت مولاه — بیک معنی است در هر دو درین معنی لی در آن معنی لی

عبث در معنی من کنت مولا میدوی هر سو — علی مولا باین معنی که پیغمبر بود مولی

زهی مغرب زهی مطلع یکی احمد یکی ارفع — نبوت را نبی مقطع امامت را علی مبدا

پس از احمد ز کل فایق وجودت مصحف ناطق — ولایت از ازل عاشق امامت تا ابد شیدا

توئی اکرم توئی اعظم توئی عالم توئی اعلم — توئی ارحم توئی اقدم توئی حاکم توئی اقضی

توئی فاروق و هم فایق توئی صدیق و هم صادق — توئی دائم بحق ناطق توئی هر دم بحق گویا

توئی اصل و توئی فرع و توئی شرع و توئی قرآن — توئی ایمان توئی عرفان توئی رمز و توئی طوبی

توئی شاه و توئی سلطان توئی قیصر توئی خاقان — نه بلکه قیصر و خاقان ایاز و قنبرت آقا

تو آن بدری که بی نورت ناقص مجمع انجم — تو آن صدری که بی رایت تو فاسد مجلس شوری

خطاب وال من والاه مخلص را کند خوشدل

عتاب عاد من عاداه دشمن را کند رسوا

اللهم صل علی محمد و آل محمد

قال

پانچوین دلیل

اس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے ہین کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور ترقی کے مقام ہین اوران دونون جگہون کو سب دنیا سے بڑھ کر عزت ہے ایک خدا کا گھر اور رسول کا مولد۔ دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مدفن ہے مکہ معظمہ مین بنیاد اسلام کی قائم ہوئی اور مدینۂ منورہ مین اُس کی ترقی ہوئی اوران دونون جگہ کی بزرگی ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل پھر ان مین جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذران مین نہ ہوگا۔ پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ان دونون شہرن کے رہنے والے اب تک اصحاب کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ جو کچھ اعتقاد ہو اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔ پس خدا کے فضل سے ان دونون شہرون کے رہنے والے بلکہ تمام عرب کے باشندون کا جو اعتقاد صحابہ کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

مکہ مدینہ کی بزرگی ایسی ہے کہ اُنمین کوئی باطل مذہب جاری نہوگا

اقول

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے متبرک مقام ہونے مین کس کو کلام ہے مگر ان مقامات کی پاکی اور برکت سے یہ لازم نہین آتا کہ اصحاب معلومین بھی تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل تھے بلکہ اسی دلیل سے ان کی فضیلت و خلافت کا بطلان ہوتا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔ نیز ان مقامون کی بزرگی و پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہوسکتی۔ مکہ معظمہ کی منزلت و حرمت کی ابتدا ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت سے نہین ہے بلکہ وہ مقام بوجہ بیت اللہ ہونیکے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے متبرک ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین مکہ پر وارد ہوئے تو آپ کو پروردگار عالم نے حکم دیا کہ "زمین حرم پر ایک گھر بناؤ اور اسکے گرد طواف کرو"۔ پس حسب الارشاد ایک گھر بنایا گیا جب وہ تیار ہوگیا تو خداوند متعال نے بہشت سے حجر اسود بھیجا۔ جو اس گھر مین ایک مقام پر رکھا گیا حضرت آدم علیہ السلام اس گھر کے طواف کیلئے ہر سال ہند سے جایا کرتے تھے۔ پس اگر اس گھر کی پاکی و برتری مانع ترویج مذاہب باطلہ ہوتی تو لازم تھا کہ امم انبیاء سے ماسلف اسکو پاک رکھتین۔ مگر بخلاف اسکے انھون نے اس پاک گھر کو شرک و کفر و فسق و فجور سے نجس کردیا۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے گھر مین نجاست کی یہی حالت رہی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تو بیت اللہ طرح طرح کی نجاستون سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ خداوند متعال نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ ہمارے گھر کو رکعین و ساجدین و طائفین کیلئے پاک کرو۔ جیسا کہ اس آیہ وافی ہدایہ سے ظاہر ہے:۔

وعہدنا الی ابراھیم واسمعیل   اور ابراہیم اور اسمعیل سے فرمایا کہ

ان متبرک مقامات کی پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہے

امم ماسلف کا شرک و کفر سے نجس کرنا

حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کا پاک کرنا اور پھر اس کا نجس ہونا

ان طهرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود — ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھو۔

سورۃ البقرہ ع ۱۵

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی تفسیر یہ کرتے ہین :۔

فرمان فرستادیم بسوے ابراہیم واسمعیل کہ پاک سازند خانہ مرا از اصنام وانجاس وخباثت و معاصی وجنب وحائض براے طواف کنندگان۔ — ہم نے ابراہیم واسمعیل کے پاس حکم بھیجا کہ ہمارے گھر کو بتوں اور نجاستوں اور خباثت ومعصیت وغیرہ سے طواف کرنیوالوں کے لئے پاک وصاف کرو۔

اور تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ

"حجر اسود جس وقت بہشت سے نازل ہوا تھا اُس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ مگر بنی آدم کی خطاؤن کے باعث سے بوجہ تاثیر دست گنہ گاران سیاہ ہوگیا۔

جب حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام بیت اللہ کو از سر نو پاک وطاہر کر چکے تو بعد انقضاے زمانہ حضرت اسمعیلؑ بنی آدم نے اُس پاک گھر مین پھر بت پرستی شروع کردی جب قوم جرہم کا تسلط ہوا تو وہ بیت اللہ کے تحائف بھی چرا کر لے جاتے تھے۔ اِن کے بعد دوسری قوم آئی اُسنے تو خانہ کعبہ کو صنم خانہ ہی کردیا۔

بعثت نبوی سے قبل تک بیت اللہ نجس تھا

یہ حالات تو اس پاک گھر کے قبل ولادت باسعادت حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اب عہد رسالت کی کیفیت سنئے کہ جب مہر رسالت ختم نبوت کے نور سے عالم روشن ومنور ہوا اُسوقت تمام دنیا مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً تاریکی شرک وکفر کی پھیلی ہوئی تھی اور بنی آدم طرح طرح کے مذہبی واخلاقی برائیون اور خرابیون سے خوگر ہو گئے تھے اور بالخصوص اس پاک جگہ مین جہان سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہوے تھے خاص خدا کے گھر مین اس درجہ بت پرستی ہوتی تھی کہ

کفار و مشرکین نے اُس کو صنم خانہ بنا رکھا تھا جو تین سو ساٹھ بتوں سے بھرا ہوا تھا جنکے نام ہبل،
لات، عزیٰ وغیرہ وغیرہ رکھے تھے اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے بت کو معبود سمجھ کر پرستش کیا کرتا تھا،
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز تولد سے چالیس سال تک خدا کے گھر مین ان ناپاکیوں کو ملاحظہ
کرتے اور نفرفرماتے رہے۔ چالیس برس کے بعد جب غار حرا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
نزول وحی ہوا یعنی خدائے عزوجل نے آپکو نبوت و رسالت کا مرتبہ و درجہ بخشا تو آپنے پوشیدہ طور سے اپنے
عزیزوں و رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی جب فرمان الٰہی عام طور سے اعلاء کلمۃ اللہ کیا تو مشرکین
و کفار جو اپنے اصنام ہی کو معبود سمجھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہوگئے اور یہانتک
آپ کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائین کہ آخر کار آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔ اور اس زمین
کو اپنی سکونت سے شرف بخشا بعثت نبوی کے بعد بھی دس سال تک مکہ معظمہ مین بت پرستی کا اس قدر
زور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے ساتوین برس عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ مین جانا چاہا
تو کفار مکہ نے باوجودیکہ چودہ سو اصحاب ہمراہ رکاب تھے جانے نہ دیا۔ چنانچہ آیۂ وافی ہدایہ :-

ومن اظلم ممن منع مساجد	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا
الله ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ	کے سجدون مین اُسکا نام لیے جانے سے (لوگون کو)
فی خرابہا اولئک ماکان لہم ان	روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہوا ایسون ہی
یدخلوھا الا خائفین پارہ اول ع	کو اس مین جانا مناسب نہین مگر سہمے ہوے۔

اسپر شاہد ہے اور اس کا ذکر سورہ فتح مین بھی ہے جس کو انشاء اللہ ہم دوسری جلد مین مفصل لکھین گے
جب مکہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح پائی تو ولی خدا نے دوش پاک رسول پر
معراج پاکر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگیِ کفر سے پاک علی کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک

حسام خوف سے تھے مشرکوں کے دل صد چاک　　اذان جو دی تو ہوئے شاد دیدۂ لولاک

حرم میں جس طرف آواز اذان کی جاتی تھی

صدائے کلمۂ طیب اُدھر سے آتی تھی

عہد یزید میں مکہ و مدینہ کی بیحرمتی

واضح ہو کہ جس طرح امم سابقہ خدا کے گھر کو نجس کرتی رہیں اسیطرح ختم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کے بعد بھی وہ خانۂ خدا نجس کیا گیا اور کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ سچے اسلام لانے والوں اور پکے ایمان والوں اور انھیں پاک جگہ کے رہنے والوں کے ہاتھ سے ہوا جنکے عقائد کو اہل سنت اصل ایمان سمجھتے ہیں چنانچہ کتب تواریخ میں مثل تاریخ ابن قتیبہ و جذب القلوب وغیرہ منقول ہے کہ

بعد قتل جناب امام حسین علیہ السلام مکہ مدینہ یزید بن معاویہ کے حکم سے تباہ و برباد کیا گیا۔ ہر طرح کی بدعتیں اور فسق و فجور ان مقدس مقامات میں ہونے لگے۔ تین سو باکرہ لڑکیوں کی عصمت لی گئی سات سو مہاجر و انصار اور عام مقتولین جن کی تعداد دس ہزار تک ہے قتل کئے گئے۔ کعبہ معظمہ تباہ کیا گیا بیت اللہ کو منجنیق سے مسمار کیا۔ بعد موت یزید حصین بن نمیر نے جو یزید کے لشکر کا ایک افسر تھا عبداللہ بن زبیر کے پاس قاصد بھیجا کہ ہمیں طواف خانہ کعبہ کی اجازت دو تو اُس نے کہا کہ کیا تم نے بجز اینٹ اور پتھر کے کچھ باقی چھوڑا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں بھی ان پاک جگہوں کی بیحرمتی ہوئی۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے جس کو عراق اور حجاز کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی خاص حرم کعبہ میں عبداللہ بن زبیر کو ذبح کیا کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا گیا۔ پتھروں کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا۔

(دیکھو تاریخ اعثم کوفی روضۃ الصفا وغیرہ)

اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے جس کی نقل یہ ہے:۔

"جب عبدالملک نے مصعب بن زبیر پر فتح پائی چاہا کہ فوج عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ میں

بھیجے۔ لوگون نے غور کیا کہ حرم محترم مین جدال وقتال حرام ہے وہان جاکر کیونکر لڑین۔ آخرالامر حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے سامنے بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا ہے۔ عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکہ جانے کو عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ مین تیار ہے اس نے جلد ایک لشکر حجاج کے پاس نامزد کر کے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طائف کا رہنے والا تھا وہان آکے اور فوج جمع کر کے متوجہ مکہ معظمہ کا ہوا اور وہان سرگرم قتال و جدال ہوا اور بالکل آداب مکہ معظمہ اور حرم محترم چھوڑ کر نہایت بے ادبی اور گستاخیون پر کمر باندھی یہان تک کہ تمام حرم محترم کو شہیدون کے خون سے رنگین کیا اور عبداللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا۔
(ترجمہ سر الشہادتین صفحہ ۳۹)

اب بھی ان پاک جگھون مین مذاہب باطلہ جاری ہین

الغرض اعدائے دین ہمیشہ خدا کے گھر کو از عہد آدم تا ایندم نجس کرتے رہے اور جس طرح انبیاے سلف کے زمانہ مین پاک مقامات مین مذاہب باطلہ کا رواج رہا اسیطرح بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آجتک بہت سی پاک جگھون مین مذہب حقہ امامیہ اثناعشریہ کے ساتھ دیگر مذاہب بھی مثل زیدیہ۔ وہابیہ۔ اسمٰعیلیہ۔ کیسانیہ۔ حنفیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ۔ صوفیہ۔ قادریہ وغیرہ وغیرہ جاری ہین بلکہ خود فرقہ اہلسنت والجماعت کے چار مصلے مکہ معظمہ مین قائم ہین یعنی۔ مالکی۔ حنبلی۔ حنفی۔ شافعی اور باہم ان مین جس قدر اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اگر ان پاک جگھون کی پاکی و بزرگی کے یہی معنی ہین کہ کوئی مذہب باطل ان مین جاری نہین ہوسکتا تو یا تو ان کل فرقون اور منافقون کے نفاق اور مشرکین و کفار کے شرک و کفر کو اصل ایمان سمجھین! صحابہ کی فضیلت سے دست بردار ہون۔

مکہ و مدینہ مخزن شرک و کفر ہے

الحاصل اگر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی پاکی مستلزم ایمان ہوتی تو ان پاک جگھون مین ایک متنفس بھی مشرک و کافر نہ ہوتا حالانکہ یہ پاک مقامات از ابتداے آدم تا ایندم مشرکین و کفار۔ اور منافقین فاسقین۔ فاجرین۔ ضالین و مضلین کے معدن و مخزن رہے بلکہ ان پاک جگہ کے رہنے والے تو کفر و

نفاق مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اور یہ ہم نہین کہتے ہین بلکہ خود اللہ جل شانہ فرماتا ہے :-

الاعراب اشدّ کفرا و نفاقًا — اعراب کفر و نفاق مین زیادہ سخت ہین -

(سورۂ توبہ رکوع ۱۲)

اور منافق بھی ایسے کہ جن کا نفاق خود خدا کے رسول پر بھی نہ کھلا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان منافقون کو پہچانا جیسا کہ آیۂ کریمہ :-

وممن حولکم من الاعراب منفقون — اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق — گنوارون سے منافق ہین اور بعضے لوگ مدینہ کے

لاتعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین — سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا

ثم یردون الی عذاب عظیم — ان کو ہم جانتے ہین ان کو عذاب شتاب کرینگے

(ایضا رکوع ۱۳) — ہم ان کو دو بار پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرینگے

سے منکشف ہوتا ہے وہ اپنے نفاق مین ایسے پکے تھے کہ جس وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے آتے تھے تو آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے ساتھ ملکر بیٹھتے تو کہتے تھے کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین رسول سے تو ہم استہزا کرتے ہین دیکھو آیۂ کریمہ

واذا لقوا الذین امنوا قالوا — اور جب ان لوگون سے ملتے ہین جو ایمان

امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا — لاچکے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تو ایمان لاچکے اور

انا معکم انما نحن مستھزءون — جب اپنے شیطانون سے تخلیہ کرتے ہین تو کہتے ہین

پ۱ سورۂ بقرہ ع۲ — کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین ہم مسلمانون سے ٹھٹھا کرتے ہین -

چنانچہ خداے پاک نے ان منافقون کے نفاق و عداوت سے اپنے پیغمبر کو متعدد آیات اور خاص سورۃ المنافقین

کے ذریعے آگاہ فرمایا ہے۔

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد
انك لرسول الله والله يعلم
انك لرسوله والله يشهد ان
المنفقين لكذبون ه اتخذوا ايمانهم
جنة فصدوا عن سبيل الله ط
انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك
بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على
قلوبهم فهم لا يفقهون ه واذا
رايتهم تعجبك اجسامهم ط وان
يقولوا تسمع لقولهم ط كانهم
خشب مسندة ه يحسبون كل صيحة
عليهم هم العدو فاحذرهم
قاتلهم الله انى يؤفكون

سورۃ المنافقون
پارہ ۲۸

اے رسول جب تمھارے پاس منافقین
آتے تو کہتے ہین کہ ہم تو اقرار کرتے ہین کہ آپ
یقیناً خدا کے رسول ہین اور خدا بھی جانتا ہے
کہ آپ یقینی خدا کے رسول ہین مگر خدا ظاہر کیے
دیتا ہے کہ یہ لوگ ضرور جھوٹے ہین ان لوگون
نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے لوگون کو خدا
کی راہ سے روکتے ہین یہ لوگ جو کام کرتے ہین
بُرے ہین یہ اس سبب سے کہ ایمان لائے پھر کافر
ہوگئے اُن کے دلون پر مہر لگا رکھی ہے تو اب
یہ سمجھتے ہی نہین اور جب تم ان کو دیکھو گے تو
ان کا قد و قامت تم کو بہت اچھا معلوم ہوگا اور
اگر گفتگو کرینگے تو ایسے کہ تم توجہ سے سنو گویا
وہ دیوارون سے لگائی ہوئی لکڑیان ہین۔
ہر چیخ کی آواز کو سمجھتے ہین کہ انھین پر ہے
یہی لوگ تمھارے دشمن ہین تم انسے بچتے رہو خدا
اُنپر لعنت کرے یہ کہان بہکے پھیرتے ہین

واہ کیا خوب عقیدہ ہمارے بھائیون کا ہے کہ جو لوگ اپنے کفر و نفاق مین شہرۂ آفاق ہین انھین کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین حالانکہ تخانون کے رہنے والے تو شمع رسالت کی شعاعون سے

تاریکی شرک و کفر سے نکلکر اپنے دل نور ایمان سے روشن اور منور کر گئے مگر خاص ان پاک جگہون کے رہنے والے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کفر و شرک ہی پر جمے رہے ؎

حسن ز بصرہ۔ بلال از حبش صہیب از شام زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی

بعد رسول آل رسول کی بیحرمتی انھین پاک جگہون مین ہوئی

واعجباہ کہ تنجانون کے رہنے والے تو خدا کے گھر کی پاکی اور رسول اور آل رسول کی حرمت وعزت کا پاس و ادب کرین مگر صد افسوس کہ خود اصحاب جو خاص انھین مقامات کے رہنے والے تھے۔ جو حسب اعتقاد اہلسنت شمع رسالت کے پروانے تھے جنکے اسلام لانیسے اسلام کو عزت ہوئی۔ جو فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے۔ انھون نے ہادی اسلام اور اس جگہ کی پاکی اور بزرگی کا کچھ بھی لحاظ و پاس نہ کیا۔ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کے گھر کو جس کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر درجہ دیا تھا جلا دینے پر مستعد ہوئے اسرار رسول اور نفس رسول کو باغی و مفسد ٹھہرایا۔ وصی رسول کو کشان کشان دربار خلافت مین لیگئے بیعت نہ کرنے مین قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ قریب سو برس تک آل رسول اور اولاد بتول پر مسجدون مین بالاے منبر تبرا ہوتا رہا۔ نمازون مین آل رسول کی تباہی کے مشورے کرتے رہے۔ چنانچہ انھین مقدس مقامات سے جنگ جمل کی بنا ہوئی۔ انھین پاک مقامات کے رہنے والون نے بحیلہ خون بہا حضرت عثمان رض غنی وصی رسول سے جدال و قتال کیا۔ اسی پاک جگہون مین فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کیا۔ اور خاص مسجد نبوی اور روضۂ اطہر کے سامنے جنازے پر تیرون کا منھ برسایا اور حجرۂ رسول اللہؐ مین دفن نہ ہونے دیا۔ اُن پاک جگہون کے رہنے والے مخالفین رسول و آل رسول کی بیعت کرتے رہے اور ایذا رسانی و ہلاکت آل رسول مین اُن کے ممد و معاون اور اپنے خلفاء کے معین رہے۔ انھون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت نہ کی تو انھین مقدس مقامات مین اُن جناب کے قتل کی تدبیر کی آخر خود اُن جناب نے بیت اللہ کی بیحرمتی کے خیال سے وہان قیام نہ فرمایا اور کوفہ روانہ ہوگئے۔ حالانکہ

خدا نے فرمایا ہے :-

ومن دخلہ کان آمنا   جو اس گھر میں داخل ہوگا امن سے رہے گا

لیکن اُن جناب کو وہاں پناہ نہ ملی بعد شہادت سید الشہدا علیہ السلام جب کچھ لوگ یزید کو خلافت سے معزول کرنے لگے تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے جن کو بقول شبلی صاحب (ابتدائے عمر میں گنجینۂ مراد مل چکا تھا) اپنے اقربا و اتباع کو جمع کر کے یہ کہا :-

کہ میں نے آنحضرت سے سُنا ہے کہ روز قیامت ہر غادر کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا میں نہیں جانتا کہ کوئی غدر اس سے زیادہ تر ہو کہ جس سے ہم نے خدا و رسول پر بیعت کی ہو اسی سے قتال و جدال کریں پس جو کوئی بیعت یزید سے خلع کرے گا تو میں اُسکے اور ہمارے جدائی ہو جائے گی۔

غرض ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" افسوس اکثر مسلمانوں نے ایمان و اسلام کا جامہ پہنکر غدر۔ مکر۔ تزویر۔ دغا۔ فریب۔ نفاق۔ شقاق۔ اور حرص و ہوا کو دین خدا میں دخل دے کر اسلام کی عزت اور حرمت پر داغ لگایا ؎

بخرابات رفتم ہمہ را کباز دیدم   چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائے

حاصل یہ کہ جنکے دلوں میں ایمان نہو اُن کو پاک جگہوں میں رہنے سے کچھ عزت نہیں مل سکتی۔ کفار و منافقین اگر کعبہ ہی میں رہیں اور وہیں مریں اور بجائے حجر اسود اُن کو رکھیں تب بھی کفر و نفاق کی نجاست سے پاک نہوں گے ؎

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود   چون بیاید ہنوز خر باشد

اب رہا یہ امر (جو کچھ اہل مکہ و مدینہ صحابہ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہوں اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے) تو یہی دلیل بطلان فضیلت صحابہ ثلثہ پر دال ہے۔ اگر اہل سنت تعصب چھوڑ کر خود اصحاب کبار اور مہاجرین انصار کے

قولہ
جو اعتقاد اہل مکہ و مدینہ کا صحابہ کی نسبت ہو اسکو اصل ایمان سمجھنا چاہیے

اہل مکہ و مدینہ کے عقائد خلفاء کے بارے میں

اُن عقائد پر جو لوگ اصحاب ثلثہ رض کی نسبت رکھتے تھے غور کریں تو روشن ہوگا کہ وہ لوگ اُن حضرات کو نہ قابل فضیلت سمجھے اور نہ مستحق خلافت جیسا کہ کتب حدیث و سیر اہلسنت میں واضح طور پر مرقوم ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ

جس وقت جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم کی رحلت کی خبر مدینہ میں پھیلی تو اس کو سنتے ہی قبائل انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے اور سعد بن عبادہ کی خلافت پر اجماع کیا اتنے میں حضرت ابوبکر رض و عمر رض اپنے پیغمبر کو بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کی۔ اور اپنے آپ کو خلافت کا مستحق بتایا لیکن انصار نے قاطبۃً ان حضرات کی خلافت و فضیلت سے انکار کیا آخر یہ حجت و تکرار اس حد کو پہونچی کہ قریب تھا تلواریں میان سے نکل آئیں آخر اس مجمع میں سے جب کسی ایک نے بھی ان حضرات کا انتخاب نہ کیا تب حضرت عمر رض نے یہ رنگ دیکھ کر بقول شمس العلماء شبلی نعمانی جھٹ پٹ حضرت ابوبکر رض کو مسند خلافت پر بٹھا دیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر پہلے خود بیعت کی پھر دو سروں سے لی مگر اسپر بھی بقول صاحب روضۃ الاحباب بعض انصار یہ کہتے ہوئے ؎

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است
علی و آل و اولادش تمام است

بغیر بیعت کئے سقیفہ سے اُٹھ کر چلے گئے۔

اور خود صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت عمر نے حالات یوم سقیفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

وخالف عنا علی والزبیر ومن معہما یعنی علی اور زبیر اور اُنکے ساتھیوں نے ہمسے مخالفت کی

جناب شمس العلما شبلی نعمانی بھی حضرت عمر کا یہ قول اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ

"ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اُٹھا لیا تو انصار نے قاطبۃً ہماری

مخالفت کی اور سقیفہ مین جمع ہوئے اور علی و زبیر اور اُن کے ساتھیون نے ہمسے مخالفت کی

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۰)

اور خالد بن سعید بن ابی العاص جو صحابہ کبار سے تھے اُن کا حال اسد الغابہ مین یہ لکھا ہے :-

" یہ قدیم الاسلام یعنی پانچوین مسلمان ہین ان کے باپنے اسلام کی وجہسے ان کو بہتقدر مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی اور گھرسے نکال دیا مسلمانون نے جب حبش کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی چلے گئے جب مہاجرین کے ساتھ یہ مدینہ واپس آئے تو جناب رسول خدا صلعم نے ان کو یمن پر صدقات وصول کرنیکے لئے مامور فرمایا۔ بعد وفات رسول اللہ صلعم یہ مدینہ آئے تو جناب خلیفہ صاحب اول نے کہا کہ تم کیون چلے آئے۔ جواب دیا کہ ہم اور ہمارے بھائی بند غیر کی بیعت نہ کرینگے۔

اسطرح قبائل عرب نے بھی بیعت سے انکار کیا جن کو ارتداد کا جرم لگا کر قتل کیا۔ اور آگ مین جلا دیا۔

اور خالد بن سعید بن عاص سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار بن یاسر۔ ابو الہیثم سہل بن حنیف۔ ابو ایوب انصاری وغیرہ وغیرہ جو اصحاب جلیل القدر تھے اُن کے کلمات مخالفت بیعت سقیفہ کے متعلق بکثرت منقول ہین جنمین بعض نے تو علانیہ کہا کہ یہ خلافت علی کا حق ہے۔ کیا تم روز جنگ بنی قریظہ رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد بھول گئے کہ :-

"اے گروہ مہاجرین و انصار ہم تمکو وصیت کرتے ہین اس کو یاد رکھو کہ ہمارے بعد علی تم سب کے امیر ہین اور ہمارے خلیفہ ہین"

آل رسول اور بنی ہاشم جن سے مکہ و مدینہ کو شرف تھا اور گروہ صحاب مین ممتاز تھے ان بزرگوارن کی بیعت نہ کرنے کا حال تو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین قمطراز ہین کہ

"بنی ہاشم اپنے ادعا پر رُکے رہے اور حضرت فاطمہ کے گھر مین وقتاً فوقتاً جمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے حضرت عمر نے بزور بیعت لینی چاہی لیکن بنو ہاشم حضرت علی کے سوا اور کسی کے آگے

سر نہین جھکا سکتے تھے"۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے جو گفتگو خلافت اور فدک و میراث کے بارے مین اُن حضرات سے کی تھی وہ من وعن کتب صحاح وغیرہ مین درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "جب قنفذ غلام خلیفہ صاحب اول نے نفس رسول کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کو امیر المومنین بلاتے ہین تو نفس رسول نے فرمایا یہ ایسا دعوے ہے جس کا کسی طرح ان کو حق نہین ہے اور جب وہ جناب بجبر دربار خلافت مین لائے گئے اور آپ سے بیعت کیلئے کہا گیا تو آپ نے حضرات ممدوحین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس دنیا کے پیچھے تم لوگ کس قدر جلد حق سے منحرف ہو گئے کہ خلافت کو رسول اللہ کے گھر سے نکال کر اپنے گھر لیگئے حالانکہ نہ تم رسول اللہ کے قرابت مند ہو نہ خلافت کے مستحق"۔ جناب امیر کی گفتگو خلافت کے بارہ مین

خود آپ نے بھی آیات بینات کے حصہ دوم مین جناب امیر علیہ السلام کے خطبہ شقشقیہ کی نقل درج کر کے ان جناب کے خیالات کا اظہار کر دیا ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی خلافت کے بارے مین تھے جس کی نقل یہ ہے :۔

اور سب سے بڑھ کر جناب امیر المومنین کا خطبہ شقشقیہ ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جس کو امامیہ قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہین اور اُس کی صحت مین شبہہ کرنا گویا قرآن مین شبہہ کرنا خیال کرتے ہین اُسمین حضرت امیر فرماتے ہین۔

اما واللہ لقد تقمصہا فلان وانہ لیعلم ان محلی منہا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونہا ثوبا وطویت عنہا کشحا وطفقت ارتأی بین ان اصول بید جذا او اصبر علی طخیۃ عمیاء یہرم فیہا الکبیر ویشیب فیہا الصغیر ویکدح فیہا مومن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی ہاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی یعنی جب کہ ابو بکر رضؓ نے خلافت لے لی باوجودیکہ وہ خوب جانتے تھے

کہ نظام خلافت کا مدار مجھ پر ہے اور تمام علوم اور حکمتین اور تدبیرات اور تصرفات مجھ سے خلق پر ایسے نازل ہوتے ہین جس طرح کسی بلند پہاڑ پر سے پانی گرتا ہو۔ میرے کمالات کو کوئی نہین پہونچ سکتا۔ اور جب میرے اس درجے کو جان کر خلعت خلافت خود پہن لیا تو مین نے صبر کا جامہ پہنا اور اُس کی طلب سے ہاتھ کھینچا اور اُس کی طرف التفات نہ کیا کیونکہ مین نے اس معاملہ مین خوب فکر کی اور اچھی طرح اس پر غور کیا کہ دو کامون مین سے مجھے ایک کام کرنا چاہئے یا تو کٹے ہوے ہاتھ سے حملہ کرنا یعنی بے معاون و ناصر کے ان سے مقابلہ یا صبر و شکیبائی اختیار کر کے چپ رہجانا اور کبھی اُس تاریکی کی حالت پر جس مین اُمور خلافت مشتبہ ہو رہے ہون اور لوگ قعر ضلالت مین مثل اندھون کے گر رہے ہون اور نیز ایسے زمانہ تک جس مین جوان بوڑھا اور بچہ جوان ہوجاوے اور مومن رنج و مصیبت اُٹھاتا رہے یہانتک کہ اپنے خدا سے ملے۔ ان دونون راہون پر جب مین نے غور کیا تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُس شدت و ظلمت مین صبر کرنا قرین قیاس ہے اس لئے مین نے صبر کیا اور منازعت اور محاربے کو چھوڑا حالانکہ میری آنکھون مین خار کھٹکتا تھا اور یہ حالت دیکھکر میرا عیش منغص تھا۔

کیا انھین پاک مقامات کے رہنے والون کا حضرت عمر کی نسبت یہ عقیدہ نہ تھا کہ

اہل مکہ و مدینہ کی ناراضی بخلاف حضرت عمرؓ سے

جب قت رحلت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا تو اصحاب اس خبر کو سنکر حضرت صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خدا کو کیا جواب دینگے جو ایک تند مزاج اور مغلوب الغضب کو ہم پر خلیفہ کرتے ہین۔ آپکے سامنے ان کے ستم کیا کم تھے جبکہ خود خلیفہ ہون گے تو کیا کچھ نہ کرین گے۔

اگر ہمارے بیان مین شبہہ ہو تو الفاروق کے صفحہ ۵۶ مین یہ عبارت ملاحظہ کرلو۔

"سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر پوچھا انھون نے کہا کہ عمرؓ کی قابلیت مین

کیا کلام ہے لیکن مزاج میں سختی ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ان کی سختی اسلئے تھی کہ میں نرم تھا

پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے کہا ہم لوگوں میں ان کا جواب نہیں جب اس بات کے

چرچے ہوئے تو بعضوں کو تردد ہوا چنانچہ طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جا کر کہا آپ کے موجود ہوتے

عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کرینگے آپ

اب خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔

مجلس شوریٰ جو حضرت عمرؓ کی وصیت کے بموجب ان کے وفات کے بعد منعقد ہوئی تو حضرت عبدالرحمن میر مجلس نے اپنا ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کی طرف بڑھا کر فرمایا۔

"اقرار کرو کہ میں امور خلافت حسب کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت ہر دو خلفاء انجام دوں گا"

آپ نے سیرت شیخین پر چلنے سے قطعاً انکار فرمایا اس لئے کہ سیرت شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے جدا تھی جب جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین منظور نہ کی تو عبدالرحمن بن عوف نے آپ کو چھوڑ کر حضرت عثمان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہی شرائط ان سے کہے حضرت عثمانؓ نے فوراً سب شرطیں قبول کر لیں (دیکھو مسند امام احمد حنبل و دیگر کتب سیر وغیرہ) چنانچہ محرم نامہ صفحہ (۲۰) میں جناب خواجہ حسن نظامی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جب حضرت عثمان رضنے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور وہ خلیفہ ہو گئے تو حضرت علی کھڑے کے کھڑے رہے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے "مکر، مکر! فریب، فریب!"

اسی طرح بنت رسول اللہ کے جو عقائد و خیالات ان حضرات کی نسبت تھے وہ بھی کتب صحاح وغیرہ میں بہ تفصیل درج ہیں جو اہل سنت سے مخفی نہیں ہیں انتہا یہ کہ وہ معصومہ ان حضرات سے اس قدر ناراض تھیں کہ وصیت فرما گئیں تھیں کہ یہ لوگ میرے جنازے پر بھی نہ آئیں اور نہ بعد قضیۂ فدک ان حضرات سے بنت رسولؐ ان حضرات سے ناراض تھیں

ہمکلام ہوئیں جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب المغازی میں ہے کہ :-

لم تکلمہ حتی توفیت (فاطمہ نے ابوبکر سے) اپنی وفات تک بات نہیں کی۔

اہل مکہ و مدینہ کے خیالات حضرت عثمان کی نسبت

حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت ان مقدس مقامات کے رہنے والوں کے عقائد جیسے کچھ تھے وہ جلد دوم میں مفصل لکھے جائیں گے انشاء اللہ تاہم مجملاً جابجا حضرت کے ایمان و افعال کے صفات اوپر لکھ آئے ہیں کہ وہ بسبب ان بدعنوانیوں کے جو امور شریعت میں حضرت سے سرزد ہوئی تھیں عام و خاص اصحاب کی نظر میں عزت و توقیر سے دیکھے نہ جاتے تھے۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت کے ایک بڑے عالم جید اپنی مصنفہ کتاب تاریخ الاسلام میں صفحہ ۲۰۵ پر یوں رقمطراز ہیں کہ

حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا۔ میرے دشمن کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی۔ عمرو عاصؓ بھی اُس مجمع میں موجود تھا وہ بولا کہ عثمان خدا سے ڈرو۔ توبہ کرو۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم اور تائب ہو حضرت عثمان نے گردن پھیری کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر۔ لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی نہ کہتا تھا۔

اور صفحہ ۲۵۰ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنہ و فساد کے تخم اُسی وقت بوئے گئے' اخیر میں حضرت عثمانؓ سے فاش غلطیاں سرزد ہوئیں اگر حالات کی ایک صحیح تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ رائے قائم ہو گی کہ حضرت عثمانؓ ہرگز اُس تعریف کے لائق نہیں ہیں جو اُنکی طرف منسوب کیجاتی ہے

حضرت عثمان کے جنازہ پر اصحاب نے نماز نہیں پڑھی

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ خلافت میں جب اُن حضرت کی بدعنوانیاں بڑھ گئیں تو وہ قتل کر دئے گئے۔ چنانچہ بعض علمانے تو آپ کے قتل میں حضرت امیر علیہ السلام کی بھی شرکت بتائی ہے جیسا کہ ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب یعنی سوانح عمری امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ میں یہ روایت ہے :-

قال عبد اللہ بن مسلم بن	عبد اللہ ابن مسلم بن قتیبہ کتاب الامامۃ
قیتبہ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ	والسیاستہ مین لکھتے ہین کہ قبلیہ ہمدان کا ایک
ان رجلامن ھمدان یقال لہ برد	شخص جسکا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُسنے
قدم علی معاویۃ فسمع عمرو بن	سنا کہ عمرو بن عاص جناب امیر علیہ السلام کو بُرا
العاص یقع فی علی فقال لہ یاعمرو	بھلا کہہ رہا ہے. برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے
ان اشیاخنا سمعوا رسول اللہ صلی	بزرگون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
اللہ علیہ وسلم یقول من کنت	سنا ہے کہ جس کا مولا مین ہون اُس کا مولا علے
مولاہ فعلی مولاہ احق ذلک ام باطل	ہو۔ آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ؟ عمرو نے کہا مین
قال عمرو حق وانا ازیدک انہ لیس	تجھے اس سے بڑھ کر سناؤن کہ آنحضرت کے کسی
احد من صحابۃ رسول اللہ صلعم لہ	صحابی کے مناقب تے نہین ہین جس قدر کہ
مناقب مثل مناقب علی الا انہ شارک	حضرت علی کے ہین مگر کیا کرین کہ وہ حضرت
فی قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۹	عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل مین شریک ہوے ہین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ تو علانیہ لوگون کو جناب خلیفہ صاحب کے قتل پر اسکاتی رہتی تھین اور زبان معجز بیان سے بقول صاحب روضۃ الاحباب مندرجہ جلد سوم صفحہ ۱۵

عائشہ در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل اللہ نعثلا

فرمایا کرتی تھین۔ مورخین اہل سنت یہ بھی لکھتے ہین کہ قتل کیے جانے سے قبل بیس دن تک مسلمانا نے حضرت عثمان کو محصور رکھا۔ مگر اصحاب مین سے کسی نے بھی اعانت وحمایت نہ کی۔ البتہ جناب امیر علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پانی بھجوادیا کرتے تھے۔ آپ کی لاش تین دن تک بے غسل و کفن پڑی رہی۔ اصحاب مین سے نہ تو کسی نے تجہیز وتکفین کی فکر کی اور نہ کسی نے نماز جنازہ پڑھی۔ آخر گھر کے

چار آدمی لاش ایک تختے پر ڈال کر مسلمانون کے قبرستان مین لیچلے تو بہت سے لوگ دفن کرنے مین مزاحم ہوئے ناچار یہودیون کے قبرستان مین بغیر غسل وکفن دفن کر دیئے گئے۔ ملاحظہ ہون کتب سیر مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ طبری وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کے ملاحظہ مین زحمت ہو تو کم سے کم رسالۂ محرم نامہ مین جو جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب سلمہ کی تالیفات سے ہے اور خواجہ ممدوح اکابر مشائخ اہلسنت سے ہین یہ عبارت ملاحظہ فرمائین۔

"دل لرزنے کی بات ہے کہ امیرالمومنین جانشین رسول اللہ کا جنازہ تین دن تک بے گوروکفن پڑا رہا۔ آخر مین حضرت علی کی کوشش سے چار آدمیون نے جنازہ حضرت عثمان کا اُٹھایا۔ اور قبرستان لے چلے حیرت وعبرت کا مقام ہے کہ جو خلیفہ دنیا کے بڑے حصہ کا مالک ہو اُس کی میت کے ساتھ چار آدمی سے زیادہ تھے اور اُس پر بلوائیون کا یہ حال تھا کہ جنازہ پر پتھر مارتے تھے اور بیچارے جنازہ اُٹھانے والے بھاگا بھاگ جا رہے تھے جب جنت البقیع مین حضرت عثمان کو لے گئے تو بلوائیون نے سخت یورش کی اور کہا کہ ہم مسلمانون کے قبرستان مین ان کو دفن ہونے نہ دین گے۔ آخر مجبور ہو کر یہودیون کے قبرستان مین اس حامی اسلام مسلمان خلیفہ کو دفن کیا گیا" صفحہ (۴۵)

جناب شاہ صاحب نے بھی اصحاب کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے جب انکار کا موقع نہ دیکھا تو یہ تاویل کی کہ

"ملائکہ بر جنازہ عثمان رض عوض آدمیان حاضر شدند" (تحفہ صفحہ ۲۲۲)

ملائکہ کے نماز پڑھنے کا تو علم حضرت شاہ صاحب ہی کو بذریعۂ الہام وکشف ہوا ہوگا مگر ہم کو تو اصحاب سے بحث ہے نہ کہ ملائکہ سے۔ پس اصحاب کے نماز نہ پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت عثمان اپنی بدعنوانیون اور بدعتون کی وجہ سے قتل کئے گئے تو وہ کب مستحق خلافت وفضیلت ہو سکتے ہین اور کیونکر خلفائے راشدین مین انکا شمار ہو سکتا ہے۔ اگر بے قصور تھے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اُن کا شعار تھا

تو اُن پاک جگہون کے رہنے والے وہ اصحاب جنھون نے نہ خلیفہ برحق کی مدد کی نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ کفن و دفن مین شریک ہوے مورد طعن و تشنیع ضرور ہوتے ہین اور وہ تمام صفات جو اُن کے مراتب و فضیلت مین اہل سنت بیان کرتے ہین نامعتبر و باطل ثابت ہوئے۔

خلافت خلفائے ثلاثہ حسب عقائد اہل مکہ و مدینہ باطل

الحاصل یہ عقائد اصحاب کبار بنی ہاشم اور آل رسول کے اصحاب ثلثہ کی نسبت تھے۔ اب اگر برادران اہلسنت چشم بینا و گوش شنوا رکھتے ہین اور طالب حق ہین تو اپنے ہی عقائد کے موافق ان پاک جگہون کے رہنے والون کے عقائد متذکرۂ بالا کو اصل ایمان سمجھ کر بفحوائے مصرع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

صحابہ ثلاثہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین۔ اگر ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے مخصوص انھین حضرات کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین جو بیت الشرف بنت رسول اللہ کے جلانے کو خلیفہ صاحب کے شریک تھے جنھون نے ولی خدا سے جنگ و پیکار کی جو برسون بالائے منبر نفس رسول پر تبرا کرتے اور سنتے رہے جنھون نے فرزند رسول کے جنازہ کو تیرون سے غربال کیا۔ جنکے دست ظلم سے حرم رسول کا پتہ پتہ اور بوٹہ بوٹہ تاراج ہوا تو یہ ایمان ان کو ہی مبارک ہو اہل حق کو تو ایسے ایمان کے نام سے لرزہ آتا ہے اور دل الامان الامان پکارتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین ست کہ حافظ دارد　　　وائے گر از پس امروز بود فردائے

الحمد للہ کہ زمانہ اہل ایمان سے خالی نہین ہے۔ آج بھی باوجود تیرہ سو برس گذر جانے کے خدا کے فضل سے ان پاک جگہون کے باشندے بلکہ تمام عرب کے مومنین کا جو اعتقاد ان اصحاب کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ غرض جو فسق و فجور اور بدعات ایمان و اسلام کی آڑ مین ان پاک جگہون کے رہنے والون نے دین خدا مین کیے اسکی نظیر کسی صنمخانہ مین بھی نہ ملیگی۔ اور جو ستم و جور اور تحقیر و توہین آل رسول اور اولاد بتول پر اُن متعدد مقامات کے رہنے والونکے دست ظلم سے ہوئے وہ کفار و مشرکین سے بھی نہو سکے ع "ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند"

قال

اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے

اگر ہم موافق اعتقاد شیعون کے یہ کہین کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے اور باطل اعتقاد پر ابتک قائم ہین تو اس سے مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا۔ جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اور جن جگھون کو عرش کے برابر رتبہ دیا۔ اور جہان سے اسلام جاری کیا انھین جگہ کے رہنے والون کو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور ان لاکھون اور کرورون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین پیدا ہوے اور وہان رہے اُن کو گمراہ رکھا اور گمراہی پر اُن کا خاتمہ کیا اور ایک مومن کا بھی وہان گذر نہ ہونے دیا اور ابتک خداے عز و جل کو وہی اصرار ہے کہ ان بد اعتقادون سے مدینہ بھرا ہوا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت اب تک تمام عرب مین پھیلی ہوئی ہے اور باوجود گذرنے اس قدر عرصہ دراز کے کوئی مومن پاک بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے عقیدہ کو بخوف اپنی عزت و جان کے ظاہر نہین کر سکتا۔

اقول

اہل مکہ و مدینہ سب کے سب گمراہ نہ تھے

بعد رحلت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن لوگون نے قرآن اور آل رسولؐ کو چھوڑ کر اپنا دین و مذہب قائم کیا۔ بلاشبہہ وہ گمراہ ہین۔ اور خدائے تعالی نے جہان اپنے نبیؐ کو پیدا کیا جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اُنھین جگھون کے رہنے والون کے ایمان و اسلام کے بارہ مین سورہُ منافقون اور صدہا آیتین مثل اسکے نازل فرمادین۔ اور انھین پاک جگھہ کے رہنے والون مین جو منافقانہ اسلام لائے تھے اُن کے ایمان واسلام پر آیۂ کریمہ

ومِمَّن حولکم مِّن الاعراب	اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین گنوارُن
منافقون ومن اهل المدينة	سے منافق ہین اور بعض لوگ مدینہ کے سرکشی
مردوا علی النفاق لاتعلمهم	کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا ان کو
نحن نعلمهم الخ	ہم جانتے ہین

نازل فرماکر شہادت دیدی کہ وہ ایسے پکے منافق ہین کہ اے رسول تم ان کو نہین جانتے۔ افسوس جن جگھون کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر رتبہ دیا۔ جہان سے ایمان واسلام جاری کیا۔ اُنھین جگھون مین ان سچے اسلام لانے والون نے قرآن اور آل رسولؐ کی بیحرمتی کی۔

شیعون کا یہ اعتقاد نہین ہے کہ ان پاک جگھون کے رہنے والے سب کے سب گمراہ تھے۔ اگر سب کے سب نعوذ باللہ گمراہ ہوتے تو اسلام وایمان کون پھیلاتا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر — اچھی باتون کا حکم دینا اور بری باتون سے روکنا کون کرتا۔؟

الحمد للہ کہ ان پاک جگھون بلکہ کل عرب مین شیعیان علی بن ابی طالب موجود ہین اور اپنے پیغمبر کی

وصیت کے بموجب قرآن اور آل سے متمسک ہین۔ اگر گمراہون اور بداعتقادون کے وجود سے مذہب اسلام پر کوئی الزام آتا ہے تو مطابق اعتقاد اہلسنت ہی آتا ہے کہ خداوند عالم نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا جن جگہون کو عرش وکرسی کے برابر رتبہ دیا اور جہان سے ایمان و اسلام جاری کیا انھین جگہون کے رہنے والون مین سے سیکڑون اور ہزارون بندون کو مثل ابوجہل وامثالہ گمراہ رکھا اور گمراہی پر ان کا خاتمہ کیا اور جو اصحاب ایمان لاچکے تھے ان مین سے بھی جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کو ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیا اور اپنے پیغمبر کے وفات کے وقت بقول شبلی صاحب

"تمام مدینہ منافقون سے بھر دیا جو اس کے منتظر تھے کہ آن حضرتؐ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین"

پس جبکہ خلفائے نامدار جو تیئیس سال تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہے اور رات دن حضرت سے وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی لانا دیکھتے رہے انھین پاک جگہون پر پیدا ہوئے اور وہین مرے مگر اسپر بھی ایمان وعقائد مین پاک نہ نکلے تو ان کے معتقدین کا ایمان و اسلام کس شمار وقطار مین ہے۔

سبحان اللہ! جو اہل مکہ و مدینہ ان اصحاب کے معتقد ہون جو ہمیشہ اپنے پیغمبر کی مخالفت اور نافرمانی کرتے رہے۔ جنکے احکام خلافت کا دار و مدار

یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف — حکم دیتے ہین بری بات کا اور روکتے ہین اچھی بات سے

پر رہا اُن سے تو ان پاک جگہون کی حرمت ومنزلت پر نہ داغ آئے اور نہ اسلام پر کوئی الزام۔ اور اگر امامیہ حسب احکام خدا و رسول و مطابق اقوال علمائے کرام اہلسنت خلفائے ثلثہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین تو اسلام پر الزام آئے اور رسالت و نبوت پر بھی داغ لگے۔ اور خدا کی بھی غرض بعثت نبوی سے فوت ہو۔ حالانکہ لوگون کے گمراہ رہنے سے نہ تو مذہب اسلام پر کوئی الزام آتا ہے اور نہ نبوت و رسالت پر اور نہ گمراہون و بداعتقادون کی سکونت سے ان پاک جگہون کی

پاکی اور حرمت مین کچھ فرق ہوتا ہے۔ یہ رسالت اور نبوت ہے جس کی تصدیق ملک وفلک شجر وحجر جن وانس سب نے کی ہے اگر ناکسون نے اس کی قدر ومنزلت نہ کی اور ایمان نہ لائے یا ایمان لانے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تو یہ قصور خود اُن کا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ایسے ہی لوگون کے باب مین خدا نے فرمایا ہے:۔

ان الذین کفروا بعد ایمانھم — جو لوگ کہ کافر ہوے ایمان لانے کے بعد

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم — پھر کفر مین بڑھ گئے اُن کی توبہ قبول نہین ہے

واولئک ھم الضالون۔ — اور وہی تو بڑے گمراہ ہین۔

قولہ تعالیٰ

وما ارسلنٰک الا مبشرا — اور ہم نے تم کو خوش خبری دینے والا اور

ونذیرا۔ — ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔

پس ایمان لانا یا ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرنا عباد کا فعل ہے خدا اور رسول اسکے ہرگز ذمہ دار نہین ہین۔ قولہ تعالیٰ۔

انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا — ہم نے اُس کو رستہ دکھایا اب وہ خواہ

واما کفورا — شکر گذار ہو یا ناشکر

یہ امر بھی صحیح نہین ہے کہ:۔

"ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر خدا نے نہ ہونے دیا اور کوئی مومن بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے ایمان واعتقاد کو بخوف اپنی عزت اور جان کے ظاہر نہین کر سکتا"

قولہ
ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر نہ ہوا

حالانکہ ایک مومن کیا گروہ کے گروہ مومنین سے ان پاک جگہون مین بلا تقیہ رہے اور اس وقت تک ہین

ان پاک جگہون مین مومن رہتے ہین

اور بغیر تقیہ طواف و زیارت کعبہ کا شرف حاصل کرتے رہتے ہین بلکہ انھین مومنین کو مناسک حج و طواف بجالانے کیلئے ایک بزرگ مومن وہان متعین ہین جو انھین پاک جگھون کے رہنے والون مین سے ہین۔ یہ بزرگ وہ ہین جن کا اسم مبارک سید ابوالفضل عباس ہے جو بعہد شاہ دکن نواب میر محبوب علیخان بہادر غفران مکان اور نواب لائق علیخان بہادر عماد السلطنتہ مرحوم و مغفور کی وزارت کے زمانہ مین حیدرآباد تشریف لائے تھے اور سرکار عالی ہی کے مہمان رہے تھے جن کی تعظیم وتکریم اور مراعات شاہ و وزیر نے بہت کچھ کی تھی اور بارگاہ شاہی مین خود آپ ہی نے اُن بزرگ کو باریاب کرایا تھا۔ پس ہم کو تو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین اپنی عزت اور جان کا مطلق خوف و اندیشہ نہین ہے کیونکہ خود معبود اپنے عباد کو ہر بلا سے بچاتا ہے اور دولت برطانیہ کے اثر سے ہمکو ادائے رسوم مذہبی مین ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔

البتہ ان پاک جگھون کے رہنے والون مین سے بعضون کے ہاتھون سے بلاشبہہ ہر طرح کی تکلیفین اُٹھانی پڑتی ہین چنانچہ یہ حکایت تو آپنے چھوٹے عموجان مرحوم و مغفور سے سُنی ہوگی کہ جس زمانہ مین ہمارے خاندان کے لوگ حج بیت اللہ کی غرض سے خاص مکہ معظمہ مین مقیم تھے ایک روز گھر مین پانی نہ رہا۔ عموی صاحب گھڑا لے کر مسجد الحرام کے حوض سے پانی لینے کیلئے گئے جب پانی بھر کر لیچلے تو ایک عرب صاحب سامنے آکر پوچھنے لگے کہ یہ پانی کس کام کے واسطے لیجارہے ہو مرحوم نے کہا کہ گھر مین پانی نہین رہا ہے اور بچے پیاسے ہین اُن کو پلانے کیلئے لیجارہا ہون یہ سنکر اُس پکے ایماندار اور سچے اسلام لانے والے نے گھڑا آپکے ہاتھ سے چھین کر سب پانی زمین پر پھینکدیا اور کہا یہ پانی پینے کے لئے نہین ہے وضو کیلئے ہے۔

منافقین ومنافقین کیلئے ان جگھون کی سکونت سے فضیلت نہین ہوسکتی

غرض ان پاک جگھون مین محض سکونت سے کفار اور منافقین کو کچھ نفع نہین ہوسکتا ؎

گر طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست
نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

پاک جگہوں کی سکونت اور چیز ہے اور ایمان شئے دیگر۔ قال اللہ تعالیٰ

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ — کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد الحرام
المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ و — کا آباد رکھنا اُس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ پر
الیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ — اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے
لایستوٗن عند اللہ واللہ لایھدی — راہ خدا میں جہاد کیا اللہ کے نزدیک تو یہ برابر
القوم الظالمین ۵ — نہیں ہے اور اللہ ظالم لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔

اسی طرح اس آیۂ شریفہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل — یہ کوئی نیکی ہے کہ تم اپنے منہ مشرق و
المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن — مغرب کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی تو اس کی ہے جو
باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ — اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور خدا کی
والکتب والنبیین واتی المال — کتابوں اور انبیا پر ایمان لائے اور محبت خدا میں
علی حبہ ذوی القربی والیتٰمی والمسٰکین — اپنا مال رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں
وابن السبیل والسائلین وفی — اور مسافروں اور سوال کرنے والوں اور بندے
الرقاب واقام الصلوۃ واتی — آزاد کرنے میں صرف کرے اور نماز پڑھے اور زکوۃ
الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا — ادا کرے اور جب معاہدہ کر لیں تو اپنے عہد کے پورے
عاھدوا والصابرین فی الباساء و — کرنے والے ہوں اور تنگدستی اور بیماری اور
الضراء وحین الباس اولئك الذین — لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے ہوں یہی
صدقوا واولئك ھم المتقون ۵ — وہ لوگ ہیں جنھوں نے سچ کہا اور یہی متقی ہیں۔

پ ۲ سورۃ البقرۃ ع ۲۲

یہ صفات بیان والون کے ہین جن سے آپ کے اصحاب کورے رہے پس آپ کے آسمان پر
چڑھانے اور مہر و ماہ فلک اسلام بنانے سے اُن کو کوئی شرف حاصل نہین ہو سکتا ۔

کچھ خار مغیلان گل تر ہو نہین جاتا ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہین جاتا
قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا
جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل یدِ بیضا نہین کہتے

خود صحابہ ہی کو امنوا وعملوا الصلحت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مہر و ماہ فلک اسلام
بننا چاہیے تھا۔ آپ کی لن ترانیون سے کیا ہوتا ہے :۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

خاتمہ

قیامت تو قریب آگئی اس دنیا کے ختم ہونے کے دن نزدیک آگئے لیکن خدا ان ظالمون اور بد اعتقادون سے اپنے گھر اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا اور مومنین سے ان شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہون سے نہین نکالتا۔

خدا گمراہون سے اپنے اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا

اگرچہ جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا اور مذہب شیعہ ترقی پاتا گیا اور اُن کے عقائد باطلہ کا رواج ہوتا گیا اور اکثر شہرون مین اور ملکون مین ان کی حکومت ہوگئی اور بادشاہت و سلطنت بھی نصیب ہوگئی۔ باین ہمہ مکہ و مدینہ مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے۔

اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل برآن قرار کہ بود　　دست مطرب بران ترانہ ہنوز

اقول

خداتعالی ظالمین کو
فوراً سزا نہین دیتا اگر
جلد چلے جیسا کہ جیسا
ہمیشہ آرزو رہے
امام حسین کو دوبارہ

دنیا کے انتظامات خدائے پاک نے اپنی مصلحت وحکمت پر منحصر رکھے ہین اگر اللہ جل شانہ گنہ گارون اور ظالمون کو اُن کی بداعمالیون کی سزا فی الفور دیتا تو ایک شخص بھی دنیا مین باقی نہ رہتا۔ ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ :۔

ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم	اگر خداے تعالی آدمیون کے ظلم کے سبب
ما ترک علیہا من دابۃ ولکن	ان سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو
یؤخرھم الی اجل مسمی	باقی نہ رکھتا لیکن وہ تو ایک وقت مقررہ تک
پ ۱۴ سورۃ النحل ع ۸	اُنکو ڈھیل دیئے ہوئے ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

ولو یعجل اللہ للناس الشر	اور جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی
استعجالھم بالخیر لقضی الیہم	کر بیٹھتے ہین اسی طرح اگر خدا اُن کی برائی مین جلدی
اجلھم فنذر الذین لا یرجون	کر بیٹھے تو اُن کی مدت بہت ہی جلد پوری کردی جائے
لقاءنا فی طغیانہم یعمھون	مگر ہم ان لوگون کو جو ہماری ملاقات کی امید نہین
پ ۱۱ سورۃ یونس	رکھتے اُن کو اُن کی سرکشی مین چھوڑ دیتے ہین کہ
ع ۲	کہ وہ آپ ہی سرگردان رہین۔

اسپر بھی اگر سرکشون۔ ظالمون اور گنہگارون کو اُن کی خطاؤن اور نافرمانیون کی پاداش مین فوری سزا دینا قرین مصلحت جانا تو فوراً ہی عذاب ان پر نازل کردیا۔ جیسا کہ خاص عذاب کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ۔

الم تر کیف فعل ربک بعاد	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے پروردگار نے قوم عاد
ارم ذات العماد التی لم یخلق	کے ساتھ جو ستونوں والے ارم کے رہنے والے تھے کہ پیدا
مثلھا فی البلاد وثمود الذین	شہر شہروں میں بنایا ہی نہیں گیا کیا اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے
جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی	میدان میں چٹانوں کو تراشا اور ان کو گھر بنایا تھا
الاوتاد الذین طغوا فی البلاد	اور فرعون کے ساتھ جو سزا کے لئے میخیں رکھنے والا
فاکثروا فیھا الفساد فصب علیھم	تھا کیسا معاملہ کیا ان سب نے ملکوں میں سرکشی کی تھی
ربک سوط عذاب ان ربک	پھر ان میں خرابی کو بہت بڑھا دیا پس تمھارے پروردگار
لبالمرصاد (پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، رکوع ۱)	نے ان پر عذاب کا کوڑا لگایا بیشک پروردگار گھات میں ہے

اور اسیطرح واقعۂ موسیٰ میں نشانی ہے۔

وفی موسیٰ اذ ارسلنٰہ	جبکہ ہم نے موسیٰ کو فرعون کی طرف کھلا ہوا
الی فرعون بسلطانٍ مبین	معجزہ دے کر بھیجا پس اس نے اپنے لشکر کے برتے پر
فتولّٰی برکنہ وقال سٰحرٌ او	روگردانی کی اور کہنے لگا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔
مجنون فاخذنٰہ وجنودہ	پھر ہم نے اُس کو اور اُسکے لشکر کو دھر پکڑا اور اُن
فنبذنٰھم فی الیم وھو ملیم	سب کو دریا میں ڈالدیا جس حال میں فرعون ذلیل
وفی عاد اذ ارسلنا علیھم الریح	وخوار تھا اور اسی طرح واقعۂ قوم عاد میں نشانی
العقیم ما تذر من شیءٍ اتت	ہے جبکہ ہم نے ان پر ہر ایک سخت آندھی بھیجی کہ
علیہ الا جعلتہ کالرمیم ؕ	جس چیز پر وہ ہو چلتی تھی اُس کو چورا کئے بغیر
وفی ثمود اذ قیل لھم	نہ چھوڑتی تھی۔ اور واقعۂ ثمود میں بھی نشانی ہے
تمتعوا حتی حین	جبکہ ان سے کہا گیا کہ ایک مدت معینہ تک نفع اٹھالو

فعتوا عن امر ربھم فاخذتھم	پھر اُنھوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی
الصاعقۃ وھم ینظرون فما استطاعوا	تو دیکھتے دیکھتے ان کو ایک کڑک کے آلیا پھر وہ
من قیام وما کانوا منتصرین وقوم	کھڑے ہی نہ ہو سکے اور نہ بدلے سکے اور نوح کی
نوح من قبل انھم کانوا قوما	قوم کو اس سے پہلے ہم ہلاک کر چکے یقیناً وہ لوگ
فسقین۔ (پارہ ۲۷۔ سورۃ الذاریات۔ ع)	نافرمان تھے۔

اسی طرح قاتلان جناب سید الشہداء علیہ السلام پر فوری عذاب نازل کیا گیا۔ جس کا ذکر جناب شاہ صاحبؒ نے اپنے رسالہ سر الشہادتین میں بایں الفاظ کیا ہے:۔

"زہری سے روایت ہے جو لوگ قتل امام میں شریک ہوئے اور اس امر سے راضی تھے قطع نظر عذاب آخرت کے طرح طرح کے بلاؤں میں مبتلا ہو کر اپنی سزائے اعمال کو دنیا ہی میں پہونچے اور عبرت روزگار ہوئے بعض قتل ہوئے بعض اندھے بعض پیاس پیاس کہتے مر گئے۔

اور ترمذی سے روایت ہے کہ ایک جگہ ضیافت تھی وہاں لوگوں میں ذکر ہوا کہ جو کوئی قتل امام میں شریک تھا البتہ کسی نہ کسی بلا میں دنیا ہی میں اپنی بدکرداری کو پہونچا۔ امیر مجلس کے منہ سے بیجا یہ کلام نکلا کہ وہ شخص معرکۂ کربلا میں موجود تھا اور اب تک سب آفتوں سے بچا ہوا ہے۔ یہ بات اُسکے مُنہ سے پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شعلہ چراغ سے نکلا اور طرفۃ العین میں اس کو جلا کر کوئلہ کر دیا اور جس شقی کا تیر علی اصغرؑ کی گردن پر لگا تھا وہ اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ اسکے اگلے دھڑ میں حد سے زیادہ جلن اور نیچے کے دھڑ میں حد سے زیادہ سردی اور پیٹھ کے نیچے انگیٹھی رہتی تھی اور برابر برادیلا کرتا رہتا تھا۔ اور سیکڑوں پانی پیتا لیکن پیاس نہ بجھتی تھی"۔

(از صواعق محرقہ و سر الشہادتین صفحہ)

اسکے بعد جناب شاہ صاحب اس عذاب کا جو مختار کے ہاتھ سے قاتلان امام حسین علیہ السلام پر

نازل ہوا تھا ذکر کرتے ہین جس کو ہم نے بخیال طوالت چھوڑ دیا جس کو شوق ہو کتب تواریخ اور صحیفہ زین العابدئین مطبوعہ پریس دہلی مین ملاحظہ کرلین۔ المختصر ؎

دُو برس تک نہ رہا ایک بھی قاتل باقی خون سادات نے تاثیر دکھائی کیسی!

اور اب بھی فسق و فجور اور بد افعالیون و بداعمالیون کی وجہ سے طاعون۔ سیلاب زلزلے و تصادم جہازون وکشتیون کا دفعۃً غرق ہونا۔ آگ سے جلنا وغیرہ وغیرہ مختلف شکلون مین فوری عذاب الٰہی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مگر اس پر بھی خدا سے نہین ڈرتے اور اپنے ایمان وعقائد کی اصلاح نہین کرتے۔

قولہٗ تعالیٰ

اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون۔

آیا نہین دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہین گذرتا کہ ایک دو بار وہ بلاؤن مین نہ ڈالے جاتے ہون! پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال کہ نہ توبہ کرتے ہین اور نہ مصیبتون سے نصیحت پکڑتے ہین۔

پ (۱۱) ع ۵

اب رہا یہ امر کہ:۔ — قولہ جو دین کہ مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے

"جو دین کہ مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

اگر اس سے آپ کا مقصود تھا دین حق ہے تو بقول حافظ ہم کو بھی اتفاق ہے ؎ — بعد رسول شد دین و مذہب مین زوال آیا

از وجود ان قدم نام و نشان ہست کہ ہست ورنہ از ضعف درانجا اثرے نیست کہ نیست

اس باغ کی بہار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا

خزان کے بعد جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین
بتا تا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

جناب مولوی خواجہ الطاف حسین حاؔلی نے اپنی بے بہا تالیف مسدس حالی مین تنزل اسلام کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اُسکے کچھ بند اس جگہ نقل کیے جاتے ہین اور وہ یہ ہین :۔

رہے جبتک ارکان اسلام برپا
چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا

رہا میل سے شہد صافی مُصفا
رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرّا

نہ تھا کوئی اِسلام مین مردِ میدان
علم ایک تھا شش جہت مین درخشان

یہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا
گیا چھوڑ سر رشتہ دینِ ہُدا کا

رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا
تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا

کہ ہم نے بگاڑا نہین کوئی ابتک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک

بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب
وہ دنیا مین بس کر اُجڑنے لگے اب

بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے سب
بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب

ہری کھیتیان جل گیئن لہلہا کر
گھٹا کھُل گئی سارے عالم پہ چھا کر

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر
کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر

چلی ایسی اِس بزم مین بادِ صرصر
بجھین شعلین نورِ حق کی سراسر

رہا کوئی ساماں نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت | گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رخصت | مٹیں خوبیان ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

قطع نظر اِسکے آپ خود بھی تو اِس بات کے قایل ہین کہ:۔

"جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اسی قدر اسلام مین ضعف آتا گیا"

نقل کلام نواب محسن الملک بابت تنزل اسلام

بلکہ اِس تنزل اسلام پر ایک رسالہ بھی آپنے تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "اسباب ترقی و تنزل مسلمانان" ہے۔ اُس رسالہ کا اقتباس یہ ہے:۔

"مسلمانون کے متفرق ہو جانے مین سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے جس کا تخم ابتدا ہی زمانہ مین بویا گیا اور امامت کا جھگڑا اُسکی سبب ہوا اسی سے مسلمان جن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے مگر پھر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور آپس مین لڑنے لگے۔ حقیقت مین وہ بغض و عداوت کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانون کے دلان مین بویا گیا وہ اتنے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ اُسنے مسلمانون کے خون کی ندیان بہا دین اور اُس نے اسلام کی مستحکم بنیاد کو ایسا ہلا یا کہ جس پر غیرون کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت ہونے لگی باہمی محبت و اختلاط ہمدردی کا صفحہ روزگار پر نام و نشان باقی نہ رکھا۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھیرا بلکہ ایک دوسری شکل اور نئے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون مین اتنا اختلاف ہو گیا کہ اسلامی جماعت کی صورت بھی کہین نظر نہین آتی چونکہ دین ہی نے اتفاق کا سبق سکھلایا تھا اور یہی بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہم کو عطا فرمائی تھی اور یہی بڑا احسان تھا جو

ابتدا مین اُسنے ہم پر کیا تھا جس کو اتنا نا خود ہی فرماتا ہے الف بین قلوبھم لو انفقت مافی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم و لکن اللہ الف بینھم الخ یعنی اُن لوگون کے دل مین اُلفت دی (اے رسول!) اگر تم ساری زمین کی چیزین صرف کرتے تب اُنکے دلون مین محبت پیدا نہ کر سکتے لیکن یہ الفت خدا نے اُن کے قلبون مین پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور نعمت ہم سے خدا نے لیلی اور ہم کو اختلاف و فساد اور جھگڑون مین ڈال کر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا (صفحہ ۵۵) اِس کلام سے آپکا یہ قول کہ:۔

”جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول خدا صلعم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے۔“

ھباءً منبثًا ہو گیا کیونکہ آپ خود اِس بات کے قائل ہین کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہوا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی ایک اسلام کا رہ گیا نام باقی

امامت چار ہزار سال قبل از خلقت حضرت آدم قرار پا چکی تھی

افسوس کہ جن اسباب سے اِسلام کی یہ نوبت پہونچی۔ رُباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے اِسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

اُن کو تو آپ نے چھپایا اور امامت کو جو خلفا کی آنکھون مین مثل خار کھٹکتی تھی باعث تنزل اسلام اور فتنہ و فساد ٹھرایا۔ مگر جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرے اُس کو کون بجھا سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ (سورہ الصف پارہ ۲۸)

وہ چاہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کا نور منھ سے بجھا دین اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے۔

یہ امامت ایسی مہتم بالشان ہے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پا چکی ہے۔ جیسا کہ ارجح المطالب میں مذکور ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال	ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ میں اور علی
والہ وسلم انا و علی من نور واحد	حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل
قبل ان یخلق اللہ ادم باربعۃ الاف	ایک نور تھے جب خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا تو ہمارے
عام فلما خلق اللہ تعالیٰ الخلق	نور کو صلب آدم میں جگہ دی یہ نور ہمیشہ ایک ہی
رکب ذلک النور فی صلبہ فلم	شئے میں برقرار رہا۔ یہاں تک کہ عبد المطلب کے
یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب	صلب کی طرف منتقل ہوا۔ پس مجھ میں نبوت اور
عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ	علی میں خلافت ہے۔

(اخرجہ الدیلمی) صفحہ ۳۲

یہی وہ امامت ہے جس کا اعلان رسول خدا نے اپنی نبوت و رسالت ہی کے ساتھ کر دیا تھا۔ چنانچہ کتب اہل سنت میں ہے کہ جب اعلانِ رسالت کے ساتھ امامت کا بھی اعلان ہوا

"جب آیہ شریفہ "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کی ایک دن دعوت کی اس دعوت میں چالیس آدمی شریک ہوئے۔ جن میں آپ کے چچا ابو طالب و حضرت حمزہ و حضرت عباس بھی تھے۔ کھانے کے بعد آپ نے کچھ کہنا چاہا لیکن ابو لہب نے فضول باتیں کہکے یہ جلسہ درہم و برہم کر دیا۔ دوسری مرتبہ پھر آپ نے دعوت دی اور کھانے کے بعد ارشاد کیا کہ اے بنی عبد المطلب میں دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہوں اور خدا کے حکم سے تم کو راستہ پر چلاتا ہوں کوئی ہے جو میری مدد کرے۔ یہ سنکر سب نے منھ پھیر لیا اور کوئی کچھ نہ بولا صرف حضرت علیؑ نے کہا

گو میں سب سے چھوٹا ہوں کمزور ہوں اور لاغر لیکن حاضر ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور خلیفہ ہے اسکی اطاعت کرو (دیکھو رسالہ ذکر مبارک صفحہ ۲۰ مصنفہ جناب حبیب الرحمن خان صاحب المخاطب نواب حیدر یار جنگ بہادر شروانی)

رسول اللہ نے وقت رحلت اس امامت سے آگاہ فرماتے رہے

یہ تو ابتدائے بعثت نبوی کا زمانہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور وزیر کیا تھا اسکے بعد وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استخلاف شاہ ولایت کا اظہار فرماتے رہے اور خاص و عام کو آگاہ کرتے رہے کہ علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ۔ میں اپنے بعد قرآن اور اہلبیت کو چھوڑتا ہوں اگر تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ جس طرح نجوم اہل سما کیلئے باعث امان ہیں اسی طرح میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امان ہیں۔ اگر میرے اہلبیت باقی نہ رہیں تو اہل ارض ناپید ہو جائیں۔ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس پر سوار ہوا پار ہوا۔ اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق ہوا۔

اپنی رحلت سے تین ماہ قبل بھی اس امامت کی تجدید کردی تھی جیسا کہ متکلمین اور محققین اور محدثین اور مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب بمقام غدیر خم آیہ وافی ہدایہ

یاایہا الرسول بلغ ما انزل	اے حبیب! جو تم پر حکم نازل ہوا ہے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	اُن لوگوں تک پہونچا دو اگر تم نے نہ پہونچایا تو
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک	امر رسالت ہی ادا نہ کیا اور خدا تم کو ان لوگوں سے
من الناس	بچائے گا۔

نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار اصحاب کے سامنے بالائے منبر

جناب امیر علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر فرمایا۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ — جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے۔

ابھی مجمع منتشر نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی :-

الیوم اکملت لکم دینکم — آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل

واتممت علیکم نعمتی ورضیت — کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے دین

لکم الاسلام دینا — کو پسند کیا۔

ان جلسوں میں وہ لوگ بھی حاضر و موجود تھے جو بقول آپ کے فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے اور جو نفس رسول کا خلیفہ اور امام ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور خود اپنی زبان سے با ین الفاظ

"خوشا اے علی کہ آپ میرے اور مومنین اور مومنات کے آقا اور سردار ہے"

تہنیت بھی دے چکے تھے وقت رحلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی امر خاص کیلئے دوات وقلم طلب فرمایا تھا مگر وہی فرضی مہر و ماہ فلک اسلام تحریر وصیت میں حائل و مزاحم ہوئے یہی نہیں بلکہ رسول اللہ کے ارشاد مبارک کو معاذ اللہ ہذیان سے تعبیر کیا اور صرف حسبنا کتاب اللہ کہکر ثقل اعظم یعنی اہلبیت رسول کو قطعاً چھوڑ دیا۔

اصحاب جناب امیرؑ کی امامت تسلیم کرنیکے بعد پھر گئے

غرض جس امامت کی ابتدا طلوع مہر رسالت کے ساتھ ساتھ ہوئی جس کی تکمیل و تجدید وقت غروب آفتاب نبوت کی گئی جس کو سب اصحاب مان چکے تھے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک بند ہوتے ہی باستثنا خاص سب کے سب منحرف ہوگئے اپنے پیغمبرؐ کے احکام اور وصیت کو ایسا نسیاً منسیا کر گئے گویا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

جس امامت کو حضرت عمرؓ تسلیم کر چکے تھے اس عہد سے انحراف کر گئے جسپر خود ہواخواہان صحابہ

طعنہ زن ہین جیسا کہ امام غزالی صاحب کا یہ قول اوپر نقل کیا گیا ہے :۔

"حب جاہ ریاست سے عہد غدیر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی تمام باتون کو پس پشت ڈال کر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا۔ اور اس کے عوض بہت بری شے خریدی۔

اسی طرح قلم دوات کے بارہ مین علامہ عبد الکریم شہرستانی کی یہ عبارت

"پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی اور پہلی نزاع جو اسلام مین ہوئی وہ حضرت عمر سے ہوئی کہ رسول اللہ کی وصیت کو ہذیان ٹھہرایا۔

تفسیر امام فخرالدین رازی صحابہ کے حریص ہونے کے بارے مین

فخرالدین رازی آیہ وافی ہدایہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم الخ یہ تفسیر کرتے ہین :۔

لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم	حاصل اسکا یہ ہے کہ خدا نے فرمایا اگر تم دنیا
ولکن اللہ الف بینہم المسئلۃ الثالثۃ دلت ہذہ	کی کل چیزون کو صرف کرتے تو بھی ان کے دلون مین
الایۃ علی ان القوم کانوا قبل شروعہم فی الاسلام	الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا نے انہین محبت پیدا کر دی
ومتابعۃ الرسول فی الخصومۃ الدائمۃ والمحاربۃ	اس کی تفسیر مین مسئلہ ثالثہ مین فخرالدین رازی کہتے
الشدیدۃ یقتل بعضہم بعضا ویغیر بعضہم علی	ہین یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تمام عرب قبل
البعض فلما امنوا باللہ ورسولہ والیوم الاخر	اسلام خصومت دائمہ اور جنگ شدید مین بسر کرتی
زالت الخصومات وارتفعت الخشونات وحصلت	تھی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے بعض بعض کو لوٹ لیتے
المودۃ التامۃ والمحبۃ الشدیدۃ واعلم ان التحقیق	تھے بعد قبول ایمان وہ باتین زائل ہو گئین اور تحقیق
فی ہذا الباب ان المحبۃ لاتحصل الاعند تصور	اس مطلب مین یہ ہے کہ محبت کسی سے اسی وقت
حصول خیر وکمال فالمحبۃ حالۃ معللۃ بہذا التصور	ہوتی ہے کہ جب کسی خوبی کا تصور کرتے ہین اور جب

المخصوص فمتی کان هذا التصور حاصلا کانت
المحبة حاصلة ومتی حصل تصور الشر والبغضة
کانت النفرة حاصلة ثم ان الخیرات الکمالات
علی قسمین احدهما الخیرات والکمالات
الباقیة الدائمة المبرأ عن جهات التغییر
والتبدیل و ذلک هو الکمالات الروحانیة
والسعادات الالهیة والثانی وهو الکمالات
المتبدلة المتغیرة وهی الکمالات الجسمانیة
والسعادات البدنیة فانها سریعة التغیر
والتبدل کالزیبق ینتقل من حال الی
حال فالانسان یتصور ان له فی صحبة زید
یحصل مالا عظیما فیحبه ثم یخطر بباله ان
ذلک المال لا یحصل فیبغضه ولذلک قیل
ان العاشق والمعشوق ربما حصلت الرغبة
والنفرة بینهما فی الیوم الواحد مرارا لان
المعشوق انما یرید العاشق لماله والعاشق انما
یرید المعشوق لاجل اللذة الجسمانیة وهذان
الامران مستعدان للتغیر والانتقال
فلاجرم کانت المحبة الحاصلة بینهما

تصور شر ہوتا ہے تو نفرت ہوجاتی ہے پس محبت
وعداوت تابع اسی خوبی و برائی کے ہے۔ اب
وہ خیر و خوبی دو طرح کی ہین۔ ایک تو وہ
جو دائمی اور باقی ہین ان کو زوال نہین کہ وہ
کمالات نفسانی ہین دوسرے وہ جو ہر وقت
معرض زوال وتغیر وتبدل مین ہین جن کو کمالات
جسمانی سے تعبیر کرتے ہین کہ وہ مثل پارے کے
ڈھلتے ہین کہین قرار نہین ہوتا مثلاً کسی آدمی
نے یہ خیال کیا کہ ہم زید کی صحبت مین رہین گے
تو دولت ملے گی پس اس خیال سے محبت ہوتی
ہے اور جب یہ خیال ہوا کہ ہم کو کوئی نفع نہین تو
اس سے نفرت وعداوت ہوگئی اسی وجہ سے
کہا جاتا ہے کہ درمیان عاشق ومعشوق کے ایک ہی
روز مین چند بار محبت وعداوت ہوجاتی ہے
کیونکہ محبت عاشق بغرض لذت جسمانی ہے اور
محبت معشوق بغرض مال۔ چونکہ یہ دونون چیزین
ہر وقت معرض تغیر وزوال مین ہین تو جو محبت
اسکے تابع ہوگی وہ بھی زوال وتغیر کے پھیر مین
رہے گی پس جو محبت ومودت تابع مال و

والعداوة الحاصلة بينهما غير باقيتين
بل كانتا سريعتي الزوال والانتقال
اذا عرفت هذا فنقول الموجب للمحبة والمودة
ان كان طلب الخيرات الدنيوية والسعادة
الجسمانية كانت تلك المحبة سريعة الزوال
والانتقال لان اجل المحبة تابعة لتصور
الكمال وتصور الكمال تابع لحصول ذلك
الكمال فاذا كان ذلك الكمال سريع الزوال
والانتقال كانت معلولاته سريعة التبدل
والزوال واما ان كان الموجب للمحبة
تصور الكمالات الباقية المقدسة عن
التغير والزوال كانت تلك المحبة ايضا
باقية امنة من التغير لان حال المعلول
في البقاء والتبدل تبع لحال العلة وهذا
هو المراد من قوله الاخلاء يومئذ بعضهم
لبعض عدو الا المتقين اذا عرفت هذا فنقول
العرب كانوا قبل مقدم الرسول طالبين
للمال والجاه والمفاخرة وكانت محبتهم
معللة بهذه العلة فلاجرم كانت تلك المحبة

لذت جسمانی ہے وہ ہر وقت قابل زوال و
تغیر ہوگی کیونکہ جب خود علت کا یہ حال ہے
تو معلول کا بدرجہ اولی یہ حال ہوگا اور جو محبت و
مودت اُن کمالات باقیہ و منافع غیر زائل کے
کے تابع ہو پس وہ محبت و مودت بھی باقی
رہے گی اور زوال پذیر نہ ہوگی اور یہی مضمون
اس آیہ کا ہے جو خدا فرماتا ہے کہ دوست روز
قیامت باہم دشمن ہونگے مگر نیکوکار پرہیزگار
لوگ بس جب یہ سمجھ چکے تو اب ہم کہتے ہیں
کہ عرب کے لوگ قبل مقدم رسول طالب مال و جاہ
و خواہان مفاخرت و عزت تھے پس اُن کی
محبت بھی انھیں اغراض پر مبنی تھی اس لئے یہ محبت
جلد زوال پذیر ہوئی کہ ہر وقت ذرہ ذرہ سی
بات پر آمادہ فتنہ و فساد و قتل پر تیار ہو جاتے
تھے جب رسول نے ان کو دعوت اسلام دی
اور خدا کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور
ترک خواہشہائے دنیا اور میل طرف آخرت کی
ترغیب دلائی تو وہ بعض عناد آپس کا دور ہوا
اور قتل بھائی بند کے ہو گئے جب سوال کتنے

بعد الزوال وکانوا بادی النسب یقعون فی الحروب والفتن — وفات پائی اور ابواب دنیا اُن لوگون پر مفتوح

فلما جاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ودعاهم الی — ہوے اور اُسکے خواہان وجویان ہوے تو پھر

عبادة اللہ تعالی والاعراض عن الدنیا والاقبال علی الآخرة — اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔ اور آپس مین جنگ

زالت الخصومة والخشونة عنهم وعادوا اخوانا متوافقین — جدال شروع کردی۔ پس یہی سبب حقیقی ہے۔

ثم بعد وفاتہ علیہ السلام لما انفتحت علیهم ابواب الدنیا — ان لوگون کی جنگ وجدال وحرب و

وتوجهوا الی طلبها عادوا الی المحاربة بعضهم بعضا — قتال کا۔

ومقاتلة بعضهم مع بعض فهذا هو السبب الحقیقی فی هذا الباب۔ انتهی۔

حضرت عمرؓ کا قول کہ آنحضرت کا علی کی خلافت کا حکم لکھنا مقصود تھا

قطع نظر ان شہادتون کے خود حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ علیؓ کی جوش محبت مین خطا کر جاتے تھے۔ اور دوات وقلم اسی غرض سے طلب فرمائی تھی کہ علیؓ کی خلافت کا حکم لکھدین مگر مین نے لکھنے نہین دیا۔ (ان تمام اقوال کی بابت اصل عبارات اوپر نقل کی گئین ہین)

خلافت خلفاء ثلثہ باعث زوال اسلام وکشت وخون ہوئی

غرض یہ کہ اصحاب اُن آیات واحادیث سے جو جناب امیر علیہ السلام کی امامت واطاعت کے بارے مین تھین خوب واقف تھے۔ مگر بقول علماے اہل سنت دولت وسلطنت کی حرص وطمع ان پر غالب ہوئی۔ آخر اُسکے پیچھے احکام خدا اور رسول کو پس پشت ڈال کر امام منصوص من اللہ کی امامت اور اطاعت سے منھ موڑ بیٹھے اور خداے پاک کے اس حکم :-

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا — سب ملکر مضبوطی سے اللہ کی رسّی پکڑے رہو

ولا تفرقوا۔ — اور ایک دوسرے سے الگ نہو۔

پر توجہ نہ کی۔ آخر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین وہ تخم بویا جس کے تلخ اور زہریلے پھل نے اسلامی جماعت مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ اعضاء یکدیگر سے اعداے یکدیگر ہوگئے۔ اسنے نہ صرف مسلمانون کی بلکہ آل رسول واولاد بتول کے خون کی ندیان

بہا دین حالانکہ خدا وند تعالیٰ نے آیۂ شریفہ:-

فھل عسیتمان تولیتمان	کیا تم سے کچھ دور ہے کہ اگر تم حاکم
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکو	ہو جاؤ تو زمین مین فساد اور قطع رحمی کرو۔

پ (محمد) ع

نے ان کو متنبہ کر دیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ حرص و ہولسے بچنے کی ہدایت و نصیحت فرماتے رہے۔ یہان تک کہ وقت رحلت جو خطبہ مسجد مین ارشاد فرمایا تھا اُس مین حسب روایت مدارج النبوۃ خاص اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد کیا تھا کہ

نمی ترسم از شما کفر و شرک را ولیکن	اصحاب کے حق مین ارشاد کیا کہ مجھے تمھاری طرف سے
می ترسم کہ در دنیا رغبت کنید و تقاتل	یہ خوف تو نہین کہ پھر کفر و شرک کروگے لیکن اسکا اندیشہ
کنید بیکدیگر	ہے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے

مادرا ان احکام کے جن مین حق سبحانہ تعالیٰ نے حرص دنیا سے منع فرمایا ہے۔ اپنی حجت پوری کرنے کی غرض سے پچھلی اُمتون کے واقعات اور حالات بھی سُنا دئے تھے۔ اپنے انبیا اور مرسلین سے سرکشی و نافرمانی کرکے اُنھون نے جو عذاب بھگتے تھے اُن سے بھی تہدیدا و تخویفا آگاہ و خبردار کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

الم یاتھم نباء الذین خلوامن	کیا اُن لوگون رکے حالات) کی خبر نہین ہو
قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم	جو اُن سے پہلے گذرے ہین یعنی نوحؑ کی قوم
ابراھیم واصحاب مدین والموتفکات	اور عاد و ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور مدین والے
اتتھم رسلھم بالبینت فما کان	اور اُلٹی ہوئی بستیون والے کہ اُن کے پاس اُنکے
اللہ لیظلمھم ولکن کانوا	رسول واضح روشن معجزے لیکر آئے تھے (تو

انفسهم یظلمون	وہ مبتلاے عذاب ہوے اور) خدا نے ان پر ظلم نہین کیا
پارہ (۱۰) سورہ توبہ رکوع (۱۵)	بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

دوسری آیت

اولم یسیروا فی الارض فینظروا	کیا ان لوگون نے روے زمین پر چل پھر کر نہین
کیف کان عاقبۃ الذین کانوا من	دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا
قبلھم کانوا ھم اشد منھم قوۃ	(حالانکہ) وہ لوگ (شان و عمر سب مین) اور زمین
واثاراً فی الارض فاخذھم اللہ	پر اپنی نشانیان اور (یادگار عمارتین) وغیرہ چھوڑ جانے
بذنوبھم وما کان لھم من	مین ان سے کہین بڑھ چڑھ کر تھے تو خدا نے اُن کے
اللہ من واق ذلک بانھم کانت	گناہون کی وجہ سے انکے لے لی اور خدا کے
تاتیھم رسلھم بالبینات	غضب) اُن کا کوئی بچانے والا بھی نہ تھا۔ یہ اس سبب
فکفروا فاخذھم اللہ انہ	کہ انکے پیغمبر اُنکے پاس واضح اور روشن معجزے لیکر آئے
قوی شدید العقاب ط	اس پر بھی اُن لوگون نے نہ مانا تو خداے تعالیٰ نے انہین
(پارہ (۲۴) سورہ مومن رکوع ۸)	لے ڈالا۔ بلاشبہ وہ قوی اور سخت عذاب والا ہے۔

بہر حال خدا ورسول نے تو بہت کچھ سمجھایا۔ غفلت کی نیند سونے والون کو بہتیرا جگایا۔ مگر اس پر بھی اُن کو عبرت نہ ہوئی۔ قولہ تعالیٰ

ما تاتیھم من آیۃ من	اللہ کی نشانیون مین سے کوئی نشانی
آیات ربھم الا کانوا عنھا	بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر انھون نے عبرت
معرضین — پارہ (۷) سورۂ انعام ع (۱)	پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آئے ہون

پس جس طرح پچھلی امتوں نے خدا و رسول کی نافرمانی کرکے سزا پائی وہی حالت مسلمانوں کی ہوئی اور ہوگی ۵

نہیں قوم میں گرچہ کچھ حال باقی — ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

بیشک جن لوگوں نے خدا کی رسی کو چھوڑ کر آپس میں پھوٹ ڈالی ان کا فیصلہ ضرور کیا جائے گا جیسا کہ خود فرماتا ہے:-

ان الذین فرقوا دینھم	بیشک وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین میں
وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ	پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہوگئے تم کو ان سے
انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم	کچھ سروکار نہیں ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے
بما کانوا یفعلون	پر وہ جو کچھ (نیک و بد) دنیا میں کیا کرتے وہ
(پارہ ۸ سورۂ انعام رکوع ۲۰)	انھیں بتا دے گا۔

اب انصاف فرمایئے کہ یہ مذہبی اختلاف جس کا بیج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی سقیفہ میں پڑا کیا حضرت علیؑ نے بویا تھا کیا حضرت علیؑ اس قول کے مصداق ہیں؟ ۵

چون صحابہ حب دنیا داشتند — مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

کیا حضرت علے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش چھوڑ کر سقیفہ گئے تھے؟ اور انصار سے آمادۂ جنگ و پیکار ہوئے تھے؟ کیا حضرت علی نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قتل کرایا اور جلایا تھا کیا حضرت علی نے اپنی خلافت کے استحکام کی غرض سے ابوسفیان کو ملک شام کی حکومت دے کر ملا لیا تھا۔ کیا حضرت علی نے مجلس شوریٰ قائم کی تھی جس کے نتائج جو ہوئے وہ ظاہر ہیں حالانکہ حسب روایات مندرجہ کتب اہل سنت وہ جناب تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو دروازہ بند کرکے ترتیب قرآن مجید میں مصروف ہوئے

لیکن اس پر بھی اُن جناب کو چین نہ لینے دیا اور دربار خلافت سے بیعت کرنے پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جلانے کی تیاریاں شروع کردیں۔

یہ بھی کتب اہل سنت میں مذکور ہے کہ ابوسفیان نے جناب امیر المومنین ع کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔

"کہ ابوبکرؓ کو خلافت کا کیا حق تھا اسکے مستحق تو آپ ہیں اُٹھیے میں اپنے اور قبیلہ سے آپ کی مدد کروں گا۔"

اگر آپ کو مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا کر خلافت پر قبضہ کرنا منظور ہوتا تو بزور شمشیر حاصل کرلیتے جیسا کہ آپ کے خطبہ شقشقیہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے اسلام تلف ہونے کے خیال سے دعوت کو رد فرمایا۔ جب جناب امیر علیہ السلام ظاہری مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرات طلحہؓ و زبیرؓ جنھوں نے خود ہی تو حضرت علیؑ کو خلیفہ کیا اور بیعت کی مگر جب دیکھا کہ علیؑ تو سیرت رسول پر چل رہے ہیں۔ اور قوی و ضعیف ان کی نظر میں برابر ہیں تو اُن جناب سے منحرف ہوگئے اور سازش کرکے مکہ پہونچے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو امیر الجیش بنا کر بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ جنگ جمل اس بغاوت و عداوت پر شاہد ہے۔ حضرت علیؑ تو ان کی آنکھوں میں شروع ہی سے کھٹکتے تھے پھر ان صدیقہ کو علیؑ کی خلافت کب گوارا ہوسکتی تھی آخر ہزاروں مسلمانوں کے خون کی ندیاں ان معظمہ کی بدولت بہ گئیں۔

بھائیو! یہ وہ تخم فساد ہے کہ غیر مذہب والے بھی اس پر معترض ہیں۔ چنانچہ کسی نے نپولین بونا پارٹ سے پوچھا کہ :۔

"اسلام کے تنزل و انحطاط کا باعث کیا تھا؟ اس نے کہا کہ بعض نفس پرست اور خود غرض اشخاص نے رخنہ اندازی کی اور اپنی نفسانیت کے لیے مسلمانوں کی متفقہ جماعت میں تفرقہ ڈالا

یہی تفرقہ باعث تنزل اسلام ہوا۔"

کیا یہ جدال و قتال اور حرص ہوا و بغض و حسد صحاب کا تمہارے چھپانے سے چھپ سکتا ہے بلکہ جتنا تم چھپاتے ہو اوتنا اور کھلتا ہے ؎

نکوئی تاب مستوری ندارد چو در بندی ز روزن سر بر آرد

قولہ تعالیٰ

وما تفرقوا الا من بعد	اور بعد اس کے ان کے پاس علم آچکا تھا
ما جاءھم العلم بغیا بینھم	وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقے فرقے
ولولا کلمۃ سبقت من ربک	بن گئے۔ اور اگر تمہارے پروردگار کا حکم ایک
الی اجل مسمی لقضی بینھم۔	مدت معینہ کے لیے نہ ہو چکا ہوتا تو ان کے
پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ رکوع ۲	ما بین کبھی فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

المختصر اسلام کے تہتر ٹکڑے ہونا کتاب اللہ کا جلانا۔ خدا کے گھر میں چار مصلے بنانا۔ بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا۔ ان معصومہ کو میراث پدری سے محروم کرنا، فدک و خمس ضبط کیا جانا۔ خلافت بنی امیہ و بنی عباس میں منتقل ہونا۔ وصی رسول اللہ کا شہید ہونا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کرنا۔ اور جنازہ پر تیرون کا مینھ برسانا۔ میدان کربلا مین مظلوم حسین علیہ السلام کا مع اولاد و اقربا و اعوان و انصار ظلم و ستم سے شہید ہونا۔ خیام ذوی الاحترام کو جس مین رسول اللہ صلعم کی نواسیان تھین جلانا۔ رسول اللہ کی نواسیون کو بندی بنا کر سر برہنہ بازارون مین پھرانا اور دربار کوفہ و شام مین کھڑا کرنا۔ اور دیگر سادات بنی فاطمہ کے خون سے گارا بنا کر بغداد کی دیوارین تعمیر ہونا مسجد نبوی مین گھوڑون کا باندھنا منبر اور قبر شریف کا لید اور پیشاب سے نجس ہونا اور لباس خانہ کعبہ کا تنور مین جلانا۔ بشمار اطفال کا نسل حرام سے پیدا ہونا۔ اسی برس تک نفس رسول پر تبرا کرنا۔

یہ سب کچھ خاص انھین اصحاب کی بدولت ہوا جنھون نے اللہ جل شانہ کے احکام اور رسول اللہ کی احادیث کو مثل حدیث الثقلین۔ حدیث غدیر۔ حدیث منزلت۔ حدیث قرطاس۔ حدیث طیر وغیرہ وغیرہ سے صریح انحراف و اختلاف کیا۔ کہنے کو تو حسبنا کتاب اللہ کہا لیکن عمل کے وقت اس کو بھی بالائے طاق رکھا۔

قولہ تعالیٰ	والذین ینقضون عھد اللہ من	جو خدا کے عہد و پیمان کرکے پھر اسے توڑ دیتے
	بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ	ہین اور جن چیزون کے وصل کا خدا نے حکم دیا تھا
	ان یوصل ویفسدون فی الارض	ان مین فصل کرتے ہین۔ اور زمین مین فساد
	اولئک ھم الخاسرون	کرتے ہین۔ یہی لوگ نقصان مین رہنے والے
	(پارہ اول سورۃ البقر رکوع سوم)	ہین۔

پس یہ آگ انھین حضرات کی لگائی ہوئی ہے جسکے بجھانے مین اہل سنت تیرہ سو برس سے سرگرم ہین مگر کسی طرح نہین بجھتی بلکہ جس قدر سعی کرتے ہین اور بھڑکتی ہے ع

"مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی"

الحاصل مکے مدینے مین مومنین بھی بستے ہین اور منافقین وضالین بھی۔ مومنین قرآن واہلبیت کے پیرو ہین اور ضالین دوسرون کے۔ اگرچہ یہ زمانہ آل رسول سے خالی ہے مگر اپنے پیشواؤن کی پیروی کرکے ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنے بغض و کینے کا اظہار کرتے ہین۔ جیسا کہ ان پاک جگھون مین رہ کر یوم عاشورہ محرم کو عید مناتے ہین اور بڑا مبارک دن سمجھتے ہین۔

پس جو کدورت خلفا کو آل رسول سے تھی وہی انکے متعقدین کو اہلبیت رسول اور شیعیان علی سے ہے جو فسق و فجور ان کے وقت مین تھا وہی آجتک جاری ہے اور جو بدعتین اُن کے عہد مین تھین وہی تمام مکہ و مدینہ بلکہ کل عرب مین اب بھی ہے ۔

ہست محفل برآن قرار کہ بود دست مطرب برآن ترانہ ہنوز

قال

ہم حیران ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین ایک بھی پاک اعتقاد نہ ہوا اور اس پاک جگہہ مین کسی مومن کا گذر نہ ہوا تو پھر وہ کونسا مقام ہوگا جہان کے رہنے والے مومن اور مسلمان ہون گے اور خدا کے اور رسول کے گھر کو چھوڑ کر ایمان والے رہتے ہونگے ۔ اے بھائیو! بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین مذہب وہی ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے رہنے والون کا ہے کوئی دوسرا علاج نہین ۔

اقول

اصحاب مومنین اور بنی ہاشم انھین پاک جگھون کے رہنے والے تھے۔ آل رسول کو خدائے تبارک وتعالیٰ نے ان پاک جگھون سے بھی بڑھ کر شرف بخشا ہے وہ ایسے ہادی تھے جن کی ہدایت و نصیحت سے بت پرست خدا پرست بن گئے۔ انھون نے اپنے دین کی ترویج کے پیچھے اپنی جانون کی بھی قربانیان کردین۔ وہ نفوس قدسیہ محرم اسرار الٰہی اور معارف رموز قرآنی تھے۔ اور اپنے جد اعلےٰ کے قدم بقدم چلنے والے۔ خوے رسالت وبوے نبوت ان خاصان خدا کے رگ وریشے مین تاثیر کرگئی تھی اگر خدا کے ان پیارے بندون کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو نبوت اور رسالت ہی ختم نہ ہوتی۔ اُن کو اللہ جل شانہ نے بجز نبوت و رسالت و جمیع کمالات وصفات عطا فرمائے جو ختم المرسلین ورحمۃ للعالمین مین تھے ؎

بنی ہاشم و آل رسول دہین کے متوطن تھے

که بودند ہر یک بسانِ علی　　نبیٔ را وصی و خدا را ولی

در ایام خود ہر یکے شہریار　　براہلِ جہان حجت کردگار

بقدر و بعز و بجاہ و شرف　　ہمہ ہم ترازوے شاہِ نجف

ہمہ چون محمدؐ منزہ صفات　　ہمہ صاحب حکم بر کائنات

بقدر و شرف نورِ چشم رسول　　جگر گوشہ ہاے علی و بتول

جہان را قیام از صفاتِ ہمہ　　سپہر برین کم ز ذات ہمہ

بعلم و بقدرت ہمہ منتہی　　ہمہ چون محمدؐ ہمہ چون علیؑ

ہمہ غنچۂ باغ شاہِ نجف　　بود یازدہ گوہر از یک صدف

ندانند یقین قدر شان ہیچکس　　خدا و پیمبر شناسند و بس

بترتیب امام زمان بودہ اند، نگہدار این خاکدان بودہ اند

نبی بود اگر ذات شان درمیان نبی بود بعد از پیمبر جہان

چنان عاجز از وصف ایشان عقول کہ از حمد یزدان و نعت رسول

چہ گویم کہ آن پیشوایانِ دین چہ دیدند از گمرہانِ لعین

چہ کردند اعدا از رشک و حسد وز ایشان نیامد مکافات بد

ستم می کشیدند از ناکسان دعا بود از ایشان مکافات آن

ہزاران درود و ہزاران سلام

زما باد در خدمتِ ہر امام

خدانے آل رسول کو سب پر ممتاز فرمایا

اگرچہ خلفا نے آل رسول کی منزلت و مرتبت گھٹا کر اور ان کی میراث وغیرہ ضبط کر کے ان کو عامۃ الناس کی نظروں میں حقیر و ذلیل کر دیا تھا مگر بمصداق

دولت نہیں انسان کی کچھ قدر بڑھاتی دنیائے دنی کام کسی کے نہیں آتی ،

گو فقر ہو عالی نسبی پر نہیں جاتی بینا جو ہیں وہ دیکھتے ہیں جوہر ذاتی ۔

محتاجی سے کم رتبۂ عالی نہیں ہوتا

عزت وہ خزانہ ہے جو خالی نہیں ہوتا

ان انوارِ الٰہی کی عظمت اور منزلت خاص و عام سب کی نگاہوں میں بڑھتی ہی گئی۔ چنانچہ ان خاصانِ خدا کی علو مرتبت و جلالت قدر کی نسبت حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں ایک روایت لکھتے ہیں جس کی نقل ارجح المطالب میں اس طرح کی ہے :۔

اخرج ابو نعیم انہ لما حج ھشام بن عبد الملک فی حیٰوۃ ابیہ فاجتھد

حافظ ابو نعیم راوی ہیں کہ جب ہشام بن عبد الملک نے باپ کی زندگی میں حج کرنے

ان یستلم الحجر فلم یمکنہ من الازدحام	کیلئے گیا۔ اُسنے حجر الاسود کے بوسہ کے لئے نہایت
فنصب منبر الی جانب زمزم وجلس	زور مارا لیکن لوگون کی بھیڑ کی وجہ سے اُسکو یہ شرف
ینظر الی الناس وحولہ جماعتہ	حاصل نہ ہو سکا پس ایک منبر پر زمزم کے قریب جاکر بیٹھ گیا
من اعیان اھل الشام فبینما	اور لوگون کی آمد و رفت دیکھنے لگا۔ اُسکے گرد اعیان اہل شام
ھو کذلک اذ اقبل زین العابدین	کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی ۔ وہ اسی حال مین بیٹھا
علیہ السلام فلما انتھی الی الحجر	ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام
تنحی لہ الناس حتی استلم فقال	تشریف لائے جب حجر الاسود کے پاس پہونچے تو لوگ
رجل من اھل الشام لھشام من	منتشر ہوگئے۔ یہانتک کہ آپنے حجر الاسود کو چوما اہل شام
ھذا قال لا اعرفہ مخافہ	مین سے ایک آدمی نے ہشام بن عبد الملک سے پوچھا کہ کون
ان یرغب اھل الشام فی زین	بزرگ ہین جنکی لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہین ہشام اس خوف سے کہ مبادا
العابدین فقال الفرزدق	یہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی جانب گرویدہ ہوجائین
انا اعرفہ ثم انشأ	یہ کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون ہین ابو فراس فرزدق
ارجح المطالب	جو اُس زمانے مین مشہور شاعر تھا کہنے لگا مین انکو بخوبی جانتا ہون
صفحہ (۵۲۱)	اور اسنے فی البدیہہ یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

یہ قصیدہ عربی مین ہے جسکے مفہوم کو جناب ملا جامی نے فارسی مین نظم کیا ہے اُسکے چند اشعار بغرض دلچسپی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین :-

آن کس ست این کہ مکہ و بطحا — زمزم و بوقبیس وخیف و منا
حرم و حل و بیت و رکن و حطیم — ناودان و مقام ابراہیم
مروہ سعی و صفا حجر عرفات — طیبہ و کوفہ کربلا و فرات

هر یکی آمد بقدر او عارف　　بر علو مقام او واقف

قرة العین سید شهداست　　زهرهٔ شاخ دوحهٔ زهراست

میوهٔ باغ احمدِ مختار　　لالهٔ باغ حیدرِ کرّار

چون کند جای درمیانِ قریش　　رود از فخر بر زبان قریش

از چنین عزّ و دولتِ ظاهر　　هم عرب هم عجم بود قاصر

جد او را بسند تمکین　　خاتم الانبیاست نقش نگین

لایح از روی او فروغ هدا　　فایح از خوی او شمیم وفا

طلعتش آفتاب روز افروز　　روشنائی فضای ظلمت سوز

جدِّ او مصدرِ هدایت حق　　از چنین مصدری شده مشتق

در عرب در عجم بود مشهور　　گوند اند سفلی مغرور

همه عالم گرفت پرتو خور　　گر ضرری رسد ازان خیره

شد بلند آفتاب بر افلاک　　بوم اگر زو نیافت بهره چه باک

بر نکو سیرتان و بدکاران　　دست او ابر موهبت باران

فیض آن ابر در همه عالم　　گر بریزد همی نه گردد کم

حبِّ ایشان دلیل صدق و وفاق　　بغض ایشان دلیل کفر و نفاق

قربِ شان پایهٔ علوّ و جلال　　بُعدِ شان مایهٔ عتوّ و ضلال

گر شمارند اهل تقوی را　　طالبانِ رضای مولا را

اندران قوم مقتدا باشد　　اندران خیل پیشوا باشد

ذکر شان سابق ست در افواه　　بر همه خلق بعد ذکر اله

ہر ستارہ را رواج افزائے

نام ایشان ست بعد نام خدائے

ہشام یہ مدح سنکر آتش حسد سے جل گیا اور فرزدق کو قید کرلیا۔

آخر خلفائے وقت کے ظلم وجور سے وہ ہادیان دین اور وارثان خاتم النبیین خدا و رسول کا گھر چھوڑ کر متفرق ہوگئے اور جس سرزمین کو ان کے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل ہوا وہان دین وایمان کی شعاعین پھیلتی گیئن۔ جسکے علمائے اہلسنت بھی معترف ہین جیسا کہ تاریخ اسلام سے دلیل دوم مین منقول ہے کہ

"یہ امام نہایت باوقعت ہین جن کو لوگ مذہبی اُمور مین اپنا مقتدا مانتے ہین جنکی بدولت مسلمانون کی صورت دیکھی جاتی ہے۔ اور اس مین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین"۔

بھائیو! بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین و مذہب وہی ہے جسکے معتقد وہ اہل مکہ و مدینہ ہین جو اپنے پیغمبر کے ارشاد:۔

انی تارك فیكم الثقلین كتاب	مین تم مین دو چیزین گران قدر چھوڑے
الله وعترتی اهلبیتی ما ان تمسكتم	جاتا ہون یعنی کتاب خدا اور اپنے اہلبیت اگر
بهما لن تضلوا بعدی	تم ان کو پکڑو گے تو میرے بعد گمراہ نہوگے۔

پر عامل و اہلبیت علیہم السلام سے متمسک ہین اور کوئی علاج نہین۔

جواب بیّن غصب حقوق اہلبیت کی گیا ایسہ بیان کرتے ہین اگر وہ سچے ہین تو ان کے حق صحابہ و مہاجرین و انصار کا اسلام سے بے بہرہ رہنا لازم آتا ہے

قبل اسکے کہ مین اس جلد کو ختم کرون اس کا افسوس کرتا ہون کہ جناب اخی المعظم نواب محسن الملک مرحوم انتقال فرما گئے۔ ورنہ عرض کرتا کہ باوجودیکہ آپنے ما بہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ قرار دیکر اصحاب ثلثہ کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل ٹھیرانے مین سعی بلیغ فرمائی مگر

بالآخر اُن کوششون کا یہ نتیجہ نکلا کہ بوجہ اُن بدسلوکیون کے جوان حضرات سے آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ وقوع مین آئی تھین۔ خود آپ ان کو دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہین چنانچہ انکی شان مین جو کچھ آپنے آیات بینات کے جزو دوم مین تحریر فرمایا ہے اسکی نقل اس موقع پر پیش کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :۔

وہ باتین جو حق اہلبیت کے غصب کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر صحیح سمجھی جاوین تو اُن سے مہاجرین اور انصار اور کل اصحاب نبوی کا اسلام اور ایمان و اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شیخین کو غصب حقوق سے باز رکھنے اور اہلبیت اطہار پر ظلم کرنے مین اُن کے شریک و معین نہوتے یا دیدہ دانستہ اعانت آل رسول سے چشم پوشی نہ کرتے تو دو شخص اور چند اُن کے ساتھی کیونکر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور انھین اپنے ظلم و ستم مین کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی تھی (صفحہ ۵ جزو ثانی)

ف ۲ کسی نے وصی برحق امام مطلق کا ساتھ نہ دیا بلکہ خاص بضعہ رسول سیدہ النسا تین چار رات برابر گھر بیادہ پا دوڑین۔ اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی۔ عمامۂ رسولؐ بھی دکھلایا۔ جامۂ نبوی بھی پیش کیا حسنینؑ سے معصوم بچون کے حال پر بھی ترحم کی خواہش کی۔ اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمہ سے مجروح ہوئین۔ اور ایک معصوم بچہ بھی شکم مبارک مین شہید ہوا۔ اور داماد رسولؐ کو بھی منافق رسی گلے مین ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے ادھر وہ خدا و رسول کا واسطہ دلاتے رہے۔ اور ادھر سیدہ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر واابتاہ وامحمداہ چلاتی رہین اور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سُنا۔ اس ہنگامہ قیامت خیز دیکھنے کو سدرۃ المنتہیٰ سے فرشتے دوڑے اور ان منافقون نے کیا جو کچھ کیا۔ اور ان معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا۔ پھر ایسی حالت مین کہ غیرون کو رحم آجاتا ہے۔ دشمنون کے دل موم ہوجاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ

ہوجاتا ہے۔ مظلوموں کو ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت میں بھی کسی نے وصی رسول کی امداد کی۔ اور نہ کسی نے بضعہ نبوی کی اعانت کی۔ سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے۔

(آیات بینات جزو ثانی مطبوعہ مصطفائی (صفحہ ۵)

فسٹ کیا اسلام کی بنیاد صرف اس بات سے مضبوط اور مستحکم مانی جاسکتی ہے کہ تیئس برس کی مدت میں جو کوشش رسول اللہ صلعم نے ایمان اور اخلاق کی تعلیم پر فرمائی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد قریب سوا لاکھ آدمیوں کے اسلام کے نام لینے والے چھوڑے۔ مگر اُن میں چند عزیزوں اور چار آدمیوں کے سوا کوئی سچا مسلمان اور پکا مومن اور دل سے خدا و رسول کا ماننے والا اور ان کے حکموں پر چلنے والا نہ تھا۔ باقی نہ صرف منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے۔ بلکہ ایسے ظالم، سفاک، سنگدل، بیرحم تھے کہ آپ کے وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کے گھر کو لوٹنا شروع کیا جسکے سایہ عاطفت میں پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا انھوں نے بارہا اقرار اور دعوے کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے۔ اس قسم کے خیالات سے جو خود مسلمانوں کا ایک فرقہ رکھتا ہے منکرین نبوت کو اس بات کے کہنے کا موقع ملے گا کہ رسالت کا مقصود صرف دنیاوی سلطنت کو قائم کرنا تھا اور لوٹ مار کی طمع اور ریاست کی حرص نے ایک گروہ خود غرض بد نفس طماع اور حریصوں کا اسکے بانی کے اردگرد جمع کر دیا تھا۔ (صفحہ ۲۲ جزو ثانی)

اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ باتیں جو اتلاف حقوق و ایذا رسانی اہلبیت نبوی سے تعلق رکھتی ہیں صحیح ہیں تو آپ کے نزدیک بھی نہ صرف وہ حضرات بلکہ مہاجرین و انصار اور کل اصحاب نبوی کا ایمان و اسلام اور اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بھی بے بہرہ تھے۔ پس یہ کلام آپ کا احقاق مذہب امامیہ اور ابطال مذہب اہلسنت والجماعت پر بخوبی دال ہے۔ اگر آپ ان باتوں سے با تباع جناب شاہ صاحب

بغوائے مصرع :-

"عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"

امامیہ کا بہتان بتا کر بلطائف الحیل گریز کرنا چاہین تو محال ہے کیونکہ یہ سب باتین خدائے پاک نے جمیع علماء کرام و فضلاء عظام کی زبان قلم سے ثابت کرادی ہین ۔

ویحق اللہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون (پ سورۂ یونس ع)

اور خدا اپنی بات کو اپنے کلمات کی برکت سے ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ گنہگارون کو ناگوار ہو ۔

کاش اگر آپ حسب کلام بلاغت نظام حضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ ؎

ہر چہ بینی پر توے از حسن عالمگیر اوست
جلوہ بسیارست ما دیدہ بینا کم ست

بنظر تحقیق ان کتب اہلسنت کو ملاحظہ فرماتے جو کہ بتفصیل و توضیح ان درد انگیز واقعات سے مملو ہین تو فقط امامیہ ہی کا نام نہ لیتے ۔

ہر چند کہ یہ باتین ہم نے اسناد کے ساتھ بتوضیح و تصریح آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھی ہین مگر اس موقع پر کچھ احوال مندرجہ کتب اہلسنت مجملاً تحریر کرتے ہین ۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آیا وہ باتین حضرت امامیہ ہی بیان کرتے ہین یا علماء کرام اہلسنت نے بھی اپنی کتابون کو سقیفہ بنی ساعدہ کے مستند واقعات سے زینت دی ہے اور وہ یہ ہین :-

اول واضح ہو کہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ مسند نشین خلافت ہو چکے اور جناب امیر المومنین امام المتقین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو چند مسلح لوگون کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کو دربار خلافت مین لانے کے واسطے بھیجا

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ لکڑی اور آگ لے لی۔ جب یہ جماعت بیت الشرف سیدہ علیہا السلام پر پہونچے تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر جناب امیر علیہ السلام کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چلکر بیعت کرو ورنہ مین گھر کو آگ لگا کر پھونک دون گا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تم لوگون کی یہ بدعہدی ہے جو مجھ سے بیعت کے طالب ہو۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے قریب در آکر حضرت عمرؓ سے فرمایا اے ابن خطاب یہ کیا ظلم ہے کہ ہم سوگوارون کو گھر مین بھی چین سے بیٹھنے نہین دیتے۔ کیا تم کو رسول اللہ نے یہی وصیت کی تھی کہ ہمارا گھر جلا دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اگر تم لوگ بیعت نہ کروگے تو مین تمہارا گھر جلا دون گا۔ حضرت سیدہؑ یہ سنکر فرمانے لگین۔ اے پدر بزرگوار۔ اے رسول خدا دیکھیے کہ آپ کے بعد ہم پر کیا ستم ہو رہے ہین۔ آخرکار جناب امیر علیہ السلام کو پکڑ لیگئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آپ کو کھڑا کر کے کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر نہ کرون تو کیا کروگے۔ کہا قتل کرینگے۔ آپ نے فرمایا ایک بندۂ خدا اور برادر رسولؐ کا خون کروگے۔ انھون نے برادر رسولؐ ہونے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے یہ باتین سُنا کیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیون آپ علیؑ کے قتل کا حکم نہین دیتے۔ اُنھون نے فرمایا کہ جب تک فاطمہؑ ان کے پاس ہین مین علیؑ کو مجبور نہین کر سکتا۔

پس جناب امیر علیہ السلام دربار خلافت سے نکلکر روضۂ رسول صلعم پر آئے اور بادل بریان و چشم گریان فرمایا۔

یا ابن عمران القوم استضعفونی	یعنی اے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کر دیا
وکادوا یقتلوننی	اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔

جناب امیرؑ کا روضۂ رسولؐ پر آنا۔ حضرت ابوبکر و عمر کا جناب سیدہ علیہا السلام سے معافی مانگنا اور ان معظمہ کا ان حضرات سے ناراض رہنا

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ثانی صاحب نے خلیفہ اول سے فرمایا کہ آؤ فاطمہؑ کے پاس چلین اور اُن کو راضی کرین کیونکہ ہم نے اُن کو ناراض و غضبناک کیا ہے۔ دونون صاحب

درخانۂ زہراؑ پر تشریف لیگئے ۔ دق الباب کیا اور اجازت چاہی جناب فاطمہؑ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی ۔ دونوں حضرت علیؑ کے پاس آئے اور اُن سے گفتگو کی ۔ حضرت اُن کو اندر لے گئے خلیفہ صاحب نے گفتگو شروع کی ۔ اور محبت آمیز کلمات فرمانے لگے کہ مین تو تمھیں اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مین تمھارے حق اور تمھاری شرافت و فضیلت کو پہچانتا ہون ۔ اور یہ بھی جانتا ہون کہ میراث رسول کی تم وارث ہو ۔ مگر مین نے اسلیئے یہ لے لیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا ورثہ نہیں چھوڑتے ۔ اور جو چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے ۔ آپنے فرمایا کہ مین بھی ایک حدیث رسول اللہؐ کی تم کو سُناؤن جس کو تم جانتے ہو ۔ پس تم اُس پر عمل کروگے اور تصدیق کروگے ۔ دونوں صاحبوں نے فرمایا ہان ۔ ہم تصدیق کرینگے آپنے فرمایا کہ مین تم کو قسم دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے رسول خداؐ سے یہ نہیں سُنا کہ وہ فرماتے تھے

رضاء فاطمۃ من رضائی	یعنے رضا فاطمہؑ میری رضا ہے ۔ اور غضب
وسخط فاطمۃ من سخطی فمن احب	فاطمہؑ میرا غضب ہے ۔ جس نے میری بیٹی فاطمہؑ
فاطمۃ فقد احبّنی ومن ارضی	کو دوست رکھا ۔ اُسنے مجھکو دوست رکھا ۔
فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط	اور جس نے اُس کو خوش رکھا اُس نے مجھکو خوش
فاطمۃ فقد اسخطنی	رکھا اور جس نے اُس کو ناراض و غضبناک کیا اُسنے
	مجھکو ناراض و غضبناک کیا ۔

دونوں صاحبوں نے فرمایا "ہان" ہم نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے ۔ جناب فاطمہؑ علیہا السلام نے فرمایا کہ

فانی اشہد اللہ و	مین خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ گردانتی ہون کہ
ملائکتہ انکما اسخطتمانی و	تم دونوں نے مجھے ناراض و غضبناک کیا ہے اور

ما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی — ہرگز مجھے خوش نہین کیا۔ اور اگر مین رسول خدا سے

لاشکونکما الیہ — ملونگی تو ضرور اُنسے تمھاری شکایت کرونگی ۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا اے فاطمہؑ مین تمھارے اور رسول خدا کے عتاب و غضب سے پناہ مانگتا ہون ۔

یہ کہکر اس طرح رونے لگے قریب تھا کہ دم گھٹ جائے ۔ اور جناب فاطمہؑ یہی کہے جاتی تھین ۔

واللہ لادعون اللہ علیک فی — خدا کی قسم ہر ایک نماز مین جو مین پڑھونگی

کل صلوٰۃ اصلیھا — اُس مین تمھارے لئے بددعا کرون گی ۔

حضرت خلیفہ صاحب روتے ہوئے باہر نکل گئے ۔ لوگ گرد جمع ہوئے آپنے فرمایا ۔

تم تو اپنے اپنے بسترون مین آرام سے سوتے ہو اور مجھکو اس مصیبت و آلام مین ڈال رکھا ہے

رکھو اپنی بیعت کو مجھے اسکی ضرورت نہین معاف رکھو ۔

(دیکھو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ ۔ مطبوعہ استنبول)

اسی طرح کم و بیش تاریخ ابوالفدا ۔ کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری ۔ تاریخ طبری ۔ جمع الجوامع

امام سیوطی ۔ کنز العمال ۔ تاریخ اعثم کوفی ۔ روضۃ الصفا ۔ روضۃ الاحباب ۔ معارج النبوۃ ۔ اور

تاریخ الاسلام مین ہے ۔

اقوال علمائے اہلسنت دربارۂ ظلم و جور اہلبیت

فاضل شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین نظام سے جس ظلم کا حال تحریر فرمایا ہے ۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے ۔

دوم

ان عمر ضرب بطن فاطمۃ — روز بیعت عمر نے شکم اقدس فاطمہ پر

یوم البیعۃ حتی اسقطت المحسن — ضرب پہونچائی جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا ۔

من بطنھا وکان یصیح احرقوھا — اور چلا رہے تھے کہ اس گھر کو مع گھر والون

بمن فیھا وما کان غیر علی و — کے جلادو ۔ حالانکہ گھر مین سوائے علی اور

فاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ۔ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔

سوم ابن ابی الحدید نے کتاب سقیفہ مین احمد بن عبد العزیز جوہری سے جس کی علمائے اہلسنت توثیق و تمجید کرتے ہین یہ لکھا ہے کہ :۔

"معاویہ کی سختیان مشہور ہی ہین کہ اُنھون نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ کل کے روز کا معاملہ تھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو اشتر پر سوار کر کے اور اپنے دونون فرزندون حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ تھام کر کسی نیک و بد کو نہ چھوڑا۔ مگر یہ کہ تم اپنی زوجہ اور فرزندون کے ساتھ اُس کے گھر کے دروازہ پر گئے۔ جبکہ لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی اور تم نے اُن لوگون کو مصاحب رسول خداؐ سے جنگ کرنے کے لئے جمع کرنا چاہا۔ مگر چار یا پانچ آدمیون کے سوا اُن مین سے کسی نے تمھارا قول قبول نہین کیا۔ اور اگر تم حقدار ہوتے تو ضرور لوگ تمھارا قول قبول کرتے۔ اور اگر مین تمام چیزون کو فراموش کردون مگر اس کو فراموش نہ کردون گا کہ تم نے میرے باپ سے کہا تھا کہ جب کہ وہ تم کو اُبھارنا اور بھڑکانا چاہتا تھا کہ اگر مین ایسے چالیس آدمیون کو پاتا جو کہ صاحب عزم ہوتے تو ضرور ابوبکر سے جنگ کرتا۔"

(از حق الیقین صفحہ ۲۱۹)

چہارم آل نبیؐ اولاد علیؑ پر جو ایذائین ان حضرات کے ہاتھ سے پہونچین ان کا تذکرہ اپنی کتابون مین نصاریٰ نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے جو مطاعن اسلام اور ہادی اسلام پر کئے ہین اُن کے جوابات مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب محدث نے اپنی تفسیر حقانی مطبوعہ کوچہ تارا چند دہلی مین دئے ہین۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۹۰ پر پادری صاحب کی یہ طعن درج ہے :۔

جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ ان کا کلمہ بھی بھول گئے۔ اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوئے کہ مار پٹائی ہونے لگی۔ محمدؐ صاحب کا باغ فدک جو اُنھون نے اپنی بیٹی

فاطمہ کو بخشدیا تھا چھین لیا۔ محمد صاحب کی بیٹی کی توہین کی۔ حضرت محمد صاحب کے داماد علیؑ نے گو رکر گڑھا دیا۔

جناب مولوی صاحب موصوف نے باتباع اپنے پیرون کے اس طعن کا یہ جواب دے کر کہ" یہ امام باڑہ کی گپ ہے" پادری صاحب سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔

پنجم اگرچہ جناب شاہ صاحب نے چنان چنین کے بعد ان واقعات کی بہت کچھ صورت بدل دی ہے تاہم اتنا تو حضرت بھی قبول کر گئے ہین کہ

" این تہدید و تخویف کسانے را بود کہ خانۂ حضرت فاطمہ زہرا را ملجا وماوائے پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ درآنجا جمع می شدند۔ وبرائے برہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ کنکاشہا ومشورہا فساد انگیز قصد میکردند عمر خطاب چون براین منوال دید۔ گفت کہ خانہ را برشما خواہم سوخت"

ششم تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۵۶ مین ہے۔

فاقبل بشئ من نار علی ان یضرم الدار	عمر آگ لے کے چلے۔ جناب
فلقیتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا وقالت	سیدہ نے کہا "کیا تم میرا گھر جلانے آئے ہو"
الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق	انھون نے کہا "ہان"
دارنا قال نعم	

ہفتم تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ مین لکھا ہے۔

فقال واللہ لاحرقن علیکم	عمر نے کہا خدا کی قسم ضرور جلا دون گا۔
اولتخرجن الی البیعۃ	یا آکر بیعت کرو۔

ہشتم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین:-

وایم اللہ ما ذاک بمانعی	عمرؓ کہتے ہین قسم بخدا۔ اگر یہ لوگ

ان اجتمع هولاء النفر عندك ان امر بهم ان	جمع ہوے تو ہم اس گھر کو ضرور جلا دینگے۔ جبیر
يحرق عليهم البيت قال فلما خرج عمر جاؤها	جناب سیدہؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ عمر نے
فقالت تعلمون ان عمر قد جاءني وقد حلف	ایسی قسم کھائی ہے۔ اور وہ ضرور پورا کرکے
بالله لئن عدتم ليحرقن عليكم البيت وايم الله	رہیں گے۔
ليمضين لما حلف	

نہم شمس العلماء شبلی نعمانی رقمطراز ہیں کہ

"حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ خدا کی قسم اگر بیعت کے لئے نہ نکلے تو گھر میں آگ لگا دوں گا۔

دہم خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت رحلت منجملہ دیگر وصیتوں کے جناب امیر علیہ السلام کو ان مصائب کے بارے میں یہ وصیت فرما گئے تھے۔

رسول اللہؐ کی وصیت جناب امیرؑ سے

بعد فرمود برادر من علی را بیارید علی	اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا
آمد بربالین آنحضرت نشست و سرمبارکش	میرے بھائی علیؑ کو لاؤ۔ علیؑ حاضر ہوئے
برزانوے خویش نہاد۔ آن سرورؐ فرمود اے	اور حضرت کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک
علیؑ فلان یہودی پیش من چندین مبلغ	حضرت کا اپنے زانو پر رکھا۔ حضرت نے فرمایا
دارد کہ از وے براے تجہیز لشکر اسامہ	اے علیؑ فلان یہودی سے کچھ رقم لشکر اسامہ
گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را ذمہ من ادا کنی	کی تیاری کے لئے میں نے لی تھی۔ اس کو
و فرمود اے علیؑ تو اول کسے خواہی	ادا کر دینا۔ پھر ارشاد فرمایا اے علیؑ! جو
بود کہ در لب حوض کوثر بمن برسی۔ و	سب سے پہلے مجھ سے حوض کوثر پر ملے گا وہ
بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید۔	تم ہوگے۔ اور میرے بعد تم پر مصائب گذرینگے

باید کہ دل تنگ نشوی وصبر کنی وچون بینی کہ مردم دنیا اختیار کردند باید کہ تو آخرت اختیار کنی (مدارج النبوۃ)	چاہئے کہ تم ان سے مغموم نہو اور صبر کرو اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کی طرف جھک گئے تو تم آخرت اختیار کرنا۔

یازدہم کنز العمال مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا:۔

ستبتلون فی اھلبیتی من بعدی	میرے بعد تم لوگ مبتلا ہوگے ہمارے اہلبیت مین

جیسا کہ جناب مولوی جامی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"حضرت امیر المومنین علی رض گفتہ است کہ با رسول صلعم بحدیقہ گذشتم گفتم یا رسول اللہ چہ خوش ست این حدیقہ رسول فرمود مرترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود ہمچنین بر ہفت حدیقہ بگذشتم در ہمہ گفتم ہر خوب ست این حدیقہ رسول فرمود مرترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ بعد ازان رسول آواز بر داشت و گریہ کرد گفتم یا رسول اللہ چہ میگریاند ترا گفت کینہا کہ در سینہ ہائے قومی ست از تو کہ آنرا اظہار نخواہند کرد مگر بعد از من،،

(شواہد النبوۃ رکن پنجم قسم ثانی صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ عمدۃ المطابع)

پس ان روایتون سے حسب اقوال علماء اہلسنت اصحاب کا اندھیر بخوبی روشن ہے کہ مہر رسالت اور ماہ نبوت کے غروب ہوتے ہی بجائے اس کے کہ ان مظلومہ و غم زدہ اور درد رسیدہ کو جو اپنے شفیق پدر کے غم مین سوگ نشین تھین تسلی و تشفی دیتے اور دلداری وغمگساری کرتے۔ ان معصومہ کے زخم جگر پر بجائے تعزیت یہ نمک پاشی کی کہ اس بیت الشرف کے جو مہبط وحی ومحل نزول ملائکہ تھا۔ جلادینے کو گئے اور ان معصومہ ومظلومہ کو وہ شدید ضرر پہونچایا جو آخر کار باعث وفات معصومہ ہوا۔ وصی رسول و برادر رسول صلعم کو جبراً گرفتار کر کے لیگئے بھرے دربار مین لیجا کر کھڑا کیا بیعت نہ کرنے کی صورت مین قتل کی دھمکی دی۔ اُن جناب کی اخوت رسول سے انکار کیا۔ وہ جناب ان مصائب پر روضۂ مقدس رسول اللہ صلعم

پر تشریف لاکر بچشم غمناک عرض کرنے لگے۔ اے آقا۔ اے میرے مولا۔ آپ کے بعد مجھے قوم نے ذلیل کیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔ باوجودیکہ جگر گوشہ رسولؐ مقبول صلعم نے عام طور پر مہاجرین نصار کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ایک مظلومہ و غم رسیدہ کی فریاد تم سن رہے ہو مگر فریاد رسی نہین کرتے لیکن صد حیف کہ قبول آپ کے۔

" ایسی حالت مین غیر لوگون کو بھی رحم آتا ہے۔ جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتے ہین اور مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتے ہین۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین مہاجرین و انصار و صحاب نبویؐ سے نہ کسی نے وصی رسولؐ کی مدد کی۔ اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی۔ سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھا کئے

علامہ مسعودی مروج الذہب مین تحریر فرماتے ہین :۔

وقام المقداد فقال ما رأيت	حضرت مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ جیسی
مثل ما اوذی به اهل هذا البيت	ایذا اہلبیت رسالت کو بعد رسول اللہ پہونچائی
بعد نبيهم فقال عبد الرحمن	گئی کوئی ایسی ایذا مین مبتلا نہین ہوا۔ عبدالرحمن
بن عوف وما انت وذاك يا مقداد	بن عوف نے کہا اے مقداد تم کو ان باتون مین
فقال والله انی لاحبهم بحب	کیا دخل ہے۔ مقداد نے کہا واللہ ہم ان کو
رسول الله وان الحق معهم	بہ سبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہین۔
وفيهم يا عبد الرحمن اعجب	یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق انھین مین ہے
من قريش وانت تطولهم على	اے عبدالرحمن تعجب ہے قریش سے اور تم سے
الناس اهل هذا البيت	کہ تم خاندان رسول پر اورون کو غلبہ دے رہے ہو
قد اجتمعوا على نزع سلطان	اور تم لوگون نے اتفاق کر لیا ہے کہ سلطنت

رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما وایم | رسول اللہ کو بعد آنحضرت اہلبیت سے نکال لو
اللہ یا عبد الرحمن لو لجد علی قریش | اے عبدالرحمن قسم خدا کی اگر مجھکو مددگار
انصارا لقاتلتھم کقتالی ایاھم مع | انصار ملتے تو مین قریش سے پھر ویسا ہی جہاد
رسول اللہ یوم بدر | کرتا جیسا کہ رسول اللہ کے ہمراہ کیا تھا بروز بدر

(مروج الذہب صفحہ ۱۶ برحاشیہ تاریخ کامل جلد پنجم) (یہ کلام حضرت عثمانؓ کی بیعت کے وقت کا ہی)

پس ان واقعات وحالات سے وہی لوگ انکار کرینگے جنکے قلوب الفت صحابہ سے مملوا ور آل محمدؐ سے مکدر ہین۔ بھائیو! پہلے آل رسول سے محبت وعقیدت پیدا کرو۔ تب ان کے مصائب وآلام کا اندازہ کرو۔ مگر جب تم کو آل رسولؐ سے محبت ہی نہین ہے تو تم اس کی حقیقت کیا جانو۔ اس درد کا حال انکے غلامون کے دل سے پوچھو۔

بسمل کے لوٹنے کی کسی دل کو کیا خبر | غربت مین کون لٹ گیا منزل کو کیا خبر
کشتی کے ڈوب جانے کی ساحل کو کیا خبر | کس پر چھری یہ چل گئی قاتل کو کیا خبر

خارون سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے
صدمہ چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھئے

قولہ تعالیٰ

لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل | جو کچھ ظالم کرتے ہین۔ اس سے اللہ کو
الظالمون وسیعلم الذین ظلموا ای | غافل ہرگز نہ جانو۔ اور وہ ظالمون سے ظلم
منقلب ینقلبون۔ | ستم کا عوض لینے والا ہے۔

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت | تلخی وخوشی وزشت وزیبا بگذشت
پنداشت ستمگر کہ ستم برما کرد | برگردن او بماند وبرما بگذشت

امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر پھینکنا اور امام حسینؑ کی لاش پامال کرنا

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس ستم و جور کا خاتمہ فاطمہ زہرا و علی کے ساتھ ہو گیا۔ یہ تو مصائب و آلام کی ابتدا تھی جنکا خاتمہ آل نبیؐ اور اولاد علیؑ پر ہوا۔ جو مظالم ان خاصان خدا پر اصحاب اور خلفاء کے ہاتھ سے پہونچے کیا اُن کی نظیر از آدم تا ایندم کسی نبی و رسول کی آل و اولاد سے مل سکتی ہے وادریغا کہ ان نفوس قدسیہ کو بعد مرگ بھی ایذائین و تکلیفین پہونچائین۔ جیسا کہ فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرون کا مینھ برسایا۔ سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کی لاش گھوڑون کے سمون سے پامال کی۔ آہ! آہ!!

بعد مرنے کے بھی جلادون کا یہ کینہ تھا ۔۔۔ گھوڑون کی ٹاپین تھین اور شاہ کا وہ سینہ تھا

چنانچہ کتب مقاتل مین منقول ہے۔

فجمع ابن سعدٍ قتلاہ و	عمر سعد نے اپنے کشتون کو جمع کیا اور نماز
صلی علیهم و دفنهم و ترك	پڑھ کر دفن کیا اور لاشہائے حسینؑ و اصحاب حسین ع کو
الحسین و اصحابه لما مضی	بے کفن و دفن چھوڑ دیا۔ یعنی بعد شہادت جناب امام حسین
یوم جاء القوم یضحکون الی	چند لوگ ہنستے ہوے عمر سعد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو
عمر بن سعد و قالوا انا شئنا	اجازت ہو کہ ہم لاش حسین پر گھوڑے دوڑائین تاکہ ہماری
ان اوطینا الخیول جثة	آنکھیں ٹھنڈی ہون اسلیے کہ انکے باپ نے لیلۃ الہریر اور
الحسین ع۔	جنگ صفین مین ہمارے باپ دادا قتل کیے ہین۔ پس آج دن
	ہمارے بدلا لینے کا ہے۔ یہ سنکر عمر سعد نے اجازت دی۔

اور شاہ صاحب سر الشہادتین مین یہ تحریر کرتے ہین۔

امر عمر بن سعد و شمر	حکم کیا ابن سعد اور شمر ذی الجوشن نے لوگون کو
نفرًا فرکبوا خیولهم و	گھوڑون پر چڑھ کر حسینؑ کی لاش کو روند ڈالو۔ انھون نے

حضرت عائشہؓ کا وصی رسول سے جنگ کرنا

اوطئو الحسین۔ اسطرح لاش مبارک کو پامال کیا کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہوگئے

اس موقع پر کچھ مختصر حال جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ کی محبت و شفقت کا بھی جو ان معظمہ کو آل رسول کے ساتھ تھی قابل سماعت ہے کہ اگر وہ معظمہ اپنے پدر عالیقدر کو آل رسول کے مراتب و مدارج سے آگاہ فرماتین۔ اور ان کو اتلاف حقوق اہلبیت نبوی سے باز رکھتین۔ اور جو سختیان رسولؐ اور بضعہ رسول پر کی گئین۔ اُن مین اُن کی معین و مددگار نہ ہوتین۔ اور دیدہ و دانستہ اعانت آل رسولؐ سے چشم پوشی نہ فرماتین تو بقول جناب ممدوح

"دو شخص اور اُن کے ساتھی کیون کر ایسی جراُت کر سکتے تھے۔ اور کس طرح اُن کو اپنے ارادہ مین کامیابی ہو سکتی تھی۔"

لیکن جب کہ وہ معظمہ بعض امور مین اپنے پدر عالی قدر پر بھی گوے سبقت لے گئین تو پھر اورون کا کیا ذکر ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ام المومنین کے نظر مین ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔ چنانچہ جب آپ خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوئے اُسوقت جناب عائشہؓ مکہ معظمہ مین تشریف فرما تھین ان معظمہ کے محبت و شفقت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ سے مراجعت فرمای مدینہ منورہ ہوئین۔ اور قریب مدینہ پہونچین تو چند حضرات مہاجرین و انصار سے بغرض استقبال مدینہ سے باہر جمع ہوے۔ ام المومنین نے ان لوگون سے مدینہ کے اخبار پوچھے اُنھون نے حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے اور جناب امیر المومنینؑ کے خلیفہ ہونیکا حال بیان کیا۔ یہ سنتے ہی ام المومنین بقول صاحب روضۃ الاحباب

"عائشہ از حج بمدینہ معاودت می نمود۔ کہ در راہ خبر کشتہ شدن عثمان و جلوس علے ابن ابیطالب بر مسند خلافت در رسید۔ دران زمان بمکہ بازگشت و گفت مدینہ جائے توطن من نمی تواند شد دل عائشہ از جانب علیؑ غبارے داشت (جلد سوم صفحہ ۱۰)

مکہ کو واپس ہوگئیں - اور حضرات طلحہ و زبیر بھی جناب امیر علیہ السلام سے نکث بیعت کر کے مکہ معظمہ پہونچے اور سازش کر کے ام المومنین عائشہؓ کو جنگ پر آمادہ کیا۔ آپ فوراً نفس رسول سے جنگ پر مستعد ہوگئیں۔ چنانچہ جنگ جمل جو مشہور لڑائی ہو اور جنگ صفین بھی اسی کا نتیجہ ہے جنمیں ہزاروں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائی گئیں۔ وہ لڑائیاں ان معظمہ کی یادگار ہیں اور تا حشر رہیں گی۔

ان دونوں لڑائیوں کے حالات ہم نے آیات محکمات کی چوتھی جلد میں مفصل لکھی ہیں۔

اقتباس از محرم نامہ بابت جنگ جمل

اس موقع پر صرف جنگ جمل کے متعلق محرم نامہ مولفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے کچھ حالات اقتباس کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے ام المومنین کی ہمت مردانہ و شجاعت دلیرانہ اور وصی رسولؐ سے الفت اور محبت مادرانہ کا حال بخوبی منکشف ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"مکہ میں حضرت طلحہ و زبیر نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ بصرہ چلئے اور وہاں لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے آمادہ فرما دیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے اسکو قبول کیا اور بصرہ چلنے پر راضی ہوگئیں۔ پھر یہ حضرات حضرت حفصہ کے پاس حاضر ہوئے اور اُن سے یہی درخواست کی۔ اُنھوں نے فرمایا میں حضرت عائشہ کے ساتھ ہوں جو رائے اُن کی وہ میری۔ وہ بصرہ چلیں گی تو میں بھی چلوں گی۔ بصرہ پر اس لڑائی کا نقشہ جم گیا۔ جسکو آج تک جمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ اونٹ کو عربی میں جمل کہتے ہیں اور حضرت عائشہ اس لڑائی میں اونٹ پر سوار تھیں اسواسطے اس لڑائی کا نام جمل ہوگیا۔ مکہ کے حاکم عبد اللہ ابن الحضرمی کو معلوم ہوگیا کہ آقائے نامدار محمد رسول اللہؐ کی محبوبہ ام المومنین عائشہ حضرت علی سے حضرت عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہیں۔ تو وہ در دولت پر حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ یہ فدوی بھی اپنی مالکہ کے قدموں کے ساتھ تلوار اُٹھانے کو حاضر ہے۔ چنانچہ سب مکہ والوں نے عبد اللہ ابن الحضرمی کے ہاتھ پر عہد کیا کہ حضرت علیؑ سے لڑیں گے۔ حضرت عائشہ بصرہ میں داخل ہوئیں

اس جنگ مین حضرت علی کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے۔ اور حضرت عائشہ کے ہمراہ تیس ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت عائشہ نے حکم دیا میرا اونٹ تیار کرو مین خود چلون گی اور فوجون کو لڑواؤن گی آخر لڑائی کا زور بندھ گیا۔ تلوارین چلنے لگین خون کے نالے بہنے شروع ہوے۔ حضرت طلحہ و زبیر برابر جمے ہوے تھے۔ اور فوج کے دل بڑھا بڑھا کر لڑا رہے تھے طلحہ و زبیر اس لڑائی مین مارے گئے۔

حضرت عائشہ کو ان کے مارے جانے سے بڑا رنج ہوا۔ مگر انھون نے مردون کو اپنی شجاعت سے مات کردیا۔ اور فرمایا کچھ پروا نہین مین اکیلی لڑون گی۔

یہ کہکر اپنے اونٹ کو صفون کے وسط مین لیکر کھڑی ہوگئین۔ مسلمانون نے اپنی ملکہ کو جب ایسا ثابت قدم دیکھا تو پروانون کی طرح اپنی شمع کے گرد جمع ہوگئے اور مرمر کر گرنے لگے مالک بن اشتر نے حضرت عائشہ کے اونٹ کی مہار پکڑنے والے کو قتل کردیا۔ مگر مسلمانون نے اسکی پروا نہ کی قتل ہوتے جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر مہار پکڑتے تھے اور کہتے تھے مین ہون اے ام المومنین۔ حضرت عائشہ جواب دیتی تھین شاباش اے بہادر بچو۔ آخری آدمی جس نے مہار پکڑی تھی۔ کہا اے ہم سب کی مان تم دیکھ رہی ہو کہ تمھارے کتنے بچے خاک و خون مین مل گئے اور اب بھی تم کو رحم نہین آتا۔ مالک اشتر نے بڑھ کر تلوار ماری اونٹ گر پڑا۔ حضرت علی نے عورتون کے رسالے کے ساتھ حضرت عائشہ کو مدینہ بھیجدیا۔

اس لڑائی مین تین ہزار آدمی حضرت علی کی قوم کے اور تیرہ ہزار حضرت عائشہ کے لشکر کے کام آئے اور اس طرح افسوس ناک جنگ جمل کا خاتمہ ہوا جو خود تو ختم ہوئی۔ مگر آیندہ لڑائیون کا بیج بوگئی (از صفحہ ۵۲ تا ۶۲، محرم نامہ)

(۲) جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی۔ اپنی تالیف تاریخ اسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہ کی ذات سے قائم ہوئی۔ حضرت عائشہ مدینہ سے حج کرنے کو گئی تھیں واپسی میں حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علی کی خلافت کا حال معلوم ہوا۔ حضرت عثمان کو وہ برا سمجھتی تھیں۔ اور حضرت علی کو اچھا۔ لیکن حضرت علی کی طرف سے ان کو خاص ایک کد تھی جس کی بنیاد حضرت رسول خدا ہی کے وقت میں قائم ہو چکی تھی۔ آنحضرت عائشہ کو زیادہ پیار کرتے اور اسکے ساتھ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ پر بھی زیادہ فریفتہ تھے۔ حضرت عائشہ کو اس کا رشک تھا جو مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہونچ گیا تھا۔

واحسرتا یہ عناد اور کدورت ام المومنین کو ان خاصان خدا سے تھی۔ جن کا گوشت پوست رسول اللہ صلعم کا گوشت پوست تھا۔ جن کا لہو رسول صلعم کا لہو تھا۔ جن کا رنج رسول اللہ کا رنج تھا۔ جن کی خوشی رسول اللہ کی خوشی تھی۔ جناب رسول خدا صلعم کو جو محبت والفت ان نفوس قدسیہ سے تھی اور ان کی جو تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اس کو حضرت عائشہ دن رات اپنی آنکھ سے دیکھا کرتی تھیں۔ نیز جو کچھ آنحضرت ان کے ایذا دینے والوں کے حق میں فرمایا کرتے تھے وہ بھی اپنے کانوں سے سنا کرتی تھیں۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ ہی سے اس بارہ میں متعدد روایتیں ہیں از انجملہ صحیح ترمذی کی ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔

عن جمیع بن عمر قال	جمیع بن عمر کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ
دخلت مع عمتی علی عائشۃ	ام المومنین عائشہ کی خدمت میں گیا۔ میری پھوپھی
فسألت ای الناس کان احب	نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کو سب لوگوں سے
الی رسول اللہ صلعم قالت	کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا فاطمہ۔ پھر پوچھا
فاطمۃ فقیل من الرجال	کہ مردوں میں کون زیادہ پیارا تھا؟

قالت زوجھا (اخرجہ الترمذی النسائی) فرمایا کہ ان کے شوہر مرتضیٰ علی بن ابی طالب

(از ارجح المطالب صفحہ ۲۴۴)

(۲) عن ابن عباس قال۔ قال — ابن عباس سے مروی ہی۔ کہ جناب رسول اللہ
رسول اللہ صلعم اللھم اشھد انی — صلعم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہیو مین نے
قد بلغت ھذا اخی وابن عمی — پہونچا دیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی۔ میرا ابن عم
وصھری وابو ولدی اللھم کب — میرا داماد۔ اور میرے بچون کا باپ ہی۔ اے پروردگار
من عاداہ فی النار (اخرجہ البخاری) — جو شخص اس کو دشمن رکھے اُس کو تو اوندھا دوزخ
(ایضاً صفحہ ۱۵۸) — کی آگ مین ڈال۔

یہ ذکر تو حضرت عائشہ کی شفقت کا تھا جو نفس رسول سے تھی اب اس محبت کا حال سنئے جو فرزند رسول امام حسنؑ سے تھی۔

جناب امام حسن کی بیعت اور شہادت اور جنازہ رسول مین دفن کی مزاحمت و جنازے پر تیر دن کی بوچھار

واضح ہو کہ بعد شہادت جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کل مہاجرین و انصار اور اصحاب صغار و کبار نے جناب امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی۔ وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر بعزم جنگ عازم عراق ہوے۔ امام علیہ السلام ان کی بغاوت اور آمد آمد کا حال سنکر کوفہ کو روانہ ہوے۔ مگر راستہ ہی مین بجز معدودے چند تمام لوگ نکث بیعت کرکے معاویہ سے مل گئے آپ نے ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کا یہ رنگ دیکھکر مراجعت فرمائی۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

اب امیر معاویہ بلا کھٹکے پورے طور پر نائب رسول بن بیٹھے۔ انھون نے یہ قصد کیا کہ اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کرین۔ مگر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین اپنے مقصد کا حاصل ہونا محال معلوم ہوا لہٰذا زہر دلا دیا جس کے اثر سے روح اقدس اُس دلبند رسول مقبول و گل شاداب گلشن بتولؑ کی روضۂ جنان کو

پرواز کر گئی۔ جیسا کہ محرم نامہ کے صفحہ ۵۰ مین ہے۔ جس کی نقل یہ ہے:۔

حضرت حسنؑ مدینہ مین آئے اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر معاویہ کو کھٹکا رہا کہ ایک نہ ایک دن حسنؑ کی طرف سے فساد اُٹھے گا اسواسطے اُنھون نے حسن کی بیوی اسماء بنت الاشعث بعض کہتے ہین جعدہ بنت محمد الاشعث سے سازش کی اور چاہا کہ وہ حضرت حسنؑ کو زہر دیدے۔ اُس کے عوض معاویہ کے بیٹے یزید کے ساتھ اُس کی شادی کر دی جائے گی۔ اور انعام واکرام الگ رہے۔ بے عقل اُن کے کہنے مین آگئی اور اُسکے زہر دینے سے حضرت حسنؑ نے شہادت پائی۔"

جناب امام علیہ السلام نے وقت احتضار اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کو اسرار امامت تفویض کئے۔ اور یہ وصیت فرمائی کہ مجھے میرے نانا رسول اللہ صلعم کے پہلو مین دفن کرنا۔ اور اگر اس مین فساد کا خوف ہو تو بقیع مین رکھنا یہ فرما کر آپ نے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی ہم ان مظالم کی تصریح کر آئے ہین۔ جو جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہی اصحاب رسول و ام المومنین حضرت عائشہ کے ہاتھون سے جناب سیدہ اور جناب امیر المومنین علیہم السلام کو پہونچے تھے۔ مگر صد حیف ان مظالم پر بھی اُن حضرات کو تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ ہم وہ قیامت خیز واقعات سناتے ہین کہ جسکے سُننے سے محبان آل رسول کے دل فرط غم والم سے سینون مین ہل جائین ؎

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری　　　سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

وامحمداہ! واعلیاہ! اِدھر تو دلبند رسولؐ کو غسل میت دیا جا رہا تھا کہ اُدھر سچے اسلام لانیوالون اور پکے ایمان والون کا جنکے عقائد کو ہمارے سنی بھائی اصل ایمان سمجھتے ہین۔ ایک مسلح رسالہ روضہ اطہر رسولؐ داور صلعم کے ارد گرد آ کھڑا ہوا۔ یہ صف کشی کفار و مشرکین کی طرف سے نہ تھی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ حضرت عائشہؓ کی جانب سے تھی جو بنفس نفیس ایک خچر پر سوار ہو کر اس انتظار مین کھڑی تھین کہ اگر جنازہ سبط رسولؐ روضہ رسولؐ پر لایا جائے تو تیر چلائے جائین آخر

ایساہی ہوا کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام مع بنی ہاشم و دیگر اصحاب جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے تو آپ سدِّ راہ ہوئین۔ جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین ہے جسکی نقل یہ ہے۔

"سعید بن عاص مدینہ کے حاکم نے عائشہ کے پاس پہونچکر اطلاع کی کہ جنازہ کو وہان دفن نہ ہونے دے۔ ام المومنین عائشہ خچر پر سوار ہوکر اور عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لے کر جنازہ روکنے کو تیار ہوئین۔ شیعون سے بعض نے للکارا کہ اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر سوار ہوکر وصیِ داماد رسول سے لڑنے کو نکلی تھین۔ آج پھر خچر پر بیٹھکر پیغمبر کے نواسہ کے جنازہ کو روکتی ہو اور اُسے اپنے نانا کے پہلو مین دفن ہونے نہین دیتین۔ اُسوقت آدمیون کے دو گروہ ہوگئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ امام حسینؑ نے حسب وصیت اپنے بھائی کے لاش اپنی دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کردی"۔ (صفحہ ۳۳۶ - ترجمہ اعثم کوفی)

شاہ صاحب کا ان واقعات کو غلط بتانا اور امام حسینؑ پر اتہام

خاتم المحدثین اہلسنت شاہ عبدالعزیز صاحب نے حسب عادت اس واقعہ کی بھی تکذیب کی ہے اور حضرت عائشہ کا لشکر کے ہمراہ ہونے۔ راہ مین خچر پر سوار ہوکر کھڑے ہونے۔ جنازہ روکنے اور تیر چلانے سے قطعاً انکار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب تہمت اور بہتان حضرت عائشہ پر شیعون کے ہین چنانچہ یہ تحریر فرماتے ہین :-

دریجا جمعے از شیعہ بطریق تہمت و افترا	ایک جماعت شیعون کی عائشہ پر تہمت
بر عائشہ ژاژخاے و بہتان سرائے آغاز نہند	وافترا اور بہتان کرتی ہے کہ عائشہ امام حسنؑ کو
وگویند کہ عائشہ بعد اذن دادن با امام حسنؑ	اجازت دینے کے بعد پشیمان ہوئین۔ اور خچر پر
نادم شد۔ و بر استرے سوار شدہ بر در مسجد برآمد	سوار ہوکر مسجد کے دروازے پر آئین اور دفن
مانع دفن شد و ادعاے میراث نمود ابن عباس	کرنے سے مانع ہوئین اور اپنی ملک تبلائی
درجواب۔ او این شعر غیر مربوط المعنی والوزن والقافیہ	اُس کے جواب مین ابن عباس نے غیر مربوط بلا لحاظ قافیہ

انشا نمود ؎

تجملت تبغلت وان عشت تفیلت
لك التسع من الثمن وبالکل تطمعت

حالانکہ عائشہ خود روایت حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث نمودہ وسائر ازواج را طلب میراث مانع آمدہ چہ قسم او عار میراث می نمود وسوار شدن وبرآمدن راچہ حاجت بود ومسکن عائشہ ہمان حجرہ خاص بود اگر مانعت منظور داشت در حجرہ بند میکرد وجواب ابن عباس چہ قسم صحیح شود حالانکہ کل میراث آنحضرت صلعم بالقطع در دست او نہ بود ونہ او خورد غرض کہ از پیش وپس وچپ وراست برین افترا تودہ تودہ فضیحت ورسوائی می بارد وہمین است برہان الٰہی کہ کاذبان را بزبان خود رسوا می کند

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۲۵)

یہ شعر پڑھا

اونٹ پر تو سوار ہو چکی تھیں آج خچر پر سوار ہوگئی ہو اگر زندہ رہیں تو ہاتھی پر سوار ہوگی
آٹھویں حصہ میں تمہارا نواں حصہ ہے مگر تم کل پر متصرف ہوئیں

حالانکہ خود عائشہ نے "حدیث ہم انبیاء کوئی وارث نہیں چھوڑتے بیان کی ہے اور تمام ازواج کو طلب میراث سے مانع ہوئیں۔ اس صورت میں عائشہ اپنے ملک کا دعوے کیون کرتیں اور عائشہ تو اسی حجرہ میں رہتی تھیں۔ اگر ممانعت منظور ہوتی تو حجرہ کا دروازہ بند کرلیتیں پس ابن عباس کا بیان کیونکر صحیح ہو سکتا ہو۔ حالانکہ کل مال آنحضرت کا عائشہ کے ہاتھ مین نہ تھا اور نہ کل پر تصرف کیا۔ غرض کہ چاروں طرف سے اس افترا پر فضیحت و رسوائی برس رہی ہے۔ اور دلیل الٰہی یہی ہے کہ جھوٹوں کو انہیں کی زبان سے رسوا کرتا ہے۔

افسوس کہ جناب شاہ صاحب باوجود حفظ قرآن آیہ کریمہ

یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون

اے کتاب والو! کیون صحیح مین غلط ملاتے ہو۔ اور سچی بات جان بوجھ کر چھپاتے ہو۔

سے چشم پوشی کر کے اس مشہور واقعہ کی تکذیب کرتے ہین جس کی صحت کا یقین خود حضرت بھی اپنے دل مین رکھتے ہین مگر اپنے مذہب کی بقا کی خاطر اس واقعہ سے انکار فرماتے ہین جو خود حضرت ہی کی مذہبی کتابون سے ثابت ہوتا ہے

واضح ہو کہ ام المومنین کے اشفاق کا حال جو وصی رسول پر تھے اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سنتے ہی راستہ سے یہ فرما کر کہ :-

"اب مدینہ میری سکونت کے قابل نہ رہا مکہ کو لوٹ گئین - اور وصی و خلیفہ برحق سے مخالف ہو کر بنفس نفیس اونٹ پر سوار ہو کر سپاہ غدار کی سپہ سالار بنکر میدان جنگ مین اس ہمت و شجاعت سے لڑین کہ (بقول خواجہ صاحب ممدوح) مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا"

باین ہمہ جناب شاہ صاحب جناب امام حسین علیہ السلام کو متہم کرتے ہین کہ امام حسین مسلح ہو کر اپنے اہالی و موالی کے ساتھ جنگ و جدل پر آمادہ تھے - مگر ابوہریرہ نے سمجھا بجھا کر روک دیا - وہ عبارت یہ ہے :-

حضرت حسین با اہالی و موالی خود سلاح پوشیدہ	حضرت امام حسینؑ اپنے اہالی و موالی کے ساتھ
مستعد مقاتلہ و پیکار شد - مروان با فوج کثیر	مسلح ہو کر جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے - مروان نے
گرداگرد مسجد مقدس نبویؐ و حجرۂ شریف مصطفویؐ	فوج کثیر کے ساتھ حجرۂ مصطفویؐ اور مسجد نبویؐ کے گرداگرد
انبوہ نمود - خوف قوی بود کہ چشم زخمی از دست	انبوہ کیا قوی خوف تھا کہ ان اشقیا کے ہاتھ امام حسنؑ
آن اشقیا بحضرت امام و لواحق او برسد - ابوہریرہؓ	اور اُن کے لواحقین کو ضرر پہونچتا مگر ابوہریرہ
مصالحہ و تسکین شدت غضب و جلال حضرت امام	نے درمیان آکر امام حسینؑ کے شدت و غضب
علیہ السلام نمود و مصلحت وقت را در جناب آن	و جلال سے روک دیا - اور جو مصلحت وقت تھا
پاک سرشت عرض نمود	عرض کیا -

کتب حدیث وغیرہ سے ان واقعات کا ثبوت

اگرچہ شاہ صاحب نے اصحاب اور ام المومنین کی خاطر اس واقعہ کو بہت کچھ چھپانا چاہا مگر بفحوائے

لا یصلح العطار ما افسد الدھر۔ جس چیز کو زمانے نے بگاڑ دیا ہو۔ اُس کو عطار درست نہین کرسکتا۔

ان کے کارنامے ایسے نہین ہین کہ شاہ صاحب کے چھپانے سے چھپ سکین۔ لہٰذا ہم ان باتون کو ان کتابون سے ثابت کرتے ہین۔ جن کو شاہ صاحب نے تحفہ مین معتبر بتایا ہے۔ اور خود ان سے مستفید ہوئے

پہلا ثبوت

جہت امیر المومنین حسنؑ قبر نزد قبر حضرت سالتمآبؐ کندیدند وجنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند وقبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بآن موقع رفت وبمنع مشغول گشت شیعہ امیر المومنین علی بنیاد غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت میکنی روزے بر استر سوار شدہ بر جنازہ نبیرہ پیغمبر منازعت آغاز نہی ونیگذاری کہ اورا دفن کنند چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد وہمہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ وبجانب یکدیگر تیر انداختند وچند تیر بجنازہ رسید۔ انگاہ امام حسینؑ بنا بر وصیتی کہ سابق مذکور گشت جنازہ را بہ بقیع بردند

(روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ)

جناب رسالت مآب صلعم کی قبر کے پاس جناب امام حسنؑ کی قبر کھودی گئی۔ اور جنازہ قبر پر لاکر رکھا گیا عائشہ جو دفن سے پیشتر اس حال سے واقف تھین خچر پر سوار ہو کر اُس جگہ آئین اور دفن کرنے سے مانع ہوئین شیعیان علی نے شور وغل کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تو اونٹ پر سوار ہو کر لڑین۔ آج خچر پر بیٹھ کر نواسہ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑا کرتی ہو اور گوارہ نہین کرتین کہ وہ اپنے نانا پاس دفن ہون۔ اگرچہ بیحد کوشش کی مگر مفید نہوئی اور آدمیون کے دو گروہ ہو گئے۔ اور دونون طرف سے تیر چلے یہان تک کہ چند تیر جنازہ پر لگے۔ آخر کار امام حسینؑ نے بموجب وصیت کے اپنے بھائی کو بقیع مین دفن کیا۔

دوسرا ثبوت چون طائر روح مقدس امام حسن رضی اللہ عنہ
بجانب ریاض دار السلام پرواز نمود امام حسین ؑ
بعد غسل و تکفین جنازہ را برداشتہ بہ جانب روضۂ
مقدس روان شد تا برادر بزرگوار خود را نزد جد عالی
خودش دفن نماید۔ عائشہ بہ منع مشغول شد بعضی
از شیعہ آغاز غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے
بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار
شدہ بر سر نبیرہ پیغمبر منازعت نمائی و نمیگذاری
کہ او را نزد جدش دفن کنند مردم بدو فرقہ متفرق
شدند۔ جمعے جانب صدیقہ گرفتند و جمعے جانب
حسین ؑ نزدیک بود کہ قتال بوقوع آید۔ آنگاہ
امام حسین رضی اللہ عنہ بنا بر وصیت مذکور برادر
عالی گوہر خویش را نزد جدہ خود فاطمہ بنت اسد
بن ہاشم دفن فرمود
(حبیب السیر جزو اول جلد دوم صفحہ ۹۰)

جب روح مقدس نے امام حسن رضی اللہ عنہ
کے جسم سے مفارقت کی تو امام حسین ؑ بوجہ غسل کفن
جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے۔ کہ اپنے
بھائی کو اپنے جد اقدس و اعلیٰ کے نزدیک دفن
کریں لیکن عائشہ صدیقہ ایک خچر پر سوار ہو کر
آئیں اور مزاحم ہوئیں۔ بعض شیعوں نے واویلا
کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر
بیٹھکر حضرت علیؑ سے لڑیں۔ آج کے دن تم خچر پر
سوار ہو کر نواسۂ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑتی ہو
اور ان کو اپنے نانا کے نزدیک دفن ہونے نہیں دیتیں
اُسوقت آدمیوں کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ
تو صدیقہ کیطرف ہوا۔ دوسرا امام حسینؑ کیجانب قریب تھا
کہ باہم جدال و قتال ہو لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ
نے اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق امام حسنؑ کو
اپنی مقدس دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن کیا

تیسرا ثبوت اسماء زوجہ حسنؑ کے ذریعہ سے حسنؑ کو زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارے سے ایسا ہوا۔ یا اُس کے بیٹے یزید کے ایماء سے۔ حسنؑ کو مزار رسول اللہؐ کے قریب لوگوں نے دفن ہونے نہ دیا۔ حضرت عائشہ کے ایماء سے ایسا ہوا۔ یا اس شخص کے حکم سے جو مدینہ میں معاویہ کے حکم سے تعینات تھا۔ قبر کھد چکی تھی کہ فساد برپا ہوا۔ امام حسنؑ کے جنازہ پر تیروں کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسولؐ کے قریب

دفن نہین ہوئے اس واقعہ سے امام حسینؑ بددل ہو کر مع تمام اہلبیت مدینہ سے مکہ چلے آئے۔

(تاریخ الاسلام علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۷)

شاہ صاحب کا قول کہ امام حسنؑ نے حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت چاہی تھی

اس جگہ پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب شاہ صاحب نے حجرۂ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی کی ملک بتایا ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے وقت وفات ام المومنین سے حجرہ مین دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے۔

دلیل برین دعوے آنکہ باجماع شیعہ وسنی ثابت ست کہ چون حضرت امام حسنؑ را وفات نزدیک شد از ام المومنین عائشہ استیذان طلبید کہ مرا ہم موضعے برائے دفن در جوار جد خود بدہد اگر ایں حجرہ آن ام المومنین در ملک او نبود این استیذان معنی نداشت (تحفہ صفحہ ۲۸۷)

تردید قول شاہ صاحب

لیکن یہ دونون باتین صحیح نہین ہین۔ چنانچہ ملک کے متعلق تو مسئلہ میراث کے موقع پر بحث کی جائے گی۔ اجازت طلب کرنے کا حال یہ ہے کہ کتب شیعہ مین کہین یہ مذکور نہین ہے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے ام المومنین سے اجازت چاہی تھی۔

بالفرض اگر اہلسنت کی کسی کتاب مین یہ روایت ہو تو اسکا بطلان بھی انھین کی کتابون سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب الاخبار الطوال ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینوری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۳ مین ہے

ثم قال ادفنونی مع جدی فان منعتم فالبقیع — امام حسنؑ نے وصیت کی کہ ہم کو ہمارے جد کے پاس دفن کرنا۔ اور اگر روکے جاؤ تو بقیع مین دفن کرنا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر ان جناب نے حضرت ام المومنین سے اجازت چاہی ہوتی تو پھر یہ ارشاد "خوف مزاحمت ہو" کیون فرماتے۔

روض المناظر قاضی القضاۃ محب الدین ابن شحنہ حلبی حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۲۳ مین ہے۔

وکانت وفاتہ بسم سقتہ زوجتہ — امام حسنؑ کی وفات اس زہر سے ہوئی جو آپکی

جعدہ بنت الاشعث قیل فعلت	جعدہ بنت اشعث نے پلایا تھا۔ کہا جاتا
ذٰلک بامر معاویۃ وقیل بامر	ہے کہ یہ فعل اس نے بحکم معاویہ و بقولے بحکم
یزید وکان اوصی ان یدفن	یزید کیا تھا۔ امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو
عند جدہ فمنعت من ذٰلک	ہمارے جد امجد کے پاس دفن کرنا۔ مگر عائشہ
عائشۃ	اس سے مزاحم ہوئیں۔

اور تاریخ ابو الفدا میں ہے جس کا نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔

کان الحسن اوصی ان یدفن	یعنی امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو
عند جدہ رسول اللہ فلما توفی ارادوا	ہمارے جد رسول اللہؐ کے پاس دفن کرو بعد
ذلک وکان علی المدینۃ مروان بن	وفات لوگوں نے دفن کرنا چاہا تو مروان
الحکم من قبل معویۃ فمنع ذلک و	مانع ہوا جو اس زمانہ میں معاویہ کی طرف سے
کاد ان یقع من بنی امیۃ و بین بنی ھاشم	حاکم مدینہ تھا۔ اور قریب تھا کہ بنی امیہ و
بسبب ذلک فتنۃ فقالت عائشۃ	بنی ہاشم میں فتنہ ہو اُسپر عائشہ نے کہا گھر ہمارا
البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ	ہے ہم اس میں دفن کی اجازت نہیں دیتے لہٰذا
فدفن فی البقیع	بقیع میں جا کر دفن کیا۔

مغز ناظرین غور فرمادیں کہ جس واقعہ جانگداز کو جناب شاہ صاحب نے شیعوں کا افترا بتایا ہے اسکی صحت خود اہلسنت کے علما کس توضیح و تصریح سے تحریر کرتے ہیں ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران　　گفتہ آید در حدیث دیگران

حضرت ام المومنین کی عنایتوں کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے۔ کہ سبط رسول اللہؐ کے دفن میں تو اُن معظمہ نے یہ حشر مچایا۔ اور حضرت عمرؓ کو اس جگہ دفن کرنے کی اجازت بطیب خاطر دی جیساکہ

حضرت عائشہ کا روضۂ رسول میں حضرت عمر کو دفن کی اجازت دینا

شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین :-

حضرت عمرؓ نے فرزند عبداللہ کو بلا کر کہا کہ عائشہ کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ عمرؓ آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو مین دفن کیا جائے۔ یہ پیغام سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ اس جگہ کو مین اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن آج مین عمر کو اپنے آپ پر ترجیح دون گی۔

(ملاحظہ ہو الفاروق صفحہ ۱۶۹)

اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کو بھی پہلوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دفن کرنے کی آرزومند تھین جیسا کہ جذب القلوب صفحہ ۲۵۲ مین روایت ہے۔

چون وقت رحلت عبدالرحمن رسید	جب عبدالرحمن کی موت کا وقت آیا تو عائشہ
عائشہ نزد وے کسے فرستاد کہ اگر خواہی ترا در	نے پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہتے ہو تو رسول اللہ صلعم
پہلوے رسول اللہ و برادران تو ابوبکر و عمر	اور اپنے بھائیون ابوبکر و عمر کے پہلو مین دفن کیے جاؤ
دفن کنند او گفت نمی خواہم کہ در خانہ را بر تو تنگ	انھون نے کہا کہ مین تم کو تکلیف دینا نہین چاہتا
گردانم مرا با عثمان بن مظعون عہدے بود کہ کدام	مجھ مین اور عثمان بن مظعون مین معاہدہ ہو چکا ہے کہ
از ما پیشتر میرد در پہلوے دیگر دفن گردد	ہم مین جو مرے وہ ایک دوسرے کے پہلو مین دفن ہو

علمائے اہلسنت کے اقوال سے شیعہ صاحبان کا بیان معتبر ثابت ہوا

برادران من! اب اپنے خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کے اس قول :-

"جمعے از شیعہ بطریق تہمت و افترا بر عائشہ زار خائی وبہتان سرائی آغاز نہند و گویند کہ عائشہ بر استرے سوار شدہ بر در مسجد برآمد مانع دفن شد۔

کو حضرت پیرو مرشد ہی کے مقولہ ومسلمہ تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کے اس بیان

"قبل از دفن عائشہ ازین معنے وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بان موضع رفت و بمنع مشغول گشت"

سے ملاؤ و نیز حضرت کے اس قول کی بھی۔

"سوار شدن و برآمدن راچہ حاجت بود کہ مسکن عائشہ ہمان حجرۂ خاص بود ممانعت منظور میداشت در حجرہ بند میکرد۔"

روضتہ الصفا کی اس عبارت:۔

شیعہ امیر المومنین گفتند کہ اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار شدہ بر جنازہ نبیرۂ پیغمبر مسارعت آغاز نہی و نمی گذاری نزد جدش دفن کنند۔"

سے مطابقت کرو کہ وہ اقوال خود آپ ہی کے محدثین و مورخین کے ہین پس ان مین سے جسکا قول غلط سمجھو اُسی پر اپنے پیر و مرشد کے اس کلام کو

غرض کہ از بیش ویس در است وچہ برین افترا تودہ تودہ فضیحت و رسوائی میبارد ہین است برہان الٰہی کہ کاذبان را بزبان خود رسوا میکند۔"

منطبق کرو۔

الحمد للہ شیعہ ان فتور و قصور اور بہتان و طوفان سے پاک ہین۔

الغرض یہ وہ باتین غصب حق حقوق و ایذا اہلبیت رسالت کے متعلق ہین جو کتب معتبرہ اہلسنت مین درج ہین جو ایک زمانہ دراز تک پردہ مین رہین لیکن وہ زمانہ گذر گیا کہ اصحاب و خلفا کے مداحون کے تو منھ موتیون سے بھرے جاتے تھے۔ اور محبان علی کی زبانین قطع کی جاتی تھین ع

"وہ اور زمانہ تھا، یہ ہے اور زمانہ"

اب یہ باتین ایک ایک بچے کی زبان پر ہین ؎

تمھارے چھپانے سے چھپ نہین سکتین

؎ مصر مین جنکو زلیخا نے کبھی دیکھا تھا اب وہ جلوے سر بازار نظر آتے ہین

الحاصل اصحاب و مہاجرین و انصار نے اپنے پیغمبر کی اِس وصیت پر

آنگاہ با فاطمہ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسنؓ و حسینؓ را پیش آن حضرت آورد چون اورا بآن حال دیدند گریہ آغاز نہادند چنان گریہ و زاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ در خانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را بوسید و درباب تعظیم و تکریم و احترام و محبت ایشان صحابہ و تمامہ امت را وصیت فرمود (مدارج النبوۃ ...)

یہ عمل کیا کہ آل رسولؐ و اولاد بتولؑ کو خاک میں ملا دیا۔ اور کربلا میں تو باغیوں کے دست ظلم سے گلشن زہرا ایسا تاراج ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا پامال ہوا ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسولؐ نے — کی تھی ریاضت اسیہ علیؑ و بتولؑ نے
پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے — تیغوں سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمنِ روزگار میں
پامال ظلم ہو گیا فصلِ بہار میں

اور اللہ جل شانہٗ کے حکم

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ — اے رسولؐ (ان سے) کہہ دو کہ میں تم سے اجرت تجز اسکے کہ میری آل سے محبت رکھو اور کچھ نہیں چاہتا۔

کی وہ تعمیل کی جس کو جناب بھائی صاحب نے ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے :-

" ایسے ظالم۔ سنگدل۔ بیرحم۔ طماع۔ منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے کہ آپ کی وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کا گھر لوٹنا شروع کیا جس کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا انھوں نے بارہا اقرار کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے "

غرض حضرت عمرؓ نے بضعۂ رسولؐ کو ایسی تہدید کی جس کے اثرات کربلا تک پہونچے یعنی مدینہ مین تو خود بدولت نے بنت رسولؐ کے گھر جلانے کا قصد کیا۔ اور کربلا مین ان کے جانشین خلیفہ نے خیام سبط رسولؐ حسین دختران بتولؑ اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جلوادیئے۔ دوسرا گل اور بضعہ رسولؐ پر جو اتہام و جفا کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہنچا

مدینہ مین تو بنت رسولؐ سے فدک چھینا گیا۔ اور کربلا مین ان مظلومہ کے بیٹیون کا اسباب و زیور اسقدر لوٹا گیا کہ کہنہ چادر تک نہ چھوڑی۔ چنانچہ بعد شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام اشقیا در آنہ الحرم کے خیمون مین گھس آئے۔ اور دختران پیغمبرؐ کے سرون سے چادرین اور مقنعے اُتار لئے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا اس غدر مین ایک شقی نے امام زین العابدینؑ کیطرف نظر کی کہ وہ مریض حالت غشی مین ایک چمڑے پر پڑے ہوئے ہین۔ اس شقی نے اُس بیمار پر کچھ رحم نہ کیا اُس کو بھی مظلوم کے نیچے کھینچ لیا۔ اور اُس بیمار کو زمین پر ڈال دیا۔ مدینہ مین حضرت عمرؓ وصی رسولؐ نفس رسولؐ کو گرفتار کر کے لیگئے اور اُس جناب کے قرۃ العین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو قیدی بناکر گلے مین طوق اور پاؤن مین زنجیر پہنا کر کشان کشان اس صورت سے کہ ؎ تیسری نظر اُن مظالم کا جو بعد شہادت سید الشہداءؑ الحرم پر ہوئے

سوار اہل ستم ہین ترکی تازی عراقی پر ۔۔۔ نبی زادہ علیؑ زادہ جلو مین انکے پیدل ہے

کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لیگئے۔ اہلبیت نبویؐ کو جس مین بیٹیان فاطمہ زہراؑ کی اور نواسیان رسولؐ اللہ کی تھین جنکی منزلت و مرتبت مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی مثل کنیزان ترک و دیلم اونٹون پر سوار کر کے بے مقنعہ و چادر کربلا سے شام لیگئے۔ ان مخدرات عظمےٰ کو اس حیثیت سے کہ ؎

"رسن ایک اور اسمین بارہ گلے ہین ۔۔۔ یہ توقیر آل رسول خداؐ ہے"

دربار عام مین یزید کے تخت کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اُس شقی نے ہر ایک بی بی کا حال پوچھکر حکم دیا کہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر میرے سامنے لاؤ۔ قاتل نے سر اطہر حاضر کیا۔ یزید نے اس سر کو زیر تخت رکھ دیا۔

یزید تخت کے اوپر ہے اور تلے سرِ شاہ　　انیسؔ دیکھ زمانہ کا انقلاب یہ ہے

وہ شقی چھڑی سے لبِ دندان انور کو کھولتا تھا اور ہنستا تھا۔ اللہ اللہ ؎

سرِ حسین کجا، مجلسِ شراب کجا،　　ہجوم عام کجا، آل بوتراب کجا،

اس حالت سرور میں ظالم اہل دربار سے فخریہ یہ کہنے لگا کہ آج کا دن عیش و نشاط کا ہے۔ کہ ہم نے ان سرکشون کا قلع و قمع کر دیا ہے جو اپنے کو ہم سے افضل جانتے تھے۔ پھر حکم دیا کہ اہلبیت رسولؐ کو ایسے تنگ و تار مکان مین مقید کرو جس مین دن کو دھوپ مین جلین اور رات کو اوس مین بھیگین ؎

افسوس اہلبیت کہان وہ مکان کہان　　اُجڑی ہوئی زمین کہان آسمان کہان
کانٹے کہان وہ فاطمہؑ کے بوستان کہان　　وہ جس گھر کہان وہ سعادت نشان کہان
پھولون پہ دھوپ چھاؤن ہو خارزن کیواسطے
وہ جائے تار عرش کے تارون کے واسطے

کیون چرخ پیر ہوتا ہے ایسا بھی انقلاب　　ظلمت مین نور صبح سیاہی مین آفتاب
زندانِ شام اہلبیت رسولؐ فلک جناب　　رستی مین اُن کی گردنین جو مالک الرقاب
عابدؑ پہ بیڑیون کی مرض مین جفا ہوئی
حیرت ہے یہ کہ کیون نہ قیامت بپا ہوئی

آفاق مین کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا　　لاشہ کسی بشر کا کبھی بے کفن نہ تھا
قابل اُجاڑنے کے علےؑ کا چمن نہ تھا　　کنبہ نبیؐ کا لائق طوق و رسن نہ تھا
اسطرح دُکھ مین ماؤن سے بچے چھٹے نہ تھے
آگے کسی نبی کے حرم یون لٹے نہ تھے

ٹکڑے دشت کے نہیں حکم خدا سے آئین وہ ظالمون کی فوج مین بالوں سے منھ چھپائین
حاکم کے آگے کھنچکے سیدانیون کو لائین یہ ظلم اور زمین کے طبقے اُلٹ نہ جائین
صبر اسلئے فقط تھا۔ کہ لطفِ اِلٰہ ہو
تا ہم سے عاصیون کی یہ کشتی تباہ ہو

مرقوم ہے کہ حاتمِ فیاض کا پسر دربار مصطفےٰ مین ہوا جب کہ بہرہ ور
یہ اسپہ مہربان ہوئے سید البشر زیر قدم بچھا دی عبا اپنی کھول کر
غل تھا کہ جنکا نقشِ قدم تاجِ عرش ہے
اُس فخرِ انبیا کی عبا اُس کا فرش ہے

بولے یہ خلق دیکھکے اصحاب نیکنام نزدیک ہے کہ جامے سے باہر ہون اغلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ اہتمام ملبوس پاک پنجتن العین کا مقام
ہر تار اس کا موج ہے دریاے نور کی
سجادہ قدسیون کا عبا ہے حضور کی

فرمایا مصطفےٰ نے نہ برہم ہو اس قدر پاک و نجس کی تم سے سوا ہے ہمین خبر
لاریب عیب کفر کا ہے اسمین سر بسر پر حاتمِ سخی کا پسر ہے یہ خوش سیر
پابند گو نہین ہے نماز اور صوم کا
لیکن بزرگ زادہ تو ہے اپنی قوم کا

یارو انھین بزرگیِ معبود کی قسم عابد سا تھا بزرگ کوئی صاحب کرم
پر جب گئے یزید کے آگے مع حرم دیکھا نہ آنکھ اٹھا کے بھی ظالم نے ہے ستم
مشغول جشن فتح مین چھوٹے بڑے رہے

یہ سر جھکائے چار گھڑی تک کھڑے رہے

ان کیلئے کسی نے عبا وان بچھا نہ دی　　رونے کی جا ہے ایک نے کرسی یہ جا نہ دی

حاکم نے بیٹھنے کی زمین پر رضا نہ دی　　زینب کو بے رحم کھا کے کسی نے ردا نہ دی

شاہ رسل کو سب کی کنیزون کا پاس تھا

اُمت کو کچھ نہ اُن کے عزیزون کا پاس تھا

سبحانہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فاما الیتیم فلا تقہر　　"یتیم پر ستم نہ کرو"

اور رسول اللہ کا یہ حکم ہے کہ یتیم کو آواز درشت سے نہ پکارو اور اُن پر رحم کرو۔ مگر وائے ان مسلمانون پر کہ حضرت سکینہ بنت جناب سید الشہدا علیہ السلام جب اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر رونے لگین تو شمر نے اُس معظمہ کو باپ کی لاش سے طمانچہ مار کر چھڑایا۔ اور ایک تازیانہ ایسا مارا کہ وہ یتیمہ بلبلا گئی۔ وامحمدا۔ واعلیا۔ کہ قیدخانہ مین بھی ایک کمسن یتیمہ پر جب وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتی تھی تو سختی کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بچی ایک شب روتے روتے سو گئی۔ خواب مین جناب امام مظلومؑ کو دیکھکر چونکی اور بیساختہ ایک چیخ مار کے رونے لگی۔ اہل حرم نے تسلی دلاسا دے کر کہا اے بیٹی کیون روتی ہو وہ رو رو کہتی تھی ابھی بابا میرے پاس کھڑے تھے بتاؤ کہان چلے گئے۔ اُس یتیم کی ان باتون سے اہلبیت مین شور گریہ وبکا اسقدر بلند ہوا کہ آواز گریہ یزید نے سُنی پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگون نے کہا کہ ایک بیٹی حسینؑ کی تین برس کی ہے اُس نے حسینؑ کو خواب مین دیکھا ہے۔ اُن کو ڈھونڈھتی ہے اور طلب کرتی ہے۔ اُس کے حال پر قیدی روتے ہین

وہ سنگدل بھی رونے لگا سُنکے یہ خبر　　آخر کسی خواص سے بولا وہ بدگہر

پہونچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر　　زندان مین بھیجدے جو ہے طشت طلا مین سر

ڈوبے لہو مین چاند سے رخسار دیکھ لے
بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے

خازن سے بعد حکم یہ کہہ بھیجو مگر ۔۔۔ لے آئے سر یتیم کو دکھلا کے اک نظر
کھویا ہے جب تمام خزانون کا مال و زر ۔۔۔ پایا ہے مین نے تب پسر فاطمہ کا سر
منت پہ بیبیون کی نہ زاری پہ جائیو
گر کوئی مر بھی جائے تو سر لیکے آئیو

پہونچا خزانہ دار کو حکم یزید جب ۔۔۔ صندق آہنی سے نکالا سر اُسنے تب
وہ سر رہا جو سینۂ زہرا پہ روز و شب ۔۔۔ رکھا گیا خزانۂ ظالم مین ہے غضب
صندوق مین کبھی۔ کبھی وہ سر لگن مین تھا
مدت سے آفتاب امامت گہن مین تھا

پس سر اقدس حضرت کا ایک طشت طلا مین رکھکے اور رومال دیبا سے ڈھانک کے سامنے اُس یتیمہ کے رکھا گیا اس یتیمہ نے رومال اُٹھا کر سر اقدس اپنی گود مین رکھ لیا۔ اور رو رو کر کہنے لگی" یا ابتاہ من ذاالذی خضبك بدمائك ہاے اے بابا! میرے کس ستمگر نے ریش مبارک تمھاری خون سے خضاب کی یا ابتاہ من ذاالذی قطع راسك و دیدیك ہاے مظلوم بابا میرے کس نے تمھارا سر اقدس بدن سے جدا کیا اور تمھاری گردن کی رگین کاٹین یا ابتاہ من ذاالذی ایتمنی علی صغر سنی ہاے بابا میرے کس بیرحم نے مجھے چھوٹے سے سن مین یتیم کیا۔ یا ابتاہ لیتنی کنت قبل ھذاالیوم عمیاء کاش آج کے دن مین کور ہوتی اور تمھارا سر نہ دیکھتی۔ کاش مین پیوند زمین ہوتی۔ اور تمھاری ریش مبارک خون سے خضاب دیکھتی۔ یہ کہکر اپنا منھ حضرت کے منھ پر رکھ دیا و بکت بکاء شدیدا حتی غشی علیھا اور اس بیتابی سے روئی کہ آخر بیہوش ہو گئی۔ لوگون نے چاہا کہ اس یتیمہ کو سر اقدس سے جدا کرین

فلما حرکوھا فاذا قد فارقت روحھا الدنیا جب محرم نے اُسے حرکت دی دیکھا کہ طائر روح اس بے گناہ کا گلشن جنت کو پرواز کر گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

غرض بیانِ غم اہلبیت آسان نیست — حکایتیست کہ آنرا شرح پایان نیست

آمدم بر سر مطلب اگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

ایتونی بدواۃٍ وقرطاس اکتب لکم — "دو مجھے دوات و کاغذ کہ میں لکھ دوں

کتابا لن تضلوا بعدی — تمہارے لیے ایک نوشتہ تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو۔

کو ہذیان سے تعبیر نہ کیا جاتا تو نہ مصحف ایمان کے اوراق کا شیرازہ بکھرتا نہ جہاز آل نبیؐ واولاد علیؑ بحر خون میں غلطان ہوتا نہ بانی خلافت سقیفہ پر یہ قول "خون شہدا تمام برگردن اوست" صادق آتا چنانچہ ایک محرم راز کیا خوب یہ نکتہ فرما گئے ہیں ؎

کرد شخصے سوال از دانا — کہ بگو کشتہ شد حسین کجا؟

گفت "اندر سقیفہ اش کشتند — بہر دنیا وجیفہ اش کشتند"

اور تاریخ بلاذری میں ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام حضرت عبداللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا تھا جس میں اس کو قتل سید الشہدا پر ملامت کی تھی اُس کا جواب یزید نے یہ دیا کہ "ہم تو پیرو حضرت عمر ہیں"۔

ہم اس خط کی نقل مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۲۰ سے اس جگہ کرتے ہیں

لما قتل الحسین بن علی۔ کتب — جب امام حسین قتل ہوئے تو عبداللہ بن عمر

عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویۃ — نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا۔

اما بعد فقد عظمت الرزیۃ — کہ حسینؑ بن علیؑ کے قتل سے ایک مصیبت

وحلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام — واقع ہوئی۔ اور اسلام پر سخت حادثہ گذرا۔ اسکا جواب
حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین — یزید نے عبداللہ کو یہ لکھا کہ اے نادان ہم ان مکانات
فکتب الیہ یزید۔ اما بعد یا احمق — مسمار شدہ کی طرف آئے جنمیں عمدہ عمدہ فرش بچھے
فانا جئنا الی بیوت منجدۃ وفرش — ہوئے تھے۔ اور بڑے بڑے تکیے لگے ہوئے تھے اگر
ممھدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا — اس فعل میں ہمارے مخالف حق پر تھے تو اسکا الزام
عنھا فان یکن الحق لغیرنا فابوک — تمہارے والد ماجد پر ہے۔ کہ وہی اسکے بانی اول
اول من سن ھذا وابتز واستاثر — تھے جنھوں نے خلافت خاندان رسالت سے نکالکر
بالحق علی اھلہ — ایسی ظلم کی سنت جاری کی۔

غرض بنی امیہ کو خلافت اوّل کی بدولت وہ قوت اور قدرت حاصل ہوئی کہ اپنے باپ دادا کے خوب بدلے لئے۔ چنانچہ بعد واقعہ کربلا جب اہلحرم دربار میں لائے گئے تو یزید نے یہ اشعار پڑھے۔ — یزید کے اشعار

لیت اشیاخی ببدر شھدوا — کاش میرے بزرگ جو بدر کی لڑائی میں
جزع الخزرج من وقع الاسل — مارے گئے نیزوں کی طعنوں سے قبیلہ خزرج
قد قتلنا القرن من ساداتھم — کی بیقراری دیکھتے کہ ہم نے اُنکے سرداروں سے
وعدلنا میل بدر فاعتدل — ایک جماعت کو قتل کیا اور بدر کی لڑائی سے جو
لعبت ھاشم بالملک فلا — نقصان ہوا تھا اسکو پورا کر لیا۔ بنی ہاشم نے مخلوق
خبر جاء ولا وحی نزل — خدا میں ایک کھیل نکالا تھا کیسی وحی اور کہاں کی
لست من خندف ان لم انتقم — نبوت میں قبیلہ خندف سے نہیں اگر اولاد رسول سے
من بنی احمد ما کان فعل — اُنکے افعال کا انتقام نہ لوں

بنی ہاشم پر شبلی صاحب کی تہمت

جناب خلیفہ صاحب کی گفتار و رفتار کا رنگ آج بھی ان کے معتقدین و مقلدین مین پایا جاتا ہے فرق اسقدر ہے کہ ان کے خلفاء صاحب اقتدار تھے۔ لہذا آل رسولؐ پر خاطر خواہ ظلم و ستم کر گئے۔ یہ مجبور ناچار ہین۔ اسلئے بقول ایک شعر ؎

دست بیچارہ چون بجان نرسد چارہ جز پیرہن دریدن نیست

ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنی عقیدت کا اظہار کر لیتے ہین۔ اور ان کے فضائل اور مصائب چھپانے مین سرگرم رہا کرتے ہین۔ چنانچہ شمس العلماء شبلی نعمانی باوجود اسکے کہ حضرت عمرؓ کا بنت رسول اللہؐ کے گھر جلانے کا قصد کرنا باسناد معتبر باین الفاظ تسلیم کرتے ہین کہ :۔

ابن شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا "یا بنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہین۔ تاہم اگر آپ کے ہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین ان لوگون کی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اسپر بھی اپنے مہر و ماہ فلک اسلام کے ان افعال کو نظر استحسان سے دیکھتے ہین اور اسکو اسلام کی بقا بتاتے ہین۔ اور بفخر و مباہات "الفاروق" کو اس کلام سے زینت دیتے ہین۔

"حقیقت یہ ہے کہ اس نازک وقت مین حضرت عمرؓ نے نہایت تیزی اور گرمی سے جو کارروائیان کین انہین گو بعض بے اعتدالیان پائی جاتی ہون۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ انہین بے اعتدالیون نے اٹھتے ہوئے فتنون کو دبا دیا۔ بنو ہاشم کی سازشین اگر قائم رہتین تو اسوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔" (صفحہ ۵۷ حصہ اول)

سبحان اللہ وہ بنی ہاشم جو تمام عرب مین ناشر احکام شریعت اور ناہر اصول عدالت و ملت تھے جنھون نے غدر۔ مکر۔ کید۔ تزویر۔ اور حرص و ہوا کی بجائے فضائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی

تعلیم دی جنکا شعار ہمیشہ امر بالمعروف نہی عن المنکر رہا یعنی حکم کرتے تھے اچھی بات کا اور منع کرتے تھے بری بات سے جن کی منزلت و فضیلت مین متعدد احادیث وارد ہین۔ از انجملہ یہ ہے:-

عن طلحہ بن مصرف قال کان "طلحہ راوی ہین کہ عہد صحابہ مین کہا جاتا تھا

یقال بغض بنی ھاشم نفاق۔ کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے"

جن کی فیض صحبت سے اصحاب حیوان سے انسان اور کافر سے مسلمان بنے جنکی بدولت سلطنت اور دولت پائی۔ انپر جناب شمس العلماء سازش اور غدر کا بہتان رکھ کر ان کو اسلام و ایمان کا دشمن بتاتے ہین۔ واہ! کیا خوب شمس العلماء نے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان احسان کا عوض احسان ہی ہے۔

پر عمل کیا ہے

ایہا المومنون! اس چرخ کجرفتار کی گردش پر غور کرو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایۂ مبارک اُٹھتے ہی زمانہ آل رسولؐ و بنی ہاشم سے کیسا منحرف و مخالف ہو گیا ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آہ۔ آہ ؎

ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر جس گھر پہ گدا آن کے ہوتا تھا تونگر

وہ مجمع اصحاب وہ دربار پیمبرؐ وہ فاطمہؑ کا جاہ و حشم شوکت حیدرؑ

بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس مین

یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اُڑتی ہے جسمین

آل رسول پر جو مصائب و آلام گذرے اُن کو ہمارے بھائی تسلیم کرتے ہین۔ لیکن بسبب محبت صحابہ ان باتون سے اغماض و انکار کرتے ہین۔ حتی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بھی

امام غزالی وغیرہ یزید کو مومن کہتے ہین

منکر ہین۔ اور یزید کو الزام قتل سبط رسولؐ سے بری کرتے ہین۔ چنانچہ جناب امام غزالی اور دیگر علمائے کرام اہلسنت یزید بن معاویہ کے ایمان و اسلام کی نسبت فرماتے ہین کہ وہ خلیفہ برحق ہے۔

کل مسلمانون نے اسکی بیعت کی۔ نیز اسکا باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا۔ حسینؑ ابن علیؑ پر یزید کی بیعت واجب تھی۔ مگر حسینؑ نے اس سے بغاوت کی۔ لہذا حسینؑ اپنی جد کے تلوار ہی سے مارے گئے ثبوت کیلئے دو چار عبارتین اس جگہ نقل کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

پہلی عبارت حضرت ابن العربی مالکی ارشاد فرماتے ہین :۔

لم یقتل یزید الحسین الا بسیف جدہٖ	یعنی حسینؑ کو یزید نے اُنکے نانا ہی کی تلوار سے قتل کیا

(دیکھو منح مکیہ ابن حجر مکی)

دوسری عبارت امام غزالی فرماتے ہین کہ یزید پر رحمت بھیجنا۔ اور اُسکے حق مین دعائے مغفرت کرنا مستحب ہے اسلئے کہ وہ مومن تھا آپکے اس قول کی نقل یہ ہے :۔

اما الترحم علیہ فجائز بل هو	یزید کے لئے طلب رحمت کرنا جائز
مستحب بل هو داخل فی قولنا فی	بلکہ وہ مومن ہونے کی وجہ سے ہماری دعا
کل صلوٰۃ اللهم اغفر للمومنین	(اللھم اغفر الی آخرہ) مین داخل
والمومنات فانہ کان مومنا	ہے

(دیکھو تاریخ ابن خلکان جلد اول طبع مصر ص۳۴۴)

تیسری عبارت ملا علی قاری نے ضوء المعالی کے صفحہ ۵۴ مین یزید کے باب مین لکھا ہے :۔

علی ان الامر بقتل الحسین بل	یعنی حکم دینا قتل حسینؑ کا بلکہ قتل کرنا
قتلہ لیس موجبا للعنۃ علی مقتضی	اُن کا موجب لعنت نہین ہے بنا بر مقتضا
مذاهب اهل السنۃ	مذہب اہلسنت کے

چوتھی عبارت نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی۔ اپنی کتاب حج الکرامہ مین رقمطراز ہین۔

ابن العربی گفت نہ کشت یزید حسین	ابن عربی کا قول ہے کہ یزید نے حسینؑ کو
را مگر بسیف جد وے یعنی بیعت برائے یزید	قتل نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل
گرویدہ بود۔ پس حسین بردے باغی شدے را	ہوے۔ اور یزید پر بیعت ہو چکی تھی۔ پس حسینؑ باغی
کسان بسیار اقدام بر بیعت وے نمودند باوجو	ٹھہرے اور اسمین شک نہین ہے کہ اسکا باپ
استخلاف این چنین بغاوت کہ حسین کرد شرط	معاویہ خلیفہ برحق تھا جسکی خلافت پر بعد
نباشد و شک نیست کہ پدرش معاویہ خلیفہ	امام حسنؑ اجماع امت ہو چکا تھا۔
برحق بود باجماع مردم برے بعد امام حسنؑ واقع شد	

پانچوین عبارت تکمیل الایمان مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے صفحہ ۸۵ مین درباب یزید لکھا ہے:۔

بعض گویند کہ خاتمہ وی معلوم نیست	بعض کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ خاتمہ
شاید او بعد از ارتکاب معصیت توبہ کردہ باشد	اسکا کیسا ہوا۔ شاید کفر اور گناہ سے اس نے
و نفس آخر بر توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی	توبہ کرلی ہو۔ اور توبہ پر دم نکلا ہو۔ چنانچہ
در احیاء العلوم باین حکایت ست	امام غزالی نے بھی احیاء العلوم مین اسی خیال کا اظہار کیا ہے

چھٹی عبارت ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ۔

بعض دیگر علما گفتہ اند یزید کافر نیست	بعض علما کا بیان ہے کہ یزید کافر نہین
زیرا کہ اسباب موجب کفر او نزد ما ثابت نشدہ	ہے۔ اسلئے اسکے کفر کی وجوہ ہم پر نہین کھلے
کہ حکم بکفر او کنیم و اصل آنست کہ بر اسلام باقی باشد	تاہم اسپر کفر کا حکم دین اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر
تاوقتیکہ از وے چیزے برما ظاہر شود کہ موجب	باقی رہے تاوقتیکہ کوئی چیز اس سے ایسی ظاہر ہو جو موجب

خروج از اسلام ست۔ خروج ہو اسلام سے

ساتوین عبارت صواعق محرقہ مین ہے :۔

وقالت طائفۃ لیس بکافر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یزید کافر نہین ہے

لان الاسباب الموجبۃ للکفر لم یثبت اسواسطے کہ اسباب کفر ہمیر بالکل ثابت

عند نا منہا شئ والاصل بقاءہ علی اسلامہ نہین ہوے۔ اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی تھا

حتی یعلم ما یخرجہ عنہ تا اینکہ اسکا خروج ثابت ہو۔

آٹھوین عبارت شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب امہات الامۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ

مولوی نذیر احمد صاحب فرماتے ہین کہ حسین نے ملک کی ہوس کے سبب یزید کی بیعت نہین کی

پیغمبر صاحب نے خود فقر وفاقہ مین زندگی بسر کی۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے تھے اور اپنے

حق مین ایسی ہی زندگی کی دعا کرتے تھے۔ اور اپنی نسل کے حق مین فرمایا کرتے تھے۔ اللھم اجعل

رزق ال محمد کفافا۔ نسل سے قناعت نہ ہوسکی۔ لگے سلطنت کا خواب دیکھنے اپنا ادب بھی

کھو بیٹھے ؎

این ہم رفت وآن ہم رفت در پے جانان جان ہم رفت

حضرت علیؓ ہی کو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر کیا فتوحات حاصل ہو گئے۔ بیچارے چار برس

تک خلافت کے ساتھ نامزد رہے۔ اور شروع ہی مین اندرونی خانہ جنگیون کا سلسلہ جاری ہو گیا

اس سے فارغ ہوے تو معاویہ نے خلافت پر قبضہ کر لیا اور اب وہ برائے نام خلیفہ رہ گئے۔ ان کے

انتقال کے بعد ان کے فرزند حسنؓ نے خلافت پر بہت زور دیا۔ مگر چھ مہینے کے اندر ہی خلافت

سے دست بردار ہونا پڑا۔ اب سلطنت کی باگ معاویہ کے ہاتھ مین رہی۔ اور اُسکے مرنے کے بعد

اسکی نسل مین یہ سلسلہ جاری رہا اسوقت نسل فاطمہؓ کو اپنے محترم نانا کی طرح چاہئے تھا صبر و قناعت مگر

علیؓ کے دوسرے فرزند حسینؓ نے معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت کو تسلیم نہین کیا۔ اور کہ نہ

مین آکر اپنی خلافت پر لوگون سے بعیت لی جسکا نتیجہ وہ ہوا جو سب کو معلوم ہے۔ فاطمہؑ کی آئندہ نسل کو اس نتیجہ سے عبرت پکڑنی چاہیے تھی۔ مگر ملک داری کی ہوس نے ان کو چین سے بیٹھنے ہی نہین دیا"۔

معزز ناظرین اشمس العلماء کے بیان پر غور فرمائین کہ آل رسولؐ بلکہ خود رسول مقبول صلعم کی کیسی توہین کی ہے۔ قولہ تعالے

لقد جئتم شیئا ادا ہ تکاد — تم نے اتنی بڑی سخت بات کہی ہے کہ آسمان

السموات یتفطرن منہ وتنشق — اس سے پھٹ پڑین اور زمین شق ہو جائے

الارض وتخر الجبال ھدا — اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑین۔

پ ۱۶ س مریم ع ۶

شاہ صاحب کے قول سے متر شح ہے کہ حسنینؑ کی شہادت مثل آنحضرت کی شہادت ہو

خیر علماء اہلسنت کو اختیار ہے جیسی چاہین آل رسولؐ کی توہین وتہجین کرین۔ مگر یہ خوب سمجھ لین کہ جو ظلم و جور جناب فاطمہ زہراؑ علی مرتضیٰؑ حسن مجتبیٰؑ۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام و دیگر اہلبیت اطہار پر کیئے گئے وہ فی نفسہ جناب رسول اللہ صلعم پر کیئے اور جو کچھ ان خاصان خدا کی توہین کرتے ہین وہ خود رسول اللہ کی توہین کرتے ہین۔

کیونکہ اس امر پر تو اجماع علماء ہے کہ علیؑ نفس رسولؐ ہین جنکے حق مین رسول اللہ صلعم نے لحمک لحمی ودمک دمی فرمایا ہے اور فاطمہ بضعۃ الرسول اور حسنؑ و حسینؑ رسول اللہ کے فرزند ہین جن کی شان مین ارشاد ہوا ہے کہ جس نے ان کو ایذا دی۔ اسنے مجھ کو ایذا دی۔ جسنے مجھ کو ایذا دی۔ اُسنے خدا کو ایذا دی اور وہ کافر ہے۔

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے توحسنین علیہما السلام کو دو وجہون سے فرزندان رسول بتایا ہے اور جو وجوہ شہادت حسنین علیہما السلام کے بیان فرمائے ہین اُن سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنین علیہما السلام

شہید نہین کیئے گئے بلکہ خود رسول اللہ شہید کیئے گئے۔ جیسا کہ رسالہ سر الشہادتین مین تحریر فرماتے ہین جو کہ جناب ممدوح کی تصنیفات سے ہے۔ ہم اُسکا خلاصہ اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

"واضح ہو کہ جو کمالات اور خوبیان جدا جُدا اور پیغمبرون مین تھین۔ وہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام مین بالکل یکجا جمع ہو گئین۔ سوا اسکے اور کمالات لیکن آپ مین ایک کمال باقی رہ گیا تھا۔ جو حضرت کی ذات مین حاصل نہ تھا یعنی شہادت۔ اور آپ کی ذات مین اس کے حاصل نہونے کا بھید یہ تھا کہ اگر حضرت صلعم جنگ مین شہید ہوتے تو شوکت اسلام کی ٹوٹ جاتی اور دین مین عوام کے نزدیک خلل پڑ جاتا۔ اور اگر ناگہان چپکے چپکے شہید ہو جاتے تو آپ کی شہادت مشہور نہ ہوتی بلکہ پوری شہادت ہی نہ ہوتی اسواسطے کہ پوری شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافرت اور مشقت مین مارا جائے۔ اُسکے گھوڑے کو پے کرڈالین۔ اور اُسکی لاش میدان مین پڑی رہے۔ اور اُسکے گرداگرد بہت لوگ باعزت اُسکے احباب و اقربا سے مارے جائین مال اُسکا لوٹا جائے۔ اُس کی بیبیان اور یتیم لڑکے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین خدا اللہ کے واسطے ہون۔ پس حکمت الٰہی اور اُسکی کارسازی نے چاہا کہ یہ بڑا کمال حضرت کے کمال مین ملجائے۔ بعد آپ کی وفات کے یہ باتین بواسطے بعض مردان اہلبیت کے بلکہ بواسطے اس شخص کے جو بہت ہی قریب حضرت کے اولاد مین ہو۔ اور جو کہ بمنزلہ آپ کے بیٹون کے ہو تاکہ ملجائے ان کا حال حضرت کے حال مین اور داخل ہو کمال حضرت کے کمال مین پس متوجہ ہوئی عنایت الٰہی اس کمال کے ملانے پر تو نائب بنایا نانا کے مقام پر حسنین علیہم السلام کو۔ انپر برتر درود اور رحمت ہو اور دونون کو پرتو کمال محمدی کے دو آئینہ بنائے اور جمال مصطفوی کے دو رخسارے ٹھہرائے۔ چونکہ شہادت دو قسم پر تھی۔ ایک پوشیدہ اور دوسری ظاہر۔ لہٰذا دونون پر منقسم ہو گئی اور پہلی قسم کے واسطے مخصوص ہوئے بڑے صاحبزادے۔ اور چونکہ وہ امر

مخفی تھا اسلئے جبرئیلؑ نے کبھی اسکو مذکور نہین کیا۔ اور اسواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے بھی اسکی خبر نہ دی۔ اور چھوٹے صاحبزادے حسینؑ دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوئے اور چونکہ بنا اس کی شہرت اور اعلان پر تھی تو اول زبان جبرئیل وغیرہ فرشتون پر اُس کا مذکور ہوا۔ پھر پتہ مقام شہادت کا اور پتہ شہادت کے وقت کا یعنی سنہ ہجری معلوم ہوا پھر اسکا بہت شہرہ ہوا اور امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین اِس واقعۂ عظمی کا برملا ذکر کیا۔"

احادیث بابت پیشگوئی واقعہ کربلا

اِس واقعۂ عظمی و سانحۂ کبریٰ کی خبر جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت جبرئیلؑ و دیگر فرشتگان مقربین نے دی تھی۔ اور مقتل حسینؑ کی بھی جگہ بتا دی تھی۔ شاہ صاحب نے سر الشہادتین مین اس امر کو متواتر فرمایا ہے لہذا اسی کتاب سے دو چار احادیث نقل کی جاتی ہین:۔

پہلی

واما اخبار النبی صلی اللہ علیہ	جبرئیل وغیرہ فرشتون نے ذریعہ وحی پیغمبر خدا
والہ وسلم بھذہ الواقعۃ الھائلۃ من	صلعم کو اس واقعہ ہولناک سے خبر دی جو مشہور
جھۃ الوحی بواسطۃ جبرئیل وغیرہ	متواتر ہے۔ از انجملہ وہ حدیث ہے کہ
من الملائکۃ فمشھور متواتر من	طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ذلک ما اخرجہ الطبرانی عن	روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ
عائشۃ رضی اللہ عنھا ان النبی	جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا فرزند
صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال	حسینؑ میرے بعد زمین طف مین مارا جائے گا
اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین	اور جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ
یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی	یہ ان کی خوابگاہ ہوگی۔
بھذہ التربۃ فاخبرنی انھا مضجعہ۔	

دوسری واخرج احمد ان النبی صلی الله علیه	امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ
واله وسلم قال لقد دخل علی	صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر مین
البیت ملك لم یدخل علی قبلها	ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے میرے پاس کبھی
فقال لی ان ابن بنتك هذا یعنی حسینا	نہین آیا تھا۔ اور اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا
مقتول وان شئت اریتك من	بیٹا یعنی حسین مارا جائے گا اور اگر آپ چاہین تو
تربة الارض التی یقتل بها فاخرج	آپ کو اس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائے گا
تربة حمراء	دکھا دون۔ پھر اس نے تھوڑی سی مٹی سرخ نکالی
تیسری واخرج البغوی فی معجمه من حدیث	حضرت انس کی حدیث سے بغوی نے اپنی
انس رضی الله عنه قال استاذن	معجم مین روایت کی ہو کہ بارش کے فرشتہ نے
ملك المطر ربه ان یزور النبی صلی	اپنے پروردگار سے رسول اللہ صلعم کی زیارت کا
الله علیه واله وسلم فاذن له والنبی	اذن چاہا پس اسکو اجازت ملی۔ اسوقت رسول اللہ صلعم
صلی الله علیه وسلم فی بیت ام سلمة	حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
فقال یا ام سلمة احفظی علینا الباب	اے ام سلمہ دروازہ سے خبردار رہو کہ کوئی آنے نہ پاوے
لا یدخل احد فبینما هی علی الباب	اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین یکایک
اذ دخل الحسین علیه السلام فاقتحم	امام حسین آئے اور اندر چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلعم
فوثب علی رسول الله صلی الله علیه	کے اوپر کودنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو
واله وسلم فجعل رسول الله صلی الله علیه	گود مین لیکر پیار کرنے لگے تب حضرت صلعم سے اس
واله وسلم یلثمه ویقبله فقال له الملك اتحبه قال	فرشتہ نے کہا کیا آپ انکو دوست رکھتے ہین حضرت نے فرمایا ہان
نعم قال ان امتك ستقتله وان شئت	اُس فرشتہ نے کہا آپکی امت عنقریب انکو مار ڈالیگی اگر آپ چاہین

اریك المكان الذی یقتل بہ	تو آپ کو وہ جگہ بھی دکھا دوں جہاں یہ مارے جائینگے
فاراہ فجاء بسھلۃ او تراب احمر	پھر حضرت صلعم کو دردری بالو یا مٹی سرخ
فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ	دکھائی۔ حضرت ام سلمہ نے اسکو اپنے کپڑے مین
فی ثوبھا قال ثابت کنا نقول انھا	رکھ لیا۔ ثابت کا بیان ہے کہ اس زمین کو ہم
کربلاء۔	کربلا کہا کرتے تھے۔

چوتھی

اخرج الحاکم والبیہقی عن	حاکم و بیہقی راوی ہین کہ ام الفضل بنت
ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت	حارث نے کہا کہ ایک دن مین حسینؑ کو
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	لیکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
آلہ وسلم یوماً بالحسین فوضعتہ	گئی اور مین نے حسینؑ کو حضرت کے گود مین دیا
فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ	اور آنحضرت کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ کی
فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آنکھون سے آنسو جاری ہین حضرت صلعم نے
وسلم تھریقان من الدموع	مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ
فقال اتانی جبرئیلؑ فاخبرنی ان	میری امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی
امتی تقتل ابنی ھذا واتانی	اور مجھ کو جبرئیل نے اس کے مقتل کی مٹی
بتربۃ من تربۃ حمراء	بھی دی ہے

پانچوین

واخرج ابونعیم عن ام سلمۃ	روایت کی ابونعیم نے حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنھا قالت کان الحسن والحسین	نے فرمایا کہ حسن و حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے
یلعبان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال	کہ جبرئیلؑ نازل ہوے اور کہنے کہ آپکے بعد
یا محمد ان امتك تقتل ابنك ھذا	آپکی امت آپکے اس بیٹے کو شہید کرے گی

من بعدك واومی الی الحسین و | اور اشارہ کیا طرف حسینؑ کے اور آپ کو تھوڑی
اتاہ بتربۃ فشمہا ثم قال ریح کرب و | مٹی دی حضرت نے اُس کو سونگھا۔ اور فرمایا اس
بلاء وقال یاام سلمۃ اذا تحولت ھذہ | مین سے کرب و بلا کی بو آتی ہے اور فرمایا
التربۃ دما فاعلمی ان ابنی قد قتل | اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جان لو کہ
فجعلتہا فی قارورۃ | میرا بیٹا شہید ہوا۔ پھر مین نے اسکو ایک شیشی مین رکھا

اسکے بعد جناب شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

شاہ صاحب کا قول کہ حسنین فرزند رسولؐ ہین

جب تمہید اس واقعہ کی ہو چکی تو ہم کو اس کا ذکر لازم ہوا جو اسی سے علاقہ رکھتا ہے۔ پس ہم دونون صاحبزادون (حسنین) کو فرزندان پیغمبر کہتے ہین اور اس دعوے کی دو دلیلین بھی ہین:-

پہلی یہ کہ نواسہ خود بجائے بیٹے کے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے کہلائے گئے۔

دوسری یہ کہ دونون صاحبزادون کو آنحضرت صلعم نے تبنیٰ کیا تھا جب کہ متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے ہین۔ اور احمد نے اپنی کتاب مسند مین ابو سحق سبیعی سے۔ اور اسنے امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو۔ اور پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے مین نے عرض کیا کہ حرب آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا نام حسنؑ ہے۔ پھر جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دکھلاؤ مجھے میرے بیٹے کو اور نام کیا رکھا ہے اسکا۔ مین نے عرض کیا کہ حرب۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسکا نام حسینؑ ہے۔ پھر حسنینؑ کا آئینہ ہونا بر تو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے

دو دلیلوں سے ثابت ہے۔

اوّل بوجہ سیادت مطلقہ۔ چنانچہ روایت کی نسائی نے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر سے اور روایت کی ابو نعیم نے علی مرتضےٰ سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عمر فاروق اور اُسامہ بن زید سے۔ اور دیلمی نے انس سے اور روایت کی ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ صدیقہ اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین سردار ہیں جوانان بہشتی کے۔ اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ باپ ان کا بہتر ہے ان دونوں سے۔ اور اس آئینہ محمدی ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؑ کی بعینہ محبت رسول خدا صلعم کی ہے اور عداوت ان کی گویا آنحضرت کی عداوت ہے۔ چنانچہ ابن عساکر وغیرہ نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے حسینؑ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی

اور دوسری وجہ مشابہت ظاہری ہے گویا حسینؑ ظاہر میں آنحضرت صلعم کی تصویر میں ہیں

(منقول از صفحہ ۱۱)

قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا

جن علماء اہلسنت کے اقوال ہم نے اوپر نقل کئے ہیں ان کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ وہ حضرات یزید کو رشید و خلیفۂ رسولؐ بتاتے ہیں۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت اور اطاعت واجب ٹھہراتے ہیں لیکن جناب شاہ صاحب "سر الشہادتین" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یزید فاسق و فاجر تھا اور وہ قابل لعن اور اہل دوزخ سے ہے"

چنانچہ اس کا خلاصہ رسالہ مذکورہ سے اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

لما تملك يزيد وتسلطن وذلك ماہ رجب سنہ ساٹھ ہجری میں جب یزید

فی رجب سنۃ ستین بدمشق کتب	پلید شہر دمشق مین مالک اور بادشاہ بنا تو
الی الاقالیم لاخذ البیعۃ لہ و	اُس نے سب ملکون مین بیعت لینے کے واسطے
کتب الی عاملہ بالمدینۃ الولید	نامے لکھے اور ولید بن عتبہ عامل مدینہ کو حسین
بن عتبہ ان یاخذ البیعۃ من الحسین	علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے لکھا۔ پس
رضی اللہ عنہ فامتنع الحسین من	حسین علیہ السلام نے اسکی بیعت کرنے سے انکار
بیعتہ لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر	کیا۔ کیونکہ یزید مرد فاسق و شرابی اور ظالم
ظالما ص۱۲	تھا۔

چنانچہ اسکے فسق و فجور کی یہ تشریح کرتے ہین:-

جس مسلمان کو رضاے انبیاے مرسلین اور ائمہ طاہرین کی منظور ہو اُسے لازم ہے کہ امتثال امر الٰہی۔ اور اجتناب منہیات اور بدعات کو شعار اپنا کرے۔ اور انھین کے طریقہ پر چلے ورنہ انبیاء اور ائمہ فاسقون اور فاجرون سے ایسا ہی بیزار ہون گے جیسے یزید پلید سے

(دیکھو صفحہ ۱۲ کا حاشیہ)

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ مین یزید کی بدعتون کو اس تفصیل سے رقم فرماتے ہین کہ

"جب یزید پلید قتل امام حسین اور ہتک حرمت اہلبیت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اسکی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی۔ چنانچہ زنا اور لواطہ اور بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد مین علانیہ رواج دیا مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا۔ تین دن تک اس مقدس شہر کے رہنے والے قتل اور لوٹ کی بلا مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریش صاحب وجاہت اور عوام الناس ورلڑکے ملا کے دس ہزار آدمیونسے

زیادہ شہید کیے۔ اور لڑکوں کو بندی کر لیا۔ اور عورتوں کو شہر والوں پر مباح کر دیا۔ ام سلمہؓ

کا گھر لوٹ لیا مسجد نبوی کے ستونوں میں گھوڑے باندھے۔ چنانچہ گھوڑوں نے منبر اور

قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب و لید سے نجس کیا۔ تین دن تک مسجد شریف میں

لوگ نماز سے مشرف نہوے۔ فقط سعید بن مسیب دیوانہ بن کے وہاں حاضر رہے۔ اور کیا کیا کچھ

اعمال قبیح اس مسجد مقدس اور شہر میں یزیدیوں نے نہیں کئے کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے

عاجز ہے منجنیق سے مکہ معظمہ کو سنگسار کیا صحن حرم محترم کا پتھروں سے بھر گیا۔ اور ستون

مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا۔ اور دروازہ کعبہ کو مع پردے آتار کے

تنور میں جلا دیئے کتنے دن بیت اللہ بے لباس اور وہاں کے رہنے والے نہایت ایذا و

ہراس میں رہے بالجملہ وہ بدبخت تین برس اور سات مہینے تخت حکومت پر سلطنت کر کے

پندرھویں ربیع الاول ۶۴ھ ہجری میں جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اُسی دن

شہر حمص میں اُنتالیس ۳۹ برس کی عمر میں واصل جہنم ہوا"۔

جناب شاہ صاحب نے کچھ وہ حالات اور وہ واقعات بھی تحریر فرمائے ہیں جو بعد واقعہ شہادت بعد شہادت امام حسینؑ آسمان سے خون برسا

جناب امام حسین علیہ السلام واقع ہوے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

پھر جب واقعہ شہادت کا واقع ہوا تو اُس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہو گئی

اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے مرثیہ سُنے گئے۔ اور نوحہ و رونا جنات کا۔ اور

گھومنا درندوں کا آپ کی لاش کی نگہبانی کے واسطے اور قاتلوں کے نتھنوں میں سانپوں کا گھسنا۔

علیٰ ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تاکہ سب حاضر و غائب اس واقعہ جانگزا سے

آگاہ ہو جائیں بلکہ بقاے دائمی اس رنج و الم کا اور مذکور رہنا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ

صلعم کی اُمت میں ثمرہ اسی شہادت کا ہے سو بہ تحقیق اس شہادت کا عالم بالا اور عالم خاک اور

عالم غیب - اور عالم شہادت اور جن وانس - اور اہل نطق وخموشی ہین (اہل خموشی سے) جانور اور درخت اور پتھر مراد ہین) ؎

جن انس ارض وسما حور سے لے تا بہ فلک　　　کون وہ دل ہو کہ اس درد سے آگاہ نہین

جناب شاہ صاحب نے ان واقعات کی بابت بہت سی حدیثین لکھی ہین انمین سے جو دو چار حدیثین نقل کیجاتی ہین ملاحظہ فرمائین:-

پہلی	اخرج البیہقی وابو نعیم عن نصرة الازدیة	نصرہ ازدیہ سے بیہقی اور ابو نعیم نے
	قالت لما قتل الحسین امطرت السماء	روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوے تو آسمان سے
	دما فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل	خون برسا صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور گھڑے
	شئ لنا ملان دما	اور برتن خون سے لبالب ہو گئے تھے -
دوسری	واخرج البیہقی وابو نعیم عن	اور بیہقی وابو نعیم نے زہری سے روایت
	الزہری قال بلغنی انہ یوم قتل	کی کہ کہا زہری نے مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جسدن
	الحسین لم یقلب حجر من احجار	حسینؑ شہید ہوے جو پتھر کہ بیت المقدس سے
	بیت المقدس الا وجد تحتہ	اُٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے سے تازہ سرخ خون
	دم عبیط	نکلتا تھا
تیسری	اخرج البیہقی عن ام حبان	بیہقی نے ام حبان سے روایت کی کہ جسدن
	قالت یوم قتل الحسین اظلمت	حسینؑ شہید ہوئے ہم پر تین دن اندھیرا رہا
	علینا ثلاثا ولم یمس منا احد من	اور جس نے زعفران اپنے چہرہ پر
	زعفرانہم شیئا یجعلہ علی وجہہ	ملی اُس کا منہ جل گیا - اور جو پتھر
	الا احترق ولم یقلب حجر فی بیت المقدس	بیت المقدس کا اُٹھایا گیا اوس کے

	الاوجد تحتہ دم عبیط	نیچے سے تازہ خون نکلا۔
چوتھی	اخرج ابو نعیم عن حبیب بن	ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت
	ثابت قال سمعت الجنیۃ تنوح علی	کی ہے کہ جنات یہ کہکر حسینؑ کو روتے تھے
	الحسین وھی تقول شعر مسح النبی	کہ اسکی جبین کو نبیؐ نے چوما تھا۔ اسکے رخسارے
	مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود	کیا ہی روشن ہین۔ اس کے ماں باپ قریش
	ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود	کے بلند لوگون سے ہین اور ان کا نانا سب سے بہتر ہے
پانچوین	اخرج ابو نعیم من طریق حبیب	ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے اور انھون
	بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت	نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ
	نوح الجن منذ قبض النبی صلی	فرماتی ہین جب سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
	اللہ علیہ والہ وسلم الا اللیلۃ و	نے انتقال فرمایا مین نے جنات کا رونا نہین
	ما اری ابنی الا قد قتل تعنی	سُنا بجز آج کی رات کے۔ اسلیے مین نے جانا
	الحسین فقالت لجاریتہا اخرجی	کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پس مین نے اپنی کنیز سے کہا کہ
	فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل و	تو گھر سے نکلکر پوچھ تو۔ معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہوے
	اذا الجنیۃ تنوح شعر	اور جن یہ کہکر رونے لگے۔ (ترجمہ اشعار)
	الا یا عین فانھلی بجھدی ومن یبکی علی الشھداء بعدی	اے چشم تجھسے جتنا ہو سکے گریہ وزاری کر ان شہیدون پر
	علی رھط تقودھم المنایا الی متجبر فی الملک وغد	جنکو موت ظالم جبار ناکس کی طرف کشان کشان لے گئی
	۳۲	
چھٹی	واخرج ابن عساکر عن المنھال	ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت
	بن عمرو قال انا واللہ رایت راس	کی ہو کہ مین شہر دمشق مین تھا۔ کہ واللہ
	الحسین حین حمل وانا بدمشق و	مین نے دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک حسینؑ کو لیجا رہے تھے

	بین یدی الراس رجل یقرء سورۃ	اور آگے سر مبارک کے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا
	الکہف حتی بلغ قولہ تعالیٰ	جاتا تھا جب اس آیت پر پہونچا کیا تونے جانا
	"ام حسبت ان اصحاب الکہف	کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیوں
	والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا"	سے عجوبہ تھے، تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویا
	فانطق اللہ الراس بلسان ذرب	کر دیا اور اُس نے بزبان فصیح کہا کہ میرا قتل اور میرے سر کا نیزے پہ
	فقال اعجب من ذلک قتلی وحملی ۳۵	چڑھایا جانا اصحاب کہف کے قصے سے زیادہ تر تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔
ساتویں	اخرج احمد والبیہقی عن ابن	احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
	عباسؓ قال رأیت النبی صلی اللہ	انھوں نے کہا کہ میں نے ایک دن دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ
	علیہ وآلہ وسلم فی النوم ذات	علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت کے بال بکھرے
	یوم نصف النہار اشعث اغبر بیدہ	ہوئے اور گرد آلودہ ہیں اور دست مبارک میں ایک شیشہ
	قارورۃ فیھا دم فقلت ماھذہ قال	خون سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے حضرت
	دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ	نے فرمایا حسینؑ اور اسکے اصحاب کا خون ہے، اسکو میں آج
	منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت	صبح سے جمع کر رہا تھا ابن عباس کہتے ہیں کہ اُس وقت کو
	فوجدت قد قتل ذلک الیوم ۳۶	یاد رکھا گیا آخر مجھے خبر ملی کہ اسی دن حسینؑ شہید ہوئے۔
آٹھویں	اخرج ابونعیم من طریق ابن	ابونعیم نے طریق ابن لہیعہ سے اور اس نے
	لھیعۃ عن ابی قبیل قال لما قتل الحسین	ابی قبیل سے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوئے
	احتزوا راسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ	اور اشقیا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوئے
	یشربون النبیذ فخرج علیھم قلم	پہلی منزل پر نبیذ پینے بیٹھے تھے ناگہاں غیب سے
	من حدید فکتب سطرا بدم	ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور اُس نے خون سے یہ لکھا

شعر — ترجمہ شعر

اترجوا امۃ قتلت حسینا — "کیا وہ لوگ جو حسینؑ کو قتل کریں،

شفاعۃ جدہ یوم الحساب — اُنکے نانا سے روزِ حشر شفاعت کی امید بھی رکھتے ہیں"

بھائیو! جناب شاہ صاحب کے کلام اور ان احادیث کے ساتھ اُن علما کے اقوال پر بھی نظر کرو جو یزید بن معاویہ کو خلیفہ برحق بتاتے ہین اور خود ہی انصاف کرو کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کی تعمیل یہی ہے کہ یزید سے فاسق و فاجر کو تو تمہارے علما امام مفترض الطاعت بتائین۔ اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت واجب ٹھہرائین۔ اور بیعت نہ کرنے سے باغی بتائین یہ اقوال ان علمائے اہلسنت کے ہین جو علما اعلام اور فضلا اعظام مین شمار کیے جاتے ہین۔ جنکے احکام اور فتوون پر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے

مختصر ان خاصان خدا کی مظلومی اور بیکسی۔ اور جور و تعدی کی روایتون اور حکایتون سے کتب سیر اخبار و احادیث مذہب اہلسنت مملو ہین اور ان باتون کو کل علمائے اہلسنت چھوٹے اور بڑے تسلیم بھی کرتے ہین۔ مگر بمضمون شعر

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز — ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

صرف اپنے مذہب کی بقا کے لئے مصائب آل رسولؐ سے چشم پوشی اور انکار کرتے ہین اور ہمہ تن ان کے چھپانے مین ساعی اور کوشان رہتے ہین۔ اور یہ سب اہتمام محض اصحاب کی خاطر کیے جاتے ہین تاکہ انکا پردہ فاش نہو۔ کیونکہ ان حالات اور تذکرات کے ذکر و اذکار سے سقیفہ بنی ساعدہ کے کارنامون پر روشنی پڑتی ہے اور ان کا اثر فضیلت صحابہ اور خلافت اولے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ہم نہین کہتے بلکہ یہ قول بھی خود تمہارے ہی علما و فضلا اعظام کا ہے۔ جیسا کہ علامہ سعدالدین تفتازانی

قول علامہ تفتازانی کہ ... ذکر ... کرنے سے اسلئے منع کرتے ہین کہ اگلے اوپر والون تک ... کا سلسلہ قائم ہوتا ہے

شرح مقاصد میں صاف صاف تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"آل رسول پر جو ظلم و ستم ہوئے ہیں وہ طشت از بام ہیں جو کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتے اور جن علماء نے اہلبیت رسول کے حالات اور واقعات کربلا بیان کرنے اور یزید کو برا کہنے کی ممانعت کی ہے۔ اس کا قوی سبب یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنے میں قوی اندیشہ اور خوف اس امر کا ہے کہ اس کے اوپر والوں پر لعن کرنے کا سلسلہ قائم ہو جائے گا۔ جیسا کہ رافضیوں میں رائج ہے۔"

علامۂ موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے:۔

ان ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی لسنۃ الثقات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث لہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسۃ والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول اللہ تذکروا لہا محامل وتاویلات بہا تلیق وذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی حق کبار الصحابۃ سیما المہاجرین منہم والانصار المبشرین

جو نزاعات اور مشاجرات مابین صحابہ واقع ہوئے اور جو زبان زد خلائق ہیں نیز کتب تواریخ میں مندرج ہیں اُن کا سبب بجز عناد و حسد و بغض اور طلب ریاست و خواہشات لذات نفسانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ نہ کل اصحاب معصوم تھے نہ یہ ضرور ہے کہ جو پیغمبر خدا صلعم کی صحبت میں رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو۔ علماء نے بسبب اس حسن ظن کے جو ان کو صحابہ کے ساتھ ہے۔ اُن مشاجرات اور نزاعات کی تاویل کی ہے اور دوسری باتوں پر ان کو محمول کر دیا ہے اور یہ انھوں نے اس وجہ سے کیا ہے کہ لوگوں کے عقیدے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار مبشرین بالثواب کے بارہ میں فاسد نہ ہو جائیں۔ رہا امر

بالثواب فی دار القرار واما اجری بعدهم
من الظلم علی اهلبیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم فمن الظهور بحیث لا مجال للاخفاء
ومن الشناعة بحیث لا اشتباہ علی الآراء اذ
تکاد تشهد به الجماد والعجماء ویبکی له من فی
الارض والسماء وتنهد منه الجبال وتنشق
الصخور ویبقی سوء عمله علی کر الشهور ومر الدهور
فلعنة الله علی من باشر او رضی او سعی
ولعذاب الآخرة اشد وابقی فان قیل فمن
علماء المذهب من لم یجوز اللعن علی یزید مع
علمهم بانه یستحق ما یربو علی ذلک ویزید
قلنا تحامیا علی ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی
کما هو شعار الروافض علی ما یروی فی ادعیتهم
ویجری فی اندیتهم فرای المعتنون بامر الدین
الجام العوام بالکلیة طریقا الی الاقتصاد
فی الاعتقاد وبحیث لا تزل الاقدام عن
السواء ولا تضل الافهام بالاهواء والا
فمن یخفی علیه الجواز والاستحقاق وکیف
لا یقع علیهما الاتفاق۔

کہ ان کے بعد اہلبیت رسالت مآب پر جو ظلم و ستم
کیا گیا (بعد کا لفظ صرف بقاء مذہب کی خاطر لایا گیا ہے۔
حالانکہ ظلم و ستم کی ابتدا انہیں سے ہوئی) ایسا اشتہار
بام ہے کہ اس کا اخفا ناممکن ہے پس خدا کی لعنت ہو
اُس شخص پر جو اس امر کا مرتکب ہوا۔ یا جس نے اسکا
ارتکاب کیا یا جو اُس پر راضی ہوا یا جس نے اسمین
سعی کی۔ اور یہ امر کہ بعض علماء مذہب نے یزید بن معاویہ
پر لعنت کرنا جائز قرار نہیں دیا۔ حالانکہ وہ جانتے
ہیں کہ وہ لعنت سے بھی زیادہ کا مستحق ہے۔ اسکی
وجہ یہ ہے کہ اُسکے اعمال شنیعہ پر مطلع ہونے اور
اُس پر لعنت کرنے سے یہ اندیشہ و خوف ہے کہ
اُسکے اوپر والون پر لعنت کا سلسلہ قائم
ہو جائیگا۔ جیسا کہ رافضیون کی محفلون مین رائج
ہے پس بلحاظ دور اندیشی و پیش بندی علماء
نے یزید پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے تاکہ یہ
سلسلہ اوپر والون کی طرف رہبری نہ کرے۔
ورنہ یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ باتفاق یزید پر
لعنت کرنا درست اور وہ اسکا مستحق ہے۔ پھر
کس لئے اسپر اتفاق نہ کیا جائے۔

قول امام غزالی

ابن حجر مکی صواعق مین لکھتے ہین :-

قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ روایۃ مقتل الحسن ؑ والحسین ؑ وحکایاتہ وماجری بین الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیھم

امام غزالی وغیرہ کا بیان ہو کہ واعظ پر فرزندان رسول یعنے حسنین ؑ کے قتل کا حال اور اصحاب کی باہمی عداوت ودشمنی کے حالات بیان کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس سے اصحاب کے حقیقی حالات معلوم ہوتے ہین اور اس سے لوگون کو اصحاب پر طعنہ زنی اور اُنسے بغض رکھنے کا موقع ملتا ہے۔

بھائیو! یہ باتین غصب حقوق وایذا رسانی اہلبیت رسول مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین جو خود محدثین ومحققین ومتکلمین ومفسرین وائمہ اہل سنت صغار وکبار کی زبان وقلم سے پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہین ان کو جھٹلانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ اور اپنے ہی ہادیان مذہب وملت بلکہ خدا ورسول کی تکذیب کرنی ہے ونعوذ باللہ۔ قولہ عز وجل

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذجاءہ (پ ۲۴ - ع ۱)

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے برخلاف جھوٹ بولے۔ اور سچ کو جب اسکے پاس آئے جھٹلائے۔

شاہ صاحب نواب محسن الملک اور جناب شبلی صاحب بھی کے اقوال سے بطلان مذہب اہل سنت ثابت ہو

غرض جبکہ اہلسنت کے مذہب کی حقیت اور بطلان کا دار ومدار اصحاب ممدوحین کی بھلائی اور برائی پر ہے تو جو کچھ ان کے حالات وواقعات اسناد کے ساتھ اس جلد مین لکھے گئے ہین۔ ان کو چشم انصاف سے ملاحظہ کرین کہ خود انھین کے علمار صحابہ کبار کے حالات جو منافی ایمان واسلام ہین کس شدومد اور توضیح وتصریح سے قلمبند کر گئے ہین اور ان کی حرمت وفضیلت اور ایمان واعتقاد پر کیسے کیسے گل کھلا گئے ہین۔ اگر قطع نظر اقوال دیگر علمار صرف اپنے ہی ایسے مرشد زبدۃ العارفین

خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے ارشاد

"مذہبی کہ مخالف این دو عظیم القدر قرآن واہلبیت، باشد عقیدۃً وعملاً باطل وناسبزست

وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین ست"

پر غور کرین تو حضرت پیر و مرشد ہی کے قول سے ان کے مذہب کا بطلان ثابت ہے اس لئے کہ

اسکا دارومدار صرف اصحاب کی پیروی پر ہے جنکی اتباع کا حکم نہ خدا نے دیا نہ رسول نے اور جب کہ

اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرکے آل رسول سے منحرف ہوگئے تو بدلیل

قولہ تعالیٰ

ومن یعص اللہ ورسولہ — جس شخص نے خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی

فقد ضل ضلالاً مبیناً — کی یقیناً کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہوچکا۔

انکی پیروی عین خطا ہے ؎

خلافِ پیمبر کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

علی ہذا نواب محسن الملک بھی صاف صاف ان الفاظ مین کہ

"جو باتین غصب حقوق اہلبیت کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح سمجھی جائین تو

اُنسے کل مہاجرین انصار اور اصحاب نبوی کا اسلام وایمان سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے"

اصحاب عام وخاص کو اسلام سے خارج کر گئے ہین۔ اور جن اصحاب کی جانب سے وہ باتین جو باعث

ایذا ورنج وملال اہلبیت رسالت ہوئین وقوع مین آئین وہ خود کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہین

جن کو ہم بیان کر آئے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے آل رسول کو ایذا دی۔ اُسنے رسول اللہ

کو ایذا دی۔ جس نے رسول اللہ کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی۔ جس پر متعدد حدیثین شاہد

ہین۔ از انجملہ یہ ہین:۔

پہلی روی عن مجاهد قال خرج رسول الله صلی الله علیہ والہ وسلم اخذ ا بید فاطمہؑ فقال من عرف هذه فقد عرفها ومن لم یعرفها فهی فاطمہ بنت محمد وهی بضعة منی وهی قلبی وهی روحی من اذاها فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله اخرجہ ابن عساکر (ارجح المطالب ۲۳۵)

مجاہد کہتے ہیں جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ میری بیٹی اور میرے جگر کا ٹکڑا میرا دل اور میری روح ہے جس نے اس کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے مجھے ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی۔

دوسری عن علیؑ قال رسول الله صلی الله علیہ والہ وسلم قال لفاطمة یا فاطمة ان الله یغضب بغضبك ویرضی برضاك اخرجہ ابو یعلی والطبرانی والحاکم ابو نعیم (ایضا)

جناب علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب مین آتا ہے۔ اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

اور جناب رسول اللہ صلعم کے ایذا دینے والون کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

(۱) ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا۔

یعنی جسنے خدا اور اُسکے رسول کو ایذا دی اُس پر دنیا اور آخرت مین پھٹکار ہے۔ اور اُس کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

(۲) والذین یؤذون الله ورسوله لهم عذاب الیم

اور جو لوگ اللہ کو اور اُسکے رسول کو ایذا دیتے ہین۔ اُنکے لئے عذاب دردناک ہے۔

جو کچھ اصحاب کی نسبت جناب بھائی صاحب نے فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی فیصلہ شمس العلماء شبلی نعمانی کا بھی ہے۔ یعنی

"اگر حضرت عمران باتون مین جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین دخل دیتے تو بزرگ ماننا درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرہ سے بھی باہر سمجھتے"

اور حضرت عمر کا امور رسالت مین دخل دینا بھی ہم حسب اقوال علمائے کرام اہلسنت ثابت کرائے ہین۔ اور آئندہ بھی بہت کچھ ثبوت پیش کرینگے انشاء اللہ تعالی

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف و اختلاف اور مخالفت و مزاحمت کرنیوالون کی نسبت اللہ جل شانہ یارشاد فرماتا ہے۔

(۱) ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله ومن يشاقق الله ان الله شديد العقاب۔ پ ۲۸ س حشر

یہ اسلئے کہ انھون نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی اور جس نے اللہ کی مخالفت کی تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے

(۲) الم يعلموا انه من يحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فيها ذلك الخزي العظيم پ ۱۰ س توبہ

کیا انھین معلوم نہین کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہین ان کیلئے جہنم کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور یہ بہت ہی بڑی رسوائی ہے۔

پس جبکہ اصحاب ممدوحین کا کچا چٹھا آپ پر کھل گیا اور جن علماء پر آپ کو ناز ہے۔ جن کی تصنیفات و تالیفات کو آپ اپنے دین و مذہب کا ستون سمجھتے ہین وہی اصحاب کے متعلق یہ قول فیصل کر گئے ہین۔ اور ایسے ایسے فتوے دے گئے کہ جن سے کوئی مسلمان انکار ہی نہین کر سکتا تو ان کے اقوال پر عمل کرو اور ایسی جلی شہادتون کے بعد اپنے ان علماء کی ہدایت کو ضلالت سمجھو

جو خدا اور رسولؐ کے احکام کو پس پشت ڈال کر تم کو یہ نصیحت کرتے ہین کہ:-

"روش اہلسنت والجماعت آنست کہ صحابہ را بجز بخیر یاد نہ کنند و آنچہ از ایشان در مشاجرات و محاربات و تقصیر در حقوق اہلبیت نبوی در رعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از آن اغماض کنند و تغافل ورزند و گفتہ ناگفتہ و شنیدہ ناشنیدہ انگارند"

ہدایت و نصیحت

اگر خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہو تو حق و باطل کھل جانے کے بعد ایسی نصیحتون پر عمل کر کے اپنے آپ کو آیہ کریمہ:-

(۱)	اتخذوا احبارھم ورھبانھم	انھون نے اپنے پیرون اور درویشون کو
	اربابامن دون اللہ	اپنا رب بنالیا۔

کا مصداق نہ ٹھہراؤ۔ آخر کار ایک دن خدا کے سامنے جانا اور حساب دینا ضرور ہے قولہ تعالےٰ

(۲)	واتقوا اللہ واعلموا انکم الیہ	اور ڈرو اللہ سے اور یقین جانو کہ تم اسکی
	تحشرون	طرف اٹھائے جاؤ گے۔"

وہان پیری و مریدی کے یہ راز و نیاز کچھ کام نہ آئینگے بلکہ اُسدن مرید اپنے پیرون سے اور پیر اپنے مریدون سے بیزاری کرینگے۔ قولہ تعالےٰ

اذ تبرأ الذین اتبعوا من		کیا وہ شدید وقت ہوگا جب پیشوا لوگ اپنے
الذین اتبعوا ورا و العذاب وتقطعت		پیرون سے پیچھا چھڑائین گے۔ اور اپنی آنکھون
بھم الاسباب	(۲) پ (سورۂ بقر) ع	سے عذاب دیکھین گے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات
		منقطع ہوجائین گے

اور مرید اپنے پیرون کی نسبت یہ کہینگے:-

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا	اور کہینگے اے پروردگار ہمارے یقیناً ہم نے

وکبراءنا فاضلونا السبیلاہ — اپنے سرداروں اور اپنے بڑے بڑوں کی طاعت

(پ ۲۲ س احزاب ع ۸) — کی پس اُنھوں نے ہم کو راہ راست سے بھٹکایا

اگر چاہتے ہو کہ آپکا بیڑا پار ہو تو اس حدیث پر

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ — میرے اہلبیت کی مثال مثل کشتی نوح

نوح من رکب فیھا نجی ومن تخلف — کے ہے جو اُسپر سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جس نے

عنھا غرق وھوی — اس سے کنارہ کیا غرق اور ہلاک ہوا۔

عمل کر کے اِس جماعت سے جسکی بدولت جہاز آل رسولؐ و اولاد بتولؑ غرق ہوا جس سے آئینہ ایمان و اسلام کو زنگ لگا۔ الگ ہو جاؤ اور زمرۂ مومنین میں جسکو خدائے پاک نے اپنے فضل و کرم سے اولئک ھم المھتدون فرمایا ہے ملجاؤ

بیا بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

آخر

نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک — رہوگے یونہیں فارغ البال کب تک

رہے گی نئی پود پامال کب تک — نہ چھوڑوگے یہ بھیڑیا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کر دو

تعصب کے شعلے کو خاموش کر دو

آل رسولؐ کو اپنا ہادی و امام نہ سمجھنے اور اُن سے متمسک ہونے کا تاسف اور غم کب اُس وقت ہوگا جس وقت آپ پر یہ حالت طاری ہوگی

کلا اذا بلغت التراقی — "جب کہ جان ہنسلی تک پہنچے گی"

وقیل من راق — "اور کہا جائے گا کہ کون افسون کرنے والا ہے"

وظن انہ الفراق — "آدمی سمجھے گا کہ اب جدائی ہوتی ہے"

والتفت الساق بالساق — "اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹی ہوگی"

الی ربک یومئذ المساق — "تیرے پروردگار کی طرف کھنچکر جانا ہوگا"

فلا صدق ولا صلّٰی — "نہ تو نماز پڑھی نہ تصدیق کی"

ولکن کذب وتولّٰی — "بلکہ جھٹلایا اور منھ موڑا"

ثم ذھب الی اھلہ یتمطی — "پھر اپنے لوگوں کی طرف اینٹھتا ہوا گیا"

اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی — "ویل ہے تیرے لئے، پھر ویل ہے تیرے لئے"

اُسوقت اس خوابِ غفلت سے ہوشیار ہوگے۔ اور حسرت سے کہوگے کاش خدا پھر ہم کو دنیا مین لوٹا دے تاکہ ہم حسب حدیث رسولؐ قرآن اور آل رسولؐ سے متمسک ہوکر زمرۂ مومنین مین شریک ہوجائین۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ تم کو آگاہ فرماتا ہے:۔

وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ — اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوجاؤ

من قبل ان یاتیکم العذاب ثم — اور اسکی فرمانبرداری کرو مگر اس سے پہلے کہ تمپر

لا تنصرون ۰ واتبعوا احسن ما انزل — غضب نازل ہو۔ پھر تم کو کسی طرف سے مدد نہ پہنچ سکے

الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم — تمھارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی باتین نصیحت کی

العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ۰ — تمپر نازل ہوئی ہون اُنپر چلو قبل اسکے کہ یکایک تم پر

ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت — عذاب نازل ہو۔ جبکہ تم کو اسکے آنے کی خبر بھی نہ ہو

فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین — کہین ایسا نہو کہ آخر کار تم مین سے کوئی کہنے لگے کہ افسوس

او تقول لو ان اللہ ھدانی لکنت — میری اس کوتاہی پر جو مین نے بھی پاس خدا رکھنے مین کی

من المتقین ۰ او تقول حین تری — اور مین تو ان باتو نپر ہنستا ہی رہا۔ یا کوئی عذاب کو آتا دیکھکر کہنے لگے

العذاب لوان لی کرۃ فاکون من المحسنینؐ کہ اگر کاش مجھ کو دنیا مین پھر لوٹ کر جانا نصیب ہو

بلیٰ قد جائتک ایاتی وکذبت بھا تو مین بھی نیک بنکر نیکون کے زمرے مین رہون

واستکبرت وکنت من الکافرین ۝ اُسوقت خدا اُس سے فرمائے گا۔ ہان ہمارے احکام

(پ ۲۴ ۔ س الزمر) تجھکو پہونچے اور تو نے جھٹلایا اور اکڑ بیٹھا ، اور

(ع ۲) کافرونمین سے ایک تو بھی ہو گیا"

پس لازم ہے کہ اس سفر سے پہلے حسب ارشاد باری تعالیٰ۔

یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی اور اُس کے حضور مین وسیلہ بہم پہونچاؤ اور اسکی

سبیلہ لعلکم تفلحون پ ۶ مائدہ ع راہ مین جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ"

ایسا وسیلہ پکڑو جسکے ساتھ حق ہو۔ اور وہ حق کے ساتھ ہو۔ جو نہ قرآن سے جدا ہو۔ اور نہ جس سے قرآن جدا ہو۔ وہ وسیلہ حبل المتین نفس رسول رب العالمین خاتم الوصیین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المحجلین سید العارفین امام البررۃ۔ قاتل الکفرۃ مظہر العجائب والغرائب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

۔ کہا رسول نے بازو پکڑ کے حیدر کا مدینہ علم کا تو مین ہون اور باب یہ ہے

جسے پہونچنا ہو مجھ تک وہ راہ اس سے رکھے خطا کے اور ہین رستے رہ صواب یہ ہے

اسی وسیلہ سے تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی پار لگے گی اور تم کو بروز حساب حسب آیہ شریفہ

ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۝ "نہ کسی طرح کا ڈر ہوگا۔ اور نہ کچھ غم و ملال"

کچھ غم نہ ہوگا۔

نیست پرسش نیست خوفِ روزِ حشر — چون تو ہستی از برای عاصیان فریاد رس

اگر یہ وسیلہ چھوڑ دیا تو بروز حشر دست تاسف ملوگے اور بحسرت و ندامت یہ کہوگے

یالیتنی اتخذت مع الرسول — کاش رسول اللہ کے ساتھ میں بھی (دین کا

سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا — "سیدھا) راستہ پکڑتا۔ ہائے افسوس کاش فلاں شخص کو

خلیلا۔ پ۱۹۔ س الفرقان۔ ع۳ — اپنا دوست نہ بناتا"

آگاہ ہو کہ وہاں یہ سوال و جواب بھی ہوں گے

کلما القی فیھا فوج سألھم — جب ایک فوج جہنم میں ڈالی جائے گی نگہبان

خزنتھا الم یاتکم نذیر قالوا — اُن سے پوچھیں گے کہ آیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے

قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا — والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہاں ہمارے پاس

ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی — آیا تو تھا ضرور مگر ہم نے اسکو جھٹلا دیا اور کہدیا تھا کہ

ضلال کبیر — اللہ نے کوئی چیز نہیں اُتاری ہے تم خود ہی بڑی

(پارہ ۲۹۔ سورۃ الملک) — گمراہی میں ہو۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

قولہ تعالے

قد جاءکم بصائر — بتحقیق تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیلیں

من ربکم فمن ابصر فلنفسہ — آچکی ہیں پس جس نے (انھیں) دیکھا (اُسکا فائدہ)

ومن عمی فعلیھا وما انا علیکم — اُسی کے لئے ہے اور جو (اُن سے) اندھا ہوا (اُسکا

بحفیظ — ضرر) اُسی پر ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں

(پ۷۔ سورۃ الانعام۔ ع۱۵)

الحمد للہ علی احسانہٖ کہ اسکی توفیق و تائید سے آیات محکمات کی پہلی جلد ختم ہوئی

اگرچہ یہ جلد آیات بینات کے صرف تو مضمون کے جواب مین ہے۔ مگر مضامین مندرجہ کے ملاحظہ سے

معزز ناظرین پر روشن ہوگا کہ مین نے صرف آیات بینات ہی کے جواب پر قناعت نہین کی ہے

بلکہ ضمناً ان تاریخی واقعات اور حالات پر بھی نظر ڈالی ہے جن سے نا واقف لوگون کو آگاہ کرنا

ضرور تھا یعنے اللہ جل شانہ کی جو غرض بعثت سید الاصفیاء خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے

تھی کہ لوگ شرک و کفر کی تاریکی سے نکالے جاکر ایمان و اسلام کی روشنی مین لائے جائین۔ اور جو

کتاب خدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل کیگئی ہے اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا ہی

اُسپر اور روز آخرت پر صدق دل سے ایمان لائین کما قال اللہ عز وجل

الٓرٰ کتاب انزلناہ	اے رسول یہ کتاب ہم نے تمھارے پاس
الیک لتخرج الناس من الظلمات	اس غرض سے اُتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب
الی النور باذن ربھم الی صراط	لوگون کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی
العزیز الحمید	کی طرف نکال لاؤ (یعنی) اس زبردست لائق تعریف
(پ ۱۳ - س ابراھیم)	خدا کے رستے کیطرف لوگون کو نصیحت اور ہدایت کیجائے
(۲) ھو الذی بعث فی الامیین	وہی تو ہے جسنے جاہلون مین ان ہی مین کا
رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ و	ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتین
یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ	پڑھتا ہو اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور
وان کانوا من قبل لفی ضلال	عقل کی باتین سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے یہ
مبین ہ	لوگ صریحی گمراہی مین پڑے ہوے تھے۔

غرض اسکی باحسن الوجوہ آپ کی ہدایت و نصیحت سے حاصل ہوگئی کہ دنیا ایمان و اسلام

کے نور سے روشن و منور ہو گئی۔ مگر افسوس ہے کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنکھ بند ہوتے ہی اصحاب نے احکام خدا و رسولؐ کے خلاف ورزی کر کے اپنی حرص و ہوا کو ایسا دخل دیا کہ جس سے ایک دین اسلام کے تہتر ٧٣ ٹکڑے ہو گئے۔ جن مین صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی ناری۔

لہذا اس امر کے تحقیق کرنے کی ضرورت ہوئی کہ اس تنزل کے اسباب کیا ہین اور کون لوگ اس تفرقہ اندازی اور خرابی کے باعث ہوے۔ نیز یہ اہم مسئلہ بھی قابل غور تھا کہ آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی جانشین کی جو حافظ شریعت ہو ضرورت تھی۔ اگر تھی تو وہ جانشین منصوص من اللہ ہونا چاہیے تھا یا اجماع امت سے کیا خود جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے حین حیات مین کسی کو اپنا جانشین کر گئے تھے۔ اگر کر گئے تھے تو کیا کل اُمت نے اس کی اطاعت و متابعت کی۔ ہر چند کہ بعد رسول مقبول صلعم تا وقت زوال سلطنت مغلیہ عنان خلافت و حکومت خود مسلمانون ہی کے ہاتھ مین رہی۔ مگر تمام خلفاء و سلاطین بالخصوص آل رسولؐ و اولاد بتولؑ ہی کے دشمن کیون رہے جسکا اثر اب تک باقی ہے ؎

ستایا سب کو بنا ڈالی غدر کی افسوس   ستمگرون نے نہ کچھ ان کی قدر کی افسوس

اور دشمنی و عداوت بھی وہ کہ جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی ؎

رسولؐ و فاطمۂ زہرا کا گھر تباہ کیا   نہ پاس حرمت پیغمبرؐ آہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا   شہید گیارہ اماموں کو بیگناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا ایک ایک ہرا شجر کاٹا
کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

علاوہ برین دیگر واقعات و حالات مثل خلافت سقیفہ و اتلاف حقوق اہلبیت نبوی مثل

ضبطی فدک وخمس ومیراث وجنگ جمل ونہروان اور واقعات کربلا وغیرہ معرکۃ الآرا مسائل ایسے ہین جنپر روشنی ڈالنے کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ ان امور مین سے کچھ تو اس جلد مین مذکور ہوئے ہین باقی دیگر مجلدات مین لکھے جائین گے انشاء اللہ تعالیٰ

اگرچہ اس جلد مین جو حالات اور واقعات از روئے کتب اہل سنت درج کئے گئے ہین وہ اجمالاً لکھے گئے ہین تاہم ان سے بھی مذہب اہلسنت وجماعت کا بجائے قرآن وحدیث اصحاب کے اقوال پر قائم ہونا۔ اصحاب کا امور شریعت مین اپنے قیاس پر عمل کرنا۔ احکام رسالت سے عدول کرنا۔ امور رسالت ونبوت مین حجت وتکرار کرنا۔ وصی رسولؐ وبضعہ رسولؐ کو ایذا دینا حقوق اہلبیت نبویؐ ساقط کرنا۔ ان خاصان خدا کی توہین کرنا۔ اُن کو تباہ وتاراج کرنیکے اسباب فراہم کرنا۔

یہ سب باتین خود انھین کی کتابون سے اور انھین کے علماء کرام وفضلائے عظام کے اقوال سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ بخوبی ثابت ہو چکی ہین پس جو چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے اور جس کے دل مین ایمان کا درد ہے اُس سے تو یہ توقع ہو سکتی ہے کہ حالات اور واقعات مندرجہ پر غور کر کے اپنے ایمان اور اعتقاد کی اصلاح کرے گا۔ کما قال اللہ عزوجل

فذکران نفعت الذکری سیذکر من یخشیٰ — "جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو ڈرتا ہو وہ جلد سمجھ جائے گا"

البتہ جو آیہ کریمہ :-

کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون — نہین بلکہ اُن کے کرتوتون نے اُنکے دلون مین زنگ لگا دیا ہے

کے مصداق ہین۔ اور اپنی حرص وہوا کے پیچھے نہ خدائے پاک کی شہادتون کو مانتے ہین۔ نہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون کو سنتے ہین۔ نہ اپنے ہی ائمہ کرام وعلماء عظام کے اقوال کو دیکھتے ہین۔ اور نہ اُن پچھلی اُمتون ہی کے حالات سُنکے جو خدا اور انبیاء مرسلین سے سرکشی

اور نافرمانی کر کے عذابِ شدید میں مبتلا ہوئے کچھ عبرت حاصل کرتے ہیں اور اصحاب کی مودت محبت میں آیہ کریمہ

وما یاتیھم من ذکر الرحمٰن محدث الا | اُنکے پاس خدا کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہیں
کانوا عنہ معرضین ۞ فقد کذبوا فسیاتیھم | آتی کہ اُس سے روگردان ہوتے ہوں اُنھوں نے یقینا
انبؤا ما کانوا بہ یستھزؤن ۞ | جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے
(پ۱۹ س الشعراء ع۱) | اسکی خبریں اُنکے پاس آجائینگی۔

کو پس پشت ڈالتے ہیں ان کی توجہ خدا و رسولؐ کے احکام کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے ؎

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس | دربند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اگرچہ جو حالات اور واقعات اس جلد میں لکھے ہیں اور جو دلائل اسکے متعلق پیش کئے ہیں وہ ایک طالب حق کیلئے بہت کافی ہیں تاہم ابھی ہم کو بہت کچھ لکھنا اور پیش کرنا ہے چونکہ حضرت شاہ صاحب نے بعض آیات پاک سے مثل "محمد رسول اللہ والذین معہ الخ" کنتم خیر امۃ، فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم، والسابقون الاولون، لقد رضی اللہ عن المومنین" ودیگر آیات سے اصحاب ممدوحین کے فضائل کا استدلال کیا ہے۔ اور ان آیتوں کو انھیں کی شان میں بتایا ہے۔

اور جناب بھائی صاحب نے بھی برادران اہل سنت کو خوش کرنے کے لئے بلا تحقیق اس امر کے کہ ان آیات پاک کا منطوق ان حضرات کے حالات کے لحاظ سے اُن پر صادق آتا ہے یا نہیں اور جناب شاہ صاحب کے رنگ میں مل گئے ہیں۔ لہذا اُن کی رد بتائید ایزدی حسب اقوال محدثین کرام ومفسرین عظام اہل سنت آیات محکمات کی جلد ثانی میں کی گئی ہے۔ نیز علمائے اہلسنت نے ان آیتوں کو اصحاب ممدوحین کے حق میں منطبق کرنے میں جو کچھ تحریفات معنوی اور توجیہات و تلبیسات کئے ہیں اُن کا بھی انکشاف اس طور سے ہوا ہے کہ ناظرین حق پسند بیساختہ

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا "کہو حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہوگیا بیشک باطل مٹنے والا ہے"

کہنے لگین۔ یہ دوسری جلد جس مین یہ معرکۃ الآرا مباحث مذکور ہین قابل ملاحظہ ہوگی انشاء اللہ المستعان

ہرچند کہ اس جلد اور دیگر مجلدات کی تالیف مین سالہا سال کی بفحوائے ؎

سختی سہی کہ دم پہ بنی اسکے عشق مین کرتا رہا ہون کوہکنی اسکے عشق مین

جانفشانی اور جانکاہی کر رہا ہون مگر الحمد للہ ع

"شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم"

اور یہ محض تائید غیبی ہے کہ مجھ ہیچمدان کی زبان و قلم سے یہ سترگ و اہم کام انجام کو پہونچا ورنہ :-

"من آنم کہ من دانم"

متوقع ہون کہ بفحوائے

انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔ یہ کو نہ دیکھو کہ کسنے کہا ہے۔

بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

حق سبحانہ تبارک و تعالی معزز ناظرین و سامعین کو عمل کی اور مجھے باقی مجلدات کے طبع اور اشاعت کی جنکے مسودہ تیار ہین توفیق عطا فرمائے۔

حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

"خدا ہمارے لئے کافی اور اچھا کارساز اور اچھا مالک و اچھا مددگار ہے"

تمت بالخیر

خاتمۂ طبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین وہ در بے بہا جسکے ضو کی طرف مُدت سے آنکھین مشتاق تھین، صدف خمول و بحر کمون سے باہر آکر کحل البصر اولی الابصار ہوا اور وہ آفتاب جہان تاب جسکے غروب سے قلوب اہل دل مضطرب و بیتاب تھے اُفق ظہور پر جلوہ گر ہوا اور وہ ماہ شب چہاردہ جسکے نظارہ کا ولولہ ناظرین کو ہمہ تن تصویر کیے ہوے تھا رونق بخش اہل نظار ہوا اور وہ آب حیات جو تعطشان حیات جاودانی کو جان بلب کیے ہوے تھا دستیاب ہوا یعنی کتاب مستطاب **ایات محکمات** بجواب آیات بینات چھپکر شایع ہوئی ہرچند آیات بینات کا جواب ہو چکا تھا اور چھپ بھی چکا تھا، لیکن اس جواب کا اشتیاق بیحد زیادہ تھا کہ جس گھر سے آیات بینات شایع ہوئی تھی اسی گھر سے جواب بلکہ جس شجر کی ایک شاخ سے آیات بینات نکلی اسی شجر کے دوسری شاخ سے ایات محکمات پیدا ہوئی یعنی جناب ذی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل ذو المجد الراسخ والفضل العلی الشامخ جناب مولوی سید امیر حسن صاحب زاد مجدہم المتراحب نے نہایت جانفشانی اور کوشش بلیغ سے جواب اپنے بڑے بھائی کی کتاب کا تحریر فرمایا اور ایک عرصہ دراز سے چھاپنے کا قصد تھا لیکن عوائق زمانہ سے اور کل امر مرھون باوقاتہ کے اثر قوی سے آجتک ملتوی رہا لیکن اس زمانے مین بحمد اللہ جناب مصنف نے بصرف زر کثیر کمال اہتمام سے خوشخط و تصحیح کامل کراکے شایع کیا ہرچند فی الحال صرف ایک جلد تیار ہو سکی ہے جو ناظرین کی خدمات مین پیش ہے باقی مجلدات آیندہ انشاء اللہ ہدیہ ناظرین ہونگے۔ اس کتاب کی خوبی قسمت یہ ہے کہ اسکے بعض مقامات کو بنجنب رائش مصنف جناب **ناصر الملۃ** دام ظلہم العالی نے ملاحظہ فرمایا اور پسند کیا۔ مومنین کو چاہیے کہ اس جلد کو براہ قدردانی بعجلت تمام خرید فرمائین تاکہ مصنف دام ظلہم کی ہمت بڑھے اور جو قیمت مومنین سے وصول ہو وہی وسیلہ باقی مجلدات کی اشاعت کا قرار پائے اور کتاب پوری شایع ہو جائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

الراقم الاثم الاحقر شیخ جعفر حسین عفی عنہ

قطعہ تاریخ نخبۃ البلغاء العظام اسوۃ الادباء الفخام سابق غایات الادب
ومالک ازمۃ لسان العرب جناب سید حامد حسین صاحب ادیب دام فضلہم العالی
مصحح کتاب ہذا

اے مولوی امیر حسن صاحب یقین — وے دُرّۂ خزانۂ عزت بے ثمین

ذو المجد والمفاخر والزہد والتقی — داری نشان سجدۂ خلاق بر جبین

بنوشتہ کتاب بعلم کلام نغز — ہر حرف حرف وے بحلاوت چو انگبین

تاریخ طبع کرد بہجری رقم براو — سید کہ بد بصحت و طبعش ترا معین

اے آسمانِ عز و جلالت بکن نگاہ

آیات محکمات نماید چو مہر دین

۱۳۴۴ھ

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سے

جملہ علوم کی کتابیں فرمائش آنے پر بذریعہ وی پی روانہ کیجاتی ہیں

جسکی

فہرست مفت طلب فرمایئے